قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے والا ہے
تعاقبِ قادیانیت
از
استاذ المناظرین امام اہل السنۃ حضرت مولانا
عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
پسند فرمودہ:
سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
رائے گرامی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ
محقق العصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ
مفکر اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم
ترتیب و تدوین
مولانا بلال احمد
مدرس ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چنیوٹ
مولانا مجبوب احمد
مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

# تعاقب قادیانیت

از


استاذ المناظرین امام اہل السنۃ حضرت مولانا

**عبدالشکور فاروقی لکھنوی** ؒ


پسند فرمودہ:

**سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی** ؒ

رائے گرامی

- خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ
- محقق العصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ
- مفکر اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم
- شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم

ترتیب و تدوین


**مولانا بلال احمد**

مدرس ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چنیوٹ

**مولانا محبوب احمد**

مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا



المشرق للنشر والتوزیع
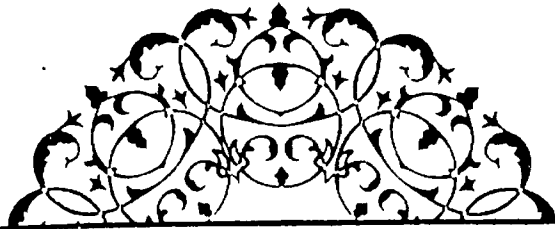
نام کتاب ................ تعاقب قادیانیت

ترتیب وتدوین ................ حضرت مولانا بلال احمد
حضرت مولانا محبوب احمد

اشاعت اول ................ نومبر 2013ء

سرورق ................ وسیم گرافکس

ناشر ................ المشرق

قیمت ................

باہتمام

محمد طارق جاوید


0321-2565051

# تعارفی کلمات

## صیحہ رنگون بر پیروان دجال زبوں (ستمبر 1920ء)

از

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ

خواجہ کمال لاہوری مرزائی نے انگلش ترجمہ قرآن کیلئے چندہ مہم شروع کی تو رنگون سے اس زمانہ سولہ ہزار کی خطیر رقم بطور چندہ دی گئی لیکن جب وہ انگلش ترجمہ شائع ہوا تو گراں قیمت پر فروخت کیا گیا۔ اس ترجمہ میں تمام قادیانیت کے خرافات بھرے ہوئے ہیں اسلام اور ترجمہ قرآن کے نام پر یہ چندہ وصول کر کے اسکے ذریعہ مرزائیت کے باطل نظریات کی ترویج کی گئی۔ اگر صرف رنگون سے سولہ ہزار کی رقم پہنچی تو پورے ملک اور دیگر ممالک کے مسلمانوں نے کس قدر امداد فراہم کی ہوگی لیکن یہ سب دجل فریب اسلام کے نام پر ہو رہا تھا۔ رنگون میں صرف دو چار گھر مرزائیوں کے تھے۔ خواجہ صاحب نے بعض اہل رنگوں سے خط و کتابت کر کے رنگون جانے کا پروگرام بنایا۔ مقصد دو تھے اول صوبہ برما میں مرزائیت کی اشاعت، دوم مسلمانوں سے چندہ، رنگون کے بعض تاجران نے کم از کم ایک لاکھ چندہ فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

خوش قسمتی سے رنگون میں جمعیت العلماء قائم تھی اور کئی مدارس اسلامیہ جنکی وجہ سے علمائے کرام کی جماعت رنگون میں مقیم ہے۔ علمائے کرام نے مسلمانوں کو خبردار کرنے کیلئے مرزا اور مرزائیت کا اصلی چہرہ دکھانے کیلئے اشتہارات شائع کر کے سارے شہر میں چسپاں کر دیے جن سے فی الجملہ مسلمانان رنگون کو مرزائی مذہب سے واقفیت حاصل ہوئی لیکن علماء نے اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ طے کیا کہ امام اہل السنۃ رئیس المناظرین مولانا عبدالشکور لکھنوی کو رنگون آنے کی تکلیف دی جائے چنانچہ مولانا مرحوم 7 محرم الحرام 1338ھ کو رنگون رونق افروز ہوئے ''صیحہ رنگون'' بر پیروان دجال زبون'' اسکی روئیداد ہے اور بڑی دلچسپ 146 صفحات پر مشتمل ہے جسمیں ایک مقدمہ، دو باب اور ایک خاتمہ ہے خاتمہ میں علمائے ہند کے قادیانی کی تکفیر پر فتاوے بھی۔ خط و کتابت اور مناظرہ کی دلچسپ داستان قابل مطالعہ ہے۔

منظور احمد چنیوٹی

۲-۳-۹۹

# فہرست

# رائے گرامی

## خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں، ضلع میانوالی

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَاِرْسَالِ التَّسْلِيْمَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ.

برصغیر پاک و ہند میں حق جل مجدہٗ نے دینِ اسلام کے ایک ایک شعبہ کے احیاء کے لئے عظیم شخصیات پیدا فرمائیں، جن میں سے ہر ایک شخصیت اپنی ذات میں ایک انجمن تھی، جنہوں نے صدیوں کا کام سالوں میں کیا۔ انہی مقتدر شخصیات میں سے ایک نام حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کا بھی ہے، حق تعالیٰ نے آپ کو گوناگوں صفات سے نوازا تھا۔ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ عظمت و دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے وقف رہا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بعد برصغیر میں عظمت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عنوان سے سب سے زیادہ کام آپ کا نظر آتا ہے۔

عظمت و دفاع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی آپ نے تحریراً و تقریراً گراں قدر کام کیا۔ ختم نبوت جیسے عظیم عنوان پر آپ کے کچھ یادگار مناظرے اور تحریریں ہیں۔ موجودہ نوجوان طبقہ کو اس کا شاید کماحقہٗ تعارف ہی نہ ہو، مدت سے یہ چیزیں نایاب تھیں۔ حضرت رحمہ اللہ کے پون صدی قبل شائع ہونے والے علوم و معارف کو نئی ترتیب و تدوین سے شائع کرانا انتہائی مفید و اہم ہے۔ یہ اہم کام حق تعالیٰ نے مولانا بلال احمد سلمہٗ اور مولانا محبوب احمد سلمہٗ سے لیا۔ ہمارے محترم و مکرم مشہور محقق حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم محمدی شریف ضلع جھنگ اور عزیزم مولانا مفتی محمد طاہر مسعود زید مجدہم مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کی سرپرستی میں یہ دونوں بھائی ماشاء اللہ اہم اور عمدہ کام کر رہے ہیں۔

خدا کرے کہ مولانا لکھنوی رحمہ اللہ کا مکمل تحریری مواد ایک مرتبہ پھر منصۂ شہود پر آجائے۔ زیر نظر مجموعہ مولانا لکھنوی رحمہ اللہ کے ختم نبوت کے عنوان پر نایاب مناظرے، رسائل اور مضامین

پر مشتمل ہے۔ ختم نبوت کے مبلغین، کارکنوں اور عوام الناس کے علاوہ علماء اور طلباء کے لئے بھی اہم علمی دستاویز ہے۔ اس کی قدر دانی کرنی چاہئے۔ فقیر انہیں اس جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور حق تعالیٰ سے قبولیت و نافعیت کے لئے دعا گو ہے۔ حق تعالیٰ مرتبین، سرپرست حضرات اور ناشرین وغیرہ سب کو اپنی بارگاہ سے بہتر سے بہتر بدلہ نصیب فرمائیں۔ حضرت لکھنوی رحمہ اللہ کے صدقات جاریہ میں اضافہ فرمائیں۔ آمین!

والسّلام
**فقیر ابوالخلیل خان محمد** عفی عنہ
۱۵/ذیقعد ۱۴۲۷ھ

# رائے گرامی
## محقق العصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدالله وحده والصلوة والسلام علیٰ من لانبی بعده. امابعد

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ جید عالم اور ہمہ جہت مناظر تھے، برصغیر پاک و ہند میں اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی خدمت کا بہت بڑا کام لیا ہے، آپ کا اصل موضوع تو رد رفض اور عظمت صحابہ کا تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر فتنوں قادیانیت وغیرہ کا بھی خوب تعاقب فرمایا۔ ہمارے عزیزان مولانا بلال احمد اور مولانا محبوب احمد نے حضرت کے ختم نبوت کے موضوع پر نایاب رسائل ومناظرے اور مضامین یکجا کئے ہیں جو انتہائی عمدہ کاوش ہے، اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ مالک کریم ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

دعاگو
ناچیز **محمد نافع** عفا اللہ عنہ
محمدی شریف۔ ضلع جھنگ
۲۷/محرم الحرام ۱۴۲۸ھ
16 فروری 2007ء

# رائے گرامی

## مفکر اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم

نحمده تبارك وتعالىٰ ونصلي ونسلم على رسوله الكريم
وعلىٰ آله واصحابه واتباعه اجمعين

مرزا قادیانی اور اس کے دجل وفریب پر مبنی خود ساختہ مذہب کے تعاقب اور رد وابطال میں اکابر علماء کرام نے ہر دور میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں، اور امت مسلمہ کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے گراں قدر جدوجہد کی ہے ان میں امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں اور اگرچہ ان کی علمی وعملی تگ وتاز کا اصل میدان رفض کی تردید رہا ہے۔ مگر قادیانیت کے غلط عقائد کے دجل سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے دوسرے اکابر کی طرح انہوں نے بھی نمایاں محنت فرمائی ہے، اس سلسلہ میں حضرت مرحوم کے بعض علمی رسائل کو شائع کیا جارہا ہے جو ایک علمی ورثہ کو نئی نسل تک منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ علماء کرام اور دینی کارکنوں کے لئے اس موضوع پر بیش بہا معلومات اور گراں قدر راہنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس اللہ سرہ العزیز کے وصال کے بعد ان کے فرزندان گرامی اور رفقاء اس محاذ پر جدوجہد کے تسلسل کو جس طرح قائم رکھے ہوئے ہیں وہ بلاشبہ اطمینان کا باعث ہے۔ عزیزان گرامی مولانا بلال احمد صاحب سلمہ مدرس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ اور مولانا محبوب احمد صاحب سلمہ مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے انتہائی محنت وکاوش سے اس مجموعہ کو ترتیب دیا ہے، حق تعالیٰ اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے، اور اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے استفادہ اور راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

**ابوعمار زاہد الراشدی**

سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل

یکم مارچ 2007ء

# رائے گرامی

## استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم

مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کے لئے ہر دور میں اپنے مقرب بندوں سے کام لیا ہے، جب فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا تو علماء حق نے اس کے تعاقب کا حق ادا کیا اور آج تک اس میدان میں سرگرم عمل ہیں، اکابرین میں سے امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قادیانیت کے تعاقب میں خصوصی کردار ادا کیا، اگرچہ آپ کا عملی میدان عظمت صحابہ تھا لیکن اس کے باوجود دیگر فتنوں کے خلاف بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق خوب کام کیا، حضرت کے ختم نبوت اور رد قادیانیت کے عنوان پر رسائل ومضامین کو عزیزم مولانا بلال احمد سلمہٗ مدرّس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ اور عزیزم مولانا محبوب احمد سلمہٗ مدرّس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے بڑی محنت اور شوق سے اکٹھا کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو شرف قبولیت بخشے، گم گشتہ راہ ہدایت کے لئے ذریعہ ہدایت اور مسلمانوں کے لئے ذریعہ استقامت بنائے، اور حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کو جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اس کار خیر میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لئے وسیلۂ مغفرت وبخشش بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

**محمد طاہر مسعود**

خادم الحدیث والطلبہ بجامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

ورکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۴ر محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

# رائے گرامی

جانشین سفیر ختم نبوت
## حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب مدظلہم ایم پی اے

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے، برصغیر میں جب انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے اپنے اقتدار کے دوام واستحکام کے لئے جذبہ جہاد کو ختم اور منسوخ کرنے کے لئے مرزا قادیانی کو نبی بنادیا، اس فتنہ کی شرانگیزی کو روکنے کے لئے کام کرنے والے علماء کرام کی فہرست بہت طویل ہے، اور ان کی قربانیاں بے نظیر ہیں، انہی میں سے امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ہیں، آپ کی شہرت تو رد رفض کے میدان میں ہے، مگر آپ نے دوسرے فتنوں کا بھی خوب تعاقب فرمایا ہے۔ آپ برصغیر میں موجود تمام فتنوں کے کامیاب مناظر تھے۔ ختم نبوت کے موضوع پر آپ کے رسائل، مناظرے اور مضامین کو ہمارے برادرم مولانا بلال احمد صاحب زید مجدہم اور عزیزم مولانا محبوب احمد صاحب زید مجدہم نے بڑی محنت، لگن اور مشقت سے اکٹھا کیا، ان کی تخریج اور مراجعت کر کے خوبصورت انداز میں ''تعاقب قادیانیت'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔ یہ ایک بہترین اور قابل ستائش کوشش ہے، اس سے پہلے ماشاء اللہ دونوں بھائیوں نے ہمارے والد گرامی قدر حضرت مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کے نایاب خطابات، رسائل اور مضامین کو کئی جلدوں میں شائع کیا ہے، اور اس حوالہ سے مزید محنت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان عزیزوں کی کوشش کو قبول فرمائے، زیر نظر مجموعہ ''تعاقب قادیانیت'' سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اسے ذخیرہ آخرت بنائے۔ اور عزیزان مرتبان کو مزید خدمات دینیہ مقبولہ کیلئے موفق فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

والسلام

(مولانا) محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) رئیس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

# سرگذشت

فتنۂ قادیانیت تاریخ اسلام کے خطرناک ترین فتنوں میں سے ایک ہے۔ جسے انگریز سامراج نے برصغیر پاک وہند میں اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے کھڑا کیا......

اس عظیم فتنہ کے مقابلے میں علماء حق نے بھی اپنے اسلاف کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے میدان عمل میں قدم رکھا اور ڈٹ کر مقابلہ کیا......اس میدان مین کام کرنے والے علماء کرام کی قربانیاں ایک طویل داستان رکھتی ہیں ......اور یہ سلسلہ اس فتنہ کے آخری فرد کی موجودگی تک جاری وساری رہے گا ان شاء اللہ۔ انہی اکابرین میں سے ایک امام اہل السنۃ رأس المناظرین، قدوۃ السالکین حضرت مولانا سید محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ مدیر ''النجم'' لکھنؤ بھی ہیں۔

حضرت استاذیم، سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اپنے طالب علمی کے زمانہ میں رسالہ ''النجم'' کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور اپنی مجالس میں اکثر اس کا ذکر بھی کرتے تھے...... اسی مطالعہ کی بدولت آپ نے مشکوٰۃ المصابیح والے سال ایک کامیاب مناظرہ بھی کیا جس میں فریق مخالف ناکام ونامراد ہوا۔ حضرت لکھنویؒ کے افادات ''صحیفہ رنگون......'' پر آپ کا (حضرت چنیوٹیؒ) ذاتی یاداشتوں میں پر مغز تبصرہ موجود ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ منکرین ختم نبوت کے تعاقب کیلئے یہ ایک قیمتی دستاویز ہے۔

امام اہلسنت اور النجم کا تذکرہ تو پہلے بھی سنتے چلے آرہے تھے مگر حضرت استاذیم علیہ الرحمۃ کی زبانی تعریف اور مدح نے النجم کی جستجو اور تلاش کے لیے ایک جذبہ اور شوق پیدا کیا۔ چنانچہ برادر عزیز مولانا محبوب احمد صاحب مدرّس جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا اور بندہ نے النجم کی پرانی فائلوں کو حضرت استاذیم علیہ الرحمۃ کی حیات ہی میں تلاش کرنا شروع کردیا......آپ کی وفات اور رحلت کے بعد محقق العصر، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد نافع دامت برکاتہم کی سرپرستی اور رہنمائی میں باقاعدہ منظم طور پر اس سلسلہ میں محنت کی۔ حضرت نے حکم فرمایا کہ امام اہلسنت حضرت لکھنویؒ کی جو چیز بھی دستیاب ہو اس کو غنیمت سمجھو اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تخریج وترتیب وغیرہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔ حضرت والا کی خصوصی دعاؤں اور توجہات کا

ثمر شیریں ہے کہ ختم نبوت کے موضوع پر ''تعاقب قادیانیت'' کے نام پر یہ جلد آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

''تعاقب قادیانیت'' ترتیب کے آخری مراحل میں تھی کہ حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی لکھنوی دامت برکاتہم پاکستان کے دورہ پر تشریف لائے۔ مدرسہ علوم الشرعیہ جھنگ صدر میں ۷ شعبان ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۰ اگست ۲۰۰۸ء بروز اتوار حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضری ہوئی۔ حضرت لکھنویؒ کے افادات کو جمع و مرتب کرنے کے حوالے سے اپنی مختصر اور ناتواں سی کوشش کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بڑی محبت اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ ''تعاقب قادیانیت'' کے مسودہ کی فوٹو کاپی بھی حضرت کے حکم پر پیش خدمت کی اور حضرت سے النجم کے باقی ماندہ ریکارڈ کے لئے گزارش کی...... خصوصاً مرزا قادیانی اور اس کے دعاوی کے لئے النجم لکھنؤ نمبر 3 جلد 9، 7 صفر 1331ھ سے النجم لکھنو نمبر 7 جلد 9، 7 ربیع الثانی 1331ھ کے درمیان والے شمارے اور ختم نبوت و حیات مسیح پر خصوصی نمبر جن کے متعلق صحیفہ رحمانیہ 11/12 میں النجم لکھنو نمبر 13 جلد 10 اور حیات و خدمات امام اہلسنت'' مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالحیٔ فاروقی میں النجم 21 ذیقعدہ 1331ھ، 22 اکتوبر 1913ء درج ہے...... کی اشد ضرورت تھی...... حضرت نے تعاون کا یقین دلایا...... اس امید پر ہم نے اشاعت کو مؤخر کئے رکھا...... لیکن افسوس کہ بسیار کوشش کے باوجود اس وقت تک پاکستان اور ہندوستان میں سے کہیں بھی مذکورہ شمارے دستیاب نہیں ہوئے۔ اسی وجہ سے اشاعت میں بھی تین سال تاخیر ہوگئی، اس حوالہ سے یہ طے پایا کہ ختم نبوت کے عنوان پر حضرت لکھنوی کے جو رسائل و مضامین دستیاب ہیں، انہیں شائع کر دیا جائے بقیہ چیزیں دستیاب ہونے کے بعد آئندہ ایڈیشن میں شامل کی جائیں۔ **لعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امراً۔**

## ترتیب و تخریج کے متعلق چند گزارشات

اکابرین کی تالیفات اور افادات کی تخریج اور ترتیب کا کام انتہائی کٹھن اور صبر آزما ہوتا ہے جن حضرات کو اس کام سے سابقہ پڑا ہے وہ اس سے بخوبی آشنا ہیں۔ پھر ایسی شخصیت جس کا قوت حافظہ اور ذہانت اپنی مثال آپ ہو...... فریق مخالف کی کتب از بر ہوں تو اس پر کام کے تصور سے بھی ہمارے جیسے نااہلوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، بہر حال اللہ کے فضل و کرم اور اکابرین

کی سرپرستی ودعاؤں سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا اس کے لئے حسب ذیل امور کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

1۔ تمام رسائل اور کتب کی اصل ترتیب کو قائم رکھا گیا ہے۔ سخت دشواری اور مجبوری کے باوجود بھی تقدیم وتاخیر یا الٹ پلٹ کے پہلو کو بالکل نظرانداز کیا گیا ہے۔

2۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تصانیف کے صفحات کو روحانی خزائن وغیرہ کے صفحات کے مطابق درج کیا گیا ہے نیز جہاں حوالہ جات میں عبارتوں کا خلاصہ درج تھا یا کاتب اور پروف ریڈنگ کی غلطیاں تھیں ان کو بھی درست کیا گیا ہے۔

3۔ ''صیحۂ رنگون ......'' جو ہندوستان میں روداد مباحثہ رنگون کے نام سے شائع ہوا ہے اس پر تخریج کا کام حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری دامت برکاتہم نے فرمایا ہے۔ اس سے بھی تقابل کیا گیا ہے (مولانا عبدالعلیم فاروقی لکھنوی کا بھی یہی حکم تھا) اس میں مخدوم مکرم حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری دامت برکاتہم کے حواشی کو درج کرکے اس کے سامنے (ش ع) لکھا گیا ہے۔

4۔ اسی طرح جہاں ہمیں ضرورت محسوس ہوئی ہے تو وہاں پر ضروری نوٹ یا حواشی کا اضافہ کیا ہے اور اس کے سامنے (ب م) یا بعض مقامات پر اضافہ کو بریکٹ میں لکھا گیا ہے۔

5۔ نئے عنوانات (سرخیوں) کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو استفادہ میں آسانی ہو، نیز فہرست میں بھی عنوانات کو تفصیلاً درج کیا گیا ہے۔

6۔ تمام آیات اور احادیث کے حوالہ جات کو درج کیا گیا ہے، البتہ قادیانی عبارات میں درج آیات واحادیث کو ان کے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ حدیثوں کے حوالوں میں کتاب کے صفحات نمبر برصغیر پاک وہند کے مروجہ نسخوں سے لئے گئے ہیں لیکن حدیث نمبر عرب ممالک سے شائع ہونے والے ایڈیشنوں سے حاصل کئے ہیں۔

7۔ ''صولت محمدیہ'' اور ''تحفہ ایمانی'' میں جو چیزیں [illegible] رنگون سے لی گئی تھی ان تمام کو حذف کردیا گیا ہے یعنی تکرار کو ختم کردیا گیا ہے۔

8۔ بہت ہی زیادہ ثقیل لفظ اگر کہیں آیا ہے تو اس کے سامنے بریکٹ ہی میں اس کا معنی [illegible] کردیا گیا ہے۔ متنبی قادیان کے القابات (مسیح موعود، مہدی معہود، مجدد، [illegible]) وغیرہ [illegible] الفاظ کو حذف کرکے صرف مرزا غلام احمد قادیانی ہی لکھا گیا ہے۔

9۔ اس جلد یعنی تعاقب قادیانیت میں صیحۂ رنگون......، صولت محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ، تحفہ ایمانی یعنی روداد مباحثہ قادیانی، حدیث ''لا نبی بعدی'' کا صحیح مطلب، النجم اور مرزائی صاحبان، اور مرزا قادیانی اور اس کے دعاوی کے سلسلہ وار مضمون کی چھ قسطیں اور تحفہ محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ شامل ہیں۔

مؤخر الذکر تصنیف حکیم حافظ مولانا عبدالشکور حنفی مرزاپوری کی ہے جسے النجم میں شائع ہونے پر شامل اشاعت کیا گیا ہے تاکہ یہ علمی سرمایہ بھی محفوظ ہوجائے۔ امام اہلسنت کے پوتے اور مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی سوانح حیات کے مؤلف جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد الحیٔ فاروقی نے بھی اس کی فوٹو کاپی کی فرمائش کی تھی اور فرمایا تھا کہ عرصہ دراز سے اس رسالہ کا نام سن رہے تھے مگر دیکھا نہیں۔

اس سلسلہ میں جن اکابرین اور احباب نے سرپرستی، رہنمائی اور تعاون فرمایا......خصوصاً جانشین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مدظلہم خانقاہ سراجیہ میانوالی، محقق العصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہم بھکر والے، مفکر اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہم، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود مدظلہم مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا، جانشین سفیر ختم نبوت حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہم (ایم پی اے)، مناظر اسلام حضرت مولانا مشتاق احمد مدظلہم، ابن سفیر ختم نبوت حضرت مولانا ثناء اللہ چنیوٹی زیدمجدہم اور مولانا محمد شریف حیدری زیدمجدہم کے شکر گزار ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

اسی طرح عزیزم نوید احمد، عزیزم مولانا محمد زبیر احسن، محترم برادرم احمد علی صاحب (احمد کمپیوٹر اینڈ کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ) کی محنت سے کمپوزنگ کے مراحل طے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

قطب الاقطاب، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ نے ''تعاقب قادیانیت'' اور ''انوار بدر عالم'' کے لئے ایک ہی موقع پر تقاریظ تحریر فرمائی تھیں...... ''انوار بدر عالم'' حضرت اقدس رحمہ اللہ کی حیات میں شائع ہوئی اور حضرت کی خدمت میں پیش

کی گئی۔حضرت نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔لیکن افسوس کہ ''تعاقب قادیانیت'' حضرت رحمہ اللہ کی جدائی کے بعد منظر عام پر آ رہی ہے مقدرات اٹل ہیں ان کے سامنے تدابیر بے بس ہیں اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کو کروٹ کروٹ جنت اور بلندیٔ درجات نصیب فرمائے۔آمین

آخر میں اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ جہاں کمی اور کوتاہی محسوس فرمائیں، اس سے ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے اس میں کسی بھی قسم کی غلطی ہماری غفلت اور کوتاہی کا نتیجہ ہو گی، حضرت لکھنویؒ اس سے بری الذمہ ہیں۔''النجم'' رسائل کا کہیں ریکارڈ وغیرہ ہو تو اطلاع بخشیں ہم خود حاضر ہو کر مطلوبہ چیزیں نوٹ کر لیں گے یا بذریعہ کیمرہ عکس لے لیں گے، کیونکہ اکثر رسائل فوٹوسٹیٹ کے قابل نہیں رہے، اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت لکھنوی کے علوم کو مزید عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور منکرینِ ختمِ نبوت کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور حضرت لکھنویؒ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین۔

والسلام

بلال احمد

ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چنیوٹ
0321-7478841
0321-6548452

# امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کے مختصر حالات زندگی

## (از ڈاکٹر پروفیسر عبدالحیٰ فاروقی لکھنوی)

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ بمطابق 1876ء کو قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد مولوی حافظ ناظر علی صاحب ضلع فتح پور یوپی میں تحصیلدار تھے، آپ کی ابتدائی تعلیم اور عربی کتب درسیہ یعنی جلالین ہدایہ قطبی اور نور الانوار ضلع فتح پور ہی میں مختلف مقامات پر مکمل ہوئیں لیکن بعد کی ساری کتابیں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید عین القضاۃ صاحب حیدر آبادی ثم لکھنویؒ بانی مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ سے پڑھیں حضرت مولانا عبدالحیٰ فرنگی محلی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ۱۳۱۷ھ میں آپ نے تعلیم سے فراغت پائی آپ اپنے استاذ کے نہایت معتمد اور مقرب شاگردوں میں سے تھے، شروع کے کچھ دنوں دارالعلوم ندوۃ العلماء مدرسہ فرقانیہ اور مدرسہ عالیہ امروہہ یوپی میں تدریسی خدمات انجام دیں لیکن جلد ہی ملازمتوں کا سلسلہ ختم کر کے ساری زندگی تصنیف و تالیف میں بسر کی، ۱۳۳۲ھ میں اپنا مشہور ماہنامہ، علم الفقہ، اور ایک ہفت روزہ رسالہ، النجم لکھنؤ سے جاری کیا، النجم، ۱۹۳۷ء تک نکلتا رہا ۱۳۵۱ھ میں لکھنؤ میں ایک دینی ادارہ دارالمبلغین کی بنیاد ڈالی، جواب بھی باقی ہے، تقریباً ۷۵ کتابیں آپ نے تصنیف و تالیف اور ترجمہ کیں، رد قادیانیت اور رد بدعت کے علاوہ رد شیعت میں آپ نے نمایاں کارنامے انجام دیئے، اسی بنا پر اسلامیان ہند کی طرف سے آپ کو امام اہلسنت کے خطاب سے نوازا گیا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ ابو احمد صاحب بھوپالی سے آپ کو بیعت و خلافت حاصل تھی، ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۲ء میں لکھنؤ میں آپ نے وفات پائی۔

(بحوالہ ختم نبوت نمبر (ص ل) ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کا خصوصی نمبر)

# مختصر تعارف

## صیحۂ رنگون بر پیروان دجال زبون

حضرت لکھنویؒ کے پوتے ڈاکٹر عبدالحی صاحب اس کا تعارف یوں رقم فرماتے ہیں۔ ''یہ رسالہ ایک سو چھیالیس صفحات پر مشتمل ہے، اُس مناظرے کی روداد جو مولانا لکھنویؒ اور قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے سربراہ خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی کے درمیان ۱۹۲۰ء میں بمقام رنگون ہوا تھا۔ اس مناظرہ کا اہتمام جمعیۃ علمائے رنگون نے کیا تھا، جس کے سربراہ مولانا احمد بزرگ سملکیؒ تھے، جو اس وقت جامعہ سورتی رنگون کے مہتمم اور مفتی بھی تھے آپ ہی کی خصوصی دعوت پر مولانا لکھنوی رنگون تشریف لے گئے تھے آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزدے مولانا عبدالمومن فاروقی صاحبؒ (م ۱۹۶۷ء) اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ مدیر الفرقان بھی شریک سفر تھے... اس رسالہ کے متعلق مولانا احمد بزرگ صاحب تحریر فرماتے ہیں ''الحمد للہ کہ یہ کتاب ایسی جامع ومکمل تیار ہوگئی ہے کہ جو شخص اس کو اول سے آخر تک دیکھ لے وہ مرزائیت سے واقف ہونے کے علاوہ بڑے سے بڑے مرزائی کو بحث میں مغلوب ومبہوت کرسکتا ہے

(ختم نبوت نمبر (کامل) خصوصی نمبر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ۲۷۰، ۲۷۱)

خود مولانا لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ ''مناظرہ کیلئے بھی دو سفر پیش آئے، اول رنگون، کا جہاں مرزائی صاحبان کی لاہوری پارٹی کا مقابلہ تھا، خواجہ کمال الدین وہاں مرزائیت کی تخم ریزی کیلئے تشریف لے گئے تھے مگر مناظرہ کی نوبت نہیں آئی، خواجہ (کمال) نے باوجود بے حد کوشش کے کسی طرح ہمت نہ کی، البتہ کچھ خط وکتابت رہی۔ واقعات رنگون کی مکمل روداد جس کا حجم ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہے چھپ چکی ہے۔ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہونے والی ہے جس میں نہ صرف واقعات رنگون اور خواجہ کمال کی تحریرات کا جواب ہے بلکہ مرزا اور مرزائیت کے رد میں ایک جامع ومکمل کتاب ہے کہ بعونہ تعالیٰ جسکے ہاتھ میں یہ کتاب ہو مرزائیت کے ابطال کیلئے اسکو پھر کسی کتاب کی حاجت نہ ہوگی۔

(النجم لکھنو دور جدید جلد اول نمبر اول بابت ماہ رجب ۱۳۴۱ھ)

# جمیع برادران اسلامی خصوصاً تاجران رنگون سے گزارش
## خدا کے لئے غور سے پڑھو

اے برادارن اسلام! اے ہمدردان ملت کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ دنیا میں کس قدر مذاہب ہیں اور وہ کیا کر رہے ہیں۔ یقیناً آپ کو یہ سب کچھ معلوم ہے، خود آپ کے شہر رنگون میں قریب سو (۱۰۰) مذہب کے (لوگ) موجود ہیں۔ اور ان مذہبوں کے ماننے والے اپنے اپنے مذہب کی اشاعت وحمایت میں سرگرم ہیں۔ کوئی طریقہ کوشش کا ایسا نہیں جو ان سے چھوٹ جاتا ہو۔ روئے زمین پر فقط ایک ہم مسلمانان اہل السنۃ والجماعۃ ہیں جو خواب خرگوش میں سو رہے ہیں.

خروس اور شہباز سب اوج پر ہیں
فقط ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

جن مسلمانوں کو اپنے دین پاک کی خدمت کا شوق بھی ہے۔ ان میں اکثر کی حالت یہ ہے کہ روپیہ سے خالی ہیں، اور بعض کے پاس روپیہ ہے تو ان کو کام اور بے کام کی پہچان نہیں ہے۔ خواجہ جمال الدین کو کہتے سنا کہ میں لندن میں جا کر تبلیغ اسلام کروں گا۔ ان کو ہزاروں لاکھوں روپیہ دے دیا۔ پھر کسی نے تحقیق بھی نہ کی کہ انہوں نے لندن میں جا کر کیا کیا؟ اسلام کی اشاعت کی یا مرزائیت پھیلائی؟ کسی نے ان سے یہ بھی نہ کہا کہ حضرت آپ لندن میں مسلمان بنانے کے لئے جا رہے ہیں۔ کیا اب ہندوستان میں کوئی غیر مسلم باقی نہیں......؟ سب کو مسلمان کر چکے؟۔ بہر حال مسلمانوں کی حالت رنج کے قابل ہے۔ کسی کو توجہ نہیں اور کسی کو سلیقہ نہیں۔ طبقہ علماء میں امراء کی شکایت ہے۔ کہ وہ لوگ روپیہ کو دین وایمان سے بھی عزیز سمجھتے ہیں اور طبقہ امراء میں علماء کا شکوہ ہے کہ وہ دین کی خدمت نہیں کرتے نہ کر سکتے ہیں۔ وہ صرف چند کتابوں کا پڑھا دینا یا فتویٰ لکھ دینا جانتے ہیں اور جو ضرورتیں اس وقت درپیش ہیں، ان سے بالکل بے خبر ہیں۔

برادران من! ان دونوں طبقوں کی شکایتیں ایک حد تک درست ہیں۔ ابھی تازہ واقعہ ہے جب عالیجناب حضرت مولٰنا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ سے رنگون تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں ایک انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کی خدمات کو دو شعبوں پر منقسم کیا۔

**اول:** یہ کہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے اپنے مذہب سے واقف کرنے کی کوشش کی جائے۔

**دوم:** یہ کہ غیر مسلموں کے سامنے اسلام پیش کیا جائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پہلا کام

نسبت دوسرے کے سہل بھی ہے اور مفید اور ضروری ہونے میں بھی دوسرے کام پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور جناب ممدوح نے ان دونوں خدمات کے نہایت سہل اور نتیجہ خیز طریقے بھی متعین کئے۔ جن میں تقریری اور تحریری دونوں قسم کی خدمات کا مفصل تذکرہ تھا۔ اگر ان تجویزوں پر عمل ہوتا۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں کیا سے کیا ہو جاتا۔ اس جلسہ میں تمام رنگون کے آئمہ مساجد اور بعض تاجران عالی ہمت بھی موجود تھے۔ سب نے اس تجویز پر لبیک کہی۔ اور اس کے مفید اور نتیجہ بخش ہونے کا یقین ظاہر کیا۔ بعض ذی رتبہ تاجروں نے سچے جوش میں بڑی بڑی رقموں کے دینے کا وعدہ کیا۔ جن میں عارف معلم صاحب، حاجی یوسف صاحب اور داؤد صاحب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ عارف معلم صاحب نے اپنا مکان دوسو روپیہ ماہوار کرایہ کا دفتر انجمن کے لئے اور پچاس روپیہ ماہوار مصارف کے لئے پیش کیا۔ وعلیٰ ہذا القیاس

مگر مولانا صاحب ممدوح کے تشریف لے جانے کے بعد یہ سب باتیں افسانہ خواب ثابت ہوئیں۔ معلوم نہیں یہ کوتاہی کس کی طرف سے ہوئی۔ علماء کی طرف سے یا امراء کی طرف سے؟ کہا جاتا ہے کہ مولانا موصوف سے سورتی تاجروں کی درخواست تھی کہ آپ رنگون میں قیام کریں۔ مگر انہوں نے منظور نہ کیا۔ اگر وہ وہاں رہتے۔ تو بلاشک زبانی اور کتابی، تقریری اور تحریری دونوں طرح کا درس وتبلیغ اس پیمانہ پر جاری ہو جاتا جو تجویز ہوا تھا۔ اور اس کام میں جس قدر روپیہ کی ضرورت ہوتی، تاجران رنگون کی ادنیٰ توجہ سے بآسانی فراہم ہو جاتا۔ اور اس کا نفع نہ صرف ملک برہما (برما) بلکہ سارے ہندوستان بلکہ تمام دنیا کو پہنچتا۔ مگر یہ خیال دل کے سمجھانے کے لئے چنداں مفید نہیں۔ اچھا اگر مولانا ممدوح دوسری مہمات وضروریات کے باعث ترک وطن کر کے رنگون میں مقیم نہ ہو سکے تو دوسرے علماء رنگون میں موجود تھے۔ اور ہیں ان سے یہ کام کیوں نہ لیا گیا؟ یا اب کیوں نہیں لیا جاتا؟

اے مسلمانو! خدا کے لئے جاگو اور دین الٰہی کی حمایت کرو۔ جس پر آج چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو کیا مسلمانوں کو مسلمان بنانے اور اسلام پر قائم رکھنے کی کوشش بھی تم سے نہیں ہو سکتی۔ دین کا دعویٰ اور امت کی خبر لیتے نہیں۔ چاہتے ہو تم سند اور امتحان دیتے نہیں۔ اے مردان بکوشید وجامہ زنان نپوشید وما علینا الا البلاغ۔

راقم ایک جگر سوختہ مسلمان اور مسلمانوں کا ادنیٰ خادم

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الَّذِیْ لا نَبِیَّ بَعْدَہٗ
وَ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ الَّذِیْنَ بِھِمْ تکَامَلَ جُنْدُہٗ.

امابعد! برادران ایمانی کی خدمت میں گزارش ہے کہ گزشتہ ایام میں مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے بعض متبعین نے ارادہ کیا کہ ملک برہما (برما) میں مرزائیت کی تخم ریزی کریں، شہر رنگون میں دو چار مرزائی ہیں، مگر وہ بالکل گمنامی اور کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ لہذا تجویز ہوئی کہ خواجہ کمال الدین جو بوجہ اشتہاراتِ تبلیغ اسلام کے سادہ لوح مسلمانوں کی نظر میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ رنگون میں قدم رنجہ فرمائیں۔ چنانچہ صاحب ممدوح تشریف لائے۔

حق تعالیٰ جزائے خیر دے مسلمانان رنگون کو بالخصوص سورتی تاجروں کو، کہ وہ عین وقت پر متوجہ ہو گئے اور انہوں نے اس فتنہ کا آغاز ہی میں مقابلہ کر کے تمام ملک برہما کو اس مہلکہ عظیمہ سے بچا لیا۔ ان صاحبوں نے یہاں تک کوشش کی کہ ہندوستان سے عالی جناب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنوی کو تکلیف دی اور خوب خوب کام کیا۔ بارک اللّٰہ علیھم فی الدنیا والاخرۃ.

یہ اسی معرکہ خیز واقعہ کی روداد ہے، نام اس کا ''**صیحۂ رنگون بر پیروان دجال زبون**'' رکھا گیا۔ اور اس کو ایک مقدمہ اور دو باب اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا گیا۔

**مقدمہ**

مقدمہ میں مرزا اور مرزائیت کی مختصر دلچسپ تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اور پہلے باب میں خواجہ کمال کے رنگون آنے کا اور حضرت مولانا صاحب مدیر النجم عم فیضہ کے تشریف لانے کے بعد خواجہ کمال کے مقابلہ میں اتمام حق کی جس قدر کاروائیاں ہوئیں ان کا مفصل بیان ہے۔

**دوسرے باب** میں مرزا اور مرزائیت کے باطل اور خارج از اسلام ہونے کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل امور بیان ہوئے ہیں۔

(۱) مرزا کا کذاب ہونا۔ اس کے بکثرت جھوٹ خود اُسی کی کتابوں سے۔
(۲) مرزا کے اقوال متعلق توہین انبیاء علیہم السلام۔ (۳) مرزا کا دعویٰ نبوت۔
(۴) مرزا کا منکر ضروریات دین ہونا۔ (۵) ختم نبوت کی بحث۔ (۶) حیات مسیح علیہ السلام کی بحث۔ (۷) مرزائیوں کے انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا نمونہ۔

**خاتمہ** میں علمائے اسلام کے فتاویٰ مرزا اور مرزائیوں کے کفر پر نقل کئے گئے ہیں۔ اور یہ کہ نہ ان سے مناکحت جائز ہے، نہ ان کو ہماری مساجد و قبرستانوں میں کوئی حق ہے۔ اور اس کے بعد حکومت وقت کا ایک فیصلہ ہے۔ جس میں مرزائیوں کا خارج از اسلام ہونا اور مسلمانوں کے قبرستان سے ان کا بے دخل ہونا دکھایا گیا ہے۔

الحمدللہ کہ یہ کتاب ایسی جامع و مکمل تیار ہوگئی کہ جو شخص اس کو اول سے آخر تک دیکھ لے۔ مرزائیت کی پوری حقیقت سے واقف ہونے کے علاوہ بڑے سے بڑے مرزائی کو بحث میں مغلوب و مبہوت کر سکتا ہے۔ خواہ وہ قادیانی پارٹی کا ہو یا لاہوری پارٹی کا۔

جو لوگ اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں، ان سے التجا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف اور نیز ان تمام مسلمانان رنگون کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعائے خیر کریں۔ جن کے مساعی جمیلہ سے یہ کام ہوا اور جن کے مصارف سے یہ کتاب چھپی۔

حسبنا رب المشرقين ورب المغربين و صلى الله تعالىٰ علىٰ رسول الثقلين سيدنا و مولانا محمد و على اله و صحبه الى وجود الملوين وطلوع القمرين.

راقم خاکسار احمد بزرگ عفاعنہ سورتی سیملکی مفتی
جامع سورتی شہر رنگون

# مقدمہ

## مرزا اور مرزائیت کی مختصر تاریخ

حدیث شریف میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے بعد تیس دجال کذاب ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (سنن ابوداؤد ۲/ ۱۲۷ باب ذکر الفتن ودلائلھا، حدیث نمبر ۴۲۵۲)

### مرزا قادیانی کی پیدائش اور تعلیمی حالات

اس ارشاد نبوی کے مطابق بہت سے دجال مدعی نبوت دنیا میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اسی سلسلہ کا ایک شخص ہمارے زمانہ میں سرزمین پنجاب سے ظاہر ہوا۔ جس کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ پنجاب (ہندوستان) میں ضلع گورداسپور کے متعلق ایک چھوٹا سا قصبہ کادیان (قادیان) امرتسر سے شمال مشرق کو جو ریلوے لائن جاتی ہے۔ اس میں ایک بڑا اسٹیشن بٹالہ ہے۔ جو ایک پرانا اور مشہور قصبہ ہے۔ بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر قادیان ہے، مرزا غلام احمد اسی مقام کادیان کے رہنے والے تھے جس کو انہوں نے قادیان[1] مشہور کیا۔ راقم الحروف نے قادیان کو دیکھا ہے۔ مرزا غلام احمد ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے[2] اور ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے۔

---

۱۔ صحیح نام اس مقام کا یہی ہے اہل پنجاب اس کو اب بھی کادیاں کہتے ہیں۔ پنجابی زبان میں کادی کیوڑہ کو کہتے ہیں۔ اسی بستی میں کیوڑا فروش لوگ رہتے تھے۔ مرزا نے بہت روپیہ صرف کر کے سرکاری کاغذات میں اس کو قادیان لکھوایا اور لکھا کہ یہ لفظ دراصل قاضیاں تھا۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ اور گناہ بے لذت ہے۔

۲۔ مرزا قادیانی نے خود اپنی تاریخ پیدائش یہ لکھی ہے...... ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔ (کتاب البریہ ص ۱۵۹، خ ج ۱۳/ ۱۷۷ حاشیہ)...... [ب م]

مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضٰی پیشہ طبابت کرتے تھے اور کچھ مختصری زمینداری بھی تھی۔ مرزا نے ابتداء عمر میں فارسی اور کچھ عربی پڑھی۔ کتب درسیہ تمام نہیں ہونے پائیں کہ فکر معاش نے پریشان کر دیا۔ تحصیل علم چھوڑ کر نوکری کی تلاش شروع کی۔

مرزا کا ابتدائی زمانہ نہایت گمنامی اور عسرت میں گزرا۔ جیسا کہ خود مرزا نے اپنی کتاب البریہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی مفلسی اور تنگدستی کو بیان کیا اور لکھا ہے کہ میرے باپ دادا انہیں سختیوں سے مرگئے۔[1]

## مرزا قادیانی عملی زندگی میں

الختصر مرزا غلام احمد، بہت سرگردانی و پریشانی کے بعد کسی طرح سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کے ملازم ہو گئے۔[2] (۱۸۶۴ء میں منشی گیری کے لئے) مگر اس قلیل رقم میں فراغت کے ساتھ بسر نہ ہو سکی تو یہ سوچا کہ مختاری (وکالت کا سب سے ادنی درجہ) کا قانون پاس کر کے مختاری شروع کریں۔ چنانچہ بڑی محنت سے قانون یاد کرنا شروع کیا۔ لیکن امتحان دیا تو کامیاب نہ ہوئے۔[3] آدمی تھے چلتے ہوئے، لہذا ۱۸۶۸ء میں منشی گیری چھوڑ کر ایک دوسرا راستہ اپنے لئے تجویز کیا۔ اشتہار بازی اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے شہرت حاصل کرنے کے درپے ہوئے۔ سب سے پہلے آریوں کے مقابلہ میں آپ (مرزا قادیانی) نے اشتہار بازی شروع کی۔ بڑے بڑے اشتہار نہایت آب و تاب سے ہزاروں شائع کئے۔ راقم کی نظر سے مرزا قادیانی کے کئی ابتدائی اشتہارات گزر چکے ہیں۔ ایک اشتہار پر ۲ مارچ ۱۸۷۸ء کی تاریخ ہے۔[4]

## مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کی دہلیز پر

جب اس طریقہ سے ایک حد تک شہرت حاصل کر چکے۔ تو ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' آریوں کے مقابلہ میں تصنیف کی۔ اور اس کے لئے (بیس صفحہ کی کتاب پر ساٹھ ہزار سے زائد) بڑے بڑے اشتہارات نکالے اور مسلمانوں سے چندہ لیا۔ اور خوب لیا۔ ہزاروں روپیہ اس بہانہ

---

۱۔ کتاب البریہ صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۳ رخ ۱۳/ ۱۷۷ تا ۱۸۸ تا ۱۹۸ برحاشیہ

سے مرزا قادیانی نے وصول کیا۔ اوراب (زندگی) کچھ فراغت واطمینان سے بسر ہونے لگی۔

غالباً مرزا قادیانی نے اسی وقت اپنے دماغ میں یہ خیالات قائم کر لئے تھے کہ بتدریج مجددیت ومسیحیت ونبوت ورسالت کے دعوے کرنا چاہییں۔ اگر یہ دعوے چل گئے تو پھر کیا ہے، اچھی خاصی بادشاہت کا لطف آ جائے گا۔ اور اگر نہ چلے تو اب کونسی عزت حاصل ہے۔ جس کے جانے کا خوف ہو۔ بنیاد ان دعوؤں کی ابتدائی اشتہارات میں بھی کچھ کچھ موجود ہے۔ خوش قسمتی سے مرزا قادیانی کو اسی ابتدائی زمانہ میں کچھ دنوں سرسید احمد خان علیگڑھی کی صحبت بھی نصیب ہوگئی اوران کے روشن خیالات نے مرزا قادیانی کے لئے ان کے مجوزہ راستہ کو کچھ سہل کردیا۔ سرسید نے اس زمانہ میں یہ مسئلہ اختراع کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔ کوئی انسان اتنے دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس مرزا قادیانی نے بھی اپنے آغاز کے لئے اسی مسئلہ کو پسند کیا۔ اوراس پر بڑا زوردیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ بڑے بڑے اشتہار بھی شائع کئے۔ علاوہ عقلی استبعادات (ماورائے عقل) اور خانہ ساز الہامات کے کئی آیات قرآنیہ اور کئی حدیثوں کو بھی دوراز کار تاویلات کر کے اپنے استدلال میں پیش کیا۔ علمائے اسلام کو مباحثہ کے چیلنج دیئے اور کئی مقام پر مباحثہ بھی کیا۔ سب سے زیادہ مشہور مباحثہ جو اس مسئلہ میں ہوا وہ ہے، جو بمقام دہلی جناب مولوی محمد بشیر احمد صاحب سہوانی مرحوم سے (۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ بروز جمعہ دہلی میں ہوا۔) جس میں مرزا قادیانی نے بالآخراپنی عاجزی ومغلوبیت دیکھ کر یہ بہانہ کیا کہ میرے گھر سے تار آیا ہے۔ میرے خسر صاحب بیمار ہیں اب میں نہیں ٹھہر سکتا۔ اورراہ فراراختیار کی۔ کاروائی اس مباحثہ کی چھپ گئی ہے۔ جس کا نام ''**الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح**'' ہے۔

یہ مسئلہ چونکہ انگریزی دانوں کے مذاق کے مطابق تھا۔ اس لئے انگریزی دان طبقہ کی توجہ بھی آپ (مرزا قادیانی) کی طرف مائل ہوئی۔ اور مقصود بھی یہی تھا کہ دولت مند طبقہ کو متوجہ کیا جائے۔

موقع پاکر مرزا قادیانی نے پہلے تو اپنے کو ایک روشن ضمیر صوفی ظاہر کیا اور خفیہ طور پر دلال مقرر کئے کہ لوگوں کو ترغیب دے کر مرزا قادیانی سے مرید کرائیں۔ ریاست مینڈھو ضلع علیگڑھ کے ایک واقعہ نے اس راز کو ظاہر کردیا۔ پھر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مثیل مسیح ہونے کا، پھر مہدی ہونے کا ادعا کیا۔ مریم بھی بنے اورابن مریم بھی بنے۔ اس کے بعد ختم نبوت کا انکار کر کے

اپنے نبی و رسول صاحب وحی و صاحب شریعت ہونے کا اعلان کیا۔ اور اپنے کو تمام انبیائے سابقین سے اعلیٰ و افضل قرار دیا۔ آخر میں کرشن ہونے کا شرف بھی حاصل کرلیا۔ (ان حوالوں کی تفصیلات ان شاء اللہ آگے آئے گی......ب م)

## مرزا قادیانی کے متضاد دعاوی

ان مختلف و متناقض دعووں میں عجیب عجیب رنگ مرزا قادیانی نے بدلے۔ کبھی تو یہ کہا کہ میں نبی ہوں اور نہ رسول، ہر قسم کی نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی۔ کبھی یہ کہا کہ میں نبی ہوں رسول ہوں صاحب شریعت ہوں تمام نبیوں سے افضل ہوں۔ حتیٰ کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہے بلکہ انصاف یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ الوہیت کا بھی فرمایا ہے۔ غرض کوئی رتبہ مرزا قادیانی سے چھوٹنے نہیں پایا۔ جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ خود ان کے اقوال بلفظہ نقل کئے جائیں گے۔

**الحاصل** مرزا قادیانی نے خوب نام پیدا کیا اور خوب عیش کیا۔ عمدہ عمدہ غذائیں (مشک وغیرہ کے ساتھ ٹانک وائن شراب اور ایسے معجون جن میں غالب حصہ افیون کا ہوتا تھا......) نفیس نفیس لباس جو کبھی ان کے باپ دادا کو نصیب نہ ہوئے تھے۔ استعمال فرماتے رہے۔ اتنی دولت کمائی کہ اپنی اولاد کے لئے ایک بڑا ذخیرہ چھوڑ گئے۔ یہ سب کچھ تو ہو چکا۔ مگر اب وہ ہیں اور دارالجزاء ہے۔ جہاں نہ اشتہار بازی کام آسکتی ہے۔ نہ دلفریب دعوے۔

# قادیانی فرقے

مرزا غلام احمد کے بعد ان کے دوست حکیم نورالدین خلیفہ ہوئے۔ اور وہ بھی چل بسے، آج کل ان کے خلیفہ دوم ان کے فرزند مرزا محمود ہیں۔[1]

خلیفہ دوم کے زمانہ میں مرزا غلام احمد (قادیانی) کے متبعین میں باہم افتراق پڑا اور اس وقت تک پانچ فرقہ ان میں ہو چکے ہیں۔

## مرزائی فرقوں پر ایک طائرانہ نظر

**اول لاہوری پارٹی:** جس کے پیشوا مسٹر محمد علی اور رکن اعظم خواجہ کمال الدین ہیں (مرزا قادیانی کے ابتدائی رفقاء میں سے ہیں)

**دوم محمودی پارٹی:** جس کے پیشوا مرزا محمود (مرزا قادیانی کے بیٹے) ہیں۔

**سوم ظہیری پارٹی:** جس کا پیشوا ظہیرالدین اروپی ساکن گوجرانوالہ (پاکستان) ہے۔

**چہارم تماپوری پارٹی:** جس کا گرو عبداللہ تیماپوری (مرید مرزا قادیانی) ہے۔

**پنجم سمبریالی پارٹی:** جس کا مقتدا احمد سعید ہے۔ سمبریال ایک گاؤں (پاکستان میں) ضلع

---

۱۔ حکیم نورالدین ۱۹۱۴ء میں مرا اس کے بعد بشیرالدین محمود خلیفہ ہوا جو علماء اسلام بالخصوص حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے مباہلہ کی پاداش میں ۱۹۶۵ء میں مرگیا اسکے بعد مرزا محمود ہی کا بڑا بیٹا مرزا ناصر خلیفہ بنا وہ بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی کی دعاءِ مباہلہ سے ۹ جون ۱۹۸۲ء میں اس طرح ہلاک ہوا کہ ایک نوجوان لڑکی سے بڑھاپے میں اس نے شادی کی اور کشتہ کھا کر کشتہ ہوگیا۔ ناصر کے بعد اسکے چھوٹے بھائی مرزا طاہر نے خلافت کی کمان سنبھالی اس نے بھی مباہلوں کا خوب ڈھونگ رچایا مگر الحمدللہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء میں خدا نے اس سے بھی دنیا کو پاک کر کے تیسری بار قادیانیوں کے لیے ایک عبرت کا سامان فراہم کیا اور اس کے کٹر حریف مولانا منظور احمد چنیوٹی کو زندہ سلامت یہ کرامت رکھا ہے فماذا بعدالحق الاالضلال. اب مرزا مسرور پانچواں خلیفہ ہے اگر اس نے اپنے پچھلوں کے انجام سے سبق حاصل نہ کیا تو انشاءاللہ وہ بھی اپنے انجام کو جلد ہی پہنچے گا۔ (ش ع)

وزیرآباد کے پاس ہے۔ یہ شخص اسی گاؤں کا باشندہ ہے۔......

**لاہوری پارٹی اور محمودی پارٹی** میں بظاہر تو اختلاف ضرور ہے۔ اور اس اختلاف کی بنیاد یوں پڑی کہ مسٹر محمد علی یہ چاہتے تھے کہ حکیم نور الدین کے بعد ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بنایا جاؤں۔ مرزا محمود کے سامنے ان کی نہ چلی۔ لہذا دونوں میں رنجش ہوگئی۔ مگر عقائد کے اعتبار سے دونوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں، جو کچھ فرق ہے، وہ ایک عقلمند کی نظر میں جنگِ زرگری سے زیادہ نہیں ہے۔ بہر کیف جو کچھ اختلاف ہے، وہ یہ ہے کہ لاہوری پارٹی مرزا کو مقتدا پیشوا مسیح موعود مجدد وقت سب کچھ مانتی ہے۔ مگر ان کی نبوت کے متعلق اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ مجازی طور پر نبی کہے گئے ہیں، حقیقی نبی نہ تھے۔ اور مرزا قادیانی نے جن جن الفاظ میں دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔ ان الفاظ کی دور از کار تاویلات کر کے چاہتی ہے کہ حقیقت حال پر پردہ ڈالے۔

**محمودی پارٹی** کہتی ہے کہ مرزا حقیقی طور پر نبی تھا، جیسے اور انبیاء ہو چکے ہیں۔ مرزا کا نہ ماننے والا بھی قطعی کافر ہے، جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا نہ ماننے والا۔ یہ پارٹی مرزا کے کلمات کی تاویل نہیں کرتی۔ اور ان کے دعویٰ نبوت کو چھپانا پسند نہیں کرتی بلکہ (اپنی من گھڑت تاویلات کے پردہ میں) ختم نبوت کا انکار کرتی ہے۔

لاہوری پارٹی دراصل بڑی (منافقانہ) پالیسی سے کام لے رہی ہے۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان دعویٰ نبوت سے بھڑکتے ہیں اور ایسے متوحش ہوتے ہیں کہ پھر ان کے جال میں پھنسنے کی امید نہیں کی جا سکتی اور چندہ وغیرہ جو کچھ وصول ہوتے ہیں۔ وہ مسلمانوں ہی سے وصول ہوتے ہیں۔ اس لئے اس نے یہ روش اختیار کی ہے کہ ہم مرزا کو نبی نہیں مانتے اور مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے، چنانچہ اس پالیسی سے وہ بہت کچھ فائدے اٹھا رہی ہے۔ اور مسلمان جس قدر اس کے فریب میں آ جاتے ہیں۔ محمودی پارٹی کے فریب میں نہیں آتے۔

محمودی پارٹی اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ کیونکہ اس کے امام مرزا محمود کو اپنے باپ کے ترکہ نے پورے طور پر مستغنی کر دیا ہے۔ نیز وہ دیکھتی ہے کہ مرزا کا دعویٰ نبوت کسی تاویل سے چھپ نہیں سکتا۔

مرزائیوں کی یہی دونوں پارٹیاں بڑی ہیں۔ اور اس کتاب میں انہیں دونوں کی حقیقت ان شاء اللہ تعالیٰ دکھائی جائے گی۔ باقی تین پارٹیاں بہت مختصر مختصر ہیں۔ اور انہیں دونوں کے رد سے وہ بھی مردود ہو جاتی ہیں۔ لہذا محض بغرض علم کچھ اجمالی تذکرہ ان کا اس مقام پر لکھا جاتا ہے اور بس۔

**ظہیری پارٹی** مرزا کو نبی و رسول سے بالاتر خدا کا مظہر قرار دیتی ہے۔ اور اپنے اس اعتقاد کے ثبوت میں مرزا قادیانی کے وہ کلمات پیش کرتی ہے۔ جن میں الوہیت کا دعویٰ ہے۔ اس پارٹی کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ظہیر الدین اروپی جو اس فرقہ کا امام ہے۔ وہ یوسف موعود ہے۔ مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی یہ بھی کی تھی کہ ''میرے بعد یوسف آئے گا بس اسے یونہی سمجھ لو کہ خدا ہی اترا ہے۔''[۱] ظہیر الدین کہتا ہے کہ وہ یوسف میں ہوں اور میں خدا کا مظہر ہوں۔ نعوذ باللہ من هذه الكفريات الصريحه.

ظہیری پارٹی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز قادیان کی طرف منہ کر کے پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ قادیان مکہ ہے۔ وہاں خدا کے ایک رسول نے جنم لیا تھا۔

**تیماپوری پارٹی** بھی مرزا کو نبی و رسول مانتی ہے۔ مگر اس کا پیشوا عبداللہ تیماپوری مرزا سے سبقت لے گیا۔ وہ کہتا ہے مجھے خود اپنے بازو سے الہام ہوتا ہے۔ اس شخص نے اپنی کتاب تفسیر آسانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا کے ساتھ خلاف وضع فطرت ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے۔

العیاذ باللہ

**سمبریالی پارٹی** سب سے سابق القدم ہے۔ محمد سعید جو اس کا پیشوا ہے۔ کہتا ہے خدا نے مجھے قمر الانبیاء فرمایا اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد کو نئی شریعت ملی تھی۔ وہ شریعت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے تھے۔ مگر اس کا موقع پورے طور پر ان کو نہیں ملا۔ یہ شخص جو (خود ساختہ) اصلاحات شریعت محمدیہ کی اب تک پیش کر چکا۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) شراب حلال ہے۔ (۲) اپنی رشتہ داری میں مثلاً خالہ، پھوپھی، چچا، ماموں کی لڑکی سے نکاح حرام ہے۔ (۳) ختنہ حرام ہے۔ وغیر ذلك من الخرافات نعوذ بالله منها.

یہ پانچوں پارٹیاں آپس میں اس قدر اختلاف ظاہر کرتی ہیں کہ ایک دوسرے کو کافر کہتی ہیں۔ مگر دین اسلام کے تباہ کرنے اور مسلمانوں کو لوٹنے میں سب مشترکہ سعی کر رہی ہیں۔ سب کی یہ متفقہ کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کے ظل رحمت سے نکال

---

۱۔ آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے۔ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم رخ ۲۱/۱۳۱)......ب م

کر مرزا غلام احمد کی امت بنایا جائے۔ خدا اس بلا سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ ورنہ ان کے مکروفریب سے بچنا ہر ایک کا کام نہیں۔

## تنبیہ ضروری

مرزا غلام احمد کے پیرو کس لقب سے یاد کئے جائیں۔ اس میں بعض ناواقف سخت غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

عرف عام اور کافی اہل اسلام نے اس فرقہ کو مرزائی کا لقب دیا ہے۔ اس لقب کا رواج بھی کافی ہو چکا ہے۔ بعض لوگ اس فرقہ کو قادیانی بھی کہہ دیتے ہیں، یہ لقب بھی پوری شہرت حاصل کر چکا ہے، سمجھنے میں تامل نہیں ہوتا۔ اور خانقاہ رحمانیہ مونگیر (بہار) سے اس طائفہ کو **''جدید عیسائی''** کا خطاب ملا ہے۔ جو واقعی بہت موزوں اور بامعنی ہے۔

عالیجناب امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب مدیر النجم عم فیضہ نے بمقام بھاگلپور عبدالماجد مرزائی کے اس اصرار پر کہ ہمیں غلام احمد کے نام کی طرف نسبت دیجئے۔ ان کو غلمدی کا لقب دیا تھا۔ یہ لقب بھی بعض اہل علم کی مطبوعہ تحریرات میں آ چکا ہے۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے۔ کہ اس فرقہ کو انہیں چار ناموں میں سے کسی کے ساتھ یاد کیا کریں۔ (۱) مرزائی (۲) قادیانی (۳) جدید عیسائی (۴) غلمدی۔

اس فرقہ کی خواہش ہے کہ ان کو احمدی کہا جائے۔ اور اپنی تحریرات میں وہ اپنے کو احمدی لکھتے ہیں مگر مسلمان اس خواہش کو ہرگز پورا نہیں کر سکتے بدو وجہ

اول: یہ ہے کہ اس لفظ میں شبہ ہوتا ہے کہ شاید رسول خدا ﷺ کی طرف نسبت مراد ہو۔
دوم: اس وجہ سے کہ آج کئی سو برس پہلے لفظ احمدی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کے نام کے ساتھ استعمال ہو رہا ہے، ان حضرات کی مہروں میں یہ لفظ کندہ ہے حضرت مولانا شاہ غلام علی صاحب کی مہر ہے۔ ''غلام علی احمدی'' حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب رحمہ اللہ کی مہر ہے۔ ''احمد سعید احمدی'' لہٰذا مرزائیوں کے لئے اس لفظ کا استعمال ایک طرح کا غصب ہوگا۔ کسی مسلمان نے کبھی اس فرقہ کو احمدی لکھا ہو تو یا اس کی ناواقفیت ہے، یا سبقت قلم ہے۔ عافانا الله من جميع مايكره.

# پہلا باب

# رنگون میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے مقابلہ کے واقعات

خواجہ کمال الدین جو مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے سرگرم مبلغ بلکہ اس پارٹی کے وزیر اعظم ہیں۔ پہلے لاہور میں وکالت کرتے تھے۔ مگر اس میں چنداں کامیابی نہ تھی۔ لہذا اس کو ترک کر کے آپ نے سارے ہندوستان میں اعلان کر دیا کہ میں تبلیغ اسلام کے لئے لندن جاؤں گا۔ مسلمان اس دلفریب لفظ کو سن کر گرویدہ ہو گئے۔ اور خوب خوب چندہ دیئے۔ خواجہ (کمال) لندن گئے اور وہاں خوب عیش سے ہوٹلوں میں قیام کرتے ہوئے مرزائیت کی ترویج میں مشغول ہوئے۔ مسلمانوں کے برابر سادہ لوح قوم شاید ہی دوسری ہو۔ غالباً آج کوئی عیسائی ان سے کہے کہ میں تبلیغ اسلام کا کام کروں گا۔ مجھے چندہ دو تو وہ اس کو بھی چندہ دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔

خواجہ (کمال) کی جماعت نے ایک انگریزی ترجمہ قرآن بھی تیار کیا اور اس کے لئے بھی مسلمانوں سے چندہ مانگا۔ دوسرے مقامات سے جس قدر رقمیں ملی ہوں۔ ان کا تو حساب نہیں۔ صرف رنگون سے تقریباً سولہ ہزار روپیہ دیا گیا۔ وہ ترجمہ لندن میں چھپوایا گیا۔ اور اب معقول قیمت پر بیچا جا رہا ہے۔ اس ترجمہ میں شروع سے لے کر آخر تک تمام خرافات مرزائیت کے بھرے ہوئے ہیں۔ جو دین اسلام کے بالکل خلاف ہیں۔ جیسا کہ عنقریب نمونہ اس کا پیش کیا جائے گا۔

## خواجہ کمال الدین کی برما آمد کے مقاصد

اسی سلسلہ میں خواجہ (کمال) کو رنگون کی طرف توجہ ہوئی اور آپ نے بعض اہل رنگون سے خط و کتابت کر کے (یکم ستمبر ۱۹۲۰ء کی ابتدائی تاریخوں میں) رنگون آنے کا ارادہ کر دیا۔ رنگون آنے سے آپ کے دو مقصد تھے۔ **اول** یہ کہ صوبہ برما میں مرزائیت کی اشاعت کریں۔ **دوم** یہ کہ مسلمانوں سے جن کے دین کی بیخ کنی آپ کرتے رہتے ہیں چندہ بھی لیں۔ سنا ہے کہ بعض تاجران رنگون نے ان سے وعدہ کر لیا تھا کہ کم از کم ایک لاکھ روپیہ چندہ کر کے فراہم کر دیا جائے گا۔ مگر خوش قسمتی سے رنگون میں جمعیۃ العلماء قائم ہے اور کئی مدارس اسلامیہ ہیں۔ جن کی وجہ سے

علمائے کرام کی ایک جماعت رنگون میں مقیم ہے۔ جمعیۃ العلماء کو جب خواجہ (کمال) کی آمد کی خبر ملی، توان حضرات کو محض بوجہ حمیت دینی اس کا خیال پیدا ہوا۔ اور وہ خدا کا نام لے کر اس بات کے لئے مستعد ہوئے کہ خواجہ (کمال) کو مرزائیت کی اشاعت میں کامیابی نہ ہونے پائے۔ چندہ چاہے ایک لاکھ کی جگہ دولاکھ لے جائیں اس کی کچھ پروانہیں۔ چنانچہ خواجہ (کمال) کے آتے ہی کئی اشتہارات، جن میں مرزا کے حالات اور مرزائیت کی حقیقت پورے طور پر ظاہر کی گئی تھی۔ معززین شہر اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے تمام شہر میں تقسیم اور چسپاں کئے گئے۔

## امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی رنگون آمد

ان اشتہارات سے ''مرزائی مذہب'' سے فی الجملہ مسلمانان رنگون کو واقفیت حاصل ہو چکی تھی، مگر اس کے بعد جمعیۃ العلماء نے یہ رائے طے کی کہ عالیجناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ کو رنگون آنے کی تکلیف دی جائے تا کہ اس فتنہ کا پورے طور پر قلع وقمع ہو جائے۔ چنانچہ ایک تار آپ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور آپ نے بمقتضائے حمیت دینی اس طویل سفر کو گوارا فرمایا۔ ۷ محرم ۱۳۳۸ھ کو آپ رونق افروز رنگون ہوئے۔[1] اور آپ نے سعی بلیغ اس فتنہ کے قلع وقمع میں مبذول فرمائی حق تعالیٰ نے آپ کی سعی جمیل کو مشکور کیا۔ اور نتیجہ حسب مراد نکلا۔

جو جو کوششیں جناب ممدوح نے کیں۔ ان سب کا علی التفصیل ذکر کرنا تو بہت طول چاہتا

---

۱۔ صحیح تاریخ ۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ ہے بمطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز منگل ہے، کتابت میں ہمارے پیش نظر اس نسخہ کے ابتداء میں سہواً ۱۳۳۸ھ درج ہے۔ اس کے بعد ۱۳۳۹ھ ہی لکھا گیا ہے...... دراصل ۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ والی تاریخ بھی غلط ہے کیونکہ یہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز منگل کو ہے حالانکہ حضرت امام اہل سنتؒ کی آمد سے ہی خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوا اور ۱۹ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز اتوار کو خواجہ کمال کو حتمی جواب کے ساتھ مقام اور وقت کی اطلاع کے لئے کہا گیا...... اگر وہ انتظام نہ کرسکیں تو اسی تاریخ کو یعنی ۱۹ ستمبر بروز اتوار صبح ۹ بجے مدرسہ راندیریہ نمبر ۱۴ مغل اسٹریٹ میں تشریف لاکر مناظرہ کرلیں۔ اس طرح اگر ۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ بمطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۰ء کو حضرت کی آمد ہو تو دو دن پہلے مناظرہ کیسے؟؟؟ حضرت امام اہل سنتؒ کی رنگون آمد کی صحیح تاریخ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ یا یکم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۴ یا ۱۵ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز منگل یا بدھ ہے...... ب م

ہے لہذا جو بڑی بڑی باتیں ہیں۔اور جن کا ذکر کرنا مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔حوالۂ قلم کی جاتی ہیں۔اوران کو تین عنوانوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

**اول:** خواجہ (کمال) کو آپ نے جو تحریرات بھیجیں مع جواب وجواب الجواب۔

**دوم:** جو اشتہارات آپ نے شائع کرائے۔یا خواجہ کمال الدین کی طرف سے شائع ہوئے۔

**سوم:** جو مواعظ آپ نے بیان فرمائے۔

# سلسلہ تحریرات

جناب ممدوح نے تشریف لاتے ہی ایک تحریر خواجہ صاحب کو لکھی جو جمعیۃ العلماء کی طرف سے خواجہ (کمال) کو بھیجی گئی۔ وھو ھذا.

## خواجہ کمال الدین کی طرف پہلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**حامداً ومصلیاً** ......امابعد بخدمت شریف جناب خواجہ کمال الدین صاحب بالقابہ بعد ما ہوالمسنون واضح ہو۔ جناب کو معلوم ہو چکا ہے کہ باستدعائے مسلمانان رنگون جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی واردرنگون ہوئے ہیں-فالحمدلله علی ذٰلك

لہذا یہ بہترین موقع اس امر کا ہے کہ جناب ممدوح کے سامنے جلسہ عام میں آپ ان شکوک کو دور کردیں۔جو آپ کے مذہب کے متعلق مسلمانوں کو ہیں اور درانحالیکہ آپ انہیں مسلمانوں کے نائب بن کر انہیں سے روپیہ لے کر تبلیغ کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ درحقیقت آپ مذہباً سنی حنفی ہیں۔اور بقول آپ کے مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمان بلکہ سنی حنفی تھے۔اور انہوں نے نبوت ورسالت کا دعوی نہیں کیا۔اور یہ کہ شریعت اسلامیہ ان جیسے شخص کو رجل صالح سمجھنے سے منع نہیں کرتی۔تو پھر مسلمانوں کو آپ کی طرف سے کوئی شک نہ رہے گا۔اور سب آپ کے ساتھ ہوں گے ورنہ حقیقت حال کا انکشاف ایک عمدہ نتیجہ ہوگا۔ فقط

# خواجہ کمال الدین کی طرف دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

جمیعۃ العلماء کی طرف سے جناب خواجہ کمال الدین کو واضح ہو کہ جو تحریر ملفوف عامہ اہل اسلام کی طرف سے آپ کی خدمت میں کل بھیجی تھی۔ مگر آپ نہ ملے آج پھر بھیجی جاتی ہے۔ قوی امید ہے کہ آپ اس تحریر کی استدعا کو قبول فرما کر اپنے کو ایک اہم فریضہ سے سبکدوش فرمائیں گے۔ ایسا کرنے سے آپ کا مذہب جو اکثر عوام کے نزدیک مشتبہ و نامعلوم ہے۔ بالکل آشکارا ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد آپ پر دھوکہ دینے اور فریب کرنے کا الزام عائد نہ ہو سکے گا۔

آپ کی طرف سے نوید قبول ملنے کے بعد جمعیت بذا تعین وقت ومقام سے آپ کو اطلاع دے گی۔ آخر میں اس قدر مزید عرض ہے کہ اس علمی اور مہذب گفتگو سے آپ اگر کوئی عذر یا انکار فرمائیں گے۔ تو بہت ہی مناسب ہوگا اور اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ آپ اپنا مذہب پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ جو کچھ آپ کے مشن پر پڑے گا۔ اس کو آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ فقط

# نوٹس

## مسٹر کمال الدین صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

واضح ہو کہ بہت کچھ تحقیق و تفتیش کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے اور ہمیں اس وقت اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں ہے کہ آپ کے عقائد اسلام کے بالکل خلاف ہیں۔ اور آپ اسلام سے خارج ہیں۔ اس لئے آپ کو مسلمانوں کی طرف سے تبلیغ اسلام کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ نہ آپ مسلمانوں کے جائز سفیر کہلا سکتے ہیں۔ اصول اسلام مسلمانوں کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ آپ کی مالی یا جانی کسی قسم کی امداد کریں۔ اگر آپ کو اس نتیجہ مین کچھ کلام ہے اور اپنے آپکو اہل اسلام کا جائز سفیر ثابت کر سکتے ہیں تو باقاعدہ تقریری مناظرہ کے لئے بتاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز اتوار (۵ رمحرم الحرام ۱۳۳۹ھ) مقام اور وقت کا انتظام و تقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ اور اگر آپ سے انتظام نہ ہو سکے تو بتاریخ ۱۹ رستمبر ۱۹۲۰ء بروز اتوار مدرسہ راندیریہ نمبر ۱۴ مغل اسٹریٹ میں بوقت ۹ بجے تشریف لا کر مناظرہ کرلیں۔ فقط

جمعیۃ العلماء نمبر ۳۶ مغل اسٹریٹ رنگون

اس کے بعد ۱۹ رستمبر ۱۹۲۰ء کو ایک جلسہ مدرسہ محمدیہ راندیریہ ہال میں ہوا اور اس جلسہ کی طرف سے حسب ذیل تحریر بنام جناب سرجمال صاحب (جن کے گھر خواجہ کمال مقیم تھے) بھیجی گئی۔

# خط بنام سر جمال صاحب رئیس رنگون

مہربان عالی شان جناب آنریبل سر عبدالکریم بن حاجی عبدالشکور جمال صاحب سی آئی۔ ای رنگون آپ کی خدمت میں ہم حسب ذیل صاحبان کی عرض ہے کہ عالیجناب خواجہ کمال الدین بی۔اے۔ایل ایل بی رنگون میں تشریف لائے ہیں اور آپ کے مہمان ہیں۔انہوں نے اپنے لیکچروں میں کہا کہ میں سنی حنفی ہوں، اس وجہ سے یہاں کے لوگوں میں وسوسہ ہوگیا ہے۔ہم نے سنی جماعت کے علماء سے دریافت کیا اور باہر یعنی ہندوستان کے سنی علمائے کرام سے بھی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگوں میں جو وسوسہ ہوا تھا۔اس میں کمی نہیں ہوئی۔اس لئے اور زیادہ گڑبڑ ہوئی ہے۔آپ دانا و بینا ہو۔اور سب باتوں کو سمجھنے والے ہو۔قوم میں اتفاق کرانے میں آپ کا کمال ہے۔اور عام طور سے سب کو معلوم ہے کہ ایسے کاموں میں آپ کی بہت کوششیں ہیں۔مگر اب اپنی ہی قوم میں یہ مرض پھیل گیا ہے۔اس کو دور کرنا چاہیے۔اس لئے اپنی قوم کے لیڈروں کا فرض ہے کہ اس بات کو طے کریں۔اور سب مسلمانوں کو جمع کر کے سنی جماعت کے علمائے کرام کو اور خواجہ کمال الدین کو بھی بلایا جائے اور سب جماعت کے روبرو ان کی بحث ہونا چاہیئے۔کہ جس سے عوام کا وہم دور ہو جائے اور یہ سب باقاعدہ تقریریں خلاصہ ہونا چاہیئے۔اور اپنی قوم کا بھی اتفاق جیسا کہ اس کے قبل تھا، ہم کو امید ہے ویسا ہو جائے گا۔اور یہ سب بلا دور ہو جائے گی۔اس لئے ہماری اس عرض کو آپ ضرور قبول فرمادیں گے اور اس کار خیر میں ضرور ہماری امداد کریں گے۔اور اس کام کو اچھے طور سے انجام دیں گے۔آپ مسلمان قوم کے بڑے لیڈر ہیں۔تو لیڈرانہ فرض ضرور بجالاویں گے۔ایسی ہم کو امید ہے۔اور جو وقت آپ مناسب سمجھو وہ ہم کو اطلاع دیں۔ہم ضرور اس کا انتظام کریں گے۔اور آپ کی بھی ہم اس کام میں مدد کریں گے۔

یوسف ہاشم ودہلی پریسیڈنٹ جلسہ

اس تحریر پر علاوہ پریسیڈنٹ (پریذیڈنٹ President) کے پینتیس معزز تاجران رنگون کے دستخط تھے۔ان تمام پے درپے کوششوں کے بعد خواجہ کمال الدین کی مہر سکوت ٹوٹی اور بہزار مشکل حسب ذیل تحریر آئی۔

# نقل خط خواجہ کمال الدین مرزائی لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب محمد حاجی احمد بادا موسیٰ جی قاسم۔ ابراہیم ماجوا۔ ابراہیم اسمعیل پٹیل احمد۔ اسمعیل وابد۔ سلیمان موسیٰ ملا۔ غلام حسین ابراہیم ماجوا۔ موسیٰ محمد وغیرہ صاحبان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ مجھے ملا۔ میرے نزدیک آپ کا مطالبہ یہاں تک تو صحیح ہے کہ آپ کو میرے معتقدات کے متعلق صاف طور پر علم ہو جائے کہ وہ کیا ہیں۔ سو وہ دنیا سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ نہ میں نے انہیں کبھی پوشیدہ رکھا۔ یہاں آکر بھی قریباً ہر ایک لیکچر میں ہزارہا آدمیوں کے سامنے بیان کیا۔ اس کے علاوہ ان آٹھ سوالوں کا جواب بھی میں نے آپ میں سے بعض کو پرائیویٹ طور پر عام پبلک میں بصدارت جناب سر جمال صاحب جوبلی ہال میں دے دیا۔ ایک خدا ترس مسلمان کا فرض تھا کہ وہ اس کے بعد خاموش ہو جاتا اور میرے اسلام پر شبہ نہ لاتا۔ ہاں ممکن ہے کہ آپ میں سے بعض کو میرے معتقدات کا علم نہ ہو۔ اس لئے میں انہیں یہاں لکھ دیتا ہوں۔ اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه واشهدان محمدً عبده ورسوله آمنت بالله وملائكته وكتبہٖ ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ والبعث بعد الموت.

"میں خدا کو ایک جانتا ہوں حضرت محمد ﷺ کو نبی برحق اور ان پر سلسلہ رسالت و نبوت کو ختم شدہ مانتا ہوں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور آپ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ میرے نزدیک کافر کاذب اور خارج از اسلام ہے۔ میں قرآن کریم کو آخری کتاب اور شریعت محمدیہ کو آخری شریعت مانتا ہوں۔"

میں اپنی ہدایت کے لئے اول قرآن کو اس کے بعد حدیث اور ان دونوں کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ صاحب کے اجتہاد کو اوروں پر ترجیح دیتا ہوں۔ میں اہل قبلہ ہوں۔ اور میں مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہوں۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔

میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات پر اور آپ کی معراج پر ایمان رکھتا ہوں جو

ایک شخص کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اگر آپ کے نزدیک یہ باتیں کسی کو مسلمان نہیں بناتیں۔ تو مجھے آپ سے پرخاش نہیں۔ ایسا ہی اگر یہ میری تحریر میرے اسلام کے لئے آپ کے نزدیک کافی نہیں تو اس کی بھی مجھے ذرہ بھر پروا نہیں۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب آپ خدا کے آگے ذمہ دار ہیں۔ میں مولویانہ اکھاڑوں کا دشمن اور فرقی مباحثات کو اسلام کی تباہی کا موجب سمجھتا ہوں۔ اس میرے مسلک سے دنیا واقف ہے اور میں اس پر بفضلہٖ قائم ہوں۔ اور کسی قسم کے لالچ سے اپنے اس اصول کو توڑ نہیں سکتا۔

آپ نے حضرت مرزا صاحب مغفور (آنجہانی) کے دعویٰ رسالت و نبوت کی طرف اشارہ کیا ہے میں نہ ان کی طرف سے مبلغ ہوں، نہ ان کے دعاوی کا معلم بن کر یہاں آیا ہوں۔ اور نہ اس تعلیم و تبلیغ کے لئے ولایت گیا ہوں۔ ان کے دعاوی کے جو اس وقت مبلغ اور معلم ہیں۔ ان سے آپ ان کے متعلق فیصلہ کر لیں وہ یہاں آسکتے ہیں۔ اگر آپ کو اس قدر شوق ہے۔

رہا میں ان کی نبوت و رسالت کے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہوں۔ میں کسی شخص کو خواہ وہ مرزا صاحب ہوں یا کوئی اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد نبی نہیں مانتا۔ اور ہرگز نہیں مانتا ہوں۔ اور مدعی نبوت کو آنحضرت کے بعد کافر کاذب جانتا ہوں۔ ہاں میری اپنی تحقیق میں اور میرے علم و یقین میں یہی ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت نہ تھے۔ بروئے حدیث شریف " لم یبق من النبوة الا المبشرات " نبوت کے کل اجزا تو ختم ہو چکے ہیں۔ صرف ایک جز یعنی مبشرات امت محمدیہ میں جاری ہے۔ یعنی آنحضرت کے بعض غلام خدا سے مبشرات پائیں گے۔ ایسا ہی قرآن میں "لهم البشرى فى الحيوة الدنيا " اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اس سے مراد خدا کا انسان سے ہم کلام ہونا ہے۔ اسی کا نام الہام ولایت ہے۔ یہ امت محمدیہ میں سے ہے اور میرے علم و یقین میں مرزا صاحب اسی کے مدعی تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ پر نبوت اور رسالت کو منقطع سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۰۵ء میں علمائے دین سے ایک استفتاء کیا اس میں ذیل کی عبارت درج ہے۔

والنبوة قد انقطعت بعد نبينا صلے الله عليه وسلم ولا كتاب بعد الفرقان الذى هو خير الصحف السابقة ولا شريعة بعد الشريعة المحمديه. بيد انى سميت نبيا على لسان خير البرية وذلك

امر ظلی من برکات المتابعة ومااری فی نفسی خیرا ووجدت کلما وجدت من ھذہ النفس المقدسة وماعنی اللّٰہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمة والمخاطبة ولعنة اللّٰہ علی من ارادفوق ذلک اوحسب نفسہ شیئااواخرج عنقہ من ربقة النبویة وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰے علی الطریقة المستقلة وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمة وھو بشرط الاتباع لا غیر متابعة خیر البریہ وواللّٰہ ماحصل لی ھذا لمقام الا من انوار اتباع الا شعة المصطفویة وسمیت نبیّا من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علے وجہ الحقیقة.

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۶۴، روحانی خزائن:۶۸۸/۲۲، ۶۸۹)

یہاں نہ صرف صفائی سے یہ کہا ہے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے، بلکہ یہ بھی اقرار کیا ہے کہ مجھے جو کچھ ملا، اطاعت رسول میں ملا اور جس نبوت کو میں اپنی طرف منسوب کرتا ہوں وہ مجازی ہے نہ حقیقی۔

اور اپنا ایمان وہ اس طرح لکھتے ہیں۔

وبعزۃ اللّٰہ وجلالہ انی مومن مسلم واومن باللّٰہ وکتبہ ورسلہ وملائکتہ والبعث بعد الموت وبان رسولنا محمد المصطفٰے افضل الرسل وخاتم النبیین.

(حمامۃ البشریٰ/۸ جدید ایڈیشن/۱۸ ارخ:۷/۱۸۴)

اپنے دعویٰ کے متعلق جہاں تک مجھے علم ہے۔ جناب مرزا صاحب کی یہ آخری تحریر ہے۔[1] مجھے مرزا صاحب اس تحریر میں رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ ممکن ہے اس

---

۱۔ مرزا کی یہ تحریر ۱۸۹۳ کی ہے خواجہ کمال اسے آخری تحریر بتا کر جھوٹ سے کام لے رہے ہیں مرزا نے ۱۹۰۰ء میں کھل کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسکے بعد دعویٰ نبوت سے متعلق مرزا کی بے شمار تحریریں ہیں (ش۔ع)

تحریر سے پہلے ان کی کسی تصنیف میں کوئی ایسا امر ہو، جس سے ان کے دعویٰ کے متعلق کوئی شک پیدا ہو سکے۔ لیکن جس صورت میں اس مضمون پر یہ ان کی آخری تحریر ہے اور اس کے بعد اس کے خلاف میرے علم میں آپ کی کوئی تحریر نہیں۔ تو اس تحریر کے ہوتے ہوئے وہ میرے نزدیک مدعی نبوت نہیں ہیں۔ اگر اس تحریر پر بھی کوئی شخص انہیں رسالت کا دعویدار سمجھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ کہ انہوں نے بیشک مجازی طور پر اپنے متعلق لفظ نبوت یا نبی کا استعمال کیا ہے۔ لیکن اس طرح مجازی طور پر لفظ نبی یا مرسل کا استعمال جناب مرزا صاحب سے پہلے بھی سلف صالحین میں موجود ہے۔ آپ چاہیں گے تو حوالہ لکھ بھیجوں گا۔[1] آپ کی تشفی کے لئے میں نے یہ باتیں لکھ دی ہیں اور میرے نزدیک کافی ہیں۔

میں ایک کارِ خیر میں آپ لوگوں کو بلاتا ہوں۔ جس کی خاطر میں نے اپنی ہزاروں روپیہ کی آمدنی چھوڑ دی۔ اور اب تک خود بھی اس کام میں اپنی گرہ سے خرچ کرتا ہوں۔ ابھی گزشتہ دسمبر میں مَیں نے تین ہزار روپیہ اپنی جیب سے دیا ہے۔ یہ کام بروئے تعلیم قرآن بہترین کارِ خیر ہے۔ اس کی طرف آپ کو بھی بلاتا ہوں۔ اگر آپ شریک ہوتے ہیں تو بسم اللہ۔ اور اگر آپ اس کارِ خیر میں ایسے شخص کے ذریعہ روپیہ خرچ کرانا چاہتے ہیں کہ جس نے اپنے عقائد اس خط میں آپ کو لکھ دیئے ہیں جس نے جب سے یہ کام شروع کیا ہے اپنے آپ کو فرقی بحثوں سے الگ کر دیا ہے۔

---

۱۔ آج تک سلف صالحین میں سے کسی نے اپنے متعلق نبی یا رسول کا لفظ استعمال نہیں کیا نہ حقیقتاً نہ مجازاً مرزائی دھوکہ بازوں کا یہ صریح جھوٹ اور فریب ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ ۶۴ ج ۲ میں لکھا ہے اسم النبی زال بعد رسول الله ﷺ حضور ﷺ کے بعد نبی کا اسم ہی زائل ہوگیا یعنی اپنی ذات سے متعلق کوئی شخص نبی یا مرسل کا لفظ استعمال کرے یہ جائز نہیں۔ دوسری جگہ شیخ اکبر لکھتے ہیں فاخبر رسول الله ﷺ ان الرؤیا جزء من اجزء النبوة فقد بقی للناس فی النبوة هذا وغیره و مع هذا لا یطلق اسم النبوة و لا النبی الا علی المشرع خاصة. فحجر هذا الاسم لخصوص و صف معین فی النبوة ص ۴۹۵ ج ۲ یعنی نبوت کے اجزاء میں سے رؤیا وغیرہ باقی ہے لیکن باوجود اس کے نبی اور رسول کا لفظ اپنی ذات پر اطلاق کرنے سے روک دیا گیا۔ لہٰذا سلف صالحین میں سے کسی نے اپنی ذات پر مرزا کی طرح کا لفظ استعمال کیا ہو اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ حوالہ لکھ بھیجنے کی بات کرنا یہ خواجہ کمال الدین کی صرف بندر بھبکی ہے اور بس! ش ع

اس معاملہ میں یہاں بھی معتبر سے معتبر شہادت آپ کو مل سکتی ہے کہ میں نے اب سے انگلستان میں اشاعت اسلام کا کام شروع کیا ہے۔تب سے کسی خاص فرقہ کی اشاعت میں نے نہیں کی۔ میں نے اس دن سے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا جو کسی فرقہ کی تعلیم سے تعلق رکھتا ہو۔ میں نے صرف قرآن اور حدیث کو پیش کیا ہے اور آئندہ بھی میں اپنا مشن کسی فرقہ کی تعلیم سے وابستہ نہیں کروں گا۔اگر آپ کا ایمان اور ضمیر آپ کو اجازت دیتا ہے تو آپ اپنا روپیہ مجھے دیں اور اشاعت اسلام کے لئے آپ اپنا وکیل مجھے کریں۔اور یہ بھی یاد رہے کہ میں حق وکالت نہیں لیتا ہوں۔ جو کرتا ہوں بلا مزد (مزدوری) اور عند اللہ کرتا ہوں۔ان حالات پر بھی اگر آپ کی تشفی نہیں تو آپ پر حرام ہے کہ ایک پیسہ بھی اس راہ خدا میں مجھے دیں۔

میں ایک نصیحت آپ کو کرتا ہوں کہ اسلام نے جو نقصان اٹھایا وہ ان اندرونی تنازعات اور باہمی فرقی مباحثات سے اٹھایا۔آج اسلامی سلطنتیں زیادہ تر انہیں جھگڑوں سے تباہ ہوگئی ہیں۔ ایران اور ترکی میں تنازعہ فرقہ کے باعث جو دشمنان اسلام نے فائدہ اٹھایا اور اس کا نتیجہ جو ہوا وہ آپ پر بھی ظاہر ہے۔اگر آپ نے ابھی تک یہ نہیں سمجھا تو آج مجھے سمجھ لیں کہ ہماری تباہی کا ایک بڑا موجب یہی فرقی مباحثات ہیں۔ میں گزشتہ آٹھ سال سے ہر جگہ یہی وعظ کرتا ہوں یہی میری تحریریں بھی ہیں کہ مسلمانو! خدا کے واسطے ان آپس کے تنازعات سے بچو۔ان اختلاف فرقی کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بقول پیغمبر رحمت ہیں۔لیکن تاجران مذہب اور پیشہ ور مناظرین نے انہیں ہمارے لئے مصیبت بنا دیا ہے۔ بہر حال میرا یہ اصول ہے کہ مسلمانوں کو مباحث فرقیہ سے روکوں۔اور ان کو متفقہ اصول اسلام کی اشاعت پر بلاؤں۔اور یہ میں نے کہا ہے اور کامیاب ہوا ہوں۔ جو میرا اعلان شدہ اصول ہو،اس اصول کے خلاف مجھے آج بلانا عقلمندوں کے شایان نہیں۔ جس صاحب کو کسی نے لکھنؤ سے یہاں فرقی تنازعات کے میدان کو گرم کرنے کے لئے بلوایا ہے۔ ان کو بھی میرے اس اصول کا علم ہے۔آپ جیسے چند شرفاء کے نام پر یہ صاحب لکھنؤ میں آئے۔ اور میں نے ان کو اس وقت بھی کسی مباحثہ یا مناظرہ کی اجازت نہیں دی۔صرف میں نے اسی قدر ان کو اجازت دی کہ میں ان کو لکھا دوں کہ میں کیا مانتا ہوں اور کیا نہیں مانتا ہوں۔ میں نے اس کے علاوہ برنگ مناظرہ کچھ بولنے کی اجازت ان کو نہیں دی۔

اس چٹھی میں میں نے بالتفصیل اپنے عقائد لکھ دیئے ہیں۔اگر آپ یہ باتیں میرے منہ

سے سننا چاہتے ہیں تو کسی لیکچر کے بعد میں اس چٹھی کو پڑھ دوں گا۔ اور اسی لئے یہ چٹھی میں نے خود پڑھ کر سنادی ہے۔ خدا سے ڈرو۔ اسلام کی رہی سہی حیثیت کو ان فرقہ بندیوں کے باعث تباہ نہ کرو۔ اب ہمارے پاس کیا رہ گیا۔ سلطنت طاقت شوکت سب چلی گئی۔ صرف علمی طور سے اور دلائل کے ساتھ ہم آج اسلام کی حقانیت دوسروں پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ سوائے اس کے ہمارے پلے اور کیا رہ گیا ہے۔ کیا آپ لوگ اس کام سے بھی ہمیں روکنا چاہتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ لوگ اور ایسے ہی یہ مولوی صاحبان مجھے غیر مسلموں کے مقابل میں اصول اسلام پیش کرنے میں امداد دیتے۔ کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ میرے یہاں لیکچروں نے یہاں کے بعض انگریزی خواں مسلمانوں کو بے دینی سے بچایا، اور ایک طرح انہیں از سر نو مسلمان کیا۔ بدھ مذہب والوں اور ہندوؤں کو اسلام کے قریب کیا۔ ان کے دلوں میں اسلام کی عظمت پیدا کی۔ یہی کام علماء کا ہونا چاہیے تھا جو انہوں نے چھوڑ دیا اور فرقی مباحثات میں پڑ گئے۔ میں جس دن سے یہاں آیا ہوں۔ مختلف قسم کے شکوک مسلمان لوگ میرے پاس لے کر آئے۔ انہیں شکوک کے دفعیہ میں میں نے بعض لیکچر دیئے۔ ایک خط میرے پاس ابھی آیا ہے، جس میں چند اور سوالات کا جواب مجھ سے طلب ہوا ہے۔ میں ان کو ذیل میں آپ کو لکھ دیتا ہوں۔ اگر کسی کو کچھ بھی غیرت اسلام ہے۔ تو کیوں میرے ساتھ اس معاملہ میں امداد نہیں کرتا۔ اگر آپ کو محبت اسلام ہے تو جو روپیہ کسی ایک مولوی صاحب کو لکھنؤ سے بلانے میں خرچ ہوا ہے، وہ بھی نفع بخش ہو جائے گا۔ آپ ان سوالات کو ان علماء کی خدمت میں پیش کر دیں۔ وہ پبلک جلسہ میں اس کا جواب دے دیں، اور اس کا جواب انگریزی میں ہی دینا کیونکہ شاید سائل اردو نہیں سمجھتا اور چٹھی بھی انگریزی میں ہے۔ تو ان علماء سے جواب لکھا کر مجھے بھیج دیں میں مشکور ہوں گا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ کہاں تک آپ مسلمانوں کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن سے محبت ہے یا کہاں تک لوگ دو مولویوں [1] کو آپس میں لڑا کر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون جیتا اور کون ہارا۔

## باگلے صاحب کے سوالات

اب میں ان سوالات کا خلاصہ لکھ دیتا ہوں۔ جن کے جواب میں آپ کو اگر کچھ بھی غیرت اسلام ہے تو میری مدد کریں۔ وہ یہ ہیں۔

---

۱۔ خدا کی قدرت خواجہ صاحب اپنے کو بھی مولوی سمجھتے ہیں۔

۱۔ جس صورت میں قرآن بعض مذاہب دیگرہ کا خدا کی طرف سے آنا تسلیم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر قوم کو نبی دیا گیا۔ پھر کہتا ہے نبی قوم کی زبان میں آتا ہے اور یہ بھی فرماتا ہے کہ قرآن عربی میں اس لئے آیا کہ تم سمجھ سکو پھر کیوں آنحضرت کل دنیا کے لئے رسول بن کر آئے وہ عربی نہ بولنے والی قوموں کے نبی نہیں ہو سکتے ؟؟؟

۲۔ کتب سابقہ خدا نے بھیج کر کیوں منسوخ کیں۔ اگر ان میں کوئی کمی تھی۔ جو قرآن نے پوری کی تو سابقین کو کیوں اس سے محروم کیا گیا۔ صحیفہ قدرت میں اس کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی خدا کی بنائی ہوئی چیز کی موجودگی میں اسے باطل اور بے مصرف خدا نے نہیں کیا؟؟

۳۔ بہائی لوگ کہتے ہیں کہ جو قرآن کریم میں جناب آدم سے ہدایت کا وعدہ تھا وہ جب تک بنی آدم رہیں گے، وہ وعدہ جاری رہے گا۔ پھر قرآن کیوں خاتم ہدایت ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کیوں خاتم النبیین ہیں۔

۴۔ بروئے تعلیم قرآن ایمان باللہ ایمان بالآخرۃ عمل صالح نجات کے لئے کافی ہیں۔ کسی خاص رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں (سورۃ بقرہ آیت ۶۲) پھر کیوں آنحضرت ﷺ کی رسالت منوانا ضروری ہے۔ اس خط کی نقل رکھ لی گئی ہے۔

والسلام خواجہ کمال الدین

مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۰ء فقط

۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ بروز بدھ

ناظرین نے دیکھا کہ یہ تحریر کس قدر پرفریب کاروائیوں سے بھری ہوئی ہے۔ جواب میں سب باتوں سے قطع نظر کر کے صرف اصل مقصد کے متعلق ان سے مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ تحریر کو طول نہ ہو۔ اور بات خلاف مبحث نہ چلی جائے۔

مثلاً شروع خط میں لکھا ہے کہ میں نے اپنا مذہب کبھی چھپایا نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے، رنگون میں بھی اپنا مذہب چھپایا، لوگوں کے سوالات کے جواب نہ دیئے۔ مطبوعہ آٹھ سوالوں کا پرائیوٹ جواب دینا چہ معنی؟ اور مثلاً اندرونی وفرقی تنازعات کے متعلق بہت کچھ نصیحتیں مسلمانوں کو کیں۔ لیکن اپنے پیشوا مرزا غلام احمد کو کچھ نہ کہا۔ کہ اس نے کیوں یہ نزاعات برپا کئے، کیوں نئی نئی موحش باتیں اپنے دل سے گھڑ گھڑ کر بیان کیں کیوں تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر بنایا۔

اور مثلاً لکھا کہ میں لندن میں مرزائیت کی تبلیغ نہیں کرتا، یہ کیسا سفید جھوٹ ہے۔ رسالہ اشاعت اسلام بابت فروری و اگست ۱۹۲۰ء سے خاص مرزائیت کی تبلیغ کا پورا ثبوت ملتا ہے، اور مثلاً لکھا کہ میں نے لکھنؤ میں جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب کو اس سے زیادہ بولنے کی اجازت نہ دی۔ یہ کس قدر نخوت و انانیت کا کلمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لکھنؤ میں برسر حکومت تھے۔ اور مولانا ممدوح آپ کی اجازت کے محتاج تھے۔ علاوہ ازیں جھوٹ بھی ہے۔ لکھنؤ کی تقریر کا اشتہار اسی دن چھپ گیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود ہی معافی مانگی تھی اور مثلاً باگلے صاحب کو آمادہ کر کے ایک مضمون شائع کرا دیا تا کہ ان کا پیچھا چھوٹ جائے، مگر خدا نے اس کو انہیں پر الٹ دیا۔

# جواب الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## حامداً ومصلیاً

جنابِ مَن کمال الدین صاحب۔ بعد ماھو المسنون واضح ہو۔کل بعد مغرب آپ کا عنایت نامہ کئی روز کے انتظار شدید اور وعدہ امروز وفردا کے بعد ملا۔ جس کا شکریہ قبول فرمایئے۔ اگرچہ بعض کلمات آپ کے قلم سے ہمارے علمائے دین کی شان میں خلاف ادب نکل گئے ہیں۔ لیکن ہم ان سے درگزر کر کے آپ کی باتوں کوتسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔صرف دو تین باتوں کے متعلق اپنی تشفی چاہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ آپ نے بالمشافہ ہمارے علمائے کرام کے سامنے گفتگو کرنے سے صاف انکار کردیا، ورنہ معاملہ بہت جلد صاف ہوجاتا۔اور یہ نزاع فرقی جس سے آپ اپنا تنفر ظاہر کرتے ہیں اوراس کو باعث تنزل اہل اسلام بیان کرتے ہیں یقیناً مٹ جاتا، خیراب امورذیل کا تشفی بخش جواب دیجئے۔لیکن براہ کرم مثل سابق وعدہ امروزوفردا میں وقت گزاری نہ فرمایئے۔

۱۔اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت آپ نے لکھا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ مجازی طور پر کیا ہے۔اوران کی کتاب استفتاء کی ایک عبارت نقل کی ہے، جس میں آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوجانے کی تصریح ہے۔اس موقع پر دو باتیں جواب طلب ہیں۔اول یہ کہ مرزا قادیانی نے جابجا تمام نبیوں سے خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنا افضل ہونا بیان کیا ہے اوراپنے الہام ووحی کو کتب الٰہیہ اور قرآن شریف کا ہم پایہ قرار دیا ہے۔دیکھئے، اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں جس کے ضمیمہ کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔مرزا قادیانی لکھتے ہیں ’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی جو بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۴۹،۱۵۰، خ ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

نیز اسی کتاب میں ہے۔ ''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو''۔ (حقیقۃ الوحی ر۱۵۵، خ: ۲۲/۱۵۹) دوسری کتابوں میں مرزا قادیانی نے اس سے بھی بہت زیادہ لکھا ہے، مگر چونکہ آپ نے ضمیمہ حقیقۃ الوحی کا حوالہ دیا ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی اسی پر قناعت کی۔ نیز حقیقۃ الوحی میں ہے کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ر۲۱۱، خ ۲۲/ ۲۲۰) پس اب سوال یہ ہے کہ کیا مجازی نبی، حقیقی نبی سے افضل ہوسکتا ہے یا اس کا الہام حقیقی نبی کے الہام کے برابر قطعی ویقینی ہوسکتا ہے۔ یہ افضلیت ومساوات کے دعوے اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ مرزا قادیانی نے مجازی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

**دوم** یہ کہ استفتاء میں جس کی عبارت کا حوالہ آپ نے دیا ہے، مرزا قادیانی ختم نبوت کے ساتھ ایک استثناء لگا چکے ہیں۔ آپ کی تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ صفحہ۲۲ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ''**وان نبینا خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ینور بنورہ ویکون ظھورہ ظل ظھورہ فالوحی لنا حق و ملك بعد الاتباع**''[۱] (ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ر۲۲، خ: ۲۲/ ۶۴۳) پس جب مرزا قادیانی خود کہتے ہیں کہ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کے اتباع کا دعویٰ کرنے والے کے لئے نہیں ہوا تو آپ کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کے قائل ہیں۔ کس طرح قابل تسلیم ہوسکتا ہے؟؟؟

۲۔ معراج شریف پر ایمان رکھنے کو آپ مسلمان ہونے کے لئے ضروری لکھتے ہیں۔ لیکن آپ کے مرزا قادیانی اس کے منکر ہیں۔ اور معراج کو ایک قسم کا کشف کہتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ

---

۱۔ ترجمہ بے شک ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہ شخص نبی ہوسکتا ہے جو حضور ﷺ کے نور سے منور ہو اور اس کا ظہور حضور ظل کا ظہور ہو، لہٰذا حضور کی اتباع کے بعد وحی کے ہم حق دار اور مالک ہیں (روداد مباحثہ ر۴۳)

اوہام میں لکھتے ہیں کہ ’’سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا، بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔‘‘ پھر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں۔ ’’کہ اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف صاحب کا تجربہ ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اول/۲۶ برحاشیہ ر، خ ۳/۱۲۶) اس عبارت میں یہ گستاخی قابل دید ہے کہ رسول رب العالمین ﷺ کے جسم انور کو کثیف کہا (معاذ اللہ منہ)

۳۔ مرزا قادیانی نے صرف یہی ایک بات قرآن اور دین اسلام کے خلاف نہیں کہی کہ ختم نبوت میں ایک استثناء لگایا اور اس کا انکار کیا۔ اور اپنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، بلکہ اور بھی بہت سی باتیں ان میں ایسی ہیں کہ ان میں سے (کوئی ایک) بات بھی اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہے۔ مثلاً انہوں نے اپنی جھوٹی باتوں کا جواب دینے کی ضرورت سے یہ لکھا کہ اگلے نبیوں اور خاص کر سرور انبیا ﷺ کی بعض پیش گوئیاں ٹل گئیں یا جھوٹی ہوگئیں۔ (کتاب البریہ ر، خ: ۱۳/ ۴۴۱، ازالہ اوہام/ ۳۵۷ ر، خ: ۳/ ۴۹۶) اور مثلاً انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو عمل مسمریزم اور قابل نفرت و مکروہ لکھا اور ان کی سخت توہین کی (ازالہ اوہام/ ۳۵۷ ر، خ: ۳/ ۲۵۹ برحاشیہ) اور مثلاً انہوں نے نبیوں کی نسبت لکھا کہ وحی کے سمجھنے میں ان سے بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ (اعجاز احمدی/ ۲۴ ر، خ: ۱۹/ ۱۳۳، ازالہ اوہام ۳۵۷ رخ ۳/ ۴۹۶) اور مثلاً انہوں نے آنحضرت ﷺ کی شان اقدس وارفع میں یہ لکھا کہ دجال وغیرہ کی حقیقت ان پر منکشف نہ ہوئی تھی۔ مجھ پر منکشف ہوئی۔ (ازالہ اوہام/ ۶۹۱ ر، خ: ۳/ ۴۷۳) اور مثلاً انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ایک خانہ ساز وحی میں صاحب اولاد قرار دیا۔ اور اس کو خاطی ٹھہرایا۔ (حقیقۃ الوحی/ ۸۶، ۱۰۳۔ رخ: ۲۲/ ۸۹، ۱۰۶)

اور مثلاً اعجاز احمدی میں احادیث نبویہ کی نسبت لکھا کہ جو حدیث ہماری وحی کے خلاف ہو، اس کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی/ ۳۰ رخ: ۱۹/ ۱۴۰) اور آنحضرت ﷺ کی توہین کے لئے مرزا صاحب کا یہ شعر کافی ہے۔ [1]

اخذنا من الحی الذی لیس مثلہ
وانتم عن الموتی رویتم ففکروا

(اعجاز احمدی/ ۵۷ رخ ۱۹/ ۱۶۹)

---

۱۔ ترجمہ: ہم نے اُس سے لیا کہ وہ حی وقیوم اور وحدہ لاشریک ہے اور تم لوگ (اے مسلمانو!) مردوں یعنی محمد ﷺ اور صحابہ، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، محدثین اور اولیاء کرام سے روایت کرتے ہو۔

**وغیر ذلك مما لا تعد ولا تحصی** پس ہمارا منشا یہ ہے کہ یا آپ مرزا قادیانی سے تبریٰ کر کے ہمارے ہم خیال ہو جائیں یا مرزا قادیانی کی ان تمام باتوں کا صحیح مطلب ہم کو سمجھا دیں۔اس لئے ہم زبانی گفتگو کے مستدعی تھے۔جس سے آپ نے مصلحتہً انکار کر دیا۔

۴۔ باگلے صاحب کی جس انگریزی تحریر کا ذکر آپ نے لکھا ہے اور ان کے اعتراضات کے جواب میں ہمارے علمائے کرام سے مدد مانگی ہے۔اس کے متعلق عرض ہے کہ علمائے اسلام ہمیشہ مخالفین اسلام کا جواب دینے کے لئے آمادہ ہیں۔اور انہیں کی سعی مشکور اور تبلیغ اسلام کا نتیجہ ہے کہ اسلام کی حقانیت کا آفتاب چمک رہا ہے۔لیکن باگلے صاحب نے اپنی تحریر کے شروع میں صاف لکھ دیا ہے کہ یہ اعتراضات ان کو نیز اور بہت سے لوگوں کو آپ کے لیکچروں سے پیدا ہوئے ہیں۔پس جبکہ آپ کے لیکچر قرآن اور دین اسلام کے خلاف ہیں تو جو اعتراضات ان سے پیدا ہوں۔ان کے ذمہ دار آپ ہیں، نہ اسلام اور علمائے اسلام، تاہم باگلے صاحب کے نفس اعتراض کا جواب شافی وکافی اصل قرآن کی تعلیم کے مطابق علمائے اسلام دینگے۔

آخر میں اس قدر عرض اور ہے کہ علمائے دین کے لئے تو آپ تکفیر کو ایک بہت بڑا جرم قرار دیا کرتے ہیں، مگر کیا وجہ ہے کہ اس تحریر میں آپ نے رنگون کے انگریزی دان مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا، یہ چیز آپ کے لئے جائز ہے۔

باگلے صاحب کی تحریر پر آپ کو توجہ کرنا چاہیے کہ آپ کے لیکچروں نے غیر مسلموں کی نظر میں اسلام کو کس قدر ذلیل کر دیا ہے، فقط جواب بدست حامل ہذا عنایت ہو۔

غلام حسین مانجوا چینا اسٹریٹ رنگون

اس تحریر کے ختم ہونے کے بعد ایک اشتہار مطبوعہ آپ کا ملا، چونکہ اس اشتہار کے مضامین وہی ہیں جو کل آپ ہمارے سامنے کہہ چکے تھے۔لہذا سب نے سمجھ لیا کہ یہ اشتہار آپ کا ہے اور دوسرے کا نام فرضی ہے۔تعجب ہے کہ جب آپ علماء کے سامنے نہیں آنا چاہتے اور نزاع فرقی سے دور رہنا چاہتے ہیں تو یہ اشتہار بازی اور وہ بھی در پردہ کیوں ہے۔کاش یہ اشتہار اپنے نام سے دیا ہوتا تو اس کا جواب بھی ہم اسی کے ساتھ شامل کر دیتے

فقط۔غلام حسین ابراہیم مانجوا

اس کے بعد خواجہ کمال الدین نے جلدی سے ایک جلسہ اپنے میزبان سر جمال صاحب کی

صدارت میں منعقد کر دیا۔ اور مسلمانوں میں مشہور کیا کہ میں باگلے صاحب کے لائحل اعتراضات کا جواب دوں گا۔ یہ خبر جمعیۃ العلماء میں بھی پہنچ گئی اور اسی وقت باگلے صاحب کا جواب جو عالیجناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے قلم برداشتہ لکھ دیا تھا۔ اسے جلسہ میں بھیج دیا گیا اور خواجہ کمال کو ایک خط پھر اس کے ساتھ بھیجا گیا اور صدر جلسہ سے اجازت مانگی گئی کہ یہ خط اور باگلے صاحب کا جواب جلسہ عام میں پڑھ کر سنا دیا جائے۔ مگر خواجہ کمال نے بڑی چالاکی سے صدر صاحب کو اجازت دینے سے روکا۔ خود خواجہ کمال نے البتہ اس تحریر کو پڑھ لیا۔ اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ اپنی تقریر میں اکثر حصہ ہمارے جواب کا بیان کر کے اپنا نام کیا لیکن ہمارے قاصدوں نے ایک کاپی جلسہ کے دروازے پر آویزاں کر دی تھی۔ جس سے تمام حقیقت کھل گئی۔ وہو ہذا۔

## جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی خدمت میں

بعد ماھو المسنون عرض ہے کہ یہ تو آپ نے پہلے تسلیم کر لیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آپ کے پیشوا ہیں۔ اور اب آپ نے اپنی تحریر مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۰ء میں تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے اب صرف ذرا سی بات باقی ہے۔ کہ آپ ان کے دعویٰ نبوت میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مجازی نبوت مراد ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ذیل کی باتیں آپ کی تاویل کے قبول کرنے سے مانع ہیں۔

۱۔ مرزا غلام احمد نے اپنے کو حقیقی نبیوں سے افضل کہا ہے۔ (ملخصاً ومفہوماً)

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ رخ ۲۲/۵۰۳)

۲۔ مرزا قادیانی نے اپنے الہام کو حقیقی نبیوں کی وحی کا ہم رتبہ قرار دیا ہے۔ (ملخصاً ومفہوماً)

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ رخ ۱۷/۴۵۴)

۳۔ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کے منکروں بلکہ شک کرنے والوں اور بیعت نہ کرنے والوں غرضیکہ کل مسلمانوں کو باستثناء اپنے فرقہ کے کافر بنا دیا۔ (ملخصاً ومفہوماً)

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳، رخ: ۲۲/ ۶۷، اربعین نمبر ۴ ص ۶ حاشیہ رخ: ۱۷/ ۴۳۵)

پس اب گزارش ہے کہ آپ اپنی تاویل واپس لیں۔ یا سمجھا دیں کہ مجازی نبوت میں یہ تینوں باتیں کیسے بن سکتی ہیں۔ للہ جواب تحریری جلد عنایت کیجئے۔

# باگلے صاحب کی چٹھی کا جواب

باسمہ تعالیٰ حامداو مصلیاً

باگلے صاحب نے ایک چٹھی انگریزی میں چھاپی ہے۔ جس میں انہوں نے چار اعتراض اسلام پر کئے ہیں۔ اور نتیجہ سب کا یہ نکالا ہے کہ دین محمدی کو قبول کرنا ضروری نہیں۔ اگرچہ باگلے صاحب نے اس چٹھی میں یہ لکھ کر کہ خواجہ کمال عنقریب رنگون چھوڑنے والے ہیں۔ ہمارے علماء خاص کر عالیجناب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنوی عم فیضہم سے بھی ان اعتراضات کے جواب کی امید ظاہر کی ہے۔ لیکن چونکہ باگلے صاحب نے آغاز تحریر میں یہ تصریح کردی ہے کہ یہ اعتراضات ان کو اور نیز اور بہت سے انگریزی دانوں کو جو اسلام سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ خواجہ کمال الدین کے قابلانہ لیکچروں سے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر یہ چٹھی باگلے صاحب نے ہمارے علماء کی خدمت میں بھیجی بھی نہیں اور خواجہ کمال ابھی رنگون میں مقیم بھی ہیں۔ لہذا کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم اپنے علمائے کرام کو ان اعتراضات کے جواب کی طرف متوجہ کریں۔ مگر خواجہ کمال الدین نے اپنی تحریر مورخہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۲۰ء میں ان اعتراضات کے جواب کے لئے ہمارے علماء سے مدد مانگی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کمال جواب دینے سے عاجز ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ جو لوگ خواجہ صاحب کے مذہب سے ناواقف ہیں۔ وہ شاید ان کی عاجزی کو علمائے اسلام کی عاجزی تصور کریں۔ اس لئے عالیجناب مولانا صاحب مدیر النجم لکھنؤ سے جواب حاصل کر کے ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

محمد ضمیر الدین مدرس

مدرسہ اسلامیہ نمبر ۴۸ مرچنٹ اسٹریٹ رنگون

## اعتراضوں کا جواب

### پہلا اعتراض: کیا قرآن ساری دنیا کے لئے آیا ہے؟

پہلا اعتراض یہ ہے کہ قرآن شریف نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ہر رسول پر اسی قوم کی زبان میں وحی آئی جس کی طرف وہ بھیجا گیا۔ اور یہ بھی کہا کہ قرآن عربی زبان میں اس لئے آیا کہ تم سمجھو۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اور محمد (ﷺ) صرف عرب کے لئے ہیں۔ پس یہ دعویٰ کیوں کیا جاتا ہے کہ قرآن ساری دنیا کے لئے ہے؟

**جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی ہدایت ساری دنیا کے لئے ہے۔**

جواب یہ ہے کہ قرآن شریف نے مذکورہ مضمون صرف ان نبیوں کی بابت بیان کیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے آئے تھے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی نبی کی نبوت ساری دنیا کے لئے نہیں ہوئی۔ ہر نبی صرف ایک خاص قوم کے لئے ہوتا تھا۔ اور اسی قوم کی زبان میں ان پر وحی اترتی تھی۔ اس قضیہ کو الٹ کر یہ نتیجہ نکالنا کہ جس نبی کی جو زبان ہو، اس کی نبوت اسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے غلط ہے۔ قرآن عربی زبان میں اس لئے آیا کہ سب سے پہلے اہل عرب میں اور ان کے ذریعہ سے ساری دنیا میں اسی روشنی کا پھیلانا مقصود تھا۔ قولہ تعالیٰ لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (پارہ ۲ سورۂ بقرہ/۱۴۳)۔ ترجمہ تاکہ تم اے اہل عرب سب لوگوں کے سامنے گواہی دینے والے بنو۔ اور رسول تمہارے سامنے گواہی دینے والے بنیں۔

قرآن صاف تصریح کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کی ہدایت ساری دنیا کے لئے ہے۔ حسب ذیل آیتیں پڑھو۔

۱۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا. پھر آگے فرمایا فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ (سورۂ اعراف/۱۵۸) ترجمہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں...... پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر۔

۲۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سبا/۲۸) یعنی اے نبی ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۳۔ وَمَا أُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ. (انعام/۱۹)

ترجمہ: یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا تاکہ میں تم کو اس کے ذریعہ سے ڈراؤں اور نیز ان تمام لوگوں کو جن تک قرآن پہنچ جائے۔

۴۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا. (فرقان/۱)

ترجمہ: برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندوں پر قرآن اتارا کہ وہ تمام دنیا کے لئے

ڈرانے والا بنے۔

پس جب قرآن کی یہ تصریح ہے تو اس کے خلاف کسی آیت کا مطلب لینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ کیونکہ کسی کلام سے کوئی ایسا مفہوم استنباط کرنا جو اس کلام کے دوسرے حصہ کی تصریح کے خلاف ہو۔ عقلاً بھی جائز نہیں۔

## دوسرا اعتراض: کیا توریت وغیرہ کو ماننے والے دین کامل سے محروم رہے؟

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن دوسرے مذاہب کے خدائی آغاز کو تسلیم کرتا ہے۔ اور توریت کو نور و ہدایت کہتا ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر یہ وحیاں کامل تھیں تو کیوں منسوخ ہوئیں، ناکامل تھیں تو وہ لوگ کیوں کامل چیز سے محروم کئے گئے۔

**جواب:** یہ ہے کہ قرآن شریف نے بے شک یہ بیان کیا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں نبی آئے اور ہدایت اتری، مگر یہ کہیں نہیں بیان کیا کہ دنیا کے موجودہ مذاہب وہی ہیں جن کی تعلیم نبیوں نے دی، بلکہ یہ تصریح اکثر آیتوں میں ہے کہ انبیاء کی تعلیمات اور خدائی کتابوں میں ان نبیوں کے بعد بہت کچھ تحریف و تبدیل لوگوں نے کردی۔ اس تحریف و تبدیل کا ثبوت تاریخی واقعات اور دوسرے دلائل سے بھی ہم کو ملتا ہے۔

پس اب سمجھ لینا چاہیے کہ اگلی شریعتوں کے منسوخ ہونے کی دو وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شریعتیں اصلی حالت پر باقی نہ تھیں۔ ان میں بہت تحریف ہوگئی تھی۔ دوسرے یہ کہ قرآن دین کامل لے کر آیا ہے اور اگلی شریعتیں بہ نسبت شریعت محمدیہ کے دین کامل لے کر نہیں آئی تھیں۔ جیسا کہ فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج میں نے تمہارا دین تمھارے لئے کامل کردیا۔ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۳)

بہ نسبت اگلی شریعتوں کے شریعت محمدی کا مکمل ہونا دونوں شریعتوں کے مسائل دیکھنے سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ اگلی قومیں کیوں ایسے دین کامل سے محروم کی گئیں ایک بیجا اعتراض ہے، نظام عالم ہم کو بتلا رہا کہ قانون قدرت یہی ہے کہ ترقی بتدریج ہوتی ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے اس وقت کمزور ہوتا ہے بولنا چلنا پھرنا اور تمام وہ قوتیں جو انسان سے تعلق رکھتی ہیں، بتدریج اس میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ترقی کرتی ہیں۔ اب اس پر یہ اعتراض کرنا کہ پہلے ہی سے

سب قوتیں انسان کو کیوں نہ مل گئیں اور بچے اس کمال سے کیوں محروم کئے گئے قانون فطرت پر اعتراض کرنا ہے۔

**تیسرا اعتراض: بہائیوں کا عقیدہ، پیغمبری ختم نہیں ہوئی اور بنی آدم میں ہمیشہ سلسلہ نبوت جاری رہے گا۔**

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ بہائی لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبری ختم نہیں ہوئی۔ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ ہم وقتاً فوقتاً پیغمبر بھیجتے رہیں گے۔ پس بنی آدم میں ہمیشہ سلسلہ نبوت کا قائم رہنا چاہیے۔ محمد (ﷺ) پر ختم نبوت ہونے کا عقیدہ غلط ہے۔

**جواب:** یہ ہے کہ بہائی لوگوں کا یا ان سے سیکھ کر مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرووں کا یہ کہنا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ قرآن وعقل دونوں کے خلاف ہے۔ قرآن صاف تصریح کر رہا ہے کہ نبوت محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب/۴۰) ترجمہ: محمد ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

قرآن کی وہ دو آیتیں جن کا حوالہ اعتراض میں ہے، ان کا وہ مطلب نہیں ہے جو بہائی اور مرزائی بیان کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ خدا کی طرف سے نبی آئیں گے اور ہدایت آئے گی، یہ کسی لفظ سے اشارۃً بھی نہیں نکلتا کہ نبوت کبھی ختم نہ ہوگی۔

یہ بات دوسرے اعتراض کے جواب میں بیان ہو چکی ہے کہ اگلی شریعتیں کیوں منسوخ ہوئیں، پس چونکہ وہ وجہ منسوخیت کی شریعت محمدیہ میں نہیں ہے۔ اس لئے محمد ﷺ پر نبوت کا ختم ہو جانا عقل کے بھی موافق ہے۔ اگلی شریعتیں دین کامل نہ تھیں اور شریعت محمدیہ دین کامل ہے۔ اگلی شریعتوں میں تحریف ہوگئی تھی لیکن شریعت محمدیہ کے محفوظ رہنے کا خدا ذمہ دار ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (حجر/۹) یعنی یہ نصیحت ہم نے اتاری ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

شریعت محمدیہ کا محفوظ رہنا ان سلسلہ اسانید کے علاوہ جو اہل اسلام کے پاس ہیں تاریخی واقعات اور غیر مسلم اصحاب کی شہادت سے، بخوبی ظاہر ہے۔

**چوتھا اعتراض: قرآن کریم کسی خاص پیغمبر کی پیروی میں نجات کو منحصر نہیں کہتا، اس لئے**

## دینِ اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ قرآن کریم کسی خاص پیغمبر کی پیروی میں نجات کو منحصر نہیں کہتا جیسا کہ دوسرے پارہ کی آیت سے ظاہر ہے پس اب کیا ضرورت دین اسلام قبول کرنے کی ہے؟

**جواب:** یہ ہے کہ کسی خاص پیغمبر کی پیروی میں نجات کا منحصر نہ ہونا صرف خواجہ کمال الدین کا قول ہے ورنہ قرآن کی بہت سی آیتوں میں بیان ہوا ہے کہ نجات دین اسلام میں منحصر ہے۔ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ. (آل عمران/۸۵) یعنی جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا تو ہرگز اس سے نہ قبول کیا جائے گا۔

باقی رہی دوسرے پارہ کی آیت جس کو لائق معترض نے نقل کیا ہے۔ اس کا مطلب خواجہ کمال نے صحیح نہیں بیان کیا۔ اس آیت کا منشا صرف اس قدر ہے کہ قرآن نجات کو کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں بتاتا۔ جیسا کہ یہودیوں کا قول تھا۔ الذین امنوا اور نصاری اور صابئین وغیرہ الفاظ مذہبی حیثیت سے متجاوز ہو کر قومیت کے معنی میں مستعمل ہونے لگے تھے، جس طرح لفظ عرب کو جو قومیت کے لئے موضوع ہے۔ تمدن عرب کا مصنف مذہبی معنی میں استعمال کرتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کو خواہ وہ کسی قوم کے ہوں، عرب کہتا ہے۔ پس قرآن نے یہ بتایا کہ جو شخص اسلام قبول کرے خواہ وہ کسی قوم کا ہو وہ نجات کا حق دار ہے۔ اور اگر آیت کے معنی وہ لئے جائیں جو خواجہ کمال کہتے ہیں۔ تو معاذ اللہ یہ ایک مہمل کلام ہوا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ''الذین آمنوا'' کے ساتھ ''من آمن'' کا لفظ کسی طرح نہیں لگ سکتا۔ یعنی ایمان والوں کے لئے یہ شرط لگانا تا کہ وہ ایمان لائیں۔ بے معنی ہے۔

فقط والسلام علی من اتبع الہدی

تحریرات بالا کے بعد ایک مزید تحریر اور خواجہ کمال کو بھیجی گئی اور اتمام حجت قطعی طور پر کر دیا گیا نقل اس کی حسب ذیل ہے۔

## خواجہ کمال الدین کے نام ایک اور خط

**جناب خواجہ کمال الدین؟** گزارش ہے کہ بتاریخ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ (بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۲۰ء) بعد نماز جمعہ آپ کی ایک تحریر جو آپ نے چند حضرات اہل سنت کے نام روانہ فرمائی ہے۔ سورتی مسجد میں پڑھی گئی اس کے سننے سے ہمیں سخت تعجب ہوا کہ آپ نے ہمارے آٹھ سوالات کے جواب اپنے لیکچروں میں خصوصاً جوبلی ہال کے لیکچر میں بیان کئے۔ بڑے غیرت کی بات ہے کہ ہم نے بذریعہ پوسٹ رجسٹری اور دستی تحریریں آپ کی خدمت میں روانہ کیں اور ایک کھلی چٹھی بھی شائع کی۔ اور اسی امید میں رہے کہ آپ براہ راست ہمیں جواب دیں گے۔ لیکن آپ کی حمیت نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ صاف طور پر نمبروار ہر سوال کا جواب تحریر فرما کر ہمارے پاس بھیج دیتے یا بذریعہ اشتہار شائع کرتے، نہ کسی روز آپ نے ہمیں یہ اطلاع دی کہ آج لیکچر میں ان سوالات کا جواب دیا جائے گا۔ جوبلی ہال کا لیکچر ایک دوسرے عنوان سے مشتہر کیا گیا تھا۔ جس کو دیکھ کر یہ وہم وگمان بھی نہ ہوتا تھا کہ آپ ہمارے آٹھ سوالات کی طرف بھی توجہ کریں گے۔

بڑا افسوس ہمیں اس تحریر کو سن کر یہ ہوا کہ آپ نے باوجود طویل مضمون لکھنے کے ان خاص سوالات کا کچھ بھی جواب نہ دیا۔ بلکہ نہایت چالاکی سے اپنا عقیدہ چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اور بہت سی غیر ضروری باتوں سے کاغذ سیاہ کر کے اصلی مقصد سے کوسوں دور جا کھڑے ہوئے ہیں۔

**خواجہ کمال!** افسوس ہے کہ جس قدر اپنے خیال میں آپ اپنی صفائی مسلمانوں کو دکھانا چاہتے ہیں۔ اسی قدر آپ کی طرف بدگمانی بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ محض اس لئے کہ آپ نے مسلمانوں کے حسب منشاء ہر سوال کا جواب سادے اور مختصر الفاظ میں نہیں دیا۔ بلکہ تقریر کی طرح تحریر کو بھی ملمع سازی سے سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق بنادیا اور مسلمانوں کو دھوکا دینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ یہ ہم نے مانا کہ آپ نے وکالت کا امتحان پاس کیا ہے۔ مگر یاد رکھیے کہ مسلمان اب ایسے بھولے بھالے نہیں رہے کہ آپ کی وکالت کا جادو ان پر اثر کر جائے۔ اور آپ جس طرح چاہیں ان سے روپیہ وصول کر کے اسلام کے پردہ میں قادیانی مشن کی اشاعت کریں۔ ہم اب بھی آپ سے یہی کہتے ہیں کہ دورنگی باتوں کو چھوڑ کر یا تو صاف طور پر اہل سنت

کے عقائد سے اتفاق ظاہر کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہہ دیں یا کھلم کھلا قادیانی بن کر مسلمانوں کو اس مکر و فریب سے نجات بخشیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

موسیٰ کاکا عفی عنہ

۱۹ستمبر ۱۹۲۰ء[1] پریسیڈنٹ اسلامیہ لیٹریری سوسائٹی نمبر ۴۸
مرچنٹ اسٹریٹ رنگون

اس کے بعد جب شہر رنگون میں ہر طرف غوغا ہوا اور عام طور پر ہر جگہ خواجہ کمال الدین کی بے دینی کا چرچا ہونے لگا۔ اور یہ کہ ان کے طرفدار نہایت بے انصاف ہیں تو سر جمال صاحب نے بھی خواجہ کمال سے مطالبہ کیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے سوالات کا جواب نہیں دیتے۔ اور اپنا مذہب چھپاتے ہیں۔ خواجہ کمال نے اس کے جواب میں سر جمال صاحب کو ایک خط لکھا جو سر جمال صاحب نے ۲۸ ستمبر کو بدست ملا احمد صاحب سیکریٹری راندیریہ انسٹیٹیوشن دفتر جمعیۃ العلماء میں بھیجا۔ جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

---

۱۔ یہاں بھی تاریخ درج کرنے میں سہو ہوا ہے۔ اس تحریر کے ابتداء میں ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز جمعہ کا ذکر موجود ہے۔ نیز خواجہ کمال کے جواب میں لکھی جانے والی اس تحریر کو بھی اسی موقعہ پر مجمع عام میں سنا گیا تھا، لہٰذا درست تاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۰ء ہے۔ ب۔م

# سر جمال کے نام خواجہ صاحب کا خط

مکرم سر جمال صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ جس معاملہ کی صفائی کے لئے آپ کو بعض سورتی صاحبان نے کہا ہے وہ دراصل ہو چکا ہے۔ چند ایک سورتی صاحبان میرے پاس ایک خط لائے تھے۔اور میرے عقائد معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کے جواب میں ایک مفصل خط لکھ دیا۔اوران کو سنا دیا اس کا ایک حصہ میں یہاں لفظاً لفظاً نقل کر دیتا ہوں۔(اس کے بعد اپنے خط مورخہ ۲۲ ستمبر کی عبارت نقل کی ہے۔ یہ خط اوپر درج ہو چکا ہے )اس خط کے جواب میں مجھے جو خط آیا ہےاور جو میں نے آپ کو دکھایا تھا۔اس میں لکھا ہے کہ ہم آپ کی باتیں ماننے کو تیار ہیں۔لیکن ہم کو سمجھا دو کہ مرزا قادیانی کی فلاں فلاں عبارت سے کیا مطلب ہے؟ میں نہ مرزا قادیانی کی طرف سے واعظ بن کر یہاں آیا ہوں۔نہ ان کے دعویٰ کو کسی پر پیش کرتا ہوں۔ بلکہ جب سے میں نے یہ مشن نکالا ہے تب سے میں نے اپنی ذات کو مرزا قادیانی کے متعلق کچھ لکھنے یا بولنے سے الگ کرلیا ہے۔اور آئندہ بھی میرا یہی پختہ ارادہ ہے۔ پھر مجھ سے مرزا قادیانی کے متعلق کیوں پوچھتے ہیں۔ مجھے جو پہلے خط آیا تھا۔اس میں دس بارہ آدمیوں کے دستخط تھے۔اب جو خط آیا ہے،اس پر صرف ایک آدمی کے دستخط ہیں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی اصحاب اس امر سے الگ ہو گئے ہیں۔اس خط میں مجھ سے ایک اور درخواست کی گئی ہے کہ مرزا قادیانی سے تبرا (بیزاری ظاہر) کرو۔ں نہ معلوم یہ کس دل سے بات نکلی ہے؟ تیرہ سو برس سے تبرا (بیزاری ظاہر) کرنے والوں سے جو تکلیف اہل سنت والجماعت کو پہنچی ہے وہ ظاہر ہے، نہ معلوم پھر تبرا کے خواہشمند کیوں ہو گئے۔ مجھ پر اعتراض تو ہوتا اگر میرا مذکورہ بالا عقیدہ اسلام کے مطابق نہ ہوتا۔ میں نے یہ معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ میرا خط لوگوں کو دکھایا نہیں گیا نہ سنایا گیا۔صرف کسی نے کہہ دیا کہ اس نے یہ یہ لکھا ہے، اصل خط نہیں سنایا گیا۔اس لئے ممکن ہے بعض سورتی صاحبان کو اطمینان نہ ہوا ہوگا۔اس وجہ سے میں نے زبانی کہنے کے علاوہ یہ تحریر آپ کو لکھ دی ہے کہ آپ اس خط کو یا چھاپ دیں یا بجنسہ جہاں چاہیں بھیج دیں۔اس سے زیادہ میں کسی کی تشفی نہیں کرسکتا اور نہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، میں ایک

---

۱۔ خواجہ صاحب کے علم کا یہ حال ہے کہ تبری کو تبرا لکھتے ہیں۔کیا سفید جھوٹ ہے جس کا جھوٹ ہونا سارا رنگون جانتا ہے۔

غیر مسلم کے مقابل آنے کو ہر منٹ تیار ہوں۔ میں مسلمان کے مقابل کسی تنازعہ فرقی کے لئے باہر آنا برا سمجھتا ہوں اسی موضوع پر میں نے لکھا ہے اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ میں اسلام کے لئے وہ دن مبارک سمجھوں گا۔ جب ہم میں سے فرقی تنازعہ مٹ جائے گا، اور میں رات دن اس کوشش میں ہوں، کیا عجب بات ہے کہ جس بات سے مجھے نفرت ہے اس کے لئے مجھے بلایا جاتا ہے۔

اب ایک بات پر میں اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ مجھے انگلستان کے مشہور و معروف مصنف ایچ جی ویل نے ایک چٹھی لکھی تھی کہ تم آنحضرت ﷺ کو کیوں آخری نبی مانتے ہو؟ اس کے جواب میں جو میں نے لکھا اس کو رسالہ جنوری ۱۹۱۷ء میں اور پھر مئی ۱۹۱۹ء میں درج کر دیا۔ وہ رسالہ میں بھیجتا ہوں۔ اب آپ خود سوچیں جو شخص لندن میں بیٹھ کر لندن کے مشہور معروف آدمیوں کو یہ لکھتا ہے کہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں۔ وہ کیسے اس کے الٹ کر سکتا ہے۔ ایسا ہی ۱۹۱۷ء میں میں نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق پر ایک کتاب لکھی ہے اس میں بھی میں نے یہی لکھا ہے وہ بھی بھیجتا ہوں۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس جگہ بعض اشخاص کس قسم کے ہیں۔ اسلامی مشاہیر میں سے ہندوستان میں سے کون ہے جس نے میرے مشن سے محبت اور اس کی مدد نہیں کی۔ مولانا ابوالکلام نے کلکتہ میں میری جماعت میں جلسہ کیا۔ الہلال میں میرے کام کی تعریف میں مضمون لکھے۔ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی نے لکھنؤ میں میری خاطر گھر گھر چندہ مانگا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار میں کئی دفعہ لکھا کہ ”جو کام ہمارا تھا وہ اس نے کیا (یعنی میں نے) اور یہ خدا کا فضل ہے۔“ آج کل مسلمانوں کے مذہبی لیڈر مکرمی مولانا محمد علی و شوکت علی صاحبان ہیں۔ ہمارے انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے نکلنے پر وہ ایک خط لکھتے ہیں۔ ترجمہ کی از حد تعریف کرتے ہیں۔ اور اس میں لکھتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین بہادروں کی طرح مرد میدان بن کر کام کرتا ہے۔ میں بھی (یعنی محمد علی صاحب) یہی کام کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سابقون الاولون میں سے ہے۔ میرے لئے عزت و فخر کا مقام ہوگا۔ اگر میں قدم بقدم ان کی پیروی کروں۔ پھر اخیر خط میں لکھتے ہیں کہ اگر ان کا مکتوب الیہ (مرزا یعقوب صاحب) مجھے خط لکھے تو یہ بھی لکھے کہ محمد علی میری ریش کو چومنے کی خواہش کرتا ہے۔ جو اجمل خان صاحب نے لکھا ہے اس کا تار آپ کو مل چکا ہے۔

خواجہ کمال الدین مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۰ء

اس کے بعد پے در پے حسب ذیل دو اشتہار ہماری طرف سے شائع ہوئے۔

# سلسلہ اشتہارات

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

## مرزا غلام احمد قادیانی کے مدعی نبوت ہونے کا ثبوت اور اس کے کفریات

خواجہ کمال الدین اور رنگون کی لاہوری پارٹی، مرزائی اور عبدالقادر مرزائی محمد امین مرزائی اپنے اور اپنے پیشوا غلام احمد کو مسلمان ثابت کریں اور ان کے کفریات کا جواب دیں۔

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار اور میرے تین لاکھ معجزات ہیں۔(نعوذ باللہ من ذلک)

۱۔غلام احمد تتمہ حقیقۃ الوحی/۶۸ (رخ:۵۰۳/۲۲) میں اور مکتوب احمدیہ نمبر۴ جلد۳ صفحہ ۴۹ میں لکھتا ہے کہ ’’آنحضرت ﷺ کے معجزات جو صحابہ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہیں۔اس خدا نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک ہیں۔‘‘

مرزائیو! کیا یہ کفر کا کلمہ نہیں ہے اور دعوی حقیقی نبوت کا نہیں ہے اور کیا حضور ﷺ سے اپنے کو فضیلت نہیں دی۔کسی امتی نے ایسا دعوی کیا ہے،اپنے پیر کا اور اپنا ایمان ثابت کرو۔

### مرزا کا احادیث کے بارے نظریہ

۲۔مرزا حدیثوں کے متعلق لکھتا ہے۔’’خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں۔تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔‘‘(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص نمبر ۱۵ رخ ۵۱/۱۷)اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔‘‘(اعجاز احمدی ص ۳۰،۳۱۔رخ: ۱۴۰/۱۹)مرزا اپنے قصیدہ میں لکھتا ہے۔

هل النقل شی بعد ایحاء ربنا

فای حدیث بعده نتخیر

ترجمہ:''اور خدا کی وحی کے بعد نقل کی حقیقت کیا ہے۔پس ہم خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔''(اعجاز احمدی ر ۵۷.رخ:۱۹/ ۱۶۸)

وقد مزق الاخبار کل ممزق ترجمہ:اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں'' (اعجاز احمدی ر ۵۷.رخ:۱۹/ ۱۶۸)

اخذنا من الحی الذی لیس مثلہ

وانتم عن الموتی رویتم ففکروا

ترجمہ: ہم نے اس سے لیا کہ وہ حی و قیوم اور واحد لاشریک ہے اور تم (اے مسلمانو) مردوں (یعنی محمد ﷺ اور صحابہ اہل بیت اور تابعین و تبع تابعین ائمہ محدثین اولیائے کرام) سے روایت کرتے ہو۔''(اعجاز احمدی ر ۵۷.رخ:۱۹ر۱۶۹)

مرزائیو! کیا یہ کفر کا کلمہ نہیں ہے اور دعوی حقیقی نبوت کا نہیں ہے اور کیا حضور ﷺ سے اپنے کو فضیلت نہیں دی۔کسی امتی نے ایسا دعوی کیا ہے۔مرزائیو! اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔

## مرزا کا اپنی وحی پر توریت، انجیل اور قرآن کی طرح ایمان ہے

۳۔مرزا لکھتا ہے۔''جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر، تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ (یعنی حدیثوں) کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے۔''

(اربعین نمبر ۴ر۱۹.رخ:۱۷ر۴۵۴)

مرزائیو! کیا یہ کفر کا کلمہ نہیں ہے اور دعوی حقیقی نبوت کا نہیں ہے۔کیا کسی امتی نے ایسا دعوی کیا ہے۔مرزائیو! اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔

## مرزا کو نہ ماننے والے کافر ہیں (العیاذ باللہ)

۴۔حقیقۃ الوحی ر ۱۶۲.رخ:۲۲ر۱۶۷) میں مرزا لکھتا ہے''میرا نہ ماننے والا مجھ سے بیعت نہ کرنے والا میرا منکر کافر ہے۔''(اربعین نمبر ۴ر۶ درحاشیہ رخ:۱۷ر۴۳۵)

مرزائیو! کیا تمام دنیا کے ۳۵ کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کو کافر بلا وجہ کہنا کفر نہیں ہے اور کیا یہ دعوی حقیقی نبوت کا نہیں ہے اور کیا کسی امتی نے ایسا دعوے کیا ہے کہ میرا نہ ماننے والا کافر ہے۔

## مجھے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا

۵۔ مرزا حقیقۃ الوحی ۱۴۹،۱۵۰. رخ: ۱۵۳/۲۲،۱۵۴ میں لکھتا ہے۔ ''اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے..... مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پہ نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

حقیقۃ الوحی ۱۵۵. رخ: ۱۵۹/۲۲ میں ہے۔ ''پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔''

مرزائیو! کیا یہ دعویٰ حقیقی نبوت کا نہیں ہے کیا کوئی امتی بڑے سے بڑا کسی نبی سے افضل ہوسکتا ہے۔ کیا کسی امتی نے ایسا دعوی کیا ہے۔ کیا یہ کفر کا کلمہ نہیں ہے۔ جواب دو اور اپنا اور اپنے پیشوا کا اسلام ثابت کرو۔

## معراج کی حقیقت

۶۔ مرزا حضور ﷺ کے معراج کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ (ازالہ اوہام ۴۸،۴۷. برحاشیہ رخ: ۱۲۶/۳) ''سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے..... اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف (یعنی مرزا غلام احمد) صاحب کا تجربہ ہے۔ (یعنی کئی مرتبہ ایسی کشفی معراج مجھے ہو چکی ہے۔)

مرزائیو! کیا معراج کی یہی حقیقت ہے اور یہ مرزا کا دعوی حضور سے افضلیت کا نہیں ہے۔ کیا یہ کفر کا کلمہ نہیں ہے۔ اور کیا حقیقی نبوت کا یہ دعوی نہیں ہے۔ کسی امتی نے ایسا دعوی کیا ہے۔ اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔

## مرزا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حقائق کا انکشاف ہوا۔ العیاذ باللہ

۷۔ مرزا ازالہ اوہام حصہ دوم ۶۹۲،۶۹۱ قدیم، جدید ۳۷۳/۳. رخ: ۴۷۳/۳) میں لکھتا ہے۔ ''حضور ﷺ پر ابن مریم اور دجال اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت کاملہ منکشف

نہ ہوئی اور مجھ پر کھلے طور پر منکشف کر دی گئی ہے۔" (ملخصاً) مرزائیو کیا یہ گستاخانہ کلمہ کفر کا نہیں اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔

## مرزا کا خدائی قدرت کا دعویٰ

۸۔مرزا لکھتا ہے۔"انما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون (حقیقۃ الوحی/۱۰۵، رخ:۲۲/۱۰۸)

ترجمہ: اے مرزا تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔

"ارید ما تریدون" میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔

(حقیقۃ الوحی/۱۰۶، رخ:۲۲/۱۰۹)

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني" ترجمہ: "کہہ (اے غلام احمد) (کہ اے لوگو) اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو، تو آ ؤ میری پیروی کرو"۔ (حقیقۃ الوحی/۷۹، رخ:۲۲/۸۲)

قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي ترجمہ: کہہ (اے غلام احمد اے لوگو) میں انسان ہوں میری طرف یہ وحی ہوئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی/۸۱، رخ:۲۲/۸۴)

واتل عليهم ما اوحى اليك من ربك ترجمہ: "اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا"۔ (حقیقۃ الوحی/۷۴، رخ:۲۲/۷۸)

وقل يا ايها الناس انی رسول الله اليكم جميعاً ترجمہ: کہہ دے اے غلام احمد اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر بھیجا گیا ہوں۔ (البشریٰ:۲/۵۶)

هو الذی ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ (حقیقۃ الوحی/۷۱، رخ:۲۲/۷۴ و اعجاز احمدی/۷۷، رخ:۱۹/۱۱۳)

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين ترجمہ: اور ہم نے نہیں بھیجا تم کو مگر رحمت واسطے دونوں جہاں کے۔ (اربعین نمبر ۳/۲۳ رخ:۱۷/۴۱۰)

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحی ترجمہ: "مرزا غلام احمد قادیانی اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے"۔ (اربعین نمبر ۳/۳۶ رخ:۱۷/۴۲۶، ۴۲۷)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلا/۱۱ رخ:۱۸/۲۳۱) سچا

شفیع میں ہوں۔ مفہوماً (دافع البلا/۱۳/رخ:۱۸/۲۳۳)

خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدارِ نجات ٹھہرایا۔ (اربعین نمبر۴/۶ حاشیہ رخ:۱۷/۴۳۵)

**لولاك لما خلقت الا فلاك** ترجمہ: (اے غلام احمد) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ (حقیقۃ الوحی/۹۹ رخ:۲۲/۱۰۲)۔

مرزائیو! کیا یہ حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں ہے؟ اور کیا یہ کفر کی بات نہیں ہے؟ اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔ مرزائیو! نبی کی دو قسم ایک حقیقی اور دوسری مجازی یہ اللہ تعالیٰ کی فرمائی ہوئی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ نے یا صحابہ کرام نے یا تابعین نے یا تبع تابعین نے یا ائمہ مجتہدین نے یا آئمہ حدیث نے فرمائی ہے۔ اگر کسی نے نہیں فرمایا یہ تو سب تمہاری من گھڑت ہے توبہ کرو توبہ کرو۔

## مرزا کا عقیدہ توحید

۹۔ مرزا لکھتا ہے۔ **انت منی بمنزلة توحیدی** تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید۔ **انت منی وانا منك** تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ **انت منی بمنزلة ولدی** تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ (حقیقۃ الوحی/۸۶ رخ:۲۲/۸۹) وغیرہ۔

"آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹ رخ ۲۲/۹۲)

**انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب** ترجمہ: میں رسول (غلام احمد) کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا (اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کروں گا) میں اپنے کچھ کرنے اور کہنے میں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی۔ (یعنی جو چاہوں گا کبھی کروں گا کبھی نہیں)

(حقیقۃ الوحی/۱۰۳، رخ:۲۲/۱۰۶ اوالبشریٰ:۲/۷۹)

مرزائیو! کیا یہ حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں ہے اور کیا یہ کفریات نہیں ہیں۔ اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔

## مرزا کی توہین انبیاء

۱۰۔ مرزا انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت اس طرح ظاہر کرتا ہے۔

**لـه خسف القمر المنير وان لی**

غسا القمران المشرقان اتنکر

ترجمہ: ''اس (حضور ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو (میرے افضل ہونے کا) انکار کرے گا''۔

(اعجاز احمدی ۷۱/رخ: ۱۸۳/۱۹)

''مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بیں۔ خدائی کا دعوی کرنے والا۔ (مکتوبات احمد یہ نمبر ۴: ۲۳/۳)۔

''کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو''۔

(اعجاز احمدی ۲۴/رخ: ۱۳۳/۱۹)

''بعض پیش گوئیوں کی نسبت حضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی''۔ (ازالہ اوہام: ۴۰۰/۱ رخ: ۳۰۷/۳)

عیسی کجا ست تابہ نہد پا بمنبرم ''عیسی کا رتبہ کیا جو میرے ممبر پر قدم رکھے''۔

(ازالہ اوہام: ۱۵۸/۱ رخ: ۱۸۰/۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ۲۰/رخ: ۲۴۰/۳)

## مرزا کی توہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

''حضرت امام حسین سے اپنے کو مرزا نے افضل کہا ہے۔'' میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلا ۱۳/رخ ۲۳۳/۱۸)

صد حسین است در گریبانم۔ سو (۱۰۰) حسین میرے گریبان میں ہیں۔

(نزول مسیح ۹۹/رخ: ۴۷۷/۱۸)

مرزا نے صحابہ کی توہین کی ہے: ''ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھا نہیں رکھتا تھا۔

(اعجاز احمدی ۱۸/رخ: ۱۲۷/۱۹)

''حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا''۔

(ازالہ اوہام: ۵۹۶/۲ رخ: ۴۲۲/۳)

مرزائیو! کیا ایسی گستاخی سے آدمی مسلمان رہ سکتا ہے۔ کیا یہ دعویٰ حقیقی نبوت کا نہیں ہے۔ کیا مجازی نبی حقیقی نبی سے افضل ہوسکتا ہے۔ اپنا اور اپنے پیشوا کا ایمان ثابت کرو۔

**تلك عشرة كاملة**

اقوال مذکورہ بالا سے مفصلہ ذیل دعوے مرزا غلام احمد کے بخوبی ظاہر ہیں۔

۱۔ دعویٰ الوہیت ۲۔ دعویٰ نبوت ورسالت ۳۔ اپنی ذات کو موجب تخلیق عالم کہنا ۴۔ رحمۃ للعالمین کا وصف اپنے لئے ثابت کرنا ۵۔ حضور علیہ السلام سے اپنے کو افضل سمجھنا ۶۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے کو افضل سمجھنا ۷۔ دشنام دہی نبی ۸۔ تذلیل وتحقیر نبی ۹۔ اپنی وحی کو قرآن مجید کے مثل قطعی اور یقینی سمجھنا ۱۰۔ تحقیر احادیث نبویہ ۱۱۔ اپنے معجزات کو حضور علیہ السلام کے معجزات سے زیادہ کہنا ۱۲۔ اپنی وحی کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کی احادیث کو ردی کی طرح پھینک دینا ۱۳۔ حضرت امام حسین سے اور صحابہ واہل بیت وتابعین وتبع تابعین ائمہ مجتہدین وائمہ حدیث واولیائے کرام سے اپنے کو افضل کہنا اور ان کی تحقیر کرنا ۱۴۔ ۳۵ کروڑ سے زیادہ مسلمانوں کو کافر کہنا وغیرہ وغیرہ۔

**اے مسلمانو!** اب انصاف سے کہو کہ جس شخص کے ایسے عقائد واقوال ہوں۔ اس کے خارج از اسلام ہونے میں کسی مسلمان کو تردد ہوسکتا ہے؟ لہٰذا مرزا غلام احمد اور اس کے جملہ معتقدین خارج اسلام ہیں۔ ان سے کوئی اسلامی معاملہ شرعاً جائز نہیں نہ ان کی مجلسوں میں شریک ہونا جائز ہے۔ جس طرح سے یہود ونصاریٰ وہندو سے اہل اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں۔ ان سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری اور لازمی ہے۔

**وما علينا الا البلاغ. فقط**

خادم اسلام بندہ ابراہیم[۱]

ایلہ والا مدرسہ اسلامیہ نمبر ۴۸ مرچنٹ اسٹریٹ رنگون

---

۱۔ آپ خاندان شاہی میں آخری تاجدار دہلی بہادر شاہ مرحوم اسیر رنگون کی نسل سے ہیں۔ البرملک برما میں ایک مقام ہے۔ وہاں رہتے ہیں اور اس موقع پر رنگون میں موجود تھے۔

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

# خواجہ کمال الدین صاحب کے اصلی مذہب کا انکشاف
# ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

خواجہ کمال الدین کو رنگون آئے ہوئے قریب دو ماہ کے ہوئے، اس مدت میں متعدد لیکچر آپ نے مختلف مقامات میں دیئے۔ اگر چہ ان لیکچروں میں زیادہ تر انگریزی دان اور وہی لوگ ہوتے تھے، جن کو دین و مذہب سے کوئی مضبوط تعلق نہیں، اور خواجہ کمال کی توجہ بھی تمام دولت مندوں ہی کی طرف ہے۔ کیونکہ جس مقصد کے لئے آپ نے رنگون کا دور دراز سفر اختیار کیا ہے، وہ انہیں سے حاصل ہوتا ہے۔ تاہم کچھ دیندار غرباء بھی آپ کے لیکچروں میں پہنچ جاتے تھے۔ خواجہ کمال نے بتدریج اپنے لیکچروں میں مرزائیت کی اشاعت شروع کی۔ جس کو محسوس کر کے مسلمانوں میں عام طور پر ایک بے چینی پیدا ہوگئی۔ مسلمانوں نے رنگون کی جمعیۃ العلماء سے فتویٰ بھی اس کے متعلق حاصل کیا۔ اور اس کو چھپوا کر شائع کیا اور جمعیۃ العلماء کے عالموں نے مختلف مقامات پر خواجہ کمال الدین و مرزا قادیانی کی رد میں وعظ کہے۔ پھر آٹھ سوالات بھی طبع کرا کر مشتہر کئے گئے۔ لیکن خواجہ کمال نے بجائے اس کے کہ ان سوالات کا جواب دے کر مسلمانوں کی بے چینی دور کرتے اور اپنے مذہب کی طرف سے یہ کہہ کر کہ میں سنی حنفی ہوں اور کلمہ پڑھتا ہوں، لوگوں کو دھوکہ میں نہ رکھتے۔ غریب مسلمانوں کی کسی بات کی پرواہ نہ کی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمانوں نے خواجہ کمال سے بالمشافہ گفتگو کرنے کی تیاری کی۔ اور اس لئے حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ کی خدمت میں بذریعہ تار سب حال عرض کیا اور جناب مولانا ممدوح کو رنگون آنے کی تکلیف دی۔

جناب ممدوح کے تشریف لانے کے بعد ایک چٹھی سر جمال صاحب رئیس رنگون کی خدمت میں اور متعدد تحریریں خواجہ کمال کے نام بھیجی گئیں۔ لیکن نہ سر جمال صاحب نے کچھ جواب دیا نہ خواجہ کمال نے۔ بڑی مشکل سے کئی روز دوڑا کر وعدہ امروز و فردا سے پریشان کر کے خواجہ

کمال نے صرف ایک تحریر کا جواب دیا؟ تو یہ کہ میں مباحثہ نہ کروں گا خواجہ کمال کی یہ پوری تحریر لفظاً لفظاً سورتی جامع مسجد میں بتاریخ ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع کو سنادی گئی اور اس کا جواب بھی مجمع کو سنا دیا گیا۔ جو بہت مختصر تھا اور خواجہ کمال کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ مگر انہوں نے جواب الجواب نہ دیا۔

بتاریخ ۹ رمحرم ۱۳۳۹ھ باگلے صاحب نے اپنی اور نیز بہت سے انگریزی دانوں کی طرف سے ایک تحریر انگلش میں شائع کی کہ خواجہ کمال کے لیکچروں نے حسب ذیل چار اعتراض ہمارے دماغوں میں پیدا کر دیئے ہیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کو ہم غیر ضروری سمجھنے لگے خواجہ کمال یا اور کوئی مولوی صاحب ان اعتراضات کا جواب دیں۔ خواجہ کمال نے ان اعتراضات کے جواب دینے کے لئے جلسہ منعقد کیا، اس جلسہ میں باستدعائے خواجہ کمال ان چاروں اعتراضوں کے جواب مع ایک نہایت مختصر اور فیصلہ کن تحریر کے خواجہ کمال کو دیئے گئے لیکن خواجہ کمال نے نہ تو اعتراضات کے جوابات اہل جلسہ کو پڑھ کر سنائے، نہ اس تحریر کا کچھ جواب دیا۔

بات ختم ہو چکی۔ اور حق اچھی طرح واضح ہو گیا۔ حضرت مولانا صاحب موصوف عم فیضہ کے مواعظ حسنہ نے علاوہ اور بہت سے فوائد دینیہ کے عام طور پر مسلمانوں کو خواجہ کمال الدین اور ان کے پیغمبر مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد و مذہب سے کافی آگاہی بخشی۔ نیز مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہوا کہ خواجہ کمال الدین وغیرہ نے جو ترجمہ قرآن شریف کا انگلش میں شائع کیا ہے۔ جس کے لئے سولہ ہزار روپیہ مسلمانان رنگون نے دیا۔ اس ترجمہ میں شروع سے آخر تک کھلم کھلا مرزائیت کی باتیں درج ہیں۔ جو دین و ایمان کے بالکل خلاف ہیں۔ اور مسلمانوں کا روپیہ بجائے ترجمہ قرآن کے مرزائیت کی اشاعت میں صرف ہوا ہے۔

ان سب امور کا نتیجہ یہ ہوا کہ خواجہ کمال کے چندہ میں کچھ خلل پڑ گیا۔ اور بعض امراء کو جو ان کے طرفدار ہیں۔ یہ خیال بھی پیدا ہو گیا کہ عام مسلمانوں کی ناراضی کا کم سے کم یہ اثر ضرور ہوگا کہ قوم میں جو عزت ہماری ہے وہ قائم نہ رہے گی۔ اس خیال نے اعلیٰ طبقہ میں کچھ جنبش پیدا کی اور اتمام حجت میں شاید کچھ کمی تھی وہ بھی خدا نے پوری کر دی۔

## یعنی سر جمال صاحب کی کوشش بھی خواجہ کمال کو اظہار حق یا قبول حق پر آمادہ نہ کر سکی

## مناظرہ کی دعوت

سرجمال صاحب رنگون کے بڑے دولت مند شخص ہیں اور خواجہ کمال کے میزبان بھی ہیں۔انہوں نے ملا احمد صاحب بن ملا داؤد صاحب کو بلا بھیجا۔اور بالآخر مناظرہ کا جلسہ کرنے کا وعدہ کرلیا۔پختہ زبان دے دی۔تاریخ بھی ۲۸ ر ستمبر ۱۹۲۰ء مقرر کردی۔طرفین کے شرکائے جلسہ کی تعداد بھی معین کردی۔اور جوبلی ہال کے پاس جس مکان میں خواجہ کمال فروکش ہیں وہی مکان جلسہ مناظرہ کے لئے معین کیا۔اور یہ بھی اصرار کیا کہ علمائے مسلمین سے سوا جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب اور جناب مولانا مفتی احمد بزرگ صاحب عم فیضہما کے کوئی شریک جلسہ نہ ہو۔ ہمارے علمائے کرام نے قطع حجت کے لئے سب باتیں منظور کرلیں۔سرجمال صاحب نے ملا احمد داؤد صاحب سے کہا کہ کل ۲۷ ر ستمبر کو وقت آغاز جلسہ کا بتلادوں گا۔

## خواجہ کمال الدین کا فرار

دوسرے دن حسب وعدہ ملا احمد صاحب وقت پوچھنے گئے تو خواجہ کمال الدین بھی مع اور چند اصحاب کے سرجمال صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔سرجمال صاحب نے کہا کہ خواجہ کمال مباحثہ کرنا نہیں چاہتے۔لہذا جلسہ نہ ہوگا۔

ناظرین غور کریں کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کو اپنی زبان کا خیال ہوتا ہے تو کیا سرجمال صاحب جیسے امیر ورئیس کو اپنے ایسے پختہ اقرار کا کچھ خیال نہ ہوا ہوگا......ضرور ہوا ہوگا۔مگر خواجہ کمال پران کا زور نہ چل سکا۔

خواجہ کمال کو یقین کامل ہے کہ کسی واقف کار کے سامنے جا کر اپنی مرزائیت کو ہرگز نہیں چھپا سکتے۔اور نہ مرزا کے مسلمان اور راست باز نیک چلن ہونے کا ثبوت دے سکتے ہیں۔نبی ورسول ہونا تو بڑی بات ہے۔

ملا احمد صاحب نے خواجہ کمال سے کہا کہ صاحب! یہ تو بڑی مشکل ہوئی،اب عام مسلمانوں کی نظر میں یا تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا یا آپ۔خواجہ کمال نے کہا یہ کچھ بھی نہ ہوگا۔میں تحریر لکھے دیتا ہوں۔چنانچہ ایک تحریر لکھ دی جس میں علاوہ انکار مباحثہ کے اور بھی بہت سے لطائف ہیں۔خواجہ کمال نے یہ تحریر ملا احمد صاحب کو دے کر کہا کہ یہ تحریر علماء کو دکھلا کر پھر مجھے واپس دیجئے۔چنانچہ اس

کی نقل لے کر تحریر واپس کر دی گئی۔

## خواجہ کمال کی رسوائی کا آخری منظر

ملا احمد صاحب نے آخر میں یہ بھی کہا کہ خواجہ کمال! آپ نے کوئی کتاب صحیفہ آصفیہ حضور نظام دکن کو مرزائی بنانے کے لئے لکھی ہے۔ اور کئی ہزار کاپیاں اس کی حیدرآباد دکن میں شائع کی ہیں۔ خواجہ کمال یہ سن کر سراسیمہ ہوئے اور کہنے لگے ہاں میں نے لکھی تو ہے وہ کتاب کس کے پاس ہے۔ ملا احمد صاحب نے کہا کسی کے پاس ہو اس سے کیا مطلب؟ مگر میں خود اپنی آنکھ سے دیکھ کر آیا ہوں کہ آپ ''صحیفہ آصفیہ'' میں مرزا غلام احمد کو خدا کا نبی، رسول، خدا کا برگزیدہ مرسل، نذیر و بشیر، پیغمبر بہت جگہ لکھا ہے۔

(صحیفہ آصفیہ مقدمہ رک، ۳۵، ۵۱ اور ۵۶ وغیرہ)

حالانکہ آپ اپنے لیکچروں میں کہتے ہیں کہ میں ان کو نبی نہیں مانتا، نہ انہوں نے دعوی نبوت کا کیا۔ بولئے، آپ نے لکھا یا نہیں۔ خواجہ (کمال) نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا۔

ملا احمد صاحب کی یہ تمام گفتگو مفصل لکھوائی گئی ہے۔ جو خواجہ کمال کی اس آخری تحریر کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ ہدیہ ناظرین ہوگی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس واقعہ کے ظہور نے چار چاند لگا دیئے۔ اور ہر طبقہ پر اصل حقیقت کھل گئی۔

## حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور لکھنوی عم فیضہٗ کے کلمات رخصتی

بعد الحمد و الصلوۃ. یہ ناچیز مسلمانان رنگون کا بلایا ہوا یہاں آیا اور الحمد للہ کہ حجت خدا پوری ہوگئی۔ خواجہ کمال اور کوئی مرزائی رنگون سے چندہ چاہے جس قدر لے جائیں مگر ان شاء اللہ تعالیٰ مرزائیت کی اشاعت کا موقع ان کو رنگون میں نہیں مل سکتا۔ ابھی رنگون میں اس ناچیز کا قیام چار روز اور ہے یعنی ۷؍ اکتوبر کو ان شاء اللہ تعالیٰ عزم روانگی ہے۔ اگر کسی کو امور ذیل میں اب بھی کچھ شک رہ گیا ہو تو وہ اس ناچیز کے پاس آ کر خواجہ کمال اور مرزا قادیانی کی خاص تصنیف دیکھ کر اپنا شک دور کر سکتا ہے۔

۱۔ خواجہ کمال الدین پکے مرزائی ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیف میں مرزا کو خدا کا نبی، رسول، برگزیدہ مرسل وغیرہ وغیرہ لکھا ہے۔ اور کوئی تاویل مجازی بروزی نبوت کی وہاں نہیں چل سکتی۔

۲۔ مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے کو تمام نبیوں سے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے افضل قرار دیا ہے۔

۳۔ مرزا نے تمام نبیوں کی اور خاص کر آنحضرت ﷺ کی سخت سے سخت توہین کی ہے۔

۴۔ مرزا نے اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر لکھا ہے۔

۵۔ مرزا جھوٹ بہت بولتا تھا۔

۶۔ مرزا کا ان خرافات سے توبہ کر کے مرنا ثابت نہیں۔

اس ناچیز کے چلے جانے کے بعد اگر کوئی مرزائی مستعد ہوا یا کسی مسلمان نے ان امور میں شک ظاہر کیا تو اس کا فیصلہ بروز قیامت خدا کے سامنے ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ المبین وان اجری الا علی رب العلمین

کتبہ افقر عباد اللہ محمد عبدالشکور عافاہ مولاہ

**نوٹ:** ان شاء اللہ تعالیٰ مفصل روئداد تمام واقعات کی عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جس میں مرزا اور مرزا کے ماننے والوں کی خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی کفریات صریحہ کا کافی ذخیرہ جمع کیا جائے گا۔ جس کو دیکھ کر ایک عامی بھی بڑے سے بڑے مرزائی کو مبہوت کر سکے گا۔ نیز رنگون کے بعض آزاد خیال مسلمانوں نے خواجہ کمال الدین کی بے جا حمایت میں جو نازیبا حرکات کی ہیں۔ ان پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ فقط

المشتہر

**جمعیۃ العلماء رنگون**

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

# خواجہ کمال الدین اور تبلیغ اسلام

مسلمانو! خدا کے لئے انصاف کرو۔ اور ایمان سے فیصلہ کرو۔

گر امروز گفتار ما نشنوی

مبادا کہ فردا پشیمان شوی

۱۔ایک وقت وہ تھا کہ خواجہ کمال الدین تمہارے سامنے لیکچروں میں کہتے تھے کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کبھی نبی ورسول نہیں کہا، اور نہ اب کہتا ہوں اور جو کہے وہ کافر اور خود مرزا نے بھی کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ میں سنی ہوں اور مرزا بھی سنی حنفی تھا۔ یہی مضمون خواجہ کمال نے پرچہ اشاعت اسلام میں بھی لکھا۔ مگر اب چونکہ تمام رنگون خواجہ کمال اور ان کے پیغمبر قادیانی کی تصنیفات سے گونج اٹھا۔ اور سب نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ خواجہ کمال نے مرزا کو خدا کا نبی، رسول، مرسل، برگزیدہ، نذیر، بشیر، مسیح موعود، مہدی، معہود وغیرہ وغیرہ لکھا اور مرزا نے صاف صاف نبی بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا۔ لہٰذا اب خواجہ کمال اسی زبان سے تمہارے سامنے کہتے ہیں اور اپنی تحریروں میں لکھتے ہیں کہ ہاں میں نے مرزا غلام احمد کو مرسل وپیغمبر لکھا، کیا یہ اختلاف بیانی خواجہ کمال کی سچائی اور ان کے حیاوغیرت کے ثبوت میں کافی نہیں ہے۔ اور کیا اس کے بعد بھی خواجہ کمال کی کسی بات پر اعتبار کرنا ایمان دار کا کام ہے۔

۲۔خواجہ کمال اپنی تحریر موسومہ یوسف سلیمان ہال میں جو ۳ر اکتوبر کو دستی پریس میں چھپ کر خاص خاص لوگوں میں تقسیم ہوئی لکھتے ہیں کہ میں نے اور مرزا غلام احمد کے تمام پیرووں نے مرزا کو مجازی طور پر نبی ورسول وپیغمبر کہا ہے۔ تحریر کے علاوہ تقریر میں بھی وہ ایسا ہی کہتے ہیں۔ مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ مرزا نے اپنے کو حقیقی نبیوں سے افضل کہا، اپنے نہ ماننے والوں کو کافر لکھا اور خود تم نے بھی صحیفہ آصفیہ میں مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر بنایا۔ قرآن شریف کا جھٹلانے والا کہا۔ قحط اور طاعون اور یورپ کی لڑائیوں کو قہر الٰہی اور اس قہر الٰہی کا سبب مرزا کے نہ ماننے

کوقراردیا۔(صحیفہ آصفیہ۱۳/۱۸تا۱۱اور۲۲،۳۴،۳۵،تا۵۰وغیرہ......ب م)

تواب مجازی معنی کیسے بن سکتے ہیں اس کا کچھ جواب خواجہ کمال نہیں دیتے۔کئی تحریریں بھی ان کوبھیجی گئیں۔جن میں سے آخری تحریر باگلے صاحب والے جلسہ میں ان کودی گئی جو بہت مختصر تھی اور جس میں خدا کا واسطہ دے کران سے جواب مانگا گیا تھا۔لیکن انہوں نے کسی تحریر کا جواب نہ دیا۔

۳۔قرآن شریف میں ہے۔**ومن الناس من یقول امنا بالله وبالیوم الاخر وماهم بمومنین** (بقرہ/۸)ترجمہ:بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پراور قیامت پرایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہوئے۔اورفرمایا**احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وهم لا یفتنون (العنکبوت۲)**

ترجمہ:''کیالوگوں نے سمجھا ہے کہ صرف آمنا یعنی آمنت باللہ وغیرہ کہنے سے وہ چھوٹ جائیں گے۔اوران کی آزمائش نہ کی جائے گی۔''

غرضیکہ بہت سی آیات قرآنیہ میں یہ حکم ہے کہ کسی کے زبانی کلمہ پڑھ لینے پراعتبار نہ کرو۔درصورتیکہ اس کے خلاف باتیں اس میں موجود ہوں۔پس کیااب سب مسلمانوں پرفرض نہیں ہے کہ خواجہ کمال کی زبانی کلمہ گوئی پراعتبار نہ کریں۔درصورتیکہ کہ اس کلمہ کے خلاف باتیں ہم ان میں دیکھ رہے ہیں۔جن سے نہ تو قاعدہ کے طور پرتوبہ کرتے ہیں نہ صفائی پیش کرتے ہیں۔

۴۔خواجہ کمال کا یہ کہنا کہ جب سے تبلیغ اسلام کا کام میں نے شروع کیا ہے کسی خاص فرقہ کی تعلیم نہیں کرتا۔کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔جبکہ انگریزی ترجمہ قرآن جس کی اشاعت میں اب بھی وہ سرگرم ہیں۔بالکل مرزائیت کی باتوں سے بھرا ہوا ہے۔جو دین اسلام کے بالکل خلاف ہیں۔جس کوتم نے خوددیکھااورسنا۔

۵۔خواجہ کمال کا زبانی مباحثہ سے گریز سب پرظاہر ہو چکا۔وہ اپنی تحریر وتقریر میں صاف صاف کہہ چکے۔حتی کہ سرجمال صاحب نے خودانہیں کے قیامگاہ میں ہمارے علماء کو بلایا۔تاریخ مباحثہ مقرر کی اور حاضرین جلسہ کی تعداد بھی اتنی کم رکھی کہ مثل نہ ہونے کے ہمارے علماء نے سب کچھ منظور کرلیا۔مگرخواجہ کمال نے اپنے میزبان کی عزت کا بھی کچھ خیال نہ کرکے انکار کردیا۔پس کیااب بھی کسی کوان کے برسرحق ہونے کا وہم ہوسکتا ہے؟؟؟

**نوٹ:** اب رہی یہ بات ہے کہ آیا مجازی طور پر کسی کو نبی کہنا جائز ہے یانہیں۔ اور جو حوالے کتب تفاسیر وغیرہ کے خواجہ کمال دیتے ہیں۔ کہاں تک صحیح ہیں۔ اور ختم نبوت جس کا اقرار خواجہ کمال کرتے ہیں۔ ختم نبوت کے کیا معنی انہوں نے اور ان کے پیغمبر نے گھڑے ہیں اگر مباحثہ ہوتا تو ان سب باتوں کا فیصلہ ہو جاتا اور سب کو معلوم ہو جاتا کہ یہ بھی خواجہ کمال کا ایک بے مثل فریب ہے۔ فقط

الداعیۃ الی الخیر

**جمعیۃ العلماء رنگون**

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً

# شریعت ربانی کی عدالت سے خواجہ کمال الدین پر فرد جرم

بعد تحقیق کے خواجہ کمال پر حسب ذیل جرائم قائم کئے گئے ہیں۔ جو اخلاقاً و قانوناً بھی سنگین جرم ہیں۔

۱۔ خواجہ کمال نے دوسرے مقامات کی طرح مسلمانان رنگون کو دھوکہ دیا کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کبھی نبی و رسول نہیں کہا، نہ کہتا ہوں اور جو کہے وہ کافر غرضیکہ اسی طرح کی فریبی باتیں کہہ کر ناواقفوں کو اپنے مسلمان بلکہ سنی حنفی ہونا باور کرایا۔ اور ان سے تبلیغ اسلام کے نام سے چندہ وصول کرنا شروع کیا۔ حالانکہ خواجہ کمال نے خلاف دین اسلام کے اپنی تصنیفات میں مرزا کو خدا کا نبی رسول برگزیدہ مرسل وغیرہ کہا۔ جس کا اب ان کو خود بھی اقرار ہے۔ اور ان کفریات صریحہ سے کوئی توبہ نامہ اب تک شائع نہیں کیا۔

۲۔ خواجہ کمال نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کا نہیں کیا۔ اور یہ کہ وہ سنی حنفی تھا۔ حالانکہ مرزا قطعاً خارج از اسلام تھا۔ اس نے اپنی کتابوں میں صاف صاف دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔ اور تمام نبیوں کی خاص کر حضرت سرور انبیاء ﷺ کی سخت توہین کی ہے۔ ان کی حدیثوں کو ردی کی طرح پھینک دینے کے لئے کہا۔ آپ کو مردہ کہا۔ آپ کے معجزہ شق القمر کا انکار کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو بہت ہی بری بری گالیاں دی ہیں۔ اور ان گالیوں کے لئے حوالہ قرآن کا دیا ہے تاکہ قرآنی حکم سمجھ کر تمام مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیا کریں۔

۳۔ خواجہ کمال نے بعد خرابی بسیار یہ اقرار بھی کیا کہ ہاں میں نے مرزا کو نبی، رسول، پیغمبر لکھا ہے تو اس کے ساتھ یہ ابلہ فریب فقرہ لگا دیا کہ مجازی طور پر میں نے نبی و رسول و پیغمبر کہا ہے اور مرزا اور نیز اس کے تمام پیرودں کی مراد بھی یہی ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خواجہ کمال نے مرزا کے نہ ماننے والوں کو صحیفہ آصفیہ میں کافر یعنی قرآن کا مکذب قرار دیا اور مرزا

کے انکار کی وجہ سے دنیا پر قہر الٰہی کا نازل ہونا بیان کیا[1] مرزا کی نبوت پر ان آیات قرآنیہ کو منطبق کیا۔ جن میں اولوالعزم پیغمبروں کا بیان ہے۔ اور خود مرزا نے اپنے کو حقیقی نبیوں سے افضل کہا اپنے الہام کو قرآن شریف و دیگر کتب الٰہیہ کی طرح واجب الایمان اور قطعی لکھا۔ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر لکھا۔ لہذا مجازی نبوت کسی طرح نہیں بن سکتی۔

۴۔ خواجہ کمال اور ان کی ساری جماعت نے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر انگریزی ترجمہ قرآن کی اشاعت کے لئے ہزاروں روپیہ رنگون سے اور اسی طرح کی رقوم دوسرے مقامات سے وصول کیں۔ حالانکہ اس ترجمہ قرآن میں انہوں نے ازراہ خیانت اپنے نوٹ اضافہ کئے ہیں۔ جن میں سراسر مرزائیت کی باتیں بھری ہیں۔ اور ضروریات دین اسلام کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

۵۔ خواجہ کمال نے علمائے کرام کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ اور جب ان کو مباحثہ کی دعوت دی گئی جو درحقیقت ان سے جرائم مذکورۂ بالا کی صفائی کا مطالبہ تھا تو انہوں نے یہ چلتا ہوا فقرہ کہہ کر کہ میں مسلمانوں سے بحث نہیں کرتا قرآن کو قرآن سے نہیں لڑاتا مباحثہ سے گریز کیا۔

## لہذا حکم ہوا کہ

خواجہ کمال کو ہدایت کی جائے کہ آج سے کل تک ان تین باتوں میں کسی بات کو اختیار کرلیں۔ اور جو بات ان کو پسند ہو اس کی منظوری اپنے دستخط سے لکھ کر دفتر جمعیۃ العلماء میں فی الفور بھیج دیں۔

**الف:** حضرات علمائے کرام دامت برکاتہم کی خدمت میں بمقام جامع رنگون حاضر ہو کر باقاعدہ توبہ کریں۔ اور اپنا توبہ نامہ چھپوا کر شائع کردیں۔

---

۱۔ قرآن پر ایمان رکھنے والوں کا فرض تھا کہ اس غیب کی بات بتلانے والے مشن کو قبول کرتے اور اس صریح نص قرآنی سے انحراف نہ کرتے لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ ...... یہ خدا کا انسان پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں واقعہ ہوا اور عجیب بات یہ ہے کہ اہل پنجاب نے ہی نہ صرف یہ کہ اس آیت اللہ کی قدر نہ کی بلکہ اس کے سخت منکر ہو گئے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ عذاب کے ارادے جو مدتوں علم الٰہی میں مخفی تھے۔ ...... الخ (صحیفہ آصفیہ ص ۳۱ مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور ۱۹۰۹ء ...... ب م)

ب: یہ نہ منظور ہو تو مسلمانوں کے عام جلسہ میں کسی عالم کے سامنے جو جمعیۃ العلماء کی طرف سے منتخب ہوں گے۔ اپنی صفائی پیش کریں۔ اور ثبوت جرم کی شہادتوں کا جواب دیں۔

ا۔ یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو جس قدر روپیہ مسلمانوں سے یا مسلمانوں کے اثر کسی دوسری قوم سے تبلیغ اسلام کا فریب دے کر وصول کیا ہے۔ فی الفور دینے والوں کو واپس کردیں۔ ترجمہ قرآن کی رقوم البتہ اپنی سہولت کا لحاظ رکھ کر باقساط ادا کریں۔ اور اگر خواجہ کمال کو تینوں باتیں منظور نہ ہوں یا اس ہدایت نامہ کا جواب نہ دیں تو ان سے کہہ دیا جائے کہ ع

زجر تو قرآن ایستا دست

سیصیب الذین اجرموا صغار عنداللہ وعذاب شدید بما کانوا یمکرون

(انعام آیت ۱۲۵)

ترجمہ: ’’بہ تحقیق وہ لوگ کہ انہوں نے جرائم کا ارتکاب کیا عنقریب ان کو پہنچے گی ذلت اللہ کی طرف سے اور سخت عذاب بسبب اس کے کہ وہ مکر کرتے تھے‘‘۔ فقط

جمعیۃ العلماء

رنگون۔ ۳۶۔ مغل اسٹریٹ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

ان اشتہارات نے خواجہ کمال کے لئے تمام راستے بند کردیئے۔ اور مرزائیت کی حقیقت پوری طرح کھول دی۔ مردانہ وار توبہ کرنا بڑا کام ہے اس کی تو کیا امید کی جاسکتی۔ مگر بادل ناخواستہ رنگون سے ان کو اپنا ڈیرہ اٹھانا پڑا لیکن چلتے چلتے ایک مطبوعہ اشتہار اور ایک قلمی تحریر دستی پریس میں چھاپ کر خاص خاص لوگوں کو دیتے گئے۔ جن کی نقل حسب ذیل ہے۔

## خواجہ کمال الدین کی طرف سے مطبوعہ آخری اشتہار

### خداواسطے مسلمان غور کریں

اس شہر میں چند ہفتوں سے خواجہ کمال الدین وارد ہیں۔ ان کی خدمات اور ان کے کام کے متعلق میں یہاں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ جس معاملہ میں یہاں چند اصحاب نے ایک چرچا کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق میں (منشی عبدالقادر لاہوری مرزائی) کچھ عرض کرتا ہوں۔ خواجہ کمال نے

اپنے پبلک لکچروں میں اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیا۔ ان سے جو آٹھ سوال پوچھے گئے ان کا جواب جوبلی ہال میں انہوں نے دے دیا۔ جو باعث اطمینان ٹھہوا[1]۔ لیکن اب ایک طرف سے یہ آواز آتی ہے کہ خواجہ کمال کے اعلان کردہ عقائد تو درست ہیں۔[2] لیکن جس کے وہ مرید ہیں وہ مدعی نبوت ہے اور وہ کافر ہے۔

خود خواجہ کمال نے کئی دفعہ رنگون پبلک کے سامنے اعلان کیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور آنحضرت کے بعد مدعی نبوت کو کافر، کاذب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی خواجہ کمال نے اس بات پر بھی زور دیا کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت نہ تھے۔ اس بات کے لئے مجھے مرزا قادیانی کی بعض تصانیف دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۲ء میں ایک اشتہار دہلی میں دیا تھا، پھر جامع مسجد میں کھڑے ہو کر اس اشتہار کے مطلب کو حلفاً بیان کیا تھا۔ اس اشتہار میں ذیل کے الفاظ درج ہیں۔

(اس اشتہار پر 2 /اکتوبر 1891ء کی تاریخ درج ہے، منشی عبدالقادر لاہوری نے غلط تاریخ لکھی ہے)

اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبریل اور لیلۃ القدر اور معجزات و معراج نبوی سے منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات و ملائکہ و لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ

۱۔ اپنے منہ میاں مٹھو بننا اسی کو کہتے ہیں۔

۲۔ غلط یہ آواز کسی طرف سے نہیں آئی بلکہ یہ آواز آئی کہ خواجہ کمال کا یہ اعلان مکر و فریب ہے وہ اپنے عقائد اس کے خلاف اپنی تصانیف میں لکھ چکے ہیں۔ جن سے انہوں نے اب تک توبہ نہیں کی نہ اب کرتے ہیں۔

سے شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت و آمنت بکتٰب اللہ العظیم القرآن الکریم ......الخ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ ہے۔ اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث صحیحہ میں درج ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات: ۲۳۰/۱، ۲۳۱)

پھر کتاب ازالہ اوہام ۷۶۱/، رخ: ۵۱۱/۳ مصنفہ مرزا قادیانی میں ذیل کی عبارت درج ہے۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبریل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پھر کتاب نشان آسمانی ۳۰/، رخ: ۳۹۰/۴، ۳۹۱ مصنفہ مرزا قادیانی میں ہمیں ذیل کی عبارت ملتی ہے۔

> ''نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات و ملائکہ اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل۔ اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔''

پھر کتاب البریہ ۲۸۲/ رخ: ۲۱۶/۱۳ پر ذیل کی عبارت درج ہے۔

> ''افتراء کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ تمام افتراء ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سنت کے

قائل ہیں''۔

اس قسم کی تحریریں مرزا قادیانی کی تصنیف میں بکثرت ہیں۔جن میں وہ انکار نبوت کرتے ہیں۔حدیث شریف میں آیا ہے۔ " لم یبق من النبوة الا المبشرات " یعنی نبوت کے مختلف اجزا ہیں ان میں سے صرف ایک جزو مبشرات یعنی رویائے صالح جاری رہیں گے۔ رویائے صالح چھیالیسواں حصہ نبوت کا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے،اس قسم کے مکالمہ،مخاطبہ کے مدعی ہمیشہ امت مرحومہ میں ہوتے رہے ہیں۔مرزا قادیانی سے پہلے بھی بعض نے ایسا دعوی کیا ہے۔اسی قسم کے مدعی مرزا قادیانی ہیں۔اسی کا نام وہ جزوی بروزی نبوت رکھتے ہیں۔اور وہ دعوی کرتے ہیں۔کہ میں حقیقی معنوں میں نبی یا مرسل نہیں ہوں۔بلکہ مجازی طور پر ہوں۔چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی ایک آخری تصنیف میں ایک استفتاء کیا ہے اور اسے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ بطور ضمیمہ لگایا ہے اس کے صفحہ ۶۴ میں وہ لکھتے ہیں۔

والنبوة قد انقطعت بعد نبینا صلے اللّٰہ علیه وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی هو خیر الصحف السابقة ولا شریعة بعد الشریعة المحمدیه. بید انی سمیت نبیا علے لسان خیر البریة وذلك امر ظلی من برکات المتابعة ومااری فی نفسی خیرا ووجدت کلما وجدت من هذه النفس المقدسة وماعنی اللّٰہ من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة اللّٰہ علی من ارادفوق ذلك اوحسب نفسه شیئا اواخرج عنقه من ربقة النبویة وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احد ان یدعی نبوة بعد رسولنا المصطفےٰ علی الطریقة المستقلة وما بقی بعده الا کثرة المکالمة وهو بشرط الاتباع لا بغیر مطابعةً خیر البریه والله ماحصل لی هذا لمقام الا من انوار اتباع الا شعة المصطفویه وسمیت نبیا من اللّٰہ علی طریق المجاز لا علے وجه الحقیقة.

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ۶۴، رخ:۲۲/۶۸۹)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے یعنی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت تو آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ قرآن کے بعد نہ کسی کتاب کو آنا ہے اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت آسکتی ہے۔ میری نبوت جو ہے وہ ایک امر ظلی ہے یعنی وہ نبوت حقیقی نہیں بلکہ نبوت کا سایہ ہے اور یہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ مجھ میں کوئی خیر و برکت نہیں مگر وہی جو اس مقدس انسان یعنی آنحضرت ﷺ سے مجھے ملی ہے اور میری نبوت سے مراد خدائے تعالیٰ نے صرف کثرت مکالمہ رکھی ہے۔ یعنی خدا سے بولنا اور جو اس سے زیادہ ذرا بھی ارادہ کرے، اس پر لعنت خدا کی ہو، ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں ان پر مرسلین کا سلسلہ قطع ہو چکا ہے اور آپ کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرے، کیونکہ آپ کے بعد صرف کثرت مکالمہ باقی رہ گیا اور اس کے لئے بھی اطاعت آنحضرت ﷺ کی شرط ہے۔ مجھے جو کچھ حاصل ہوا، وہ محض آپ کی اطاعت سے ہوا مجھے اللہ نے نبی کہہ کر پکارا، محض مجاز کے طور پر نہ حقیقۃً۔

یہ ان کی اس مضمون میں آخری تحریر ہے وہ اس کے ذریعہ علماء سے اپنے عقائد کا استفتاء (استفسار) چاہتے ہیں باقی اور عقائد کا بھی اسی طرح ذکر ہے۔

اب خدارا اے مسلمانو! اس امر کو نہ بھولو کہ ایک کلمہ گو کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اب اس عبارت کے ہوتے ہوئے کوئی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ یہ ظلم ہے کہ ان کی تحریر میں سے کوئی بے جوڑ ٹکڑا یا سطر لے لی جائے اور کفر کا مصالح جمع کر لیا جائے۔ ہم حنفی ہیں اور امام صاحب کے اس حکم کو نہ بھولو اگر کسی میں ۹۹[۱] وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام ہو تو وہ مسلمان ہے پھر اس عبارت کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح اسے مدعی نبوت ٹھہرائیں اور اس پر کفر کا فتویٰ تجویز کریں۔

میں مانتا ہوں کہ ان کی تحریروں میں بعض الفاظ متشابہ ہوں گے۔ بعض سے کچھ شک پڑتا

---

۱۔ غلط ہے فقہ کی کسی کتاب میں یہ مضمون نہیں ہاں عوام جہلا میں البتہ مشہور ہے خواجہ کمال کی علمی قابلیت اسی ایک بات سے ظاہر ہوگئی۔ کتب فقہ میں اگر ہے تو یہ مضمون ہے کہ کسی مسلمان کے کسی کلام میں اگر سو مطلب ہو سکتے ہوں (اور) انمیں ۹۹ کفر ہوں اور ایک اسلام تو اس کے کلام کا وہی مطلب مراد

ہوگا لیکن جب ان کی آخری تحریر استفتاء مذکورۂ بالا میں ہے اور اس کے بعد اس کے خلاف کوئی اور تحریر نہیں۔ تو پھر ہم مرزا قادیانی کو کافر ٹھہرا کر خدا کو کیا جواب دیں گے۔

اگر مرزا قادیانی نے لفظ مرسل یا نبی اپنے متعلق استعمال کیا ہے تو پھر قرآن بھی لفظ مرسل کو غیر نبی پر استعمال کرتا ہے۔ فقالوا انا الیکم مرسلون یہاں مرسل حوارین مسیح کو کہا گیا ہے۔ بیہقی کی ایک روایت غالباً روح المعانی میں درج ہے جس میں آنحضرتؐ قرآن کے پڑھنے والے کو نبی ٹھہراتے ہیں۔ من قرأ ثلث القران اعطی ثلث النبوۃ ......الخ یعنی جس نے ایک تہائی قرآن پڑھا اسے ایک تہائی نبوت دی گئی جس نے کل قرآن پڑھا اسے کل نبوت دی گئی۔ اب یہاں نبوت سے مراد حقیقی نہیں بلکہ مجازی نبوت مراد ہے۔ اس قسم کے الفاظ سابقین نے مجازاً استعمال کئے ہیں۔ مولانا روم مرشد کے متعلق فرماتے ہیں: ع او نبی وقت باشد ای مرید.
حضرت محی الدین بن عربی لکھتے ہیں۔ فالنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق وان کان التشریع قد انقطع یعنی نبوت تو مخلوق میں قیامت تک جاری رہے گی۔ لیکن شریعت کا آنا بند ہو چکا۔ پھر حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک قول کتاب الیواقیت والجواہر میں یوں درج ہے۔ اوتی الانبیاء اسم النبوۃ واوتینا اللقب یعنی انبیاء کو تو نبوت اسماً ملی ہمیں لقباً۔ اس قسم کی تحریر سب اولیائے کرام نے ایک نہ ایک رنگ میں لکھی ہیں۔ مگر حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی معنوں میں۔ اگر مرزا قادیانی ان لفظوں کے استعمال سے کافر ٹھہرتے ہیں، تو پھر ان بزرگوں کو ہم کیا کہیں؟ لیکن ان بزرگوں کو بھی علمائے وقت نے کافر ٹھہرایا ہے؟؟؟

اے مسلمانو! کیا تم ایسے شخص کو کافر کہو گے جو آنحضرتﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر کاذب ٹھہراتا ہے اور اپنا عقیدہ یوں لکھتا ہے۔ وبعزۃ اللّٰہ وجلالہ انی مومن مسلم وامن باللّٰہ وکتبہ ورسلہ والملائکۃ والبعث بعد الموت وبان رسولنا محمد المصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل الرسل وخاتم النبیین.

میں نے یہ باتیں اس لئے لکھیں کہ ہم اہل رنگون کار خیر میں ہمیشہ سبقت لیتے رہے ہیں آج ایک شخص ہم میں آتا ہے اس کے ہاتھ سے خدائے تعالیٰ وہ کام کرا رہا ہے۔ جو سب کاموں سے بہترین ہے۔ اس کا گزشتہ آٹھ سالوں کا کام ہمارے سامنے ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اسے فوق الفوق کامیابی بخشی ہے۔ وہ کبھی فرقی بحثوں میں نہیں پڑا۔ وہ ہمیں کار خیر میں شامل کرنے

کے لئے یہاں آیا ہے۔ یہ ہمارے لئے سخت بدبختی ہوگی۔ اگر ہم اس میں شامل نہ ہوں۔ میں نے یہ اشتہار اس لئے دیا اس کے بعد بھی اگر کوئی عقیدہ کی بحث چھیڑے تو یہ سمجھا جائے گا کہ محض روپیہ بچانے کے بہانے ہیں۔

مسئلہ وفات مسیح کوئی مرزا قادیانی کا نیا مسئلہ نہیں ہے۔ پہلے بھی لوگ مانتے آئے ہیں۔ مثلاً امام مالک صاحب کا ایک قول مجمع البحار میں درج ہے۔ لیکن اگر یہاں کے مفتی صاحبان کو مزید تشفی کرنی ہے تو دنیا میں بہت سے لوگ یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہاں ہم ایسے اصحاب کو بلوا دیں گے جو یہاں کے مفتی صاحبان کو بروئے تعلیم قرآن قائل کردیں گے کہ مسیح مرگیا ہے۔ بشرطیکہ یہ صاحب اگر تحریری بحث کرنے کا وعدہ دیں تو ایسا ہوسکتا ہے۔ محبت اور آشتی سے معاملہ طے ہوسکتا ہے۔ البتہ ہماری اس تحریر کے مخاطب کوئی پیشہ ور نہیں ہے۔ اخیر میں میری عرض ہے کہ مدتوں بعد ایک شخص ہم میں پیدا ہوا ہے جس نے فرقی تنازعات سے علیحدہ ہوکر منکران اسلام کو اپنا مقابل بنایا۔ اس کی تحریریں تقریریں فرقی عقائد اور امتیازوں سے خالی ہیں۔ للہ اس کی راہ میں نہ آؤ۔ اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔

المشتہر

**منشی عبدالقادر تانبوروڈ رنگون**

# خواجہ صاحب کی دوسری تحریر دستی پریس کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک ضروری اطلاع نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

دوران قیام رنگون میں مجھ سے کئی دفعہ میرے عقائد کے متعلق پوچھا گیا اور میرے نزدیک ایک مسلمان کا حق[1] ہے کہ وہ دوسرے مسلمان سے ایسا سوال کرے اس کے جواب میں میں نے مختلف لیکچروں[2] میں اپنے عقائد کھول کر بیان کر دیئے۔ پھر بعض مولوی صاحبان کے اشارہ پر بعض احباب نے مجھے خط لکھے جس کا جواب میں نے مفصل دے دیا۔ اگر وہ بجنسہ عام پبلک میں سنایا جاتا تو یہ تنازع ختم ہو جاتا لیکن ایسا نہ کیا گیا اس لئے اب میں اپنا عقیدہ محض دوستوں کی درخواست پر شائع بھی کر دیتا ہوں۔ وہو ہذا۔ اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ. آمنت باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت میں خدا کو ایک جانتا ہوں اور حضرت محمد ﷺ کو نبی برحق اور آپ پر سلسلہ رسالت ونبوت کو منقطع اور ختم مانتا ہوں۔ اور آپ کے بعد مدعی نبوت کو کافر کاذب اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ میں اپنی ہدایت کے لئے اول قرآن کو پھر حدیث اور اس کے بعد امام اعظم صاحب کے اجتہاد کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں[3]۔ میں اہل قبلہ ہوں کلمہ گو ہوں مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہوں معراج لیلۃ القدر اور معجزات آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء کے معجزات مندرجہ قرآن پر ایمان رکھتا ہوں۔ فقط

آج میرے ہاتھ میں ایک مقدس کام ہے جس کی کامیابی پر مسلمانوں کی آئندہ فلاح بہت حد تک منحصر ہے۔ میں نے ہزاروں روپیہ اس پر خرچ کئے۔ ابھی گزشتہ دسمبر میں ووکنگ مشن کے متعلق ایک مستقل مشنری فنڈ کھولنے کے لئے میں نے تین ہزار روپیہ دیا۔

---

۱۔ خدا خدا کر کے آپ نے حق تو تسلیم کیا پہلے تو آپ اس سوال کو چلتی ہوئی گاڑی میں روڑے اٹکانا کہتے تھے۔

۲۔ چہ خوش سوال تحریری جواب زبانی۔

۳۔ خواجہ کمال کیوں اپنے منہ سے اتنا بڑا دعویٰ کرتے ہو۔ جو شخص عربی زبان نہ جانے چاروں مذہب کے فقہ پر عبور کجا۔ فقہ حنفیہ پر بھی نظر نہ رکھتا ہو وہ کیا ترجیح دے گا۔ خواجہ کمال کو یہ بھی خبر نہیں کہ اصحاب ترجیح ایک طبقہ ہے مجتہدین میں سے۔

میں اس کار خیر کی طرف آپ کو بھی بلاتا ہوں۔ اگر میرے ان عقائد پر آپ مجھے مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو بسم اللہ اور اگر اس تحریر کے بعد آپ کو میرے اسلام پر شبہہ ہے پھر آپ پر حرام ہے کہ مجھے اشاعت اسلام کے لئے ایک کوڑی دو۔ بس میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ یہ امر صحیح ہے کہ میں نے ایک کتاب صحیفہ آصفیہ ۱۹۰۹ء میں لکھی تھی۔ جس میں میں نے لفظ مرسل یا پیغامبر قادیان جناب مرزا قادیانی کے متعلق لکھے۔ جس کی بناء پر یہاں کے بعض شخص یہ زور دیتے ہیں کہ میں جناب مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہوں۔ اگر ایسا کہنے والے ایمان اور دیانت سے کام لیتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ صحیفہ آصفیہ کے آخری دو صفحہ بھی مسلمان بھائیوں کو پڑھ کر سنا دیتے۔ جہاں میں نے اپنا ایمان کھول کر بیان کیا ہے کہ حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام خیر الرسل اور خیر الانام ہیں اور ان پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ جب میں نے اس کتاب کے خاتمہ پر اپنے ایمان کا خلاصہ لکھ دیا اور آنحضرت ﷺ پر ختم نبوت کا اقرار کر دیا تو پھر یہ کس قدر خیانت ہے کہ میری کتاب کا ایک آدھ فقرہ لوگوں کو سنا دیا جائے اور میرے متعلق وہ باتیں منسوب کی جائیں جس کے خلاف میرا ایمان اسی کتاب میں درج ہے۔ سوال یہ ہو سکتا ہے کہ جب میں صحیفہ آصفیہ میں ختم نبوت کا قائل ہوں تو پھر میں نے کیوں آنحضرت ﷺ کے بعد ایک امتی کے متعلق خواہ وہ مرزا قادیانی ہوں یا کوئی اور لفظ مرسل یا رسول یا پیغمبر استعمال کیا۔ یہ سوال ان کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ جو اہل علم نہیں،[۱] لیکن اگر ایک ذی علم یہ اعتراض کرتا ہے تو یا تو وہ خلق خدا کو دھوکہ دیتا ہے یا وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اہل علم سے نہیں لفظ پیغمبر عربی لفظ نہیں وہ آج بھی عام بول چال میں کسی پیغام رساں پر بولا جا سکتا ہے۔ بہر حال لفظ پیغمبر یا رسول یا مرسل سب کا مفہوم ایک ہے یعنی قاصد بھیجا ہوا فرستادہ۔

سوال صرف یہ ہے کہ آیا کسی غیر نبی یا امتی پر لفظ مرسل بولا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ لوگ اہل علم اور تفسیروں سے واقف[۲] ہوتے یا ضدی نہ ہوتے تو مجھ پر یہ اعتراض نہ کرتے کہ میں نے

---

۱۔ خواجہ صاحب نے خود دھوکہ دہی کا اقرار کر لیا کیونکہ ان کو تسلیم ہے کہ جو اہل علم نہیں وہ اس اختلاف بیانی سے شک میں پڑیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ صحیفہ آصفیہ جو اردو کی ایک معمولی کتاب ہے اہل علم کے لئے نہیں لکھی گئی۔

۲۔ الحمد للہ ہمارے علماء علم تفسیر سے خوب واقف ہیں آپ کی طرح بے قاعدہ ورق گردانی کا نام علم تفسیر کی واقفیت نہیں ہے چنانچہ عنقریب آپ کو معلوم ہوگا۔

کیوں لفظ مرسل ایک غیر نبی یا امتی پر بولا ہے۔

سورۂ یٰسین میں تین اشخاص کو خدائے تعالیٰ مرسل کہتا ہے۔ اذجاء ھا المرسلون مفسرین نے ان مرسلوں کو حواری مسیح کہا ہے۔ بعض نے ان کے نام بھی دیئے ہیں۔ مثلاً یوحنا شمعون منشا تھوما صدوق وغیرہ وغیرہ کسی کے نزدیک کوئی کسی کے نزدیک کوئی یہ لوگ حواری تھے۔ نبی نہ تھے بلکہ امتی تھے۔ لیکن خدا نے قرآن میں ان کو اپنے رسول کہا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۲۸۲، تفسیر خازن مع المعالم جلد ۶ صفحہ ۴، تفسیر سواطع الالہام صفحہ ۵۲۹، تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ مطبع اظہری مصری، تفسیر جلالین جلد ۲ صفحہ ۵۷ ایسا ہی دیکھو۔ بیضاوی کشاف رازی مدارک پھر اگر سلف صالحین نے لفظ مرسل کو ایک امتی پر بولا جانا تسلیم کر لیا ہے تو پھر میں نے کیا غلطی کی ہے۔ لیکن چونکہ یہ لفظ حقیقی رسولوں اور نبی پر بولا جاتا ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آسکتے۔ اس لئے لوگوں کو غلطی سے بچانے کے لئے میں نے کتاب کے آخری دو صفحوں میں اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے۔ کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی۔

بدقسمتی سے ہم میں علم کا چرچا نہیں رہا۔ جہاں مدعیان علم کا یہ حال ہو تو دوسروں کا کیا قصور۔ اس لئے اگر بے علم بھائیوں پر ناواقفی کے باعث میرے الفاظ مرسل یا پیغام بر شاق گزرتے تو درست تھا بلکہ یہ تو ان کے عزت اور محبت رسول کا نشان ہے۔ اور مجھے بھی ان کی خاطر منظور ہے۔ مجھے اپنے بھائیوں سے نہ نفرت منظور ہے نہ کسی کی تکلیف مجھے گوارہ ہے۔ اس لئے اگر وہ ان لفظوں[1] سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ لفظ شاق گزرتے ہیں تو ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث یا خدا سے خبر پانے والا کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح سے مجھ کو مسلمانوں میں نفرت ونفاق منظور نہیں۔ میں نے عمر بھر میں کوئی لفظ مرزا قادیانی کے متعلق ایسا استعمال نہیں کیا۔ لیکن اسلاف نے لفظ نبی کو امتی اور غیر نبی پر استعمال کیا ہے۔ حضرت محی الدین بن عربی فرماتے ہیں۔

**فالنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃ فی الخلق وان التشریع قد انقطع** یعنی خلقت میں قیامت تک نبوت جاری رہے گی لیکن نبوت شریعت قطع ہوگئی۔ کتاب الیواقیت والجواہر میں جو

---

۱۔ خواجہ کمال صرف یہ الفاظ نہیں بلکہ آپ نے اور خود مرزا قادیانی نے اپنے اوصاف رسالت بلکہ اس سے بالاتر ثابت کئے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو بارہا لکھا گیا۔

امام شعرانی کے عقائد میں ہے، اس کی جلد دوم صفحہ ۳۹ میں حضرت محی الدین بن عربی کا حوالہ دے کر یہی عقیدہ لکھا ہے۔ پھر اسی جگہ شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول واوتی الانبیاء اسم النبوۃ واوتینا اللقب یعنی انبیاء کو نبوت اسماً ملی ہمیں لقباً۔ اسی طرح مولانا روم مرشد کے متعلق فرماتے ہیں ع

**او نبی وقت باشد ای مرید**

پھر ابن عباس ''یوتی الحکمۃ'' کی تفسیر میں حکمت سے نبوت مراد لیتے ہیں۔

روح المعانی جلد اول صفحہ ۴۹ پر ایک حدیث درج ہے۔ جہاں حضرت فرماتے ہیں۔ جس نے ایک حصہ قرآن پڑھا اسے ۱/۳ نبوت ملی۔ جس نے ۱/۲ پڑھا اسے نصف، جس نے دو تہائی اسے دو تہائی، جس نے کل قرآن پڑھا اسے کل نبوت ملی۔ یہاں پڑھنے سے مراد تفقہ فی القرآن اور عمل بالقرآن ہے۔ اسی طرح آسیہ ام موسیٰ، سارہ، ہاجرہ، حوا، مریم کی نبوت پر بھی بعض کا خیال ہے۔ ملاحظہ ہو۔ روح المعانی جلد اول صفحہ ۵۷۷، ان حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ نبی اور نبوت امتی اور غیر نبی پر بولا گیا ہے یہ نبوت حقیقی نہیں، حقیقی نبوت ختم ہوگئی۔ اس نبوت سے مراد صرف انسان کا خدا سے بولنا ہے۔ جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات نبوت ختم ہوگئی۔ اس کی ایک جزو یعنی مبشرات یا رویائے صادقہ یعنی خدا کا بولنا باقی رہ گیا ہے، قرآن بھی اس پر شاہد ہے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا اسی نبوت کا نام نبوت ناقصہ بروزی مجازی لوگوں نے رکھا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق یہ چھیالیسواں حصہ نبوت کا ہے۔ اسی نبوت کا لقب شیخ عبدالقادر گیلانی کو ملا، اسی کی طرف حضرت ابن عربی نے اشارہ کیا اور اسی کے مدعی مرزا قادیانی ہیں۔ یہ دروازہ صرف امت محمدیہ پر کھلا ہے۔ اس شہر رنگون میں بعض غیر احمدی دوست ہیں۔ جن پر حسب مقدور یہ خدا کا فضل ہوتا ہے یعنی ان کو خدا سے خبر ملتی ہے۔ والا اصلی اور حقیقی نبوت حضرت محمد علیہ الف الف صلوۃ وسلام پر ختم ہوگئی۔ اخیر میں جہاں میں مولوی بزرگ احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے چند تفسیریں بھیج کر مجھے مشکور فرمایا۔ میں ان سے یہ بھی عرض کرتا ہوں وہ خدا کے واسطے یہ شہادت دیں کہ آیا جو حوالے میں نے مفسرین کے دیئے وہ درست ہیں یا نہیں اور ان کی رو سے لفظ مرسل وغیرہ غیر نبی پر اور امتی پر بولا گیا ہے یا نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ میں جب علم مفقود ہو گیا ہے اور عام مسلمانوں میں بھی علم کا چرچا نہ رہا تو بے شک ان لفظوں سے مسلمانوں کو دھوکہ لگتا ہے۔ میں کسی کا کیوں گلہ کروں خود ہمارے بھائیوں نے جو آج کل قادیان میں ہیں۔ ان لفظوں سے دھوکہ کھایا اور مرزا قادیانی کی نبوت کو حقیقی نبوت سمجھ لیا اور انہیں نبی بنایا۔ اس وجہ سے ہم ان سے بیزار ہو گئے ہیں۔ اور ان سے قطع تعلق کیا اور بالفاظ دیگر مرزا قادیانی نے ایسے شخص کو اور ایسے شخص کے ماننے والے کو اسلام سے خارج سمجھا جو آنحضرت کے بعد نبوت کا مدعی ہو، وہ مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں۔ جو آپ نے دہلی میں ایک اشتہار میں شائع کئے۔ اور پھر ہزارہا مخلوق کے سامنے خانہ خدا میں کھڑے ہو کر دھرائے وھو ھذا۔ [۱]

میں سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ امنت باللّٰہ و ملائکتہ و کتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت و آمنت بکتاب اللّٰہ العظیم القران الکریم یہ ان کی تحریر ۱۸۹۲ء کی ہے [۱] اور ۱۹۰۵ء میں اس مضمون پر ان کی آخری عربی تحریر شائع ہوئی۔ ایک اشتہار مشتہرہ منشی عبدالقادر صاحب تانبوروڈ رنگون میں درج ہے جو دس دن ہوئے شائع ہوا اس کا ترجمہ ذیل میں لکھتا ہوں۔

> ''نبوت تو آنحضرت ﷺ پر منقطع ہو چکی ہے قرآن کے بعد نہ کسی کتاب کو آنا ہے اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی اور شریعت آسکتی ہے۔ میری نبوت جو ہے وہ ایک امر ظلی ہے۔ یعنی وہ نبوت حقیقی نہیں بلکہ نبوت کا سایہ ہے۔ اور یہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔
>
> مجھ میں کوئی خیر و برکت نہیں مگر وہی جو اس مقدس انسان یعنی نبی کریم ﷺ سے مجھے ملی ہے۔ اور میری نبوت سے مراد خدائے تعالیٰ نے صرف کثرت مکالمہ رکھی ہے۔ یعنی خدا سے بولنا اور جو اس سے زیادہ ذرا بھی ارادہ کرے اس پر لعنت خدا کی ہو۔ ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں۔ ان پر مرسلین کا سلسلہ قطع ہو چکا ہے۔

۱۔ مرزا قادیانی کی یہ تحریر ۲ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کی ہے دیکھیں مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰......

اور آپ کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ مستقل طریق پر نبوت کا دعویٰ کرے کیونکہ آپ کے بعد صرف کثرت مکالمہ باقی رہ گیا ہے۔ اور اس کے لئے بھی اطاعت آنحضرت ﷺ شرط ہے مجھے جو کچھ حاصل ہوا محض آپ کی اطاعت سے ہوا۔ مجھے اگر اللہ نے نبی کہہ کر پکارا تو محض مجاز کے طور پر نہ حقیقتاً۔"

یہ مرزا قادیانی کی اس مضمون پر آخری تحریر ہے۔ جو سب شبہات کو دور کر دیتی ہے۔ نبوت کو آنحضرت پر منقطع سمجھتے ہیں اور اس مجازی نبوت کے مدعی ہیں۔ جس کے مدعی حضرت عربی اور حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی اور دیگر بزرگان دین رہے ہیں۔ اگر اس تحریر کے بعد کوئی کی تکفیر پر اصرار کرے تو اس کا معاملہ خدا سے ہے۔ والسلام فقط

خواجہ کمال الدین بقلم خود۔ مورخہ ۲ ر اکتوبر ۱۹۲۰ء

# خلاصہ تحریرات واشتہارات

جس قدر تحریرات خواجہ کمال الدین کے ساتھ ہوئیں اور جو اشتہارات شائع ہوئے سب ہدیہ ناظرین ہو چکے۔ اب ان کا نہایت مختصر خلاصہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ تا کہ نتیجہ نکالنا ہر شخص کے لئے آسان ہو جائے۔

ا۔ خواجہ کمال کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ ان کے ملنے والوں نے خاص کر ان کے میزبان نے بھی ان کو مجبور کیا۔ لیکن انہوں نے کسی طرح ہمت نہ کی۔ اس سے ان کی حقیقت سب کو معلوم ہوگئی۔

۲۔ حسب عادت رنگون میں بھی خواجہ کمال الدین نے یہی ظاہر کیا کہ نہ میں نے کبھی مرزا غلام احمد کو نبی کہا نہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

۳۔ جب علمائے اہل سنت کی طرف سے خواجہ کمال الدین کی کتاب صحیفہ آصفیہ کی تشہیر ہوئی کہ اس میں صاف صاف انہوں نے مرزا کو نبی ورسول وپیغمبر لکھا ہے اور خود مرزا کی تصنیفات رنگون میں مسلمانوں کو دکھلائی گئیں۔ کہ اس نے بڑی صراحت کے ساتھ دعویٰ نبوت ورسالت کا کیا ہے۔ تو خواجہ کمال مجبور ہوئے اور انکار کی گنجائش نہ دیکھی۔

۴۔ بالآخر خواجہ کمال نے بڑی بے باکی سے کہا کہ ہاں میں نے مرزا کو نبی کہا ہے اور مرزا نے بھی دعوے نبوت کا کیا ہے مگر اس میں کوئی خرابی نہیں کیونکہ میری اور مرزا کی دونوں کی مراد نبوت مجازی ہے۔ اور مجازاً غیر نبی کو نبی کہنا جائز ہے۔ اور اس کے دلائل خواجہ کمال نے حسب ذیل پیش کئے۔

الف: میں اور مرزا دونوں کلمہ ایمان پڑھتے ہیں۔ اور رسول خدا ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔

ب: مرزا نے خود اپنی مراد بیان کردی ہے۔ کہ میری مراد نبوت سے مجازی ہے۔ اور میں بھی کہتا ہوں کہ جہاں کہیں میں نے ان کو نبی لکھا ہے اس سے مراد مجازی نبوت ہے۔

ج: غیر نبی پر مرسل کا اطلاق قرآن میں ہے۔ قولہ تعالیٰ واضرب لهم مثلاً الآیہ

(یٰس ر۱۳)

د: حدیث میں بعض اجزائے نبوت کے باقی رہنے کی خبر ہے۔ **لم یبق من النبوۃ الحدیث**

ہ: حدیث میں قرآن پڑھنے والے کو نبوت کا ملنا بیان ہوا ہے۔

و: ابن عباس نے حکمت سے نبوت مراد لی ہے۔

ز: امام شعرانی اور غوث الاعظم جیلانی نے نبوت کا سلسلہ قائم مانا۔ مولانا روم نے ہر پیر کو نبی کہا۔

یہ کل سات باتیں ہیں جو وقتاً فوقتاً خواجہ کمال کی طرف سے پیش ہوئیں۔ جن کے جوابات بار بار اس طرف سے دیئے گئے۔ اور خواجہ کمال جواب الجواب سے عاجز رہے۔

## خواجہ کمال الدین کے دیگر سوالات کے جوابات

ہاں آخری چند نمبروں کا جواب نہیں دیا گیا۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ حقیقت حال واضح ہو چکی تھی۔ اور ہمارے جوابات سابقہ سے انکا جواب بھی بآسانی مستنبط ہوتا تھا اور کچھ اس وجہ سے کہ وہ باتیں خواجہ کمال کی طرف سے حضرت مولانا صاحب مدیر النجم کے تشریف لے جانے کے بعد ظاہر ہوئی تھیں۔ لہٰذا اب ہم یہاں ان تمام نمبروں کے جوابات بھی یکجا کئے دیتے ہیں۔

**جواب الف:** کلمہ ایمان پڑھنا اس وقت قابل اعتبار ہوتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ اور تمہاری و نیز تمہارے مرزا کی خلاف باتیں بکثرت موجود ہیں۔ جن کا کچھ جواب تم نہ دے سکے۔ از آنجملہ یہ کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تم نے بھی اس کو نبی و رسول کہا۔ ایسی کلمہ خوانی کو قرآن کریم واجب الرد قرار دیتا ہے۔ **ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین** (سورۃ بقرہ آیت نمبر۸)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے ہیں کہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر حالانکہ وہ مومن نہیں۔ رہا ختم نبوت کا اقرار تو وہ محض فریب ہی فریب ہے۔ ختم نبوت کے معنی میں تم تاویل کرتے ہو اور کہتے ہو نبوت مستقلہ تشریعیہ ختم ہوئی ہے۔ نہ مطلق نبوت پھر دوسری طرف اس کے بھی خلاف مرزا نے نبوت تشریعی کا بھی دعویٰ کیا ہے جیسا کہ آئندہ منقول ہوگا۔

**جواب ب:** صاف وصریح الفاظ میں نیت کی حاجت نہیں ہوتی۔قطع نظراس سے مرزااور نیز تم نے صرف دعوی نبوت پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ انبیاء کے صفات مخصوصہ اپنے لئے ثابت کئے جیسا کہ آئندہ منقول ہوگا۔ پس اب نیت کا بیان کرنا بالکل ایسا ہے کہ کوئی شخص کلمہ کفر کہہ کر مکر جائے۔قرآن مجید میں ایسے مکر جانے والوں کی نسبت فرمایا ہے۔**یحلفون بالله ماقالوا کلمة الکفر وکفروا بعداسلامهم** (التوبہ/۷۴) ترجمہ:اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے یہ یقیناً کلمہ کفر کہااور بعد مسلمان ہونے کے کافر ہو گئے۔

ف: مرزا کا یہ کہنا کہ میں نے مجازاً اپنے کو نبی کہایا تمہارا یہ کہنا کہ ہم مرزا کو مجازاً نبی کہتے ہیں ہرگز قابل قبول نہیں بوجوہ ذیل۔

۱۔مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔(انجام آتھم،رخ:۱۱/۶۳)

۲۔مرزا نے اپنے کو حقیقی انبیاء بلکہ سیدالانبیاء سے افضل کہا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم/۱۱۳،رخ:۲۱/۱۴۴)

۳۔مرزا نے اپنے معجزات تمام نبیوں سے زیادہ بیان کئے ہیں (حقیقۃ الوحی/۶۸،رخ: ۲۲/۵۰۳)

۴۔مرزا نے اپنے الہامات کو وحی الٰہی کہااور ایسا قطعی اور واجب الایمان کہا جیسے قرآن شریف (اربعین نمبر۴/۱۱۲،رخ:۱۷/۴۵۸)

۵۔تم نے صحیفہ آصفیہ میں مرزا کو نبی ورسول کہہ کران آیات قرآنی کا مصداق بیان کیا جو انبیائے اولوالعزم کی شان میں ہیں۔اور مرزا کے منکر کو مستحق عذاب لکھا ہے(مطبوعہ عام سٹریم پریس لاہور،حوالہ ماقبل گزر چکا ہے) پس باوجودان باتوں کے مجازی نبوت کیسے مراد ہوسکتی ہے۔ اوراگر یہ مجاز ہے تو حقیقی نبوت میں اس سے زیادہ اور کیا ہوتا ہے؟ بیان کرو۔ان باتوں کے بعد یہ کہنا کہ مجازی نبوت مراد ہے یقیناً مخلوق خدا کو دھوکہ دینا ہے۔

**جواب ج:** غلط ہے ہرگز آیت مذکورہ میں غیر نبی پر مرسل کا اطلاق نہیں ہوا۔سیاق آیت صاف بتارہا ہے کہ یہ لوگ درحقیقت خدا کے رسول تھے۔خاص کر یہ آیت بہت صفائی سے بتارہی ہے کہ انہوں نے اپنے کو حضرت عیسیٰ کا رسول نہیں بلکہ خدا کا رسول بیان کیا تھا۔**قالوا ان انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمن من شیء ان انتم الا تکذبون** (یٰس/۱۵) یعنی کافروں

نے کہا کہ تم ہمارے مثل انسان ہو خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر یہ لوگ اپنے کو حضرت عیسیٰ کا رسول کہتے تو انسان ہونے کا اعتراض نہ کیا جاتا۔ کافروں کے خیال میں انسان ہونا، خدا کی رسالت کے منافی تھا۔ نہ انسان کی رسالت کے۔

رہا حوالہ تفسیروں کا اس میں خواجہ کمال نے سخت خیانت کی ہے۔ اکثر معتبر تفسیروں میں دو قول لکھے ہیں۔ ایک یہ کہ درحقیقت وہ خدا کے رسول تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرت عیسیٰ کے رسول تھے۔ دیکھو تفسیر ابن جریر وغیرہ، بلکہ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے رسول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ان کو رسالت کے لئے منتخب کیا تھا جیسے حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو۔ اور اگر ہم مان بھی لیں کہ خدا نے ان کو مجازاً رسول کہا تو وہاں تو وجہ مجاز کی موجود ہے کہ خدا کے رسول کے رسول تھے۔ مرزا پر کس وجہ سے مجازاً نبوت کا اطلاق ہو سکتا ہے؟ مرزا کس رسول کا فرستادہ ہے؟۔

**جواب،د:** یہ محض آپ لوگوں کی خوش فہمی ہے بعض اجزائے نبوت کے باقی رہنے سے نبوت کا باقی رہنا کسی طرح لازم نہیں آتا۔ اذان کے بعض اجزاء اگر کوئی کہے تو اس کو اذان نہ کہیں گے، نماز کے بعض اجزاء کو نماز نہ کہیں گے۔ یہ بالکل موٹی بات ہے اور مرزا قادیانی کا دعوی یہ نہیں ہے کہ بعض اجزائے نبوت مجھ میں پائے جاتے ہیں بلکہ وہ تو اپنے اندر پوری صفت کا مدعی ہے۔ (اور صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی ہے) (اربعین نمبر۴ ص۹۳، رخ:۱۷/۴۳۵)

**جواب،ہ:** اول تو اس حدیث کی صحت ثابت کرو۔ پوری سند بیان کرو۔ اور راویوں کی توثیق کرو۔ دوسرے تمہارا مدعا پھر بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مرزا قادیانی کو (تم) جس معنی میں نبی کہتے ہو، وہ نبوت ایسی معمولی چیز نہیں جو ہر قرآن پڑھنے والے کو حاصل ہے۔ مرزا کہتا ہے کہ اس تیرہ سو برس میں صرف میں نبی ہوا ہوں۔ مجھ سے پہلے کوئی نہیں ہوا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱، رخ:۲۲/۴۰۶)

**جواب،و:** یہ استدلال بھی عجیب ہے، حکمت سے نبوت مراد ہونے سے تمہیں کیا فائدہ؟ جو لوگ حکمت سے نبوت مراد لیں گے وہ سوا نبیوں کے کسی دوسرے کو حکمت کا ملنا کب جائز رکھیں گے۔ وہ نبوت کی طرح حکمت کو بھی آنحضرت ﷺ پر ختم کہیں گے۔

**جواب،ز:** یہ محض تمہارا افترا ہے، کوئی مسلمان سلسلہ نبوت کے باقی رہنے کا قائل نہیں،

دیکھو رسالہ خاتم النبیین مطبوعہ مونگیر کہ اس میں اکابر صوفیہ کے اقوال بکثرت منقول ہیں۔ رہا مولانا روم کا قول تو تم خود اقرار کرتے ہو کہ انہوں نے مجازاً نبوت کا اطلاق کیا اور اس مجاز کے قرائن ان کے کلام میں موجود ہیں۔ بخلاف تمہارے مرزا کے کہ اس کے کلام میں کوئی قرینہ مجاز کا نہیں۔ بلکہ دلائل قطعیہ اس بات کے موجود ہیں کہ سوا معنی حقیقی کے معنی مجازی کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتے۔

**خلاصہ کلام** یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جو اوصاف مخصوصہ نبوت اپنے لئے ثابت کیے یا تم نے اس کے لئے ثابت کئے۔ جب تک اس کا معقول جواب نہ دو گے۔ اس وقت تک نہ مرزا کفر سے بچ سکتا ہے اور نہ تم۔ اگر ایسی دور از کار تاویلات کی جائیں تو دنیا میں کسی بت پرست و یہودی و عیسائی کو بھی کافر نہ کہہ سکیں گے۔

## سلسلۂ مواعظ

جناب مولانا صاحب ممدوح کے مواعظ نے بھی بہت فائدہ مسلمانان رنگون کو پہنچایا۔ تاریخ ورود رنگون کے دوسرے دن سے وعظ کا سلسلہ شروع ہوا اور روانگی کے دو روز پہلے تک قائم رہا۔ شہر کے مختلف مقامات میں آپ کے وعظ ہوئے۔ تمام رنگون اعلائے کلمۃ الحق کے اعلان سے گونج اٹھا، اکثر وعظ پہلے سے بذریعہ اعلان مشتہر کر دیئے جاتے تھے، بڑا مجمع ہوتا تھا۔ آخر میں عبدالعزیز صاحب مریکار کے یہاں جو وعظ ہوا اس میں رنگون کے تمام اہل علم جمع تھے۔ بعض پرانے لوگوں کا بیان ہے کہ اس قدر مجمع اہل علم کا کسی وعظ میں اس سے پہلے نہیں ہوا۔

مولانا صاحب ممدوح کے علاوہ دوسرے علماء کی بھی تقریریں ہوتی تھیں۔ آخر آخر میں جناب مولوی غلام قادر صاحب بھی آ گئے تھے جو ڈنڈیگلی ٹامل یعنی مدراسی زبان میں وعظ کہتے تھے۔ ان وعظوں میں مرزا غلام احمد کے حالات کا بیان اور یہ کہ اس نے کس قدر توہین آنحضرت ﷺ کی اور دین اسلام کی کی، خود اسی کی عبارتیں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سنائی گئیں۔ اور مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں یعنی لاہوری اور قادیانی کی حالت ایسی مفصل بیان کی گئی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جو لوگ ان وعظوں میں شریک ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ کسی مرزائی کے فریب میں نہ آئیں گے۔ رد مرزائیت کے موجودہ ان وعظوں میں خود مسلمانوں کی ہدایت[1] کے لئے کافی ذخیرہ ہوتا تھا۔ خصوصاً

---

[1] حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

نماز اور جماعت کے متعلق بہت نفیس اور موثر مضامین ارشاد فرمائے گئے۔ بعض مضامین میں ان وعظوں کے مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اخبارات و اشتہارات میں بھی شائع کئے گئے۔ جن سے تمام صوبہ برہما (برما) کو نفع عظیم پہنچا۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانان رنگون کی سعی جمیل مشکور ہوئی اور نتیجہ خاطر خواہ نکلا، ایک فتنہ عظیم جس کی تخم ریزی صوبہ برہما میں ہو چکی تھی، دفع ہو گیا اور جو کچھ ہوا سب خدا کا فضل تھا۔ والحمدلله علیٰ ذلك

---

۱۔ کاش امام اہل سنتؒ اور دیگر علماء کے مواعظ محفوظ کر لئے جاتے تو پوری امت اس سے فائدہ اٹھاتی اور خاص کر موجودہ قادیانیوں کے لئے عبرت کا ایک کامیاب سبق ہوتا۔ بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مواعظ اس وقت کے اخبارات ورسائل میں شائع ہوئے ہیں۔ اگر یہ مواعظ کسی صاحب کے پاس محفوظ ہوں تو وہ ہندوستان میں مولانا شاہ عالم گورکھپوری دیوبند ہند اور پاکستان میں مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان یا ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ پاکستان کے پتہ پر بھیج دیں یا پھر مطلع فرمائیں تاکہ حاصل کر کے منظر عام پر لایا جاسکے۔

# اپـــــیل

محقق العصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم کی سرپرستی اور حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں امام اہل السنۃ حضرت مولانا علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کے رسائل، کتب اور مضامین کو جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

الحمدللہ اس حوالہ سے کافی نایاب مواد دستیاب ہوا جس کا ایک نمونہ **"تعاقب قادیانیت"** کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس سلسلہ میں مزید تلاش جاری ہے، جس صاحب کے پاس **حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ** کی کوئی تصنیف یا النجم رسائل کا کوئی بھی شمارہ ہوتو براہ کرم اطلاع فرمائیں۔

**ہم آپ سے انشاءاللہ اخراجات کی ادائیگی کیساتھ وصول کرلیں گے۔**

بے حد شکریہ ہوگا۔

اطلاع کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ فرمائیں

0321-7478841,0321-6548452

Email: drahmadchiniot@gmail.com

## دوسرا باب

# مرزا اور مرزائیت کے بطلان اور خارج از اسلام ہونے کے دلائل

مقدمہ میں بیان ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد کے مرنے کے بعد مرزائیوں میں کس طرح افتراق پیدا ہوا اور ان میں اب تک کتنے فرقے ہو چکے ہیں۔ ان فرقوں میں مابہ الفرق عقائد کا کچھ مختصر ذکر ہو چکا ہے۔ چونکہ ان فرقوں میں نسبتہً بڑے اور مشہور یہی دو فرقے ہیں، لاہوری، جس کے رکن اعظم خواجہ کمال الدین ہیں۔ اور قادیانی، جس کے سربراہ مرزا کے فرزند مرزا محمود ہیں لہذا اس موقع پر ہم انہیں دونوں کا ابطال کافی سمجھتے ہیں۔ ومن اللہ التوفیق

واضح رہے کہ یہ دونوں فرقے واقف کار علمائے اسلام کے سامنے آنے سے ہمیشہ گھبراتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ بنیاد ان کی ہوا پر ہے۔ لیکن اگر کبھی پھنس گئے تو وفات وحیات مسیح علیہ السلام کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ اور قادیانی فرقہ کبھی کبھی اس بحث کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے۔ کہ یہ اس فرقہ کا بڑا کید ہے، ہرگز ہرگز کسی طرح دونوں بحثوں کے چھیڑنے کا موقع ان کو نہ دینا چاہئے، کیونکہ ان دونوں بحثوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرزا کی حالت نہیں کھلتی اور نام ہو جاتا ہے کہ مرزائیوں نے مسلمانوں سے بحث کی۔ اور ان دونوں بحثوں کو مرزا سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ بالفرض اگر مسیح علیہ السلام کی وفات ہو چکی اور نعوذ باللہ سلسلہ نبوت بھی ختم نہیں ہوا تو اس سے مرزا کیوں کر مسیح موعود یا خدا کا نبی ہو سکتا ہے۔ ؎

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

مرزا کے حالات دیکھو، وہ بڑا کذاب تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی بہت سخت بدزبانی کے ساتھ

اس نے توہین کی ہے۔ اور ایسا شخص کسی شریعت میں کسی عقلمند کے نزدیک نیک آدمی ہی نہیں ہوسکتا۔ نبی ورسول ہونا تو بڑی بات ہے۔

ہاں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام یا مسئلہ ختم نبوت کی تحقیق بجائے خود جس کو سمجھنا ہو وہ سمجھ لے، لہذا ہم اس باب میں حسب ذیل عنوانات پر محققانہ بحث کرتے ہیں۔

۱۔ مرزا بڑا کاذب تھا۔ ۲۔ مرزا نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ ۳۔ مرزا غلام احمد نے نبی ورسول اور صاحب شریعت ہونے کا بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعوی کیا۔ ۴۔ مرزا منکر ضروریات دین اسلام تھا۔ اس کے بعد محض واقفیت ناظرین کے لئے۔ ۵۔ ختم نبوت اور

۶۔ حیات مسیح علیہ السلام کی بحث بھی اختصار کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ لکھ دی جائے گی۔

## ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب ہونا

دنیا میں ہمیشہ ہر زمانہ میں تمام اہل مذاہب اور لا مذہبوں نے جھوٹ کو بدترین عیب سمجھا ہے۔ ایک جھوٹے شخص کو نبی ورسول ماننا، اس کو افضل الانبیاء سمجھنا، مامور من اللہ کہنا، اس کے نہ ماننے والے کو کافر قرار دینا۔ شاید مرزائی صاحبان کی نمایاں خصوصیات میں سے ہو، اور اس پر جس قدر وہ فخر کریں بجا ہے۔

مرزا غلام احمد کا جھوٹا ہونا ایسا ناقابل انکار ہوگیا ہے کہ خود ان کے جاں نثاروں کو بھی ماننا پڑا، چنانچہ قادیان سے ایک رسالہ شائع ہوا جس کا نام ''نبی کی پہچان'' ہے، اس میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں دس سے زیادہ جھوٹی ثابت نہیں ہوئیں۔'' اس شخص کے نزدیک دس باتوں کا جھوٹ ہوجانا کچھ عیب نہیں۔ مگر افسوس! یہ کہنا بھی غلط ہے کہ مرزا قادیانی کے صرف دس جھوٹ ثابت ہوئے، اگر اور علماء کی تصنیفات سے قطع نظر کر کے صرف ان کتب ورسائل کو دیکھا جائے جو خانقاہ رحمانی مونگیر سے چھپ کر شائع ہوچکے ہیں۔ تو دس کہنے والے کا کذب آشکارا ہوجائے۔

### مولوی اسماعیل علی گڑھی کی تالیف کے سلسلہ میں جھوٹ

مرزا اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ ص ۹، رخ: ۱۷/۳۹۴ میں لکھتے ہیں۔

''مولوی غلام دستگیر قصوری اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا، اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیوں کہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر

چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے‘‘۔

حالانکہ ان دونوں نے اپنی کسی کتاب میں یہ مضمون نہیں لکھا کتاب ’’دعاوی مرزا‘‘ میں اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے والے کے لئے پانچ سو روپیہ انعام کا اعلان ہوا، پھر صحیفہ رحمانیہ نمبر اول مطبوعہ ۱۳۳۲ھ میں پھر صحیفہ محمدیہ نمبر ۸ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ میں مطالبہ کیا گیا، مگر کسی مرزائی نے آج تک جواب نہ دیا نہ دے سکتا ہے۔

## ۲۔ مباہلہ سے متعلق مرزا کا سفید جھوٹ

اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء میں مرزا کا قول ہے کہ:

’’جتنے لوگ مباہلہ کرنیوالے ہمارے سامنے آئے، سب کے سب ہلاک ہوئے‘‘

حالانکہ سوا صوفی عبدالحق صاحب کے کسی سے مرزا نے مباہلہ نہیں کیا اور صوفی صاحب اب تک زندہ ہیں، مرزا البتہ مر گیا مگر امتیوں کی کذب پرستی قابل داد ہے کہ اپنے پیغمبر کے اس جھوٹے دعوے کو سچ مان کر اب تک یہی کہے جاتے ہیں۔

خواجہ کمال الدین پیغام صلح مطبوعہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۶ء میں لکھتے ہیں

’’کئی ایک مخالفین بالمقابل کھڑے ہو کر اور مباہلہ کر کے اپنی ہلاکت سے خدا کے اس مامور کی صداقت پر مہر لگا گئے‘‘

سچ ہے کاذب کے پیرو بھی کاذب ہی ہوتے ہیں۔ (یا یوں کہیے کہ خواجہ صاحب کی گواہی پر چور کا گواہ گرہ کٹ کا مثل صادق آتا ہے)

## ۳۔ ایک سانس میں تین جھوٹ

مرزا قادیانی اربعین نمبر ۳ ر ۱۷، رخ: ۱۷ ر ۴۰۴) میں کہتا ہے کہ:

’’یہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا، وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کیلئے فتوے دیئے جائیں گے۔‘‘

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے چھ جھوٹ بولے کیونکہ تین باتیں لکھی ہیں۔ اول یہ کہ مسیح علمائے اسلام کے ہاتھ سے دکھ پائے گا۔ دوم یہ کہ وہ مسیح کو کافر کہیں گے۔

سوم یہ کہ وہ مسیح کے قتل کا فتوی دیں گے۔ اور ان تینوں کا قرآن میں ہونا بھی بیان کیا گیا

اور حدیث میں بھی۔ حالانکہ یہ مضامین نہ قرآن میں کہیں ہیں نہ کسی حدیث میں۔ مرزا قادیانی کا خالص افترا ہے۔ اس بیباکی کے ساتھ جھوٹ بولنا کہ قرآن جیسی متداول کتاب کا غلط حوالہ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی، مرزا ہی کا کام تھا۔

خواجہ کمال! اسی بیباک جھوٹے کو تم نبی و برگزیدہ مرسل و مامور من اللہ کہتے ہو؟

## ۴۔ ایک سانس میں نو جھوٹ

مرزا قادیانی اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ ۴/ مطبوعہ ۱۹۰۲ء، رخ: ۹۶/۱۹ میں لکھتے ہیں۔

''(۱) قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ (۲) رسول ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ (۳) پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ (۴) جو یہی زمانہ ہے۔ (۵) اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو (۶) یہی زمانہ ہے (۷) اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور (۸) زمین نے بھی اور (۹) کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا''

اس عبارت میں نو جھوٹ جیسا کہ ہم نے عبارت پر ہندسہ لگا دیا ہے، مگر سب سے زیادہ لطیف پانچواں جھوٹ ہے کہ قرآن نے ان کے آنے کا زمانہ معین کر دیا ہے۔ کیوں خواجہ کمال! اس جھوٹ کو آپ یا کوئی دوسرا مرزائی سچ بنا سکتا ہے؟ قرآن میں مسیح کے آنے کا زمانہ دکھا سکتا ہے؟ ایسے بے شرم بیباک دروغ گو کو تم رسول و مرسل کہتے ہو! استغفر اللہ۔

## ۵۔ من گھڑت حدیث سے استدلال

مرزا قادیانی اپنی کتاب شہادت القرآن ۴۱/ (رخ: ۶/ ۳۳۷) میں لکھتے ہیں۔

''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' ہے۔

کوئی مرزائی ہے جو اس مضمون کی ایک روایت بھی صحیح بخاری میں دکھا دے؟ اپنے پیغمبر کی پیشانی سے اس داغ کو مٹائے؟ مگر یاد رہے کہ یہ ناممکن ہے۔

## ۶۔ افتراء علی الرسول کا ایک اور نمونہ

مرزا نشان آسمانی/۱۸ (رخ:۳۷۸/۴) میں لکھتے ہیں۔

’’جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا، جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں۔ جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا۔‘‘

خدا کی پناہ اس جھوٹ کی کچھ حد ہے، کسی حدیث میں نہ چودہویں صدی کا ذکر ہے، نہ چودہویں صدی میں مہدی کے آنے کا، نہ چودہویں صدی کے مجدد کے بارہ میں خصوصیت کے ساتھ کوئی اشارت یا بشارت ہے۔ کسی مرزائی میں ہمت ہے کہ کوئی ایک روایت اس مضمون کی پیش کر دے؟

کیوں مرزائیو! نبی ایسے ہوتے ہیں کہ جھوٹے حوالہ کتابوں کے دے دے کر جاہلوں کو بہکایا کریں؟

## ۷۔ تاریخ کے حوالہ سے ایک تاریخی جھوٹ

اخبار بدر مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء میں مرزا کا قول ہے کہ ’’ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔‘‘ (مثلہ چشمہ معرفت حصہ دوم/۲۸۶، رخ:۲۹۹/۲۳)

کیا تاریخ وسیر یا حدیث کی کسی کتاب سے کوئی مرزائی ثابت کر سکتا ہے کہ آنحضرت کے گیارہ بیٹے ہوئے، فوت ہو جانا تو پیچھے کی بات ہے۔ حیرت ہے کہ ایسے جھوٹے دغا باز شخص کو کوئی انسان کیوں کر مان سکتا ہے، مگر سچ ہے۔ ع ہست ہر گندہ پڑے را گندہ خور

## ۸۔ ایک اور جھوٹی حدیث

مرزا قادیانی اپنے اشتہار مورخہ ۱۲/ اگست ۱۹۰۷ء میں جس کی سرخی ہے، عام مریدوں کے لئے ہدایت لکھتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جدید:۱۳/۱ ۷)

خواجہ کمال آپ تو بڑی وسیع النظری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مجتہد ہونے کے مدعی ہیں۔ خدا کے لئے اپنے پیغمبر کی اس بات کو سچا کر دیجئے۔ کسی روایت حدیث میں طاعونی مقام سے بھاگ جانے کا حکم نکال دیجئے، بیچارے کی عزت بچائیے۔

## ۹۔ خدا کی شان میں جھوٹ

مرزا قادیانی تحفہ غزنویہ/۵ (رخ:۱۵/۵۳۵) میں لکھتے ہیں۔

''یہ تمام دنیا کا مانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاریٰ اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیش گوئی بغیر شرط توبہ اور استغفار اور خوف کے بھی ٹل سکتی ہے۔''

پھر اسی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ۔ ''وعید یعنی عذاب کی پیش گوئیوں کی نسبت خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ خواہ پیش گوئی میں شرط ہو یا نہ ہو، تضرع اور توبہ اور خوف کی وجہ سے ٹال دیتا ہے۔ (تحفہ غزنویہ/۶، رخ:۱۵/۵۳۶)

حالانکہ یہ سب کذب صریح ہے اور تمام دنیا پر افترا ہے اور اس کو خدائے تعالیٰ کی سنت کہنا مرزا کی بے دینی اور گستاخی کی روشن دلیل ہے، کسی مرزائی میں ہمت ہو تو کسی کتاب سے اس عقیدہ کو دکھلائے۔ ورنہ **لعنة الله علی الکاذبین**

قرآن صاف پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ **لا تحسبن الله مخلف وعده رسله** (رعد/۳۱)

یعنی ''خدا اپنے وعدہ کو خاص کر اپنے رسولوں سے خلاف نہیں کرتا''......مرزا قادیانی اس آیت کے خلاف خدا کی وعدہ خلافی کو متفق علیہ عقیدہ اور سنت اللہ کہہ رہے ہیں۔

## ۱۰۔ خدا اور رسول کے ساتھ ساتھ مفسرین پر افتراء

انجام آتھم/۳۰ درحاشیہ (رخ:۱۱/۳۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''خدائے تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن کا عذاب نازل کرنے کا وعدہ دیا تھا۔ اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔'' پھر اسی انجام آتھم کے حاشیہ/۳۱،۳۲ (رخ:۱۱/۳۱،۳۲) میں لکھتے ہیں ''جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید

کی پیش گوئی میں بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو، تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔"

مرزا قادیانی نے اس عبارت میں بھی کئی جھوٹ بولے، خدا پر افترا کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام پر افترا کیا، تفسیر کبیر پر افترا کیا۔ تفسیر درمنثور پر افترا کیا، ہرگز کسی کتاب میں نہیں ہے کہ قطعی وعدہ چالیس روز کا تھا۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۸۸ میں صاف موجود ہے کہ نزول عذاب کا وعدہ مشروط تھا کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں جب جھوٹی نکلیں اور لوگوں نے ان کو سخت پکڑا، تو اس کے لئے یہ بات بنائی گئی کہ میں ہی تنہا اس جرم کا مرتکب نہیں اور نبیوں کی پیش گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں، خدا کی عادت یہی ہے کہ عذاب کی پیش گوئی کرتا ہے اور اس میں شرط نہیں ہوتی پھر بھی اسے ٹال دیتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

کیوں خواجہ کمال جی! یہی مفتری، کذاب، آپ کا رسول و برگزیدہ مرسل ہے، اسی کو آپ ظلی و بروزی نبی کہتے ہیں، اسی کی بابت آپ مجازی طور پر رسالت کا اقرار رکھتے ہیں؟

## ۱۱۔ قرآن مجید اور صحف سماوی پر افتراء

مرزا قادیانی کشتی نوح ۵/ (رخ:۱۹/۵) میں لکھتے ہیں "اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔"

کچھ حد اس دلیری و بے باکی کی ہے، قرآن کا جھوٹا حوالہ بار بار دیتا ہے اور شرم نہیں کرتا، خواجہ کمال! آپ تو مرزا کے عاشق زار ہیں اور قرآن دانی کے بھی مدعی ہیں۔ برائے خدا قرآن میں دکھلا دیجئے، کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون ہوگا۔ خواجہ کمال! اگر یہ مضمون قرآن میں دکھلا دو تو گھر بیٹھے تم کو وہ رقم دلوا دی جائے، جس کے لئے تم رنگون آئے تھے۔

## ۱۲۔ جھوٹ کے ساتھ تضاد بیانی بھی

مرزا قادیانی کی امت میں ایک بڑے نامور شخص مولوی عبدالکریم تھے۔ ان کے سرطان کا

پھوڑا نکل آیا۔ مرزا قادیانی نے ان کے لئے بڑی زور شور کی دعائیں مانگیں۔ بالآخران کے متعلق الہام شائع کئے کہ خدا نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ وہ اچھے ہو جائیں گے۔ اخبار الحکم قادیانی کے پرچے ۳۱ /اگست ۱۹۰۵ء لغایت اکتوبر ۱۹۰۵ء دیکھو کہ کس قدر پیش گوئیاں مولوی عبدالکریم کے متعلق ہیں۔ ان میں سے ایک پرچہ کی عبارت بلفظہ یہ ہے۔ ''حضرت اقدس (مرزاغلام احمد) حسب معمول تشریف لے آئے اور ایک رؤیا بیان کی، جو بڑی ہی مبارک اور مبشر ہے، جس کو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے۔ فرماتے تھے آج تک جس قدر الہامات و مبشرات ہوئے، ان میں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔''

(الحکم ۹ /ستمبر ۱۹۰۵ء، تذکرہ/۵۶۵)

مگر جب مولوی عبدالکریم اس بیماری میں مر گئے تو مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی/۳۲۶ (رخ: ۲۲/۳۳۹) میں لکھتے ہیں ''۱۱ /اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اس بیماری کارنیل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔ ان کے لئے بھی میں نے دعا کی تھی۔ مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔'' (رخ: ۲۲/۳۸)

اب بتاؤ اس جھوٹ کی کچھ حد ہے؟ یہاں دو جھوٹ مرزا جی کے ثابت ہوئے۔

**اول:** یہ کہ مولوی عبدالکریم کی صحت کی پیش گوئی کی، مگر ان کو صحت نہ ہوئی۔

**دوم:** یہ کہ مولوی عبدالکریم کی صحت کی بشارت اپنے الہامات میں شائع کرا چکے تھے، اور پھر لکھا کہ ان کی صحت کے متعلق کوئی بشارت بھی نہیں ہوئی۔

## ۱۳۔ جھوٹ اور تضاد کا دوسرا نمونہ

مرزا قادیانی دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند/۱۸ (رخ: ۱۸/۲۳۰) میں لکھتے ہیں۔ ''خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے''۔

مرزائیوں نے اپنے پیغمبر کی اس پیش گوئی کو بڑے متکبرانہ لہجہ میں شائع کیا اور مرزا خود بھی حسب عادت بہت اترایا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرزائی نے ایک بڑا مضمون لکھا کہ یہ مرزا کی شفاعت کبریٰ کے منصب کا ثبوت ہے اور قادیان کے تمام لوگوں کو مسلم ہوں یا غیر مسلم اپنے سایہ

شفاعت میں لے لیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

مگر تمام دنیا جانتی ہے کہ قادیان میں طاعون پھیلا اور خوب پھیلا، قادیان کی کل مردم شماری ۲۸۰۰ تھی، اس میں ۱۳۱۳ (ایک ہزار تین سو تیرہ) اموات طاعون سے ہوئیں۔ پہلے تو مرزائیوں نے چھپانے کی کوشش کی مگر ناممکن امر کی کوشش میں کون کامیاب ہوسکتا ہے۔ بالآخر اقرار کرنا پڑا دیکھو اخبار بدر قادیان مورخہ ۹؍دسمبر ۱۹۰۲ء مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء مورخہ ۱۶؍اپریل ۱۹۰۲ء مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء۔

مرزا قادیانی نے اس جھوٹ کی تاویل کی کہ وحی الٰہی میں قادیان کا لفظ نہ تھا قریہ کا لفظ تھا دیکھو بدر مورخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۲ء یہ دوسرا جھوٹ مرزا قادیانی کا ہے اور سب سے زیادہ پرلطف یہ کہ خود اپنی ہی کتاب کے خلاف بیان فرمارہے ہیں۔ دافع البلاء کی عبارت اوپر نقل ہوچکی کہ خدا نے قادیان کا نام لے دیا، اب فرماتے ہیں خدا نے قادیان کا نام نہیں لیا تھا۔ بہرکیف مرزا قادیانی کی پیشانی سے کذب کا داغ مٹ نہیں سکتا۔ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ

## انگریزی عدالت میں الہام بازی سے توبہ

نوٹ:

> ہمارے پیشِ نظر نسخہ میں اس جگہ ایک حاشیہ موجود ہے مگر مخدوم مکرم مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب نے باقاعدہ نیا نمبر دے کر ایک عنوان قائم کر کے مفید بحث روداد مباحثہ رنگون میں رقم فرمائی ہے جسے یہاں درج کیا جارہا ہے البتہ نمبر حذف کردیا ہے وہ اصل کتاب والا ہی رہے گا۔ نیز ہمارے پیشِ نظر نسخہ والا حاشیہ آپ صولت محمدیہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ انشاءاللہ...... (ب.م)

اپنے مخالفوں کو موت وعذاب وغیرہ کی پیشین گوئیاں کر کے ڈرانا مرزا قادیانی کی عادت میں داخل ہوگیا تھا اور یہ سلسلہ بوجہ بے حیائی کے روز بروز بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کے متعلق ایک پیشین گوئی اس قسم کی بیان فرمائی۔ اس پر مقدمہ چل گیا مرزا قادیانی نے بڑی کوششیں کیں مگر سب بےسود رہیں۔ آخر بڑی ذلت کے ساتھ کچہری جانا پڑا اور سب سے زیادہ ذلت یہ کہ عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ مرزا جی سے ایک اقرار نامہ لے لیا جائے کہ آئندہ ایسی حرکت کسی مسلمان یا ہندو یا عیسائی کے ساتھ نہ کریں۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اقرار نامہ لکھ کر داخل کیا۔اس اقرار نامہ میں صاف الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ اب میں کسی کے متعلق ایسی پیشین گوئی نہیں کروں گا، نہ ہی کسی کے لئے بددعا شائع کروں گا۔ (بخوف طوالت تبصرہ سے گریز کرتے ہوئے صرف حلف نامہ نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے البتہ قارئین حلف نامہ کے ہر ہر جز پر غور ضرور کریں کہ کہ ایسا ڈھونگی بھی نبی، مسیح، مہدی اور خواجہ کمال الدین کی زبان میں مجدد کہلانے کے قابل ہے؟)

''میں مرزا غلام احمد اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر جان کر یہ اقرار صالح کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱۔ایسی پیشین گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جاوے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہو، شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

۲۔ میں اس سے بھی اجتناب کروں گا، شائع کرنے سے، کہ خدا کی درگاہ میں دعا کی جاوے کہ کسی شخص کو حقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے، جس سے ایسا نشان ظاہر ہو وہ شخص مورد عتاب الٰہی بنے یا یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔

۳۔ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو، یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہوں۔

۴۔ میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثہ میں مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تحریر لکھوں یا شائع کروں، جس سے اسکو درد پہنچے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کروں گا۔ جیسا کہ دجال، کافر، کاذب، بطالوی، میں کبھی اس کی آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے خلاف کچھ شائع نہ کروں گا جس سے اس کو آزار پہنچے۔

۵۔ میں اجتناب کروں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو مباہلہ کے لئے بلاؤں۔اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔ نہ میں اس محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو اس بات کے لئے بلاؤں گا، کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیش گوئی کریں۔

۶۔ میں حتی الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہو سکتا ہے اس طرح کاربند ہونے کی ترغیب دوں گا جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، میں اقرار کیا ہے۔

۲۴ فروری ۱۸۹۹ء۔۔ دستخط: مسٹر ڈوئی بحروف انگریزی۔

دستخط: مرزا غلام احمد

دستخط: کمال الدین پلیڈر۔ وکیل مرزا قادیانی ( تازیانہ عبرت ۹/۷، مجموعہ اشتہارات: ۱۳۴/۳)

یہ فیصلہ قابل دید ہے۔ سمجھدار کے لئے (بالخصوص خواجہ کمال الدین ے لئے جن کی وکالت نے مرزا قادیانی کو یہ دن دکھائے) تو یہی واقعہ مرزا کے جھوٹا ہونے کیلئے کافی ہے، اگر مرزا مامور من اللہ ہوتا تو کبھی ایسا اقرار نہ کرتا، صاف کہہ دیتا کہ میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں کسی کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتا، چاہے مجھے مار ڈالو۔ دیکھو رسول خدا ﷺ سے جب کفار مکہ نے کہا کہ آپ تبلیغ نہ کیجئے، اور ابو طالب نے بھی آپ کو سمجھایا تو آپ نے صاف منع کر دیا کہ اے چچا! میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں اور اگر میرے ایک ہاتھ میں آفتاب دوسرے میں ماہتاب رکھ دیا جائے، تب بھی رک نہیں سکتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ: ۵۲/۳ مطبوعہ بیروت)

## ۱۴۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کی پیشنگوئی

ڈپٹی آتھم عیسائی کی موت کی پیشنگوئی، جو ایک بڑے معرکہ کی پیشگوئی تھی اور اس کے جھوٹے ہونے پر مرزا قادیانی کی ذلت بھی ایسی ہوئی کہ کوئی باحیا ہوتا تو پھر منہ نہ دکھاتا۔

مرزا قادیانی سے امرتسر میں عیسائیوں کا مباحثہ ہوا (اس مباحثہ میں مرزا کو شکست ہوئی اس کے ازالہ کے لئے) اس مباحثہ کے بعد ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو مرزا نے اپنے حریف مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق یہ پیشنگوئی کی۔ جنگ مقدس ۲۱۰، ۲۰۹ رخ: ۲۹۲/۶، ۲۹۱ میں لکھتے ہیں آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ اور اس کو سخت ذلت

پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔'' پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا، معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشنگوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خداتعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے، وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے رو سیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس ص۲۱۰، ۲۱۱ رخ:۶ ص۲۹۲، ۲۹۳)

یہ عبارت مرزا قادیانی کی انہیں کے الفاظ میں ہے۔ مرزا قادیانی جانتے تھے کہ اس پیشنگوئی اور اس کے پرزور الفاظ سے آتھم ڈر جائے گا اور ڈر کر مرزا قادیانی کا مرید ہو جائے گا۔ مگر افسوس ایسا نہ ہوا، پندرہ مہینہ گزر گئے اور آتھم بدستور صحیح وسالم موجود رہا، نہ وہ مرا نہ ہاویہ میں گرا۔

عیسائیوں نے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جب مرزا قادیانی کے پیش گوئی کی تکذیب ہو چکی۔ ہر جگہ جشن کئے۔ بڑے بڑے اشتہار نکالے اور مرزا قادیانی کو خوب ہی ذلیل کیا کہ اس ذلت کو خیال کر کے آج (بھی) رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ عبرت کے لئے بعض اشتہارات کی نقل حسب ذیل ہے۔ اہل لودھیانہ کی طرف سے حسب ذیل اشتہار نکلا۔

## قول صائب

مدد ہے مباحل کو یہ آسمانی ہوئی جس سے ہے ذلت قادیانی

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خودرا عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

☆☆☆

ارے او خود غرض خود کام مرزا ارے منحوس نافرجام مرزا

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو رسول حق باستحکام مرزا
مسیح ومہدی موعود بن کر بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصاریٰ میں بآخر مسیحائی کا یہ انجام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے ہے آتھم زندہ اے ظلاّم مرزا
تری تکذیب کی شمس وقمر نے ہوامدت کا خوب اتمام مرزا
ڈبویا قادیان کا نام تونے کہیں کیا اے بدوبدنام مرزا
کہاں ہے اب وہ تیری پیش گوئی جو تھا شیطان کاالہام مرزا
اگر ہے کچھ بھی غیرت ڈوب مرتو بظاہر اس میں ہے آرام مرزا
بشیر[۱] آیا تھا کیا کم کر گیا تھا ترااعزاز اوراکرام مرزا
کیا تھا اس نے تجھ کو زندہ درگور دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا
ولیکن تو نہ آیا بازپھر بھی یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا

---

۱۔ یہ اشارہ ہے مرزا کی اس پیش گوئی کے طرف جوانہوں نے اپنے اشتہار مرقومہ ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں کی تھی کہ خدانے مجھے خبر دی ہے کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ جس کا نام عموائیل اور بشیر بھی ہے اس لڑکے کے اوصاف مرزا قادیانی نے کئی سطروں میں لکھے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ صاحب شکوہ اور عظمت ودولت ہوگا، مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ گویا کہ خدا آسمان سے اترا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی وغیرہ وغیرہ۔ پھر یکم اگست ۱۸۸۸ء کومرزا نے اشتہار دیا کہ وہ لڑکا میرے یہاں پیدا ہوگیا اور اس پر بڑی تحدی مخالفوں کو کی، مگر جب وہ لڑکا سولہ ماہ کی عمر میں مرگیا اور مرزا کا کذب سب پر ظاہر ہوگیا۔ تو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو مرزا نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا نام حقانی تقریر برواقعہ وفات بشیر رکھ کر اشتہار میں خود اپنی شائع کردہ تحریرات کے خلاف بڑی بے باکی سے مرزا نے کہا کہ میں نے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ وہ فرزند موعود یہی لڑکا ہے۔ اس دلیری سے جھوٹ بولنا حقیقتاً مرزا ہی کا حصہ تھا۔

نوٹ: مذکورہ بالا رسالہ اب سبز اشتہار کے نام سے روحانی خزائن: ۲/۴۴۷ تا ۴۷۰ پر اور مجموعہ اشتہارات ۱/۱۶۳ تا ۱۸۸ پر موجود ہے۔......

نہ کہتا کچھ اگر منہ پھاڑ کر تو ندامت کا نہ پیتا جام مرزا
گلے میں اب ترے رسا پڑے گا سیہ رو ہوگا پیش عام مرزا
سزا بھی کم سے کم اتنی تو ہوگی کہ ہوجائے تجھے سرسام مرزا
ہے سولی اور پھانسی کارسرکار رعایا کا نہیں یہ کام مرزا
مسلمانوں سے تجھ کو واسطہ کیا پڑا کہلا نبی تام مرزا
کہ ایک بھائی ہے مرشد بھنگیوں کا اور اک ہیجڑوں کا بے اندام مرزا
کہا اسلامیوں نے خلف پاکر ہے کاذب خارج ازاسلام مرزا
تو ہے اک انبیائے بغل میں سے سلف کو دے رہا دشنام مرزا
زمین وآسمان قائم ہیں اب تک ترے وہ ٹل گئے احلام مرزا
براہین سے ٹھگے تو نے مسلمان کبھی ایسے بھی تھے ایام مرزا
بحمداللہ کہ چھپ کر فتح وتوضیح کھلے تیرے چھپے اصنام مرزا
درتوبہ ہے وا ہو جا مسلمان یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا

## ایضاً دیگر

غضب تھی تجھ پر چھٹی ستمبر کی نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ہے قادیانی ہی جھوٹا مرا نہیں آتھم یہ گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی
ترے حریف کو فیروز پور سے لائی یہ ریل ہے جوترا خر[1] چھٹی ستمبر کی
ذلیل وخوار ندامت چھپار ہی تھی کہ تھا ترے مریدوں پر محشر چھٹی ستمبر کی
یہ لودھیانہ میں مرزائیوں کی حالت تھی کہ جینا ہوگیا دوبھر چھٹی ستمبر کی
سوابرس کے تھے امیدوار سب مایوس مرید اعرج واعور چھٹی ستمبر کی
مسیح ومہدی کاذب نے منہ کی کھائی خوب یہ کہتی پھرتی تھی گھر گھر چھٹی ستمبر کی
ہے روسیاہ مثیل مسیلمہ واسود ملاحدہ کا وہ رہبر چھٹی ستمبر کی
یہ کادیانی کی تذلیل کے لئے تھی نہ تھا مباہلہ کا اثر گر چھٹی ستمبر کی

---

[1] اشارہ ہے مرزا کے اس قول کی طرف کہ اس نے لکھا ہے کہ خرِ دجال سے مراد ریل ہے۔

## عیسائیوں کا ایک اشتہار بھی ملاحظہ ہو

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہوگا اب نبوت کا پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

## رسول قادیانی کو پھر الہام ہوا

ارے سن او رسول قادیانی لعین و بے حیا شیطان ثانی
نہ باز آیا تو کچھ بکنے سے اب بھی بڑھاپے میں یہ ہے جوش جوانی
نچاویں ریچھ کو جیسے قلندر یہ کہہ کہہ کر تری مرجاوے نانی
نچاویں تجھ کو بھی اک ناچ ایسا یہی ہے اب مصمم دل میں ٹھانی

پنجۂ آتھم سے ہے مشکل رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی
آتھم اب زندہ ہیں آکر دیکھ لو آنکھوں سے خود
بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی
کچھ کرو شرم وحیا تاویل کا اب کام کیا
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائے آپ کی
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلانا صریح
کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپ کی
جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی
بات سچی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی
ہوگیا ثابت ہے سب اقوال بد سے آپ کے
کر رہا بے شک ہے شیطان رہنمائی آپ کی
اپنے پنجہ سے نہیں شیطان تمہیں دیتا نجات
اس کو کب منظور ہے اک دم جدائی آپ کی
تم ہو اس کے اور اب وہ ہے تمہارا یارِ غار

رات دن کرتا وہی ہے پیشوائی آپ کی
ہم نہ کہتے تھے کہ شیطان کا کہا مانو نہ یار
کس بلا میں اس نے دیکھو جان پھنسائی آپ کی
ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار اور دھتکار ہے
دیکھو کیسی ناک میں اب جان آئی آپ کی
خوب ہے جبریل اور الہام والا وہ خدا
آبرو سب خاک میں کیسی ملائی آپ کی
ہے کہاں اب وہ خدا. جس کا تمہیں الہام تھا
کس لئے کرتا نہیں مشکل کشائی آپ کی
اب بتاؤ ہیں کہاں اب آپ کے پیر و مرید
جو گلی کوچوں میں کرتے تھے بڑائی آپ کی
کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کر تو حاصل اس سے کیا
ڈوم کنجر دہریے کنجڑے قصائی آپ کی
آپ نے خلقت کے ٹھگنے کا نکالا ہے یہ ڈھنگ
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپ کی
کچھ کرو خوف خدا کیا حشر کو دوگے جواب
کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی ہوتے ہیں عالم میں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی
کر کے منہ کالا گدھے پر کیوں نہیں ہوتے سوار
فیصلہ کی شرط ہے مانی منائی آپ کی
ڈاڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے
کر ہی ڈالے گا حجامت اب تو نائی آپ کی
آپ کے دعووں کو باطل کر دیا حق نے تمام

اب بھی تائب ہو اسی میں ہے بھلائی آپ کی
اب بھی فرصت ہے اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے
ہاتھ کب آئے گی یہ مہلت گنوائی آپ کی
سخت گمراہ ہو، نہیں سمجھے مسیح کی شان کو
راہ حق اورزندگی سے ہے لڑائی آپ کی
خاتمہ باُلخیر ہوگا اور ہوگے سرخرو
ہو گئی اب بھی مسیح سے گرصفائی آپ کی

**المشتھر**

**اب دام مکر اور کسی جا بچھایئے — بس ہوچکی نماز مصلّیٰ اٹھایئے**

مرزا قادیانی نے خود بھی اپنی تحریرات میں لکھا ہے کہ پیشنگوئیوں کی میعاد ختم ہونے پر مخالفوں نے بہت خوشی کی اور مرزا کی تذلیل وتوہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ سراج منیر/۵۲ (رخ:۱۲/۵۴) میں لکھتے ہیں ''انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا۔ اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔''

اب یہ تماشا بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ جب اس طرح کھلم کھلا مرزا کا جھوٹ ظاہر ہوا اور ایسے زور وشور کی پیشنگوئی ان کی غلط ہوگئی تو انہوں نے کس طرح اپنے جال میں پھنسے ہوئے لوگوں کو سمجھایا۔ مرزا نے اس موقع پر کئی رنگ بدلے۔ اور پے در پے کئی مختلف تاویلیں کیں جن کو ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

**پہلی تاویل:** یہ ہے کہ ''جو فریق جھوٹا ہو وہ پندرہ ماہ کے اندر بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا'' اس سے مراد صرف آتھم نہ تھا بلکہ تمام وہ عیسائی جو اس مباحثہ میں اس کے معاون تھے۔ دیکھو انوار الاسلام/۲، رخ:۹/۲۔

**جواب اول:** یہ کہ خود مرزا قادیانی کی تصریح موجود ہے کہ یہ پیش گوئی خاص آتھم کے متعلق تھی۔ دیکھو کرامات الصادقین آخر صفحہ، رخ:۷/۱۶۳ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ''ومنها ما وعدنی ربی اذ جا دلنی رجل من المنتصرین الذی اسمه عبدالله اتهم... فاذا

بشرنی ربی بعد دعوتی بموته الی خمسة عشرا شهر" نیز تریاق القلوب/۱۱ میں لکھتے ہیں کہ "آتھم کے موت کی جو پیشگوئی کی گئی تھی جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کی میعاد میں حق کی طرف رجوع کریں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔ (تریاق القلوب جدید/۲۰، رخ: ۱۴۸/۱۵)

**دوسرا جواب:** یہ کہ اچھا صرف آتھم مراد نہ تھا تو اور بھی پریشانی مرزا کو لاحق ہوگئی۔ آتھم کے علاوہ تمام ان عیسائیوں کا جو شریک بحث تھے۔ پندرہ ماہ کے اندر مر کر ہاویہ میں گرنا ثابت کرنا پڑے گا۔

**دوسری تاویل:** یہ کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کرلیا اس لئے نہیں مرا، اور حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس پیشگوئی سے ڈر گیا تھا۔ (دیکھو انوار الاسلام/۵، رخ:۹/۵)

**جواب:** اس کا یہ حق کی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوسکتے کہ ڈر جائے بلکہ مرزا قادیانی کی الہامی عبارت کا سیاق وسباق صاف بتلا رہا ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ آتھم عیسائیت کو ترک کر کے مرزائی ہو جائے۔ کیونکہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ "جو شخص سچ پر ہے۔ سچے خدا کو مانتا ہے" (انوار الاسلام/۱، رخ:۹/۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو مراد سچ کی ہے اس کی طرف رجوع مراد ہے۔

مرزا قادیانی نے اس بات کے ثبوت کے لئے کہ آتھم ڈر گیا تھا۔ اپنا پورا زور ختم کر دیا۔ بڑے بڑے اشتہار دیئے۔ آتھم کو لکھا کہ تم قسم کھا جاؤ کہ ڈرے نہیں تو ایک ہزار بلکہ دو ہزار بلکہ تین ہزار بلکہ چار ہزار انعام دوں گا۔ آتھم نے بجواب اس کے لکھا کہ قسم کھانا میرے مذہب میں منع ہے اور انجیل کا حوالہ دیا۔ مرزا قادیانی نے بجواب اس کے لکھا کہ عیسائیوں کے پیشواؤں نے عدالت میں قسمیں کھائی ہیں۔ آتھم نے لکھا کہ مجھے بھی عدالت میں طلب کرلو عدالت کے جبر سے میں بھی قسم کھالوں گا لیکن کبھی مرزا کو یہ جرأت نہ ہوئی۔

ایک موقع پر مرزا قادیانی نے بدحواس ہوکر یہ بھی لکھ دیا کہ آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں حق کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ اس وجہ سے پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کشتی نوح/۶ میں لکھتے ہیں "اس (آتھم) نے عین جلسہ مباحثہ پر ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت ﷺ کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اس نے پندرہ مہینہ تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت

کر دیا اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو دجال کہا تھا۔'' (کشتی نوح جدید/۸، رخ:۶/۱۹)

مرزا قادیانی کی حالت پر افسوس ہے اگر یہ بات سچ ہے کہ اس نے عین جلسہ میں رجوع کر لیا تھا تو آپ نے جلسہ کے اختتام کے بعد پیشگوئی کیوں کی عجب خبط ہے جس کا سر نہ پیر۔

**تیسری تاویل:** مرزا قادیانی نے سب سے لطیف یہ کی ہے کہ عبداللہ آتھم چونکہ میری پیشگوئی سے ڈر گیا اور بہت گھبرایا اس گھبراہٹ نے اس کی زندگی کو تلخ کر دیا، یہی مصیبت اور تلخی ہاویہ ہے۔ جس میں وہ گرا۔ لہٰذا پیش گوئی پوری ہوگئی، باقی رہی موت کی پیش گوئی تو وہ اصل الہامی عبارت میں نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ میں نے (مرزا قادیانی) اپنی طرف سے[1] بغیر الہام کر دی تھی، اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔ انوار الاسلام/۵ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

''ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں، وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ ان کے دامن گیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا۔ اور سزائے موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں بے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا۔'' (انوار الاسلام/۵، رخ:۹/۶)

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کبھی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا، اس لئے وہ ہاویہ میں گرنے سے بچ گیا اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ ہاویہ میں گرا۔ یہ بدحواسی نہیں ہے تو کیا ہے۔

---

۱۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی! آپ کا دعویٰ ہے کہ جب بھی میں نے کوئی بات کہی، تو خدا کے حکم سے کہی اپنی جانب سے میں نے کبھی نہ کچھ کہا، نہ کیا۔ (رخ:۲۲۱/۱۹) تو سوال یہ ہے کہ اس موقع پر آپ نے خدائی الہام کے بغیر اپنی جانب سے ''موت'' کا بیج کیوں لگایا؟ اور اگر آپ نے لگایا جیسا کہ امر واقعہ ہے تو آپ کا نہ فعل درست نہ دعویٰ درست، آپ کی اس تاویل نے آپ کے جھوٹ میں دو نمبروں کا اور اضافہ کر دیا اور اسے ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' بنا دیا۔ ش ع (روداد مباحثہ ص ۱۰۶)

مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ سزائے موت کا ذکر الہامی عبارت میں نہیں ہے۔ عجیب لطیفہ ہے الہامی عبارت میں ہو یا نہ ہو آپ کی پیشنگوئی میں صاف صاف ہے اور آپ نے قسم کھا کر لکھا ہے۔ ''وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ (جنگ مقدس/۲۱۱، رخ:۶/۲۹۳)

**چوتھی تاویل:** جو نہایت عجیب وغریب ہے یہ ہے کہ جب آتھم میعاد پیش گوئی ختم ہونے کے کئی سال بعد یعنی ۲۷ر جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا تو مرزا قادیانی بہت خوش ہوئے اور فرماتے ہیں میری پیشنگوئی پوری ہوگئی۔ حقیقۃ الوحی/۱۸۵ حاشیہ (رخ:۲۲/۱۹۲) میں ہے ''اگر کسی کی نسبت یہ پیشنگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینہ تک مجذوم ہو جائے گا، پس اگر وہ بجائے پندرہ مہینے کے بیسویں مہینے میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضاء گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشنگوئی پوری نہیں ہوئی۔ نفس واقعہ پر نظر چاہیے۔''

اہل انصاف دیکھیں کہ مرزا قادیانی کیا لکھ رہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ موت کی پیشنگوئی الہام میں تھی ہی نہیں کبھی فرماتے ہیں کہ اس مدت کے بعد بھی وہ مر گیا تو موت کی پیشنگوئی پوری ہوگئی۔

**پانچویں تاویل:** اس سے بھی زیادہ لطیف بات جو ایماندار کو حیرت میں ڈال دے یہ ہے کہ مرزا جی کشتی نوح کے صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں کہ ''پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ (آتھم) مجھ سے پہلے مر گیا۔''

(کشتی نوح قدیم/۶ جدید/۸، رخ:۱۹/۶)

ناظرین پیشنگوئی کے الفاظ اوپر نقل ہو چکے، پھر دوبارہ دیکھ لیں، اس میں پہلے پیچھے کا ذکر نہیں پندرہ مہینے کی قید ہے جھوٹ بولے تو اتنا تو بولے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

آخر میں مرزا قادیانی نے دیکھا کہ ان تاویلات سے کچھ بات نہیں بنتی۔ لہٰذا آپ نے یہ مسئلہ ایجاد کیا کہ انبیاء علیہم السلام کی سب پیش گوئیاں پوری نہیں ہوتیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی، خود رسول خدا ﷺ کی بعض پیشنگوئیاں (خاکش بدہن) غلط ہوگئیں۔

اس کا جواب ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ دیا جائے گا۔

خواجہ کمال الدین؟ اسی بے حیا جھوٹے کو آپ نبی برگزیدہ مرسل کہتے ہو اور اسی کو بروزی رسالت کا منصب دیتے ہو۔ استغفر اللہ۔

## ۱۵۔ منکوحہ آسمانی کی پیشنگوئی

یہ بھی ایک بڑے معرکہ کی پیش گوئی تھی اور مرزا قادیانی کے جھوٹے اور بد سے بدتر ہونے کے لئے قطعی شہادت ہے۔

اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مسماۃ محمدی بیگم جو مرزا احمد بیگ کی لڑکی تھی۔ اور مرزا غلام احمد کی قریبی رشتہ دار تھی۔ مرزا قادیانی کو پسند آ گئی اور اس کے عشق نے مرزا قادیانی کے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ بے چین ہو گئے، اگر سیدھے سادھے طریقہ سے نکاح کی درخواست کریں تو منظوری کی امید نہیں، کون اپنی نوجوان لڑکی (محمدی بیگم کی اس وقت عمر نو برس تھی، مجموعہ اشتہارات قدیم: ۱/۱۶۰، جدید: ۱/۱۳۸) کا نکاح ایسے بوڑھے (جس کی عمر ۱۸۳۹ء میں پیدائش کے حساب سے پچاس برس تھی) کیساتھ کر دیتا جس کی بی بی بچے بھی موجود ہیں اور ساتھ ہی کذاب و دجال بھی ہے۔ لہذا جھٹ مرزا قادیانی نے ایک وحی تصنیف کی کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے عقد میں آئے گی اور اس کا نکاح آسمان پر تیرے ساتھ پڑھ دیا گیا۔ اب تو دنیا میں اس نکاح کی سلسلہ جنبانی کر۔ اگر لڑکی کا باپ راضی ہو گیا تو بڑی خیر و برکت اس نکاح میں ہو گی اور لڑکی کے باپ کو بھی بہت فوائد ہوں گے اور اگر اس نے تمہارے ساتھ نکاح منظور نہ کیا تو لڑکی کا انجام برا ہو گا، جس دوسرے شخص سے وہ بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے ڈھائی سال تک اور لڑکی کا باپ تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اس وحی کے بعد مرزا قادیانی نے بڑے بڑے اشتہارات حسب عادت شائع کیے۔ اور اس پیشنگوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا اور اعلان کر دیا کہ یہ پیش گوئی پوری نہ ہو تو بے شک میں جھوٹا اور بد سے بدتر ہوں۔ یہ بھی لکھا کہ یہ نکاح میرے مسیح موعود ہونے کی خاص علامت ہے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ ان اشتہارات کے بعد مخفی کوششیں بھی مرزا قادیانی نے بہت کیں۔ احمد بیگ کو بھی خط لکھے، احمد بیگ کی بہن کی لڑکی عزت بی بی، مرزا قادیانی کے لڑکے فضل احمد کے نکاح میں تھی اس لڑکے سے بھی خط لکھوائے۔ یہ بھی لکھا کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ نہ ہوا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ عزت بی بی کو اپنے لڑکے سے طلاق دلوا

دوں گا۔ یہ سب کچھ ہوا، (مرزا نے ظلم و جبر سے اپنی بہو کو بلا کسی عذر شرعی کے طلاق دلوادی) مگر محمدی بیگم ان کے نکاح میں نہ آئی۔ احمد بیگ نے فوراً اس کا نکاح ۱۷/اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد سے کر دیا (جو مقام پٹی ضلع لاہور کا رہنے والا تھا) (آئینہ کمالات، رخ:۵/۲۸۰)۔ مرزا غلام احمد نے بہت کچھ پیچ و تاب کھایا۔ مگر ہو کیا سکتا تھا پیشنگوئی بڑی دھوم سے جھوٹی ہوگئی۔ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ وہ باکرہ ہونے کی حالت میں میرے عقد میں آئے گی؟ وہ ضرور بیوہ ہوگی اور ضرور میرے نکاح میں آئے گی جلدی کیوں کرتے ہو۔ اگر یہ نکاح نہ ہو تو میں جھوٹا۔ مگر افسوس اور ہزار افسوس مرزا قادیانی گئے اور محمدی بیگم مع اپنے شوہر مرزا سلطان محمد کے خوش و خرم موجود ہے۔ (مرزا سلطان احمد ۱۹۴۹ء اور محمدی بیگم ۱۹۶۶ء بحالت اسلام اس دنیا سے رخصت ہوئے)۔

یہ قصہ اگر پوری تفصیل سے دیکھنا ہو تو کتاب ''فیصلہ آسمانی'' جو مونگیر سے ملے گی اور ''الہامات مرزا'' جو امرتسر سے ملے گا، دیکھو۔ یہاں بھی چند مختصر ضروری عبارتیں مرزا قادیانی کی نقل کی جاتی ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے اشتہار مرقومہ ۱۰جولائی ۱۸۸۸ء میں لکھتے ہیں۔

''اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں، لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات:۱/۱۵۷، ۱۵۸)

پھر مرزا قادیانی ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، رخ:۱۱/۳۳۷ میں لکھتے ہیں۔

''سوچا ہے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیشنگوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے

نہیں ہوجائیں گے۔ ان بیوقوفوں کوکوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔''

پھر محمدی بیگم کے نکاح ہوجانے کے بعد جب مرزا قادیانی پر اعتراض ہوا کہ محمدی بیگم دوسری جگہ بیاہی گئی تو مرزا قادیانی الحکم مورخہ ۳۰ جون میں حسب ذیل جواب دیتے ہیں۔

''وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔''

پھر مرزا قادیانی نے شہادۃ القرآن ص۸۰ (رخ:۳۷۶/۶) میں یہ بھی تصریح کردی کہ یہ پیشگوئی دراصل چھ پیش گوئیوں پر شامل ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ بہت ہی عظیم الشان ہے، کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں۔ ۱۔ کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔ ۲۔ اور پھر داماد اس کا (جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے) اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ ۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ ۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو۔ ۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہوجاوے۔''

مرزا انجام آتھم ص۳۰، ۳۱، رخ:۱۱/۳۱ میں لکھتے ہیں۔

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے (یعنی کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں) اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔''

پھر انجام آتھم ص۵۴، رخ:۱۱/۳۳۸ میں لکھتے ہیں۔

''یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کا دوسری جز (یعنی داماد احمد بیگ کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں، یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے، وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔''

لیکن جب مرزا قادیانی کی مقررہ معیاد گزر گئی اور محمدی بیگم کا شوہر نہ مرا اور نہ کوئی بلا محمدی

بیگم پر آئی تو مرزا قادیانی کس صفائی سے جواب دیتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی ر۱۸۷، رخ: ۱۹۵/۲۲ میں ہے۔

''احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آ گیا۔ یہاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو، بس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔''

اور تتمہ حقیقۃ الوحی ر۱۳۲، رخ: ۲۲/۵۷۰ میں لکھتے ہیں۔

''یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتھا المرءۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔''

یہ بھی لطیفہ ہے مرزا قادیانی جس شرط کا ذکر کر رہے ہیں وہ شرط اگر تھی تو بلا کے ٹل جانے کے لئے اس محمدی بیگم کا مرزا کے ساتھ نکاح ہو جانا کوئی بلا تھا۔ جو شرط کے پورا کرنے سے ٹل گیا؟ یہ مرزا کی بدحواسی نہیں تو کیا ہے۔

اس نکاح پر بڑی بحثیں مرزا کے مرجانے کے بعد ہوئیں۔ نورالدین خلیفہ اول تو فرماتے ہیں کہ میرے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں آیا۔ قیام قیامت تک محمدی بیگم کی اولاد میں سے کسی کا مرزا قادیانی کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نکاح ہو جائے گا تو بھی یہ پیش گوئی پوری ہو جائے گی۔ اور قاضی اکمل قادیانی جو مرزائیہ کے ایک رکن اعظم ہیں۔ رسالہ تشحیذ الاذہان مئی ۱۹۱۳ء/۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی سے منکوحہ آسمانی کے الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو گئی تھی۔ اور یہ خود مرزا قادیانی لکھ چکے ہیں کہ انبیاء سے وحی کے سمجھنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

پس آخری جواب یہی ہے کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئی غلط نکل گئی تو کوئی عیب نہیں۔ اور نبیوں کی پیش گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

کیوں خواجہ کمال الدین اسی بے حیا کو جو اس قدر بے تکان جھوٹ بولتا ہے۔ آپ مجدد اور محدث اور مسیح موعود مہدی معہود کہتے ہیں۔ خواجہ کمال نے مناظرہ کی ہمت انہیں وجوہ سے نہیں کی

کہ مرزا کے جھوٹ کو سچ بنانا یا کوئی تاویل کرنا ان کے امکان سے باہر تھا۔

## ۱۶۔ مرزا کا اپنے قسمیہ اقرار سے جھوٹا ہونا

مرزا قادیانی کئی دفعہ اپنے قسمیہ اقراروں سے کافر۔ کاذب۔ ملعون۔ خائن۔ بے ایمان۔ دجال ثابت ہو چکے ہیں اور یہ سب الفاظ مرزا قادیانی ہی کے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک واقعہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب ضمیمہ انجام آتھم مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء میں لکھتے ہیں۔ ''پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔''

یہ عبارت ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ر۳۱ سے شروع ہو کر ر۳۵ پر ختم ہوتی ہے۔ (اور روحانی خزائن: ۱۱ر۳۱۵ تا ۳۱۹ پر موجود ہے۔.......ب م)

خواجہ کمال الدین بلکہ کل مرزائی صاحبان لاہوری ہوں یا قادیانی بتلائیں کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئی پوری ہوئی؟ یا مرزا قادیانی اپنے قسمیہ اقرار سے کاذب قرار پائے۔ اگر پیشگوئی کا پورا ہونا کوئی مرزائی دکھا دے تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

یہاں تک سولہ ۱۶ جھوٹ مرزا قادیانی کے ہم نے دکھلائے اور اگر انصاف سے دیکھو تو ہر جھوٹ کے اندر کئی کئی جھوٹ شامل ہیں۔ ان سب کو شمار کرو تو تعداد بہت زیادہ ہو جائے۔ بنظر اختصار اس وقت اسی مقدار پر اکتفا کی جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد کا جھوٹا ہونا بلکہ بڑا جھوٹا ہونا تو ثابت ہو گیا، اب مرزائیوں کا یہ کہنا کہ جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں یا جھوٹا بھی نبی ہو سکتا ہے۔ ایک ایسی بات ہے کہ اس کے بطلان پر دلائل پیش کرنا فضول ہے۔ قرآن وحدیث میں جھوٹے پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ کونوا مع الصادقین سچوں کے ساتھ رہو، جھوٹوں کی رفاقت ممنوع ہے، تو ان کی اقتدا کیسے جائز

ہوسکتی ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک جھوٹ بولنا منہاج نبوت نہیں بلکہ معیار نبوت ہوتو ایسی نبوت ان کو مبارک رہے، لیکن دنیا میں کوئی صاحب عقل جھوٹے کو اچھا آدمی بھی نہیں کہہ سکتا نبی ورسول تو بڑی چیز ہیں۔

جھوٹ بولنا اگر عمدہ چیز ہے، تو اس کا ثواب واجر عظیم مرزا قادیانی کو آخرت میں ملے گا۔ مگر دنیا میں ان کا ذلیل وخوار و بے اعتبار ہونا ضروری ہے۔

دروغ ای برادر مگو زینہار

کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

کسی شخص کا عمر بھر میں ایک جھوٹ ثابت ہوجائے تو محدثین کے نزدیک اس کی ہر روایت موضوع نا قابل اعتبار ہوجاتی ہے۔ معمولی راویوں میں تو یہ احتیاط، مگر نبی کا جھوٹا ہونا کچھ عیب نہیں۔ان ھذا الشئی عجیب جس مذہب کا نبی ایسا کذاب ہو اس کے امتی کیسے ہوں گے۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

## مرزا غلام احمد کے اقوال متعلق توہین انبیاء علیہم السلام

خدا کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ رتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے، خدا نے ان کو ہدایت کے لئے بھیجا اور ان کے اقوال اور افعال اور احوال کو اپنے بندوں کے لئے حجت اور واجب الاقتداء قرار دیا، ان پر ایمان لانے کی تاکید کی اور نجات آخرت کو اسی ایمان پر منحصر کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے باوصف سید الانبیاء ہونے کے منع فرمایا ہے، کہ مجھے یونس علیہ السلام پر بھی فضیلت نہ دو۔ قرآن کریم نے بار بار بڑے اہتمام سے اس مقدس جماعت کی عظمت وجلالت کا عقیدہ تعلیم کیا اور ان کی توہین کو کفر قرار دیا۔ پھر جو شخص اس جماعت کی توہین کرے، ان کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے، کیا وہ خدا کے یہاں کسی رتبہ کا مستحق ہوسکتا ہے نبی ورسول ہونا تو بڑی بات ہے، ایسا شخص اچھا آدمی بھی نہیں کہا جاسکتا۔

مرزا غلام احمد کے متعلق اس بحث میں بھی قطعی فیصلہ ہوجاتا ہے، کیونکہ اس نے جس قدر توہین انبیاء علیہم السلام کی ہے اس کی کچھ حد نہیں۔ نمونہ کے طور پر چند کلمات اس کے درج ذیل

۱۔ضمیمہ انجام آتھم ر۵، رخ:۲۸۹/۱۱ کے حاشیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں "یہ بھی یادر ہے کہ آپ کوکسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

۲۔کتاب مذکور کے حاشیہ ر۶ رخ:۲۹۰/۱۱ میں لکھتے ہیں۔

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا"۔

۳۔اسی کتاب کے ر۷، رخ:۲۹۰/۱۱ میں لکھتے ہیں۔

"ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کورو غیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔"

۴۔اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں ہے۔

"آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔"

**فائدہ:** کس قدر صریح توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور ان کے معجزات کا کیسا صاف انکار ہے۔نعوذ باللہ

۵۔نیز اسی صفحہ میں ہے۔

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسبی) کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔

۶۔مرزا قادیانی اپنی کتاب معیار المذاہب ر۲۰، رخ:۴۷۹/۹ میں لکھتے ہیں۔

"یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے برے کام کئے، ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا اور دلالہ عورتوں کو بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سامان حرام کاری میں ضائع کیا۔"

**فائدہ:** جب مسلمانوں کی طرف سے مرزا قادیانی پر اعتراضات ہوئے کہ مدعی اسلام ہو کر

تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قدر توہین کی اب تمہارے مرتد ہونے میں کیا شک رہا؟ تو مرزا قادیانی نے اس کا جواب دیا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہیں کہا، میں نے یسوع کو کہا ہے۔ چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم/۹، رخ:۱۱/۲۹۳ میں لکھتے ہیں۔

''اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا، اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعوی کیا''۔

مگر افسوس کہ مرزا قادیانی پر وہی مثل صادق آ گئی کہ ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' کیونکہ خود ہی اپنی تصانیف میں لکھ چکے ہیں کہ یسوع اور عیسیٰ دونوں نام حضرت مسیح ابن مریم کے ہیں۔

توضیح المرام/۳، رخ:۳/۵۲ میں ہے۔

''دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔''

۷۔ دافع البلاء/۴ برحاشیہ، رخ:۱۸/۲۲۰ میں لکھتے ہیں۔

''مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''

**فائدہ:** اس عبارت میں قرآن شریف کے حوالہ نے اس رکیک تاویل کا دروازہ بند کر دیا جو بعضے مرزائی کہہ بیٹھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر ایسا لکھا ہے ورنہ خود مرزا قادیانی کا ذاتی عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت ایسا نہ تھا۔ قرآن شریف کے حوالہ نے بتلا دیا کہ یہ تقریر الزامی نہیں ہے۔

۸۔ ازالہ اوہام حصہ اول قدیم/۳۰۳ جدید/۱۵۵، ۱۵۶ حاشیہ رخ:۳/۲۵۵، ۲۵۴ میں لکھتے ہیں۔

''سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے

پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے، جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔''

**فائدہ:** اس عبارت سے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزہ پر جو تمسخر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ وہ بے باپ ہونے کا بھی انکار ہے، جو صریح تکذیب نص قرآنی کی ہے۔

۹۔ ازالہ اوہام حصہ اول برحاشیہ/۳۰۳، رخ:۲۵۵/۳ میں لکھتے ہیں۔

''پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔''

۱۰۔ نیز اسی کتاب کے/۳۰۵ حاشیہ قدیم، جدید/۱۵۵، ۱۵۶، رخ:۲۵۵/۳، ۲۵۶ میں لکھتے ہیں۔

''ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں، کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں میں ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں، انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہیں ڈال سکتی ہے۔ تب جماد سے بعض حرکات صادر ہوتی ہیں، جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔''

۱۱۔ نیز اسی کتاب کے/۳۰۸، ۳۰۹ قدیم، جدید/۱۵۸، ۱۵۷، رخ:۳/۲۵۷، ۲۵۸ برحاشیہ میں لکھتے ہیں۔

''اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے، گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے

تھے کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا، مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہوسکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور ناقابل نفرت نہ سمجھتا تو خداتعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔''

**فائدہ:** کیسی سخت توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوئی۔ اول تو ان کے معجزہ احیائے موتیٰ کا انکار کیا اور اس کو مسمریزم کا عمل بتایا۔

دوم مسیح علیہ السلام کے کام کو مکروہ اور قابل نفرت کہا۔

۱۲۔ اسی کتاب کے ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱ جدید ۱۵۸، رخ: ۳/۲۵۸ میں ہے۔

''واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے، وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے۔ اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے، اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔''

۱۳۔ اعجاز احمدی ۳۰، ۳۱، رخ: ۱۹/۱۴۰ میں ہے۔

''ہم اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی جو میرے پر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر ہم حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

**فائدہ:** کیسی صریح توہین حدیث رسول ﷺ کی ہے۔ ناظرین اس قول کو یاد رکھیں کیونکہ آئندہ بحث نبوت میں اس سے کام لینا ہے۔

۱۴۔ ازالہ اوہام قدیم ر۴۷، جدید ۲۶، رخ: ۳ر۱۲۶ ابر حاشیہ میں ہے۔

''سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے۔'' پھر چند سطروں کے بعد لکھتا ہے۔ ''اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف (یعنی مرزا) صاحب تجربہ ہے۔''

**فائدہ:** مرزائیوں کے نزدیک معراج ایک قسم کا کشف تھا، فی الواقع نہ جانا تھا، نہ آنا اہل انصاف کے نزدیک، یہ صاف انکار معراج کا ہے۔ یہ بھی قابل دید ہے کہ مرزا اپنے کو اس معاملہ میں صاحب تجربہ کہتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ خود اس کو کئی مرتبہ ایسی معراج ہو چکی ہے۔ پھر اس عبارت میں رسول خدا ﷺ کے جسم لطیف و الطف کو کثیف کہنا کیسی سخت گستاخی ہے جو کسی ایماندار سے ہرگز ممکن نہیں۔

۱۵۔ ازالہ اوہام حصہ دوم ر۶۹۱، جدید ر۴۷۳، رخ: ۳ر۴۷۳ میں ہے۔

''اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی کیفیت کھلی ہوئی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے، اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔''

**فائدہ:** مرزا قادیانی نے جب فرمایا کہ دجال سے مراد پادری یاجوج ماجوج سے انگریز خر دجال سے مراد ریل گاڑی ہے، تو ان پر اعتراض ہوا کہ یہ مراد آپ کی از روئے احادیث غلط جاتی ہے، اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے عبارت مذکورۂ بالا لکھی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال وغیرہ کی حقیقت سمجھنے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے غلطی ہوئی کیونکہ یہ چیزیں ان کے زمانہ میں غیب محض تھیں، کوئی نمونہ ان کا موجود نہ تھا اور میرے زمانہ میں چونکہ نمونہ موجود ہے، لہٰذا میں ان چیزوں کی اصلی حقیقت سمجھ گیا۔

اہل ایمان غور کریں۔ کہ رسول خدا ﷺ کی کس قدر توہین ہوئی اور شریعت الٰہیہ کس طرح بازیچۂ طفلاں بن گئی۔ جب دجال وغیرہ کی حقیقت بوجہ غیب محض ہونے کے سمجھ میں نہ آئی تو جنت و دوزخ اور عالم آخرت کے متعلق جو کچھ آپ نے خبر دی اس پر کیا وثوق رہ گیا۔ کیونکہ وہ تو غیب

الغیب ہیں۔ نعوذ باللہ۔ مرزا قادیانی نے انبیاء علیہم السلام کے متعلق صاف طور پر لکھا ہے کہ ’’کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔

(اعجاز احمدی ۲۴، رخ:۱۹/۱۳۳)

’’بعض پیش گوئیوں کی نسبت حضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ (ازالہ اوہام خرد:۱/۴۰۰، رخ:۳/۳۰۷)

۱۶۔ مرزا قادیانی نے انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کے ساتھ صحابہ کرام کی توہین کا ثواب بھی اپنے [illegible] میں اضافہ کرایا ہے۔ چنانچہ اعجاز احمدی ۱۸، رخ:۱۹/۱۲۷ میں ہے۔ ’’جیسا کہ ابو ہریرہ [illegible] ایت اچھا نہیں رکھتا تھا۔‘‘ نیز ازالہ اوہام حصہ دوم ۵۸۶، رخ:۳/۴۲۲ میں ہے۔ ’’حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ نیز اعجاز احمدی ۵۲، ۸۱،۵۹ رخ۱۹/۱۶۴، ۱۸۱، ۱۹۳ میں ہے۔

وقالو علے الحسنین فضل نفسه — اقول نعم و الله ربی سیظهر

اورانہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تیئں اچھا سمجھا — میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

وشتان ما بینی وبین حسین — کمفانی اؤ ید کل اٰن وانصر

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے — کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے

واما حسین فاذکروادشت کربلا — الی هذه الایام تبکون فانظروا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو — اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو

وواللّٰه لیست فیه منی زیادة — وعندی شهاد ات من الله فانظروا

اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں — اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

وانی قتیل الحب لکن حسینکم — قتیل العدای فالفرق اجلی واظهر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین — دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

# مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

قادیانی گروہ تو بتعلیم مرزا محمود فرزند و خلیفۂ مرزا، صاف صاف مرزا کے مدعی نبوت ہونے کا مقر اور ختم نبوت کا منکر ہے، لہذا اس فرقہ کے سامنے ہم کو صرف یہ ثابت کر دینا کافی ہوتا ہے کہ آیات قرآنیہ واحادیث متواترہ کی دلالتِ قطعیہ سے ثابت ہے کہ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اور آپ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوٰی کرے، وہ دجال ہے، کذاب ہے، مردود و ملعون ہے۔

لیکن لاہوری پارٹی جس کے رکن اعظم خواجہ کمال الدین ہیں۔ اول تو ناواقفوں کو فریب دہی کے لئے مرزا کے مدعی نبوت ہونے سے بالکل انکار کرتی ہے اور اگر بدقسمتی سے کوئی واقف کار مل گیا اور یہ فریب کھل گیا تو کہنے لگتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوی تو کیا ہے مگر مجازی نبوت کا ظلی بروزی کا غیر مستقل نبوت کا صاحب شریعت ہونے کا دعوی نہیں کیا۔

جیسا کہ رنگون میں خواجہ کمال الدین سے یہ سب کچھ ظہور میں آچکا لہذا اس فرقہ کے مقابلہ میں ہم کو مرزا کے اقوال دکھانا پڑتے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے حقیقی نبوت کا دعوٰی کیا ہے، چونکہ لاہوری گروہ زیادہ خطرناک ہے، مسلمان اس کے فریب میں جلد آجاتے ہیں، لہذا پہلے اسی گروہ کی سرکوبی کو مناسب سمجھ کر مرزا کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں اس کے بعد ختم نبوت کی بحث بھی مختصر طریقہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ لکھ دی جائے گی۔

# اقوال مرزا غلام احمد

## طریق اول

۱۔ انجام آتھم ۶۲، رخ: ۶۲/۱۱ میں ہے۔

''الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

۲۔ دافع البلاء ۱۱، رخ: ۲۳۱/۱۸ میں ہے۔

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

۳۔ دافع البلاء ۱۰، رخ: ۲۳۰/۱۸ میں ہے۔

''تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر ۷۰ برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے اب اگر خدا تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔''

**فائدہ:** اس قسم کے اقوال بے شمار ہیں، اب ہم وہ اقوال نقل کرتے ہیں جن میں صاحب شریعت نبی ہونے کی تصریح ہے۔

۴۔ اعجاز احمدی ۷، رخ: ۱۱۳/۱۹ میں ہے۔

''مجھے بتلایا گیا ہے کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله''

**فائدہ:** یہ آیت قرآن مجید کی ہے، اس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرمایا ہے کہ ہم نے ان کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق میں

ہی ہوں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث ہونے کے مدعی ہیں یہی مطلب صاحب شریعت کا ہے۔

۵۔اربعین نمبر۳/ ۳۶، رخ: ۱۷/ ۴۲۶ میں ہے۔

''خدا وہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق ......اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''

۶۔''اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے، نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے، خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی، ماسوا اس کے یہ بھی سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام

" قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلك ازکیٰ لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے، اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔''

(اربعین نمبر۴/ ۶، رخ: ۱۷/ ۴۳۵، ۴۳۶)

**فائدہ:** دیکھئے کیسی صفائی سے صاحب شریعت رسول ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

## طریق دوم

اب ہم ایک دوسرے طریقہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مرزا جی نبوت حقیقیہ کے مدعی ہیں وہ یہ کہ مرزا جی نے لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے اس تیرہ سو برس میں کوئی نبی نہیں ہوا اگر بقول خواجہ کمال الدین دعویٰ نبوت سے مراد ان کی مجددیت کا دعویٰ ہوتا تو ایسا نہ کہتے۔ کیونکہ مجدد تو بہت گزرے ہیں۔

۷۔حقیقۃ الوحی/ ۳۹۱، رخ: ۲۲/ ۴۰۶، ۴۰۷ میں ہے۔

''اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی، اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے، غرض اس حصہ کثیر وحی

الہٰی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

## طریق سوم

فائدہ: اب ہم ایک تیسرے طریقہ سے مرزا قادیانی کا مدعی نبوت حقیقیہ ہونا ثابت کرتے ہیں وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے کو تمام انبیاء سے حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل کہا، اگر مجازی نبوت کے مدعی ہوتے تو حقیقی انبیاء سے اپنے کو افضل نہ کہتے۔

۸۔ دافع البلاء/۱۳، رخ:۱۸/۲۳۳ میں ہے۔

''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔''

۹۔ حقیقۃ الوحی/۱۴۸، رخ:۲۲/۱۵۲ میں ہے۔

''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے..... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔''

۱۰۔ حقیقۃ الوحی/۱۴۹، ۱۵۰، رخ:۲۲/۱۵۳، ۱۵۴ میں ہے۔

''اوائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا''

**فائدہ:** اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مرزا جی حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنے کو کلی فضیلت دے رہے ہیں، لہٰذا اب اس کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ فضیلت جزئی تو غیر نبی کو بھی نبی پر ہو سکتی ہے

۱۱۔ ''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانہ کے مسیح کو اس

کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو''۔ (حقیقۃ الوحی/۱۵۵، رخ:۲۲/۱۵۹)

۱۲۔''بلکہ خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں، جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنائے ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی/۱۳۶، رخ:۲۲/۵۷۴)

**فائدہ:** یہاں تو آنحضرت ﷺ کو مستثنیٰ کیا ہے مگر آیندہ آپ دیکھیں گے کہ وہ بھی مستثنیٰ نہیں مرزا قادیانی نے اپنے معجزات آپ سے بھی زیادہ بتلائے ہیں۔

۱۳۔''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی/۶۸، رخ:۲۲/صفحہ۵۰۳)

۱۴۔''دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا (یعنی مرزا کا) تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی/۸۹، رخ:۲۲/۹۲)

۱۵۔''**واتانی مالم یوت احد من العلمین**'' ترجمہ خدا نے جو کچھ مجھے دیا سارے جہاں میں کسی کو نہیں دیا۔'' (حقیقۃ الوحی استفتا/۸۷، رخ:۲۲/صفحہ۷۱۵)

۱۶۔''آنحضرت ﷺ کے معجزات جو صحابہ کی شہادتوں سے ثابت ہیں وہ تین ہزار معجزہ ہیں اس خدا نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک ہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ نمبر۴:۳/۴۴۹)

**فائدہ:** مرزا قادیانی نے تحفہ گولڑویہ/۶۷ میں بھی آنحضرت ﷺ کے معجزات کو تین ہزار بیان کیا ہے۔

**۱۷۔له خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر**

(قصیدۂ اعجازیہ/۷۰، ۷۱، رخ:۱۹/۱۸۳)

**فائدہ:** مرزا قادیانی نے اس شعر کا ترجمہ بھی خود کیا ہے کہ ''اس کے لئے (یعنی حضرت محمد ﷺ کے لئے) چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔'' کس قدر گستاخی کے ساتھ اپنا مقابلہ رسول خدا ﷺ کے ساتھ کر کے اپنے کو فضیلت دی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزہ شق القمر کو مرزا چاند گہن کہتا ہے۔ خواجہ کمال الدین کہتے ہیں کہ مرزا اور ہم معجزہ شق القمر کے منکر نہیں۔ شق القمر کو چند گہن کہنا انکار سے بدتر ہے۔ مناظرہ میں آتے تو حقیقت کھل جاتی اور بحمد اللہ اب بھی کھل گئی۔

## طریق چہارم

اب ہم ایک چوتھے طریقہ سے مرزا کا مدعی نبوت حقیقیہ ہونا ثابت کرتے ہیں، وہ یہ کہ مرزا نے اپنی خانہ ساز وحی کو قرآن شریف کے مثل قطعی اور واجب الایمان کہا، اگر مجازی نبوت کے مدعی ہوتے تو اپنی وحی کو حقیقی نبیوں کی وحی کا ہم رتبہ نہ کہتے۔

۱۸۔ ''جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ توریت، انجیل، قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ (یعنی حدیثوں) کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں گا جن کی حق الیقین پر بنا ہے۔''

(اربعین نمبر۴/۱۹، رخ:۴۵۴/۱۷)

۱۹۔ حقیقۃ الوحی/۲۱۱، رخ:۲۲/۲۲۰ میں ہے۔

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔''

## طریق پنجم

**فائدہ:** اب ہم پانچویں طریقے سے مرزا کا مدعی نبوت حقیقیہ ہونا ثابت کرتے ہیں، وہ یہ کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا۔ نجات کو اپنے ماننے والوں میں منحصر قرار دیا اگر مجازی نبوت کا مدعی ہوتا تو ایسا ہرگز نہ کہتا کیونکہ یہ شان حقیقی نبیوں کی ہے کہ ان کے نہ ماننے سے کافر ہو جائے اور بغیر ان کے مانے ہوئے نجات نصیب نہ ہو۔

۲۰۔ حقیقۃ الوحی ۱۷۹/ ۱۸۰، رخ: ۱۸۴/۲۲، ۱۸۵ میں ہے۔

''ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں، پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد ﷺ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا مکذب نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے، جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی، ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے، وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔''

۲۱۔ ''ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی ۱۷۹/، رخ: ۱۸۵/۲۲)

۲۲۔ ''خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔''

(اربعین نمبر ۳/ ۲۸ حاشیہ، رخ: ۱۷/ ۴۱۶)

۲۳۔ ''سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ (فتاوی احمدیہ: ۸۲/۱)

۲۴۔فتاوی احمدیہ:۱۸/۲ میں ہے۔

''۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔عرب صاحب نے کہا کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی،فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔''

یہ چوبیس اقوال مرزا قادیانی کے ہوئے جن کے دیکھنے کے بعد یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے حقیقی نبوت کا دعوی نہیں کیا،انصاف اور حیا کا خون کرنا ہے بلکہ وہ قطعاً و یقیناً نہ صرف نبی بلکہ افضل الانبیاء ہونے کے مدعی ہیں۔

## خدائی کا دعویٰ

اب ہم کچھ اقوال ان کے وہ بھی دکھلاتے ہیں جن میں دعوی الوہیت اور ابن اللہ ہونے کا ہے۔

۲۵۔حقیقۃ الوحی/۱۰۵،رخ:۱۰۸/۲۲ میں مرزا نے اپنی چند وحیاں جمع کی ہیں جن میں سے ایک جملہ حسب ذیل ہے۔''انما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون''یعنی خدا نے فرمایا کہ اے مرزا تیری شان یہ ہے کہ تو جس چیز کو کہدے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔''قرآن مجید میں خدا نے یہ شان اپنی بیان فرمائی ہے۔

۲۶۔حقیقۃ الوحی/۸۶،رخ:۸۹/۲۲ میں ہے۔

''انت منی بمنزلة ولدی'' یعنی خدا نے فرمایا اے مرزا تو میرے لڑکے کے برابر ہے۔

۲۷۔آئینہ کمالات اسلام/۵۶۴،رخ:۵۶۴/۵ میں ہے۔

''رأيتنی فی المنام عين الله و تيقنت اننی هو فخلقت السموات والارض وقلت ربنا اسلما الدنيا مصابيح''

ترجمہ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں اور میں نے یقین کیا کہ میں ہی خدا ہوں پھر میں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی۔

## مرزا غلام احمد قادیانی کا منکر ضروریات دین ہونا

اس سے اوپر جو اقوال مرزا قادیانی کے نقل ہوئے، ان سے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ مرزا نے کھلم کھلا دین اسلام کی کس قدر مخالفت کی۔ زبان سے تو کہتا ہے کہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و مقتدا

(سراج منیر ص۹۳ رخ ۱۲/ ۹۵)

مگر اس کے عقائد اس کی تعلیمات اس کے اعمال سب اس کے خلاف ہیں۔

یہاں ہم نمونہ کے طور پر چند باتیں ان کی درج کرتے ہیں۔

۱۔ خدائے تعالیٰ (معاذ اللہ) جھوٹ بولتا ہے یعنی اپنی خبر کو غلط کر دیتا ہے، اپنے نبیوں سے عذاب نازل کرنے کا وعدہ کرتا ہے اور وعدہ میں کوئی شرط بھی نہیں ہوتی، مگر وہ وعدہ ٹل جاتا ہے، یہ مضمون اوپر کے حوالہ جات سے ثابت ہے، حضرت یونس علیہ السلام بلکہ خود رسول خدا ﷺ کی پیشگوئیوں کی نسبت مرزا نے ایسا لکھا ہے۔

حالانکہ یہ عقیدہ نصوص قرآنی کے خلاف ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد (الرعد/۳۱)

۲۔ نبیوں سے وحی کے سمجھنے میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اوپر کے حوالہ جات دیکھو۔

۳۔ نبیوں سے گناہ اور کبیرہ گناہ بھی ہوتے ہیں۔ اوپر کے حوالہ جات دیکھو۔ مرزا نے حضرت مسیح اور حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت کیا لکھا حالانکہ دین اسلام کی قطعی تعلیم ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔

۴۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے کا ان کے معجزات کا مرزا کو قطعاً انکار ہے اوپر کے حوالہ جات دیکھو۔ حالانکہ یہ نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے۔

**۵۔ معراج کا انکار:** کہ وہ ایک قسم کا کشف تھا۔ معجزہ شق القمر کا انکار کہ وہ شق نہ تھا بلکہ چاند گہن تھا۔ مرزا دراصل ایک ملحد دہریہ تھا، اسی قسم کی تاویلات رکیکہ کر کے تمام نبیوں کے معجزات کا اس نے انکار کیا ہے۔ جن میں سے اکثر قرآن شریف میں بصراحت مذکور ہیں۔

**۶۔ ملائکہ کا انکار:** آئینہ کمالات اسلام میں ہے جبریل آسمان پر قائم ہے، وہ بذات خود نازل

نہیں ہوتا۔ (آئینہ کمالات اسلام/۱۲۱، ۱۱۹، رخ ۵/ایضاً) توضیح مرام میں ہے۔ ''محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں۔ اور یہ خیال بداہت باطل بھی ہے۔ (توضیح مرام/۳۰، رخ: ۳/۶۶، ۶۷)

نیز اسی کتاب میں ہے۔ فرشتے اپنی اصلی مقامات سے جو ان کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہیں ایک ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔'' (توضیح مرام/۳۲، رخ: ۳/۶۷)

حالانکہ قرآن شریف میں فرشتوں کا زمین پر آنا، زمین سے آسمانوں پر جانا، بتصریح بہت سی آیتوں میں مذکور ہے۔ شب قدر میں فرشتوں کا اترنا۔ غزوہ بدر میں فرشتوں کا مسلمانوں کی مدد کے لئے آنا، کس قدر وضاحت کے ساتھ قرآن مجید میں ہے۔ پس ان سب باتوں کا انکار کرنا فرشتوں کا انکار کرنا ہے۔ یہیں سے شب قدر کا انکار بھی ثابت ہو گیا ہے۔

**۷۔ حشر جسمانی اور جنت و دوزخ کا انکار:** مرزا کہتا ہے کہ یہ جسم انسانی غذا کا محتاج ہے اور جب غذا ہوگی تو پاخانہ پیشاب کی حاجت سے مفر نہیں، وہ کہتا ہے کہ جنت دوزخ، لذت و تکلیف روحانی کا نام ہے۔ دیکھو کتاب جلسۃ المذاہب[1]۔

**۸۔ دجال۔ خرِ دجال۔ دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا انکار:** مرزا کہتا ہے کہ دجال سے مراد، پادری (ازالہ اوہام حصہ دوم/۴۸۸، رخ: ۳/۳۶۲) خرِ دجال سے مراد ریل (ازالہ اوہام حصہ اول/۱۴۶، رخ: ۳/۱۷۴) دابۃ الارض سے مراد مسلمانوں کے مولوی (ازالہ اوہام حصہ دوم/۵۰۳، رخ: ۳/۳۷۰) یاجوج ماجوج سے مراد اقوام یورپ (ازالہ اوہام حصہ دوم/۵۰۲، رخ:

---

۱۔ ایک مضمون جو مرزا قادیانی کی طرف سے مولوی عبدالکریم قادیانی نے ''جلسہ مذاہب'' لاہور میں پڑھا اسے ''رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور'' میں شائع کیا گیا پھر قادیانیوں نے ''اسلامی اصولوں کی فلاسفی'' کے نام سے شائع کیا۔

اب یہ روحانی خزائن کی جلد نمبر ۱۰ میں ہے اس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہونگے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہونگے۔ (اسلامی اصولوں کی فلاسفی ص ۹۹ رخ ۱۰/۴۱۳..... م)

۳/۳۶۹) انہیں خرافات کو لکھتے لکھتے مرزا نے یہ بھی لکھ مارا کہ حضرت محمد ﷺ وحی الٰہی کو نہیں سمجھے۔ لہٰذا ان چیزوں کی مراد بیان کرنے میں ان سے غلطی ہوئی۔

(ازالہ اوہام/۶۹۱، رخ:۳/۴۷۳)

**۹۔ختم نبوت کا انکار:** مرزا کہتا ہے کہ آیت خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں یعنی اب جس کو منصب نبوت ملے گا آپ کی مہر سے ملے گا یعنی وہ آپ کے متبعین میں سے ہوگا۔ دیکھو کتاب استفتاء وغیرہ۔ (استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی /۲۲، رخ: ۲۲/۶۴۳)

**۱۰۔تناسخ یعنی جنم کا عقیدہ:** دین اسلام نے اس عقیدہ کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دی، مگر مرزا قادیانی بڑی دھوم سے خود اپنے ہی اندر اس عقیدہ کا مشاہدہ کرا رہے ہیں۔ نبوت بروزی لفظ جو بار بار مرزا اور مرزائیوں کے زبان و قلم پر آتا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے مرزا قادیانی اپنے اندر حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت مسیح، حتیٰ کہ حضرت سید الانبیا ﷺ کے بروز کے قائل ہیں پھر اپنے کو کرشن اوتار بھی فرماتے ہیں۔ تریاق القلوب میں فرماتے ہیں۔

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب/۶، رخ:۱۵/۱۳۴)

نمونہ اور محض نمونہ کے طور پر یہ دس باتیں ہم نے بیان کیں اور بہت سی چھوڑ دیں مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا انکار وغیرہ وغیرہ۔

# ختم نبوت کی بحث

آنحضرت ﷺ پر دور نبوت کا ختم ہو جانا ایک ایسا ضروری اور منصوص قطعی مسئلہ اسلام کا ہے کہ کبھی وہم بھی نہ ہوتا تھا کہ کوئی شخص اسلام کا دعویدار بن کر ختم نبوت کا انکار کر سکے گا یا اس انکار کے بعد پھر اس منکر کو کوئی شخص مسلمان سمجھنے کی جرأت کرے گا۔

مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے مکروفریب اور ڈھٹائی سے اس ناشدنی کفر کا ارتکاب کر کے شریعت الٰہیہ سے دجالیت کا خطاب حاصل کر لیا۔ اور پھر اپنے کو مسلمان کہتا اور کہلواتا ہے۔ اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہیں کہ اس معرکہ میں مرزائی اپنے مرشد سے بھی سبقت لے گئے مرزا کا طرز عمل یہ تھا کہ ابتدا میں تو وہ دعوی نبوت سے برملا انکار کرتا رہا اور کہتا رہا کہ ''من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب اور ''ہر نبوت را بر وشد اختتام'' مگر بعد اس کے بتدریج اس نے نبوت کا دعوی شروع کیا، اس دعوے میں اگرچہ کوئی حد بلند پروازی کی باقی نہیں رہی اور ختم نبوت کا صاف انکار ہے، مگر جب بھی کوئی ایسا موقع پیش آجاتا ہے تو نبوت کا اقرار کر لیتا تھا۔ ختم نبوت کے معنی میں البتہ کچھ رکیک تاویلات کرتا تھا اپنے دعوی نبوت کو بھی مجازی کہہ دیتا تھا گو یہ محض اس کا فریب تھا لیکن پھر بھی ایک پردہ تھا برائے نام سہی۔ لیکن مرزائی صاحبان بالخصوص قادیانی پارٹی اس پردہ میں بھی نہ رہی اور کھلم کھلا ختم نبوت کا انکار اور مرزا کے نبی ورسول ہونے کا اور اس کے منکرین کے کافر ہونے کا اظہار کر رہی ہے۔ ختم نبوت کی بحث میں علمائے اسلام کی طرف سے متعدد مستقل تصانیف ہو چکی ہیں۔ خاص کر النجم لکھنؤ نمبر ۱۳ جلد ۱۰ جس میں جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے لکھا ہے کہ خلیفہ نور الدین قادیانی نے ممدوح کے مناظرہ کے لئے مولوی سرور شاہ، مفتی محمد صادق پسر میر قاسم علی دہلوی کو لکھنؤ بھیجا اور ان لوگوں نے زبانی مناظرہ سے گریز کر کے تحریری کی خواہش کی۔ چنانچہ ممدوح نے ایک مضمون ختم نبوت پر اور ایک حیات مسیح علیہ السلام پر لکھا۔ جو النجم نمبر مذکور میں درج ہے۔ آج تک کسی مرزائی نے اس کا جواب نہ دیا۔ اب ہم یہاں بہت اختصار کے ساتھ ایک نئے طرز سے چند دلائل لکھتے ہیں۔ کچھ عقلی اور کچھ نقلی اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ طالب حق کیلئے کافی ہوں گے۔

## ختم نبوت پر اجماعی اور عقلی دلائل

۱۔ختم نبوت کی روشن دلیل مسلمانوں کا اجماع قطعی ہے۔رسول خدا ﷺ کے زمانہ سے اس وقت تک ہر زمانہ اور ہر مقام کے مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی۔جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔وہ کذاب، دجال ہے، قطعاً کافر ہے اور اس اجماع کی حکایت بھی متواتر ہے جس کا جی چاہے کتب کلام وفقہ وغیرہ دیکھ لے۔

۲۔قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے ”تبیاناً لکل شئی“ (النحل/۸۹) فرمایا اور قرآن مجید میں جابجا صرف آنحضرت علیہ السلام پر ایمان لانے اور آپ کے اتباع کرنے کو نجات کے لئے کافی قرار دیا ہے۔کہیں یہ نہ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی اور انبیاء آئیں گے ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔قرآن تو قرآن احادیث میں بھی کہیں یہ مضمون نہ فرمایا گیا۔لہٰذا اگر نبوت ختم نہ مانی جائے تو یہ ایک بہت بڑا نقص قرآن وحدیث دونوں میں ماننا پڑے گا۔

۳۔سلسلہ نبوت کے آنحضرت ﷺ کے وقت تک جاری رہنے کے تین سبب ہیں۔

**اول:** آپ سے پہلے کسی نبی کی نبوت عام نہ ہوتی تھی، ہر نبی ایک خاص قوم اور خاص بستی کے لئے ہوتا تھا، لہٰذا ضرورت تھی کہ دوسری قوم اور دوسری بستی کے لئے دوسرا نبی مبعوث ہو۔

**دوم:** نبی کی وفات کے بعد ان کی شریعت میں تحریف ہو جاتی تھی، خدا نے کسی شریعت کے محفوظ رکھنے کا ذمہ نہ لیا تھا، لہٰذا ضرورت ہوتی تھی کہ پھر نبی بھیجا جائے اور اس کو نئی شریعت دی جائے یا شریعت سابقہ کی تحریفات کی اس کے ذریعہ اصلاح کی جائے۔

**سوم:** آپ سے پہلے کوئی نبی دین کامل لے کر نہیں آیا تھا۔لہٰذا ضرورت تھی کہ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی بھیجا جائے اور دوسری شریعت اترے۔آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید میں ان تینوں امور سے مطمئن کر دیا گیا۔نبوت بھی آپ کی تمام مخلوق کے لئے عام کی گئی۔قولہ تعالیٰ کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (سبا/۲۸) آپ کی شریعت کو تحریف وغیرہ سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے لی گئی۔قولہ تعالیٰ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (الحجر/۹) آپ کو دین بھی کامل دیا گیا۔الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ/۳)۔لہٰذا عقل سلیم بھی چاہتی ہے کہ سلسلہ نبوت ختم ہو جانا چاہیے۔اور عقل سلیم قطعاً یہ حکم لگاتی ہے کہ اب نبی کی بعثت بے ضرورت اور فعل عبث ہے تعالی اللہ عن ذلك اب ایک بات باقی رہ گئی۔کہ احکام شرعیہ کا امت میں رائج

رکھنا، اگر کسی حکم کا رواج موتوف ہو گیا ہو، اس کو از سرنو پھر رائج کرنا کوئی نئی بات پیدا ہوگئی ہو، اس کو مٹانا تو یہ کام مجدد کا ہے، اس کے لئے نبی کی ضرورت نہیں اور آنحضرت ﷺ کو خداوند علیم و حکیم نے اس سے بھی مطمئن کر دیا چنانچہ آپ نے فرمایا میری امت میں ہمیشہ مجدد ہوتے رہیں گے، میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔

۴۔ آنحضرت ﷺ کی شان قرآن کریم میں رحمتہ اللعالمین بیان کی گئی، لیکن اگر سلسلہ نبوت ختم نہ ہو تو معاذ اللہ یہ صفت آپ میں باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ اس صورت میں آدمی باوجودیکہ آپ پر ایمان رکھتا ہو، آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہو نجات سے محروم ہو سکتا ہے۔ بوجہ اس کے کہ اس نے انبیائے مابعد کو نہیں مانا۔ چنانچہ مرزا جی نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو اپنے نہ ماننے کے سبب سے کافر بنا ہی دیا۔ یہاں تک تو اجماعی اور عقلی دلیلیں تھیں۔ اب آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ دیکھو۔

## ختم نبوت قرآن حکیم کی روشنی میں

**۵۔ قال اللہ تعالیٰ ما کان محمدا با احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین.** (الاحزاب/۴۰)

**ترجمہ:** نہیں ہیں محمد ﷺ باپ تم میں سے کسی مرد کے لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

**فائدہ:** اس آیت میں لفظ ''خاتم النبیین'' کس قدر صاف و صریح طور پر سلسلہ نبوت کے ختم ہو جانے پر دلالت کرتا ہے۔ مگر مرزا اور مرزائیوں نے خوب دل کھول کر اس کی تحریف معنوی کی ہے، کبھی تو کہتے ہیں خاتم بمعنی مہر کے ہے اور مہر سند کے لئے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ حضرت سند الانبیاء ہیں یعنی اگلے نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں، یا انبیائے مابعد کی سند ہیں۔ یعنی آپ کے بعد جو نبی ہوگا وہ آپ کا پیرو ہوگا۔

اور کبھی کہتے ہیں کہ نبیین سے مراد مستقل نبی ہیں یعنی مستقل نبیوں کا آنا ختم ہو چکا ہے۔ اس قسم کے خرافات بہت بکے ہیں۔

مگر یہ سب خرافات دروغ بے دروغ سے زیادہ کسی لقب کے مستحق نہیں۔ کیونکہ لغت

عرب ان کی تائید نہیں کرتی۔تمام اہل لغت لکھتے ہیں کہ خاتم القوم بمعنی آخر القوم مستعمل ہوتا ہے۔

لسان العرب:۱۵/۵۵ مطبوعہ مصر میں ہے **ختام القوم و خاتمهم اخرهم و محمد صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء** پھر آگے لکھتے ہیں **و خاتم النبیین ای اخرهم** اسی طرح اور کتب لغت میں بھی ہے، دیکھو رسالہ **خاتم النبیین** اور رسالہ **ختم النبوة** جو مونگیر خانقاہ رحمانی سے شائع ہوئے۔ان رسالوں کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ تمام مفسرین نے طبقہ اولیٰ سے لے کر اس چودہویں صدی تک اس آیت کی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے،سب نے اس آیت سے ختم نبوت پر استدلال کیا ہے۔ باقی رہا یہ کہ نبی سے نبی مستقل مراد ہیں۔اول تو جب آیت میں قید مستقل نہیں تو مرزا کو کیا حق ہے کہ اپنی طرف سے اس قید کو بڑھائے دوسرے یہ کہ نبی کی دو قسمیں مستقل اور غیر مستقل مرزا قادیانی کی ایجاد ہیں جو ہرگز کسی مسلمان کے نزدیک قابل سماعت نہیں۔

ابھی آیات قرآنیہ اور ہیں مگر اب چند احادیث لکھتا ہوں۔

## ختم نبوت احادیث نبویہ کی روشنی میں

**۶۔انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله و خاتم النبیین لانبی بعدی. (سنن ابی داؤد:۲/۱۲۷ ، حدیث نمبر ۴۲۵۲، باب ذکر الفتن ودلالها کتاب الفتن والملاحم)**

میری امت میں تیس جھوٹ بولنے والے ہوں گے وہ سب دعویٰ کریں گے کہ ہم اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

**۷۔کانت بنواسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی آخر وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء** (صحیح بخاری:۱/۴۹۱ حدیث نمبر ۳۴۵۵ کتاب أحادیث الانبیاء باب ذکر عن بنی اسرائیل)

بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کیا کرتے تھے، جبکہ ایک نبی کا انتقال ہوتا تو دوسرا نبی ان کا جانشین ہوجاتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

**۸۔انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی**

(صحیح بخاری: ۲/۶۳۳ حدیث نمبر ۴۴۱۶ کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وھی غزوۃ العسرۃ)

اے علی تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارون موسیٰ کی طرف سے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

۹۔انا اخر الانبیاء و انتم اخر الا مم

(سنن ابن ماجہ ۳۰۷/ حدیث نمبر ۴۰۷۶ وفتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم وخروج یأجوج ومأجوج)

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو

۱۰۔لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب

(جامع ترمذی:۲/۲۰۹ حدیث نمبر ۳۶۸۶ مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب)

اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ضرور ہی ہوتے۔

ان احادیث سے بوضاحت تمام ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

آپ کے بعد سلسلہ نبوت کو غیر مختتم ماننا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی گرفت سے گھبرا کر مرزا اپنے دعویٰ نبوت سے انکار کر جاتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ خواجہ کمال الدین وغیرہ ناواقفوں کے سامنے صاف انکار کر بیٹھتے ہیں کہ نہ ہم مرزا کو نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مرزا نے کبھی ایسا دعویٰ کیا ہے لیکن واقف کار کے سامنے یہ منافقانہ حرکت فروغ نہیں پا سکتی۔ یحلفون باللّٰہ ماقالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم (اللہ کی قسم کھا لیتے ہیں کہ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے یقیناً کلمہ کفر کہا اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے) یہ لطیفہ بھی سننے کے لائق ہے کہ مرزائیوں نے آیت قرآنی سے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی وہ آیت یہ ہے یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (الاعراف/۳۵)

ترجمہ: ''اے بنی آدم آئیں گے تمہارے پاس رسول، تمہاری جنس سے، بیان کریں گے تم سے احکام میرے، پس جو لوگ تقویٰ اختیار کریں گے اور اچھے کام کریں گے، ان پر کچھ خوف نہ ہوگا نہ وہ رنجیدہ ہوں گے''۔ مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول ہمیشہ

آتے رہیں گے رسولوں کا آنا بند نہیں ہوا۔

**جواب:** اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب بنی آدم سے ہے نہ امت محمدیہ سے، جیسا کہ الفاظ آیت بتلا رہے ہیں۔ یہ آیت اس وقت کا قصہ بیان کر رہی ہے جبکہ آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے اور ان کی پشت سے خدا نے ان کی ذریت کو نکالا، اس وقت ان سے فرمایا کہ اے بنی آدم الخ پس مطلب یہ ہوا کہ بنی آدم سے روز ازل میں خدا نے وعدہ کیا تھا کہ تم میں رسول آئیں گے چنانچہ آئے......

آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس رسول آئیں گے۔ نہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ تا قیام قیامت رسول آیا کریں گے، کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کا یہ مطلب ہو سکے۔ مرزائیوں کا اس آیت سے استدلال اس بات کی روشن دلیل ہے کہ قرآن کریم سے وہ بالکل بے گانہ ہیں۔

# حیات مسیح علیہ السلام کی بحث

اس بحث میں بھی مرزائیوں نے عجیب خبط کیا ہے اور طرح طرح سے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور آخر میں کفر والحاد کی باتیں بکنے لگتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ان کے چند خرافات درج ذیل ہیں۔

## مرزائیوں کے دلائل وفات مسیح

### عقلی دلائل

۱۔ مسیح علیہ السلام اگر زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں تو وہ کھاتے پیتے کیا ہیں؟ اگر کہو، کچھ نہیں تو آیت قرآنی کے خلاف ہے قولہ **وما جعلنا هم جسداً لا یاکلون الطعام** (الانبیاء/۸) یعنی ہم نے انسانوں کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھائیں...... اور اگر کہو کہ وہ کھاتے ہیں تو کھانا وہاں کہاں اور بالفرض ہو بھی تو جب کھانا کھائیں گے، تو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت لازم ہے پھر پیشاب یا پاخانہ کے لئے کس مقام پر جاتے ہیں؟

**جواب:** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خلاف عادت کرنے پر قادر ہے۔ اور خلاف عادت کام ہی کو معجزہ کہتے ہیں۔ پس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر کچھ نہ کھائیں۔ آیت قرآنی میں جو

بیان ہے، وہ ایک عام عادت کا بیان ہے، خدا نے جس طرح ان کو خلاف عادت عامہ بغیر باپ کے پیدا کیا اور خلاف عادت عامہ زندہ آسمان پر اٹھالیا، اسی طرح خلاف عادت ان کو بغیر کھائے زندہ رکھا۔ خود قرآن مجید میں اصحاب کہف کا تین سو برس تک بغیر کھائے پیئے ایک غار میں سوتے رہنا مذکور ہے۔ قولہ تعالیٰ "ولبثوا فی کھفھم ثلٰث مآئۃ سنین وازدادوا تسعاً" (الکہف/۲۵) اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھاتے ہوں جنت کی غذائیں ان کو ملتی ہوں جن میں پاخانہ پیشاب کی حاجت نہیں ہوتی۔

مرزا نے اصحاب کہف کے واقعہ کا جو جواب دیا ہو، مجھے علم نہیں مگر آخری بات کا جواب یہ دیا ہے کہ جنت اور حشر جسمانی کا انکار کر دیا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، حالانکہ یہ انکار، کفر صریح ہے۔

**۲۔ مسیح علیہ السلام کا اتنے دنوں تک زندہ رہنا خلاف عقل ہے**

**جواب:** یہ ہے کہ ہرگز خلاف عقل نہیں، اصحاب کہف کا قصہ شاہد ہے۔

۳۔ مسیح علیہ السلام اگر زندہ ہوں اور آسمان پر ہوں تو آنحضرت ﷺ سے انکا افضل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ آپ کی وفات ہوگئی اور آپ زمین پر ہیں۔

**جواب:** ہرگز لازم نہیں آتا۔ آخر مسیح علیہ السلام کو بھی موت آئے گی۔ شریعت میں کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ زیادہ عمر والا کم عمر والے سے افضل کہا جائے، ورنہ ابلیس سب سے افضل ہوگا۔ نعوذ باللہ منہ علیٰ ہذا آسمان پر ہونا بھی افضلیت کی دلیل نہیں۔ فرشتے آسمان پر ہیں مگر باجماع اہل اسلام انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء ﷺ ان سے افضل ہیں۔

مرزا نے اس کے جواب میں ابلیس اور ملائکہ کے وجود شخصی سے انکار کر دیا۔

۴۔ مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زندہ جانا ممکن نہیں، درمیان میں آگ کا کرہ ہے، اس سے کیسے پار ہوسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں سائنس سے ثابت ہے کہ فضائے ہوا میں زیادہ دور تک آدمی نہیں چڑھ سکتا اگر چڑھے گا تو مرجائیگا۔

**جواب:** یہ ہے کہ یہ سب باتیں ملحدانہ خرافات ہیں، آنحضرت ﷺ شب معراج میں زندہ آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے۔

مرزا نے اس کے جواب میں معراج سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ وہ ایک قسم کا کشف تھا، نہ

یہ کہ آپ کہیں تشریف لے گئے تھے۔ جیسا کہ ہم اوپر مرزا کا قول نقل کر چکے ہیں۔

۵۔ مسیح علیہ السلام اگر قرب قیامت پھر دنیا میں آئیں تو ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ مسیح علیہ السلام بعد نازل ہونے کے نبی ہوں گے یا نہیں؟ اگر کہو کہ نہیں تو ان کی نبوت کیوں چھینی گئی، کیا قصور ان سے ہوا؟ اور کہو، کہ ہاں، تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کیسے آیا؟

**جواب:** یہ ہے کہ بے شک وہ نازل ہونے کے بعد بھی نبی ہوں گے جیسے کہ تھے، فرق صرف یہ ہوگا کہ پہلے وہ شریعت موسویہ پر عمل کرتے تھے، اب شریعت محمدیہ پر عامل اور اس کے مبلغ ومعلم ہوں گے۔ لہذا رتبہ ان کا گھٹا نہیں بلکہ بڑھ گیا۔ رہا ان کی نبوت کا عقیدہ، ختم نبوت کے خلاف ہونا، یہ بھی محض فریب ہے۔ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت نہیں ملے گی اور حضرت مسیح کو نبوت پہلے سے ملی ہوئی ہے، نہ کہ اب ملی۔ لہذا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہ ہوا۔ یہاں تک تو عقلی دلائل تھے۔ اب ذرا نقلی دلائل بھی سن لیجئے۔

**نقلی دلائل:**

۶۔ **"یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی......"** (آل عمران/۵۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تم کو موت دینے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے عیسیٰ صلیب پر تمہاری موت نہ ہوگی۔ بلکہ میں تم کو موت طبعی دے کر اپنے پاس بلالوں گا۔

**جواب:** یہ ہے کہ اس آیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت پر استدلال دو باتوں پر موقوف ہے۔ اول یہ کہ توفی جس کا مشتق اس آیت میں ہے، موت دینے کے معنی میں ہو۔ دوم یہ کہ توفی رفع یعنی اٹھانے سے پہلے ہو، حالانکہ یہ دونوں باتیں لغت عرب سے ثابت نہیں ہوتیں۔ توفی لغت میں بمعنی موت کے نہیں ہے۔ بلکہ اس کے معنی لغت میں پورا لے لینا ہیں، دیکھو کتب لغت مصباح، قاموس وغیرہ، خود قرآن کریم میں یہ لفظ موت کے سوا دوسرے معنی میں مستعمل ہے۔

قولہ تعالیٰ **اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا** (الزمر/۴۲)

ترجمہ: اللہ اٹھالیتا ہے جانوں کو بوقت ان کی موت کے اور جو نہیں مرے ان کو سونے کی

حالت میں۔ یہ بحث صحیفہ رحمانیہ کے کئی نمبروں میں اور الحق الصریح وغیرہ میں بہت مدلل ومبسوط درج ہے، جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

تعجب ہے کہ مرزا اور مرزائی اپنے عقیدہ کے خلاف اگر کہیں صریح موت کا لفظ بھی دیکھ لیں تو تاویل کر دیتے ہیں[1] کہ یہاں حقیقتہً مرجانا مراد نہیں اور اس آیت میں صریح لفظ موت موجود نہیں تو بھی ضد ہے کہ توفی ہی کو موت کے معنی میں لے کر حقیقتہً مرجانا مراد لیں گے۔

بفرض محال ہم مان بھی لیں کہ یہ لفظ یہاں موت کے معنی میں ہے تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ خدا نے یہ فرمایا ہے کہ اے عیسیٰ میں تم کو موت دینے والا ہوں، موت دینے کا کوئی زمانہ متعین نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ تمام اہل اسلام قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔ رہی دوسری بات یعنی توفی کا رفع سے پہلے ہونا، وہ بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ لغت عرب میں واو ترتیب کے لئے نہیں آتا۔ چند چیزیں واو کے ساتھ بیان کی جائیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جو چیز پہلے بیان ہوئی، اس کا وقوع بھی پہلے ہے۔ یہ تھا عمدہ نمونہ مرزائیوں کی خرافات کا۔

## اہل اسلام کے دلائل حیات مسیح

واضح رہے کہ اہل اسلام بالاجماع اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ خدا نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ قریب قیامت پھر دنیا میں آئیں گے اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وترویج کریں گے اس کے بعد ان کو موت آئے گی۔ پس اس عقیدہ میں تین چیزیں جدا جدا ہیں۔

۱۔ مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا۔
۲۔ مسیح علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا۔
۳۔ دوبارہ ان کا زمین پر آنا۔

---

۱۔ چنانچہ آگے یہاں ہم ترجمہ قرآن کا نمونہ دکھائیں گے معلوم ہوگا کہ کتنی جگہ قرآن شریف میں موت کے لفظ سے مرزائیوں نے مرجانا مراد نہیں لیا۔ اور خود مرزا نے ازالہ اوہام حصہ دوم ص۹۴۳ رخ ۳/۶۲۱ میں لکھا ہے کہ اماتت کے معنی حقیقی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلادینا اور بے ہوش کر دینا بھی ہے۔

پہلی چیز تو قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے اور دوسری اور تیسری اس وضاحت کے ساتھ نہیں ہے، ہاں صحیح احادیث میں جو بتصریح محدثین حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں نہایت تفصیل وتوضیح کے ساتھ مذکور ہیں۔

نمونہ کے طور پر چند آیات واحادیث زیب رقم کی جاتی ہیں۔

# حیات مسیح قرآن مجید کی روشنی میں

۱۔قال اللّٰہ تعالیٰ و ان من اھل الکتب الا لیومنن به قبل موتہ (النساء/۱۶۰)

ترجمہ: نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ضرور ضرور ایمان لے آئے گا عیسیٰ پر، ان کے مرنے سے پہلے۔

مطلب صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے مرنے سے پہلے جتنے اہل کتاب اس وقت ہوں گے، سب ایمان لے آئیں گے۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی مرے نہیں۔ بلکہ ان کے مرنے سے پہلے ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ ابھی تک یہ وقت نہیں آیا۔ اس آیت سے مسیح علیہ السلام کا دوبارہ نزول بھی مفہوم ہو رہا ہے۔ اور ان کا زندہ ہونا تو صراحتہً مذکور ہی ہے۔

اس آیت میں "بہ" اور "موتہ" کی ضمیر قطعاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی طرف ضمیر کا پھیرنا سیاق آیت کے خلاف ہے اور اہل کتاب کی طرف پھیرنا بالکل نامعقول بات ہے، کیونکہ مطلب یہ ہو جائے گا کہ ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا ہے۔ حالانکہ یہ امر مشاہدہ کے خلاف ہے۔ ہزاروں لاکھوں کتابی مر گئے اور مرتے ہیں، کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتا اور اگر کہا جائے کہ عین قبض روح کے وقت ایمان لاتے ہیں جبکہ ان کو بولنے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس وقت کا ایمان شرعاً معتبر نہیں، اس کو ایمان ہی نہیں کہتے۔ ہم نے اس آیت کی تقریر بہت مختصر لکھی، اس لئے کہ اس کی نہایت عمدہ تقریر الحق الصریح میں لکھی ہے۔ جو مولوی محمد بشیر صاحب سہوانی مرحوم نے مرزا غلام احمد کے سامنے بیان کی تھی۔ جس کے جواب میں مرزا عاجز ہو کر دہلی سے بھاگ گیا تھا۔

۲۔قال اللّٰہ تعالیٰ وما قتلوہ وما صلبوہ و لکن شبہ لھم و ان الذین اختلفوا

فیہ لفی شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن و ما قتلوه یقیناً بل رفعه اللّٰه الیه (النساء/۱۵۸،۱۵۷)

ترجمہ۔نہیں قتل کیا یہودیوں نے عیسیٰ کو اور نہ صلیب دی ان کو لیکن مشابہ کر دیا گیا (عیسیٰ کے ایک دوسرا شخص) یہودیوں کے لئے ،اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں،اور نہیں قتل کیا یہودیوں نے عیسیٰ کو یقین کے ساتھ بلکہ اٹھالیا عیسیٰ کو خدا نے اپنی طرف۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلب دونوں کی نفی کر کے فرمایا بلکہ اللہ نے ان کو اٹھالیا۔ زبان عرب میں لفظ بل جب نفی کے بعد آتا ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ مضمون سابق جس کی نفی کی گئی اس کے خلاف مضمون بل کے بعد بیان کیا گیا ہے۔اور اٹھالینا قتل کے منافی جب ہی ہوسکتا ہے کہ جب زندہ مع جسم اٹھالینا مراد لیا جائے۔ورنہ مرتبہ کا بلند کرنا جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں کہ قتل کے منافی ہرگز نہیں،منافی ہونا چہ معنی ،قتل فی سبیل اللہ تو بلندی رتبہ کا بہترین ذریعہ ہے۔اس موقع پر مرزا یہ کہتا ہے کہ قتل فی سبیل اللہ غیر انبیاء کے لئے بلندی رتبہ کا سبب ہے،مگر انبیاء کے لئے نقص ہے۔لہذا حضرت عیسیٰ کے لئے بلندی رتبہ منافی قتل ہے۔مرزا کا قول صریح آیات قرآنیہ کے خلاف ہے۔جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ انبیا علیہم السلام بھی مقتول ہوئے تو قولہ تعالیٰ ویقتلون النبیین بغیر الحق (البقرۃ/۶۱،آل عمران/۲۱)اور وقتلهم الانبیاء بغیر حق (النساء/۱۵۵)

مرزا ان سب آیات اور تاریخی واقعات کے خلاف کہتا ہے کہ انبیا کبھی مقتول نہیں ہوئے۔ اور قتل ہونا خلاف شان نبوت ہے۔(نعوذ باللہ منہ)

۳۔ویکلم الناس فی المهد و کهلا و من الصلحین (آل عمران/۴۵)ترجمہ: کلام کریں گے عیسیٰ لوگوں سے گہوارہ میں یعنی حالت نوازئیدگی میں اور بڑی عمر میں اور نیکوں میں سے ہوں گے یعنی نبی ہوں گے۔

یہ آیت اس موقع کی ہے جب حضرت مریم صدیقہ کو فرزند کی بشارت سنائی گئی تو اس فرزند ارجمند کے فضائل و مناقب بھی ان کو بتائے گئے کہ وہ کوئی معمولی لڑکا نہ ہوگا،اس میں یہ یہ اوصاف ہوں گے۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ کے فضائل بیان ہور ہے ہیں، لہذا تین چیزیں اس آیت میں ہیں، ان تینوں سے ان کی فضیلت ثابت ہونی چاہیے۔ چنانچہ پہلی چیز یعنی گہوارہ میں کلام کرنا، دوسری چیز بڑی عمر میں کلام کرنا اور تیسری چیز نیکوں میں سے ہونا۔ بلاشبہ غیر معمولی فضیلت ہے۔ حالت نوازئیدگی میں کلام کرنا ایک ایسی مافوق العادت صفت ہے جس پر منکروں کو بھی تعجب تھا کہ کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی کیسے کلام کرسکتا ہے۔ قولہ تعالیٰ **قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا** (مریم:۲۹)

یہ پورا واقعہ قرآن شریف میں ہے۔ **علی ھذا** نبی ہونا بھی ایک ایسا وصف ہے جو یقیناً قابل تعریف ہے۔ اور ہر انسان میں نہیں پایا جاتا۔ پس ضروری ہوا کہ درمیانی عمر یعنی بڑی عمر میں لوگوں سے کلام کرنا بھی غیر معمولی وصف کے معنی میں لیا جائے اور اس کا غیر معمولی وصف ہونا اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ موافق عقیدہ اہل اسلام کے وہ ایک ایسی مدت دراز تک زندہ مانے جائیں کہ اس عمر تک عادۃً انسان نہ پہنچتے ہوں۔ ورنہ جو عمر ان کی بوقت رفع یا بقول مرزائیہ بوقت موت بیان کی جاتی ہے۔ اس عمر میں کلام کرنا کوئی غیر معمولی صفت نہیں، بلکہ اوصاف میں شمار کرنے کے قابل ہی نہیں، اکثر انسان اس عمر تک پہنچتے ہیں اور لوگوں سے کلام کرتے ہیں۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کمال ہی کیا ہوا۔ نعوذ باللہ آیت لغو ہوگئی۔ جیسا کہ ایک شاعر اپنے محبوب کی تعریف میں کہتا ہے۔

دندان تو جملہ دردہان اند ۔ چشماں تو زیر آبروہانند

اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک ایسی عمر دراز ثابت ہوئی کہ اس عمر تک پہنچنا مثل حالت نوازئیدگی میں کلام کرنے کے خلاف عادت انسانی ہو اور معجزات میں شمار کی جاسکے۔ پھر دوبارہ ان کا نازل ہونا بھی اس سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ فرمایا وہ لوگوں سے کلام کریں گے۔

۴۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترون بھا** (الزخرف/۶۱) ترجمہ: تحقیق عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ لہذا تم ہرگز قیامت میں شک نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علامت قیامت قرار دیا اور ظاہر ہے کہ ان کی آمد اول علامت قیامت نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ دوبارہ ان کا نزول پھر ہوگا اور وہ علامت قیامت قرار

پائے گا۔ جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علامت قیامت ہونا بغیر ان کی حیات اور نزول کے مانے ہوئے ناممکن ہے۔ لہٰذا اس آیت سے ان کی حیات ونزول دونوں کا ثبوت ہوا۔

"انــہ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ کر بلا قرینہ قرآن شریف کی طرف پھیرنا خلاف قواعد زبان عرب ہے اور ایسی تاویلات کا نام تحریف معنوی ہے۔ اگر ایسی تاویلات کا دروازہ کھل جائے تو کسی کا کوئی کلام اپنے اصلی معنی پر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ چار آیتیں ہم نے لکھ دیں اور بہت مختصر ان کی تقریر کر دی، اب چند احادیث سنئے۔

# حیات مسیح احادیث کی روشنی میں

۵۔ عن ابی هریره قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمامقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویقبض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا و ما فیها ثم یقول ابوهریرة اقراء و ان شئتم و ان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته ( صحیح بخاری: ۱/۴۹۰ حدیث نمبر ۳۴۴۸ کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم، صحیح مسلم: ۱/۸۷ حدیث نمبر ۳۸۹ باب نزول عیسیٰ بن مریم...... )

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے، جو فیصلہ کرنے والے منصف ہوں گے، پھر وہ صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ اٹھائیں گے اور مال بہتا پھرے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ اور ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جائے گا۔ پھر حضرت ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن شریف سے اس کی سند چاہو تو یہ آیت پڑھو "و ان من اهل الکتاب ...... الی آخره"

مرزا نے اس حدیث پر ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ "کیا ان احادیث پر اجماع ہو سکتا ہے کہ مسیح آکر جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھرے گا۔" (ازالہ اوہام/۴۲۸، رخ: ۳/۳۲۶)

اس جاہل سے کوئی پوچھے کہ تو نے کوئی کتاب علم معانی کی نہیں پڑھی، تو کیا قرآن میں بھی

نہیں دیکھا کہ ''یذبح ابنائہم'' کیا اس آیت پر بھی تو یہی اعتراض کرے گا کہ فرعون اپنے ہاتھ سے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کرتا پھرتا تھا۔ بادشاہوں کے یہ کام نہیں، بلکہ ان کے حکم سے جو کام کیا جائے، وہ کام ان کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

**۶۔عن جابر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة فینزل عیسی بن مریم فیقول امیر هم تعال صل لنا فیقول لا.ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللّٰہ تعالیٰ هذه الا مة** ( صحیح مسلم:۱/۸۷حدیث نمبر۳۹۵باب نزول عیسیٰ بن مریم...... )

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا: ہمیشہ میری امت میں ایک گروہ دین برحق کے لئے قتال کرتا رہے گا۔ دشمنوں پر قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ بن مریم اتریں گے تو مسلمانوں کا سرداران سے کہے گا کہ تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھا دیجئے۔ وہ جواب دیں گے کہ نہیں (میں امام نہ بنوں گا)۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے امام بنو بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بزرگی دی ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان اور ان کے سردار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی عزت کریں گے اس کے ساتھ مرزا کے اس جھوٹ کو ملاؤ کہ قرآن وحدیث میں پیش گوئی ہے کہ مسیح جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا، وہ اسے کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کا فتویٰ دیں گے۔'' (اربعین نمبر۳ر۱۷، رخ:۷ا/۴۰۴)

**۷۔عن ابی هریرة مرفوعاً لیس بینی و بینه یعنی عیسیٰ، نبی و انه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض بین ممصرتین کان راسه یقطر و ان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یهلك اللّٰہ فی زمانه الملل کلها الا الاسلام و یهلك المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیه المسلمون** ( سنن ابوداؤد:۲/۱۳۵حدیث نمبر۴۳۲۴کتاب الملاحم باب خروج الدجال )

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رسول خداﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے اور عیسیٰ کے درمیان میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور وہ بے شک نازل ہوں گے پس جب تم ان کو دیکھنا،

پہچان لینا، وہ درمیانہ قد ہوں گے، رنگ سرخ وسفید ہوگا۔ اور رنگین کپڑے پہنے ہوئے اتریں گے۔ جسم ان کا ایسا صاف شفاف ہوگا گویا ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے اگر چہ اس میں تری نہ پہنچی ہو، پھر وہ اسلام کے لئے لوگوں سے قتال کریں گے۔ صلیب توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ ان کے زمانہ میں اور سب دینوں کو سوا اسلام کے مٹا دے گا۔ اور ان کے زمانہ میں اللہ مسیح دجال کو ہلاک کرے گا پھر عیسیٰ زمین میں چالیس برس رہیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد)

**فائدہ:** شیخ الاسلام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی فتح الباری: ۶۱۰/۸ حدیث نمبر ۳۴۴۹ میں اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں روی احمد وابوداؤد باسناد صحیح یعنی امام احمد حنبلؒ اور ابوداؤدؒ نے بسند صحیح اس کو روایت کیا ہے۔

**۸۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت لیلة اسری بی ابراھیم و موسی و عیسی (علیھم السلام) فتذکروا امر الساعة لی بھا فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا علم لی بھا فردوا الامر الی موسی فقال لا علم لی بھا فردوا لامرھم الی عیسی فقال اما وحبتھا فلم یعلمھا احد الا اللہ ذلك وفیما عھد الی ربی عز وجل ان الدجال خارج و معی قضیبان فاذا ارأنی ذاب کما یذوب الرصاص.** (مسند امام احمد: ۱/ ۳۷۵ حدیث نمبر )

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی میں نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی پھر کچھ تذکرہ قیامت کا ہوا تو سب نے حضرت ابراہیم کی طرف رجوع کیا انہوں نے فرمایا قیامت کا وقت معلوم نہیں پھر سب نے حضرت موسیٰ کی طرف رجوع کیا انہوں نے کہا مجھے بھی اس کا علم نہیں پھر سب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا انہوں نے کہا اس کا وقت کسی کو سوا اللہ کے معلوم نہیں مگر جو احکام میرے پروردگار نے مجھے دیئے ہیں ان میں ایک بات یہ ہے کہ دجال نکلے گا اس وقت میرے پاس دو لکڑیاں ہوں گی جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جیسے سیسہ پگھل جاتا ہے۔

**۹۔ عن الحسن انہ قال فی قولہ تعالیٰ انی متوفیك یعنی وفاۃ المنام قال**

الحسن قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسیٰ لم یمت ھو وراجع الیکم قبل یوم القیامۃ

(اخرجہ ابن کثیر فی تفسیر آل عمران:۲/۲۲۰)

ترجمہ: حضرت امام حسن بصری سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت ''انی متوفیک'' میں توفی کے معنی خواب کے بیان کئے ہیں یعنی خدا نے حضرت عیسیٰ کو خواب کی حالت میں اٹھالیا۔ امام حسن بصری نے کہا کہ رسول خداﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ عیسیٰ نہیں مرے اور تحقیق وہ قیامت سے پہلے تمہارے پاس لوٹ کر آنے والے ہیں۔

**فائدہ:** یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے مگر ثقہ کا مرسل مقبول ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے دوسری احادیث اس کی موید ہیں۔

۱۰۔عن مجمع بن جاریۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقتل ابن مریم الدجال بباب لد ھذا حدیث صحیح و فی الباب عن عمران بن حصین و نافع بن عیینۃ و ابی برزۃ وحذیفۃ بن اسید و ابی ہریرۃ و کیسان و عثمان بن ابی العاص و جابر وابی امامۃ و ابن مسعود و عبداللّٰہ ابن عمر و و سمرۃ بن جندب والنواس ابن سمعان و عمر و بن عوف و حذیفۃ بن الیمان

(جامع ترمذی:۲/۵۲ حدیث نمبر ۲۲۴۴ باب ماجآء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال)

ترجمہ: حضرت مجمع بن جاریہ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا کہ ابن مریم دجال کو مقام باب لد میں (دمشق میں ایک جگہ ہے) قتل کریں گے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس مضمون کے متعلق عمران بن حصین اور نافع بن عیینہ اور حضرت ابو برزہ اور حضرت حذیفہ بن اسید اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت کیسان اور حضرت عثمان بن ابی العاص اور حضرت جابر اور حضرت ابوامامہ اور حضرت ابن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت نواس بن سمعان اور حضرت عمرو بن عوف اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم سے حدیثیں منقول ہیں۔

**فائدہ:** یہ سولہ صحابی ہیں جو رسول خداﷺ سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ زمین پر آنا روایت کر رہے ہیں۔ مرزا جی کو ان اصحاب کرام پر بڑا غصہ ہے، توہین انبیاء کی بحث

میں نقل کر چکے ہیں کہ اس دریدہ دہن، بے تمیز نے کیسی گستاخیاں ان خاصان خدا کی شان میں کی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کی حدیثیں حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ و قد تواترت الاحادیث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسی علیہ السلام قبل یوم القیامة اماماً عادلاً (تفسیر ابن کثیر: ۱۶۳/۷) یعنی متواتر حدیثیں رسول خدا ﷺ سے منقول ہیں کہ آپ نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے سردار منصف ہوکر نازل ہوں گے۔

اور علامہ شوکانی اپنی کتاب توضیح میں لکھتے ہیں۔ و جمیع ماسقناہ بالغ حد التواتر کما لا یخفی علی من لہ فضل اطلاع فتقرر بجمیع ماسقناہ فی ھذا الباب ان الاحادیث الواردة فی المھدی المنتظر متواترة والا حادیث الواردة فی نزول عیسیٰ متواترة یعنی سب وہ روایتیں جو ہم نے بیان کیں حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ چنانچہ جس کو مزید اطلاع کتب حدیث پر ہے اس سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے پس ہماری اس تمام تقریر سے جو جواب ہذا میں ہے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام مہدی کے متعلق حدیثیں متواتر ہیں اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی حدیثیں متواتر ہیں۔

مرزا قادیانی نے ان بے شمار احادیث کا جواب یہ دیا ہے کہ میں صاحب وحی ہوں، مجھے اختیار ہے جس حدیث کو چاہوں رد کردوں خصوصاً جو حدیث میری وحی کے خلاف ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ جس قدر مباحث اس رسالہ میں مقصود تھے۔ سب باحسن وجوہ پورے ہوگئے، حق تعالیٰ ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔ اب بطور تکملہ کے کچھ تھوڑا سا نمونہ اس ترجمہ قرآن کا پیش کیا جاتا ہے جو خواجہ کمال الدین کی پارٹی نے شائع کیا ہے، جس پر ان کو بڑا ناز ہے۔

## مرزائیوں کے انگریزی ترجمہ قرآن کا نمونہ

یہ واقعہ بھی کم قابل افسوس نہیں ہے کہ مرزائیوں کی لاہوری پارٹی نے مسلمان بن کر مسلمانوں سے اپیل کی کہ انگریزی میں کوئی عمدہ ترجمہ قرآن شریف کا نہیں ہے، مسلمان معقول رقم چندہ فراہم کردیں تو ہم اس کا انتظام کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو اطمینان دلایا گیا کہ اس ترجمہ

میں کوئی اختلافی بات نہ ہوگی اور مرزا یا مرزائیت کی کسی بات کو اس میں دخل نہ ہوگا۔ مسلمان مطمئن ہو گئے اور انہوں نے بڑی فراخ دلی سے چندہ دیا۔ صرف رنگون سے تقریباً سولہ ہزار روپیہ دیا گیا۔ مرزائیوں نے اس ترجمہ کو لندن میں چھپوایا اور خوب گراں قیمت پر فروخت کیا، خیر یہ تو سب کچھ ہو چکا لیکن جب وہ ترجمہ دیکھا گیا اور سر تا پا مرزا کی کفریات سے لبریز نکلا اور دیباچہ میں یہ تصریح بھی ملی کہ ترجمہ کرنے والے نے مرزا غلام احمد سے ترجمہ کے مطالب کا استفادہ کیا ہے، تو اب بتلایئے کہ کیسے صبر کیا جائے؟ کیا یہ صریح خیانت نہیں ہے۔ اور کیا اس خیانت کے بعد بھی اب کوئی عقل مند خواجہ کمال الدین کے اس فریب میں آ سکتا ہے کہ ہم ولایت میں تبلیغ اسلام کریں گے۔ ہمیں چندہ دو۔ ہم اپنی تبلیغ میں مرزائیت کی اشاعت نہیں کریں گے وغیرہ وغیرہ۔

یہ ترجمہ قرآن شریف کا بہت کوشش سے دستیاب ہوا، اگر پورے ترجمہ کی حالت ظاہر کی جائے تو بہت طول ہو، اس لئے حسب ذیل چند باتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

## نمونہ تحریف نمبر ۱

۱۔ دیباچہ ۹۴ میں (سرچشمہ تحریف کا پتہ دیتے ہوئے) لکھتے ہیں ''اور بالآخر موجودہ زمانے کے سب سے بڑے رہبر مرزا غلام احمد ساکن قادیان نے میرے دل کو ان سب باتوں سے منور کیا ہے جو اس ترجمہ میں سب سے عمدہ ہیں۔ میں نے پورا گھونٹ اس چشمہ علم سے پیا ہے جو اس بڑے مصلح، موجودہ صدی کے مجدد و مہدی اسلام اور قائم کنندہ احمدیت نے جاری کیا ہے۔''

## نمونہ تحریف نمبر ۲

۲۔ سورہ بقرہ ۲۶ پر ہے: آدم علیہ السلام زمین پر پیدا کئے گئے اور جنت میں رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آرام سے رکھے گئے اور شیطان نے ان کو بہکایا اور جنت سے نکالے گئے اس کا یہ مطلب ہے کہ شیطان ان کی حالت میں تبدیلی کا سبب ہوا، پھر وہ تکلیف میں رہنے لگے۔ مراد جنت سے زمین پر ایک باغیچہ ہے۔''

''ابلیس فرشتوں میں سے نہ تھا بلکہ جن تھا اس سے برائی کی طاقت ظاہر کرنا مقصود ہے ابلیس اور شیطان دونوں ایک ہی معنی کے واسطے آتا ہے۔ قرآن لفظ ابلیس کو اس جگہ استعمال کرتا ہے جہاں برے شخص کی برائی اسی تک محدود رہے۔ اور شیطان کا لفظ اس موقع پر استعمال کرتا ہے جہاں برے شخص کی برائی دوسروں پر بھی اثر کرے۔'' درخت جس کے کھانے سے آدم کو منع کیا گیا

تھا، اس سے مراد برائی ہے۔

## نمونہ تحریف نمبر ۳

۳۔(سورۃ بقرۃ ۳۲/۳۴)"اضرب بعصاك الحجر" کا یہ مطلب نہیں کہ پتھر میں لاٹھی مار د پانی نکلنے لگے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ پہاڑ میں اپنی قوم کے ساتھ راستہ نکالو۔"

## نمونہ تحریف نمبر ۴

۴۔(سورہ بقرہ)"ورفعنا فوقکم الطور" مراد ان پر پہاڑ کھڑا کر دینا جو کہ مشہور ہی نہیں ہے یہ بے بنیاد بات ہے کوئی لفظ قرآن کا اس بات کا مؤید نہیں یہ بات رد کر دینے کے قابل ہے"۔ پھر صفحہ ۳٦۵ میں اسی قصہ کے تحت لکھا کہ" وہ نیچے پہاڑ کے تھے، ایک بڑا زلزلہ آیا اور وہ خوف زدہ تھے کہ کہیں الٹ کر گر نہ پڑے۔"

## نمونہ تحریف نمبر ۵

۵۔(سورہ بقرہ)"کونوا قردة خاسئین" مراد بندر کی شکل بن جانا نہیں اور نہ ایسا ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے اخلاق بندروں کے جیسے ہو گئے۔"

## نمونہ تحریف نمبر ٦

٦۔(سورہ بقرۃ)"واذ قتلتم نفسا" مراد یہ نہیں کہ جو مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک آدمی مارا گیا تھا اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس لئے گائے ذبح کر کے اس کے بعض اعضاء اس مقتول کے مارے گئے اور وہ زندہ ہو گیا اور اس نے قاتل کا نام بتلا دیا یہ بات غلط ہے اس کا ثبوت نہیں مراد اس قتل سے ظاہراً مارا جانا عیسیٰ علیہ السلام کا ہے یہودیوں کے ہاتھ سے۔"

**فائدہ:** کیسا کفر صریح ہے۔ قرآن کریم تو کہے کہ "ما قتلوه وما صلبوه" یعنی یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا نہ صلیب دی اور مرزائی کہتے ہیں کہ وہ یہود کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ سچ ہے مرزا کی تعلیم کے خلاف قرآن کی بات کیسے مان لی جائے۔

ما مریداں رو بسوی کعبہ چوں آریم چوں
رویسوی خانۂ خمار دارد پیر ما

## نمونہ تحریف نمبر ۷

۷۔سورۃ بقرہ ص ۱۷۱۔ ولا تقولو لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء اس

سے مراد وہ لوگ ہیں جو سچائی پر مرے اور یہ مراد لینا کہ جو کافروں کے مقابلہ میں لڑائی میں مارے گئے غلط اور حاسدانہ خیال ہے۔ مراد یہ ہے کہ جیسے سچائی زندہ رہتی ہے۔ اسی طرح سچے لوگ مرنے کے بعد زندہ رہتے ہیں یعنی وہ نجات پاتے ہیں۔ ان کو رنج و غم نہیں ہوتا۔''

### نمونہ تحریف نمبر ۸

۸۔(سورہ بقرۃ صفحہ ۱۱۳)''فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم'' مراد مرنے سے حقیقۃً مرنا نہیں بلکہ بری حالت میں رہنا پھر اچھی حالت میں ہو جانا ہے۔''

### نمونہ تحریف نمبر ۹

۹۔(سورہ بقرۃ) مما ترک ال موسیٰ مراد تابوت سے دل ہے اور مماترک سے مراد فرشتوں کا ان لوگوں کے دل میں اچھی بات ڈالنا۔''

### نمونہ تحریف نمبر ۱۰

۱۰۔فاماته الله مائه عام ثم بعثه مراد حقیقۃً مرجانا نہیں بلکہ اس قوم کا تنزل میں ہونا اور بعثت سے مراد پھر ترقی ہونا۔''

### نمونہ تحریف نمبر ۱۱

۱۱۔رب ارنی کیف تحیی الموتی میں موتی سے مراد قوم تنزل میں پڑی ہوئی اور ''تحیی'' سے مراد ترقی پر آنے والی، مراد یہ کہ ابراہیم نے تنزل میں پڑی ہوئی قوم کے لئے ترقی کا سوال کیا جواب میں کہا گیا کہ چار چڑیاں پالی جائیں اور مختلف پہاڑوں پر رکھی جائیں تو وہ مالک کے پاس بلانے سے دوڑ کر آتی ہیں اسی طرح قومیں بھی اللہ کو مالک سمجھیں گی تو وہ ترقی پر آجائیں گی۔ اور چار چڑیوں کو مار کر ٹکڑے کر کے پہاڑ پر رکھنا پھر ان کو بلایا تو زندہ ہو کر چلی آئیں یہ سب غلط ہے۔''

## سورہ آل عمران پارہ ۳

### نمونہ تحریف نمبر ۱۲

۱۲۔(سورہ آل عمران)''وجد عندها رزقاً'' مراد اس سے کوئی فوق العادت بات نہیں ہے پجاری لوگ تحفہ لایا کرتے تھے خدا کی مہربانی سے وہ تحائف حضرت مریم پاتی تھیں اس لئے خدا کی طرف نسبت دی۔''

**فائدہ:** پھر معلوم نہیں حضرت زکریا نے کیوں تعجب سے پوچھا کہ یا مریم انی لک ھذا اے مریم یہ رزق کہاں سے آیا؟ (آل عمران/۳۷)

## نمونہ تحریف نمبر ۱۳

۱۳۔سورہ آل عمران صفحہ ۱۵۵ "ویکلم الناس فی المھد و کھلا ان کا بات کرنا دونوں حالت میں یہ کوئی معجزہ نہیں ہے بچہ گہوارہ میں بولتا ہی ہے اور بوڑھے بھی بولتے ہی رہتے ہیں مراد خوشخبری سے یہ ہے کہ وہ لڑکا تندرست ہوگا اور جلدی بچپن میں نہیں مرے گا۔"

**فائدہ:** اگر یہی مراد ہے تو پھر قوم کے لوگوں نے کیوں تعجب وانکار سے کہا تھا کہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیاً" (مریم/۲۹) یعنی ہم کس طرح ایسے بچہ سے کلام کریں جو گہوارہ میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام سے مراد مطلق آواز نہیں ہے جیسا کہ مترجم مرزائی نے لکھا اور بے معنی آواز کو کلام کہتے بھی نہیں۔ پھر نوزائیدہ بچہ تو سوا رونے کے کسی قسم کی آواز بھی منہ سے نہیں نکالتا

## نمونہ تحریف نمبر ۱۴

۱۴۔سورہ آل عمران صفحہ ۱۵۶ قالت انی یکون لی ولد" یہ مریم کے الفاظ ہیں اس سے یہ نہیں نکلتا کہ قانون قدرت کے خلاف بغیر مرد کے حمل رہا ہو کیونکہ اس میں شک نہیں کہ مریم کے دوسری اولاد بھی تھیں جن کو کوئی گمان نہیں کرتا کہ قانون قدرت کے خلاف ان کا حمل رہا ہو۔

## نمونہ تحریف نمبر ۱۵

۱۵۔سورۃ آل عمران صفحہ ۱۵۶ "انی اخلق لکم من الطین" یہ کوئی معجزہ نہیں ہے مراد لفظی معنی نہیں ہیں وہ مٹی سے چڑیا نہیں بناتے تھے۔ مراد چڑیا سے وہ شخص جو روحانی حصوں میں بلند ہوتا ہے۔ اور زمین میں نہیں اترتا یعنی لوگوں میں ایسے ہیں جو کہ زمین پر رہتے ہیں اور تعلقات کشفی سے بلند نہیں ہوتے۔ اور دوسرے ایسے ہیں جو روحانی مقامات میں بلند ہو جاتے ہیں۔"

## نمونہ تحریف نمبر ۱۶

۱۶۔(آل عمران/۴۹، صفحہ ۱۵۷)"وابری الاکمہ والابرص واحی الموتی" مراد روحانی امراض سے اچھا کرنا ہے، یہ نہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اندھوں کو اچھا کرتے تھے۔

## نمونہ تحریف نمبر۱۷

۱۷۔(آل عمران/۵۵)انی متوفیك و رافعك مراد مار دینااور عزت بخشا ہے،مراد یہ نہیں ہے کہ اس کو آسمان پر اٹھالیا،مطلب یہ ہے کہ وہ مرچکے ہیں آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔''پھر صفحہ ۶۳۶ میں لکھا ہے کہ''ان کی قبر کشمیر میں ہے،عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے اترنے کے بعد مع قبیلہ بھاگ کر کشمیر میں چلے آئے تھے یہیں رہے اور یہیں مرے۔

## نمونہ تحریف نمبر۱۸

۱۸۔آل عمران/۵۹ صفحہ ۱۶۱ پر ان مثل عیسی عندالله کمثل ادم مراد یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انسانوں کی طرح فانی ہیں۔اور اگر مراد آدم سے خاص آدم لئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ جس طرح آدم خاک سے پیدا کئے گئے پھر چنے گئے اور صاف کئے گئے اسی طرح عیسیٰ بھی خاک سے پیدا کئے گئے اور چنا جانا بھی آدم کی طرح تھا۔ان دونوں صورتوں میں کوئی ثبوت نہیں کہ وہ بغیر باپ پیدا کئے گئے تھے۔اور یہ کہیں سے ثابت نہیں۔''

## نمونہ تحریف نمبر۱۹

۱۹۔صفحہ ۱۵۶۱''سبحان الذی اسری'' (بنی اسرائیل/۱)رات کو مکہ سے چلے گئے مدینہ کی طرف اور مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد جو بننے والی تھی یا خاص مدینہ کی طرف اشارہ ہے، مراد ہجرت ہے۔یروشلم بھی مراد ہوسکتا ہے۔مطلب یہ ہوگا کہ جو نعمت اسرائیلی پیغمبروں کو ملی تھی وہ آپ کو بھی ملے گی مع پاک زمین کے۔یا برتری و بلندی اسلام مراد ہے''

## نمونہ تحریف نمبر۲۰

۲۰۔(بنی اسرائیل)صفحہ ۵۷۲''معراج میں اختلاف ہے بڑی جماعت جسمانی کی قائل ہے،اور عائشہ و معاویہ روحانی کے قائل ہیں انہیں کی بات معتبر ہے پہلی بات قابل التفات نہیں۔''

**فائدہ:** بالکل غلط معراج جسمانی کا کوئی منکر نہیں ہے۔حضرت عائشہؓ وحضرت معاویہؓ کے انکار کی روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

## نمونہ تحریف نمبر۲۱

۲۱۔(قمر/۱)صفحہ ۱۰۲۲ او انشق القمر چاند کے دو ٹکڑے ہونا طبیعات کی رو سے غلط ہے صحیح مطلب یہ ہے کہ چاند کو گہن لگا آدھا گہن سے غائب ہوگیا آدھا باقی رہا۔یا مراد یہ ہے کہ

بات ظاہر ہوگئی اور عربوں کی قوت ٹوٹ گئی۔''

یہ تھا نمونہ اس ترجمہ قرآن کا جس کو خواجہ کمال الدین اب بھی شائع کرتے پھرتے ہیں اور پھر اس پر یہ دعوی ہے کہ میں مرزائیت کی اشاعت نہیں کرتا۔ جھوٹ بولنا لوگوں کو فریب دینا اس فرقہ کا شیوہ ہے اور کیوں نہ ہو ان کے پیغمبر کی سنت ہے۔

اس ترجمہ قرآن کو دیکھو علاوہ اس کے کہ اس میں مرزائیت کے تمام کفریات موجود ہیں۔ خود قرآن کریم کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے۔ اور اس کے الفاظ کو کیسا بگاڑا گیا ہے مسلمانوں سے روپیہ لے کر انہیں کے گلے پر چھری رکھی گئی خدا بہترین منتقم ہے۔

# خاتمہ

## علماء امت کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین بالاتفاق کافر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل وکرم سے سب مباحث ختم ہوگئے اب ہم اس بیان کو خاتمہ کلام بناتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام علماء نے بالاتفاق مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے متعلق فتوی دیا ہے کہ یہ لوگ قطعاً کافر ہیں، ان کے ساتھ کوئی اسلامی معاملہ جائز نہیں۔ نہ ان کے ساتھ مناکحت درست ہے، نہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے، نہ ان کو اپنی مسجدوں میں نماز کی اجازت دینی چاہیے۔ نہ ان کے مردہ کو اپنے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دینی چاہیے۔ علمائے کرام کے یہ فتویٰ تفصیل وار اگر کسی کو دیکھنا ہوں تو رسالہ ''القول الصحیح فی مکائد المسیح''، جو مطبع قاسمی دیوبند ضلع سہارنپور سے ملے گا اور رسالہ ''استنکاف المسلمین عن مخالطة المرزائین'' جو انجمن حفظ المسلمین امرتسر سے ملے گا مطالعہ کریں۔ ہم یہاں صرف ان علماء کے نام نقل کرتے ہیں جنہوں نے امور مذکورۂ بالا پر دستخط کئے ہیں۔ اور فتوے دیئے ہیں

نوٹ: الحمدللہ مذکورہ بالا دنوں رسائل فتاویٰ ختم نبوت جلد دوم میں موجود ہیں جنہیں حال ہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے شائع کیا ہے۔

## مرزائیوں کے متعلق اجتماعی فتویٰ پر بلادِ ہند کے دستخط کرنے والے علماء کرام کے اسمائے گرامی

### شہر آگرہ

۱۔ جناب مولوی محمد حمام صاحب امام جامع مسجد آگرہ۔

۲۔ جناب مولوی سید عبداللطیف صاحب مدرس مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ۔

۳۔ جناب مولوی دیدار علی صاحب مفتی جامع مسجد آگرہ۔

### الور

۴۔ جناب مولوی محمد عماد الدین صاحب سنبھلی۔

۵۔ جناب مولوی محمد ابوالبرکات صاحب الواری۔

## امرتسر

۶۔ جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب۔

۷۔ جناب مولوی محمد جمال صاحب امام ومتولی مسجد کوچہ سعی۔

۸۔ جناب مولوی عبدالغفور صاحب غزنوی۔

۹۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب مدرس مدرسہ سلفیہ غزنویہ۔

۱۰۔ جناب مولوی ابواسحاق نیک محمد صاحب مدرس مدرسہ غزنویہ۔

۱۱۔ جناب مولوی محمد تاج الدین صاحب مدرس بی این ہائی اسکول۔

۱۲۔ جناب مولوی سید عطاء اللہ صاحب بخاری۔

۱۳۔ جناب مولوی سلطان محمد صاحب۔

۱۴۔ جناب مولوی سلام الدین صاحب۔

۱۵۔ جناب مولوی ابوتراب محمد عبدالحق صاحب۔

۱۶۔ جناب مولوی محمد شمس الحق صاحب۔

۱۷۔ جناب مولوی محمد داؤد صاحب غزنوی۔

۱۸۔ جناب مولوی نور احمد صاحب پسروری۔

۱۹۔ جناب مولوی غلام محمد صاحب مولوی فاضل منشی فاضل مدرس اول دینیات اسلامیہ ہائی اسکول۔

۲۰۔ جناب مولوی محمد نور عالم صاحب مولوی فاضل منشی فاضل مدرس اول عربی اسلامیہ ہائی اسکول۔

۲۱۔ جناب مولوی محمد علی صاحب۔

۲۲۔ جناب مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہل حدیث۔

## آرہ

۲۳۔ جناب مولوی ابوطاہر صاحب مدرس اول مدرسہ احمدیہ۔

۲۴۔ جناب مولوی محمد طاہر صاحب۔

۲۵۔ جناب مولوی محمد مجیب الرحمٰن دربھنگوی۔

## بدایون

۲۶۔ جناب مولوی ابراہیم صاحب۔

۲۷۔ جناب مولوی محمد قدیر الحسن صاحب۔

۲۸۔ جناب مولوی حافظ الحسن صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ۔

۲۹۔ جناب مولوی احمد الدین صاحب مدرس مدرسہ شمس العلوم۔

۳۰۔ جناب مولوی شمس الدین صاحب قادری فریدی۔

۳۱۔ جناب مولوی محمد عبد الحمید صاحب۔

۳۲۔ جناب مولوی حسین احمد صاحب۔

۳۳۔ جناب مولوی واحد حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ۔

۳۴۔ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب قادری۔

۳۵۔ جناب مولوی محمد عبد الماجد صاحب مہتمم مدرسہ شمس العلوم۔

۳۶۔ جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب ولایتی۔

۳۷۔ جناب مولوی عبد الستار صاحب۔

## بلند شہر

۳۸۔ جناب مولوی محمد مبارک حسین صاحب صدر مدرسہ قاسم العلوم خورجہ ضلع بلند شہر۔

## بنارس

۳۹۔ جناب مولوی محمد ابو القاسم صاحب مدرس مدرسہ عربیہ۔

۴۰۔ جناب مولوی محمد شیر خان صاحب مدرس۔

۴۱۔ جناب مولوی حکیم محمد حسین خان صاحب۔

۴۲۔ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب کانپوری۔

۴۳۔ جناب مولوی محمد حیات احمد صاحب۔

۴۴۔ جناب مولوی حکیم عبد المجید صاحب۔

## بھوپال

۴۵۔ جناب مولوی محمد یحییٰ ریاست (جو بالفعل ملک محروسہ بھوپال کے قاضی شریعت ہیں۔

## پشاور

۴۶۔ جناب مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب ہزاروی۔

۴۷۔ جناب مفتی عبدالرحیم صاحب پشاوری۔

۴۸۔ جناب مولوی محمود صاحب۔

۴۹۔ جناب مولوی عبدالواحد صاحب۔

۵۰۔ جناب مولوی محمد صاحب خان پوری۔

۵۱۔ جناب مولوی محمد رمضان صاحب پشاوری۔

۵۲۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب پشاوری۔

۵۳۔ جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب نقشبندی۔

## جہلم

۵۴۔ جناب مولوی محمد کرم الدین صاحب بھین ضلع جہلم۔

۵۵۔ جناب مولوی نور حسین صاحب بادشہانی ضلع جہلم۔

۵۶۔ جناب مولوی محمد فیض الحسن صاحب بھین ضلع جہلم۔

## دہلی

۵۷۔ جناب مولوی محمد کفایت اللہ صاحب مدرس و مفتی مدرسہ امینیہ۔

۵۸۔ جناب مولوی سید ابوالحسن صاحب۔

۵۹۔ جناب مولوی احمد صاحب مدرس مدرسہ مسجد حاجی علی خان۔

۶۰۔ جناب مولوی محمد عبیداللہ صاحب مدرس مدرسہ دارالہدیٰ۔

۶۱۔ جناب مولوی احمد اللہ صاحب مدرس مدرسہ مسجد حاجی علی خان۔

۶۲۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ دارالہدیٰ۔

۶۳۔ جناب مولوی عبدالستار صاحب کلانوری مفتی مدرسہ دارالکتاب والسنہ۔

۶۴۔ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب۔

۶۵۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب۔

۶۷۔ جناب مولوی ابوتراب عبدالوہاب صاحب۔

۶۸۔ جناب مولوی ابوزبیر محمد یونس صاحب پرتابگڑھی مدرس مدرسہ حاجی علی جان۔

۶۹۔ جناب مولوی محمد قاسم صاحب مدرس مدرسہ امینیہ۔

۷۰۔ جناب مولوی ضیاء الحق صاحب مدرس مدرسہ امینیہ۔

۷۱۔ جناب مولوی انظار حسین صاحب مدرس امینیہ۔

۷۲۔ جناب مولوی محمد امین صاحب مدرس مدرسہ امینیہ۔

۷۳۔ جناب مولوی عبدالغفور صاحب مدرس مدرسہ امینیہ۔

۷۴۔ جناب مولوی محمد عبدالمنان صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری۔

۷۵۔ جناب مولوی سیف الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری۔

۷۶۔ جناب مولوی محمد عالم صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری۔

۷۷۔ جناب مولوی قطب الدین صاحب مدرس مدرسہ فتح پوری۔

۷۸۔ جناب مولوی محمد پردل صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ۔

۷۹۔ جناب مولوی حکیم ابراہیم صاحب مفتی مدرسہ حسینیہ۔

## دیوبند

۸۰۔ جناب مولوی محمد سہول صاحب مدرس دارالعلوم۔

۸۱۔ جناب مولانا محمود حسن صاحب صدر المدرسین۔

۸۲۔ جناب مولوی محمد حسن صاحب۔

۸۳۔ جناب مولوی شبیر احمد صاحب۔

۸۴۔ جناب مولوی محمد انور شاہ صاحب کشمیری۔

۸۵۔ جناب مولوی سراج احمد صاحب۔

۸۶۔ جناب مولوی مرتضٰی حسن صاحب۔

۸۷۔ جناب مولوی گل محمد خان صاحب۔

۸۸۔ جناب مولوی عبدالسمیع صاحب۔

۸۹۔ جناب مولوی محمد علی اظہر صاحب بلیادی۔

۹۰۔ جناب مولوی نور حسن شاہ صاحب۔

۹۱۔ جناب مولوی احسان اللہ خان صاحب۔
۹۲۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب پورینوی۔
۹۳۔ جناب مولوی نصیرالدین صاحب کوہاٹی۔
۹۴۔ جناب مولوی محمد ادریس صاحب۔
۹۵۔ جناب مولوی عزیزالرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم۔
۹۶۔ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بلیاوی۔
۹۷۔ جناب مولوی سید حسن صاحب۔
۹۸۔ جناب مولوی نبیہ حسن صاحب۔
۹۹۔ جناب مولوی احمد حسن صاحب کیرانوی۔
۱۰۰۔ جناب مولوی اعزاز علی صاحب۔
۱۰۱۔ جناب مولوی محمد شفیع صاحب لدہانوی۔
۱۰۲۔ جناب مولوی عبدالماجد صاحب دربھنگوی۔
۱۰۳۔ جناب مولوی عبدالوہاب صاحب کوہاٹی۔
۱۰۴۔ جناب مولوی علی صغیر صاحب اعظم گڑھی۔
۱۰۵۔ جناب مولوی محمد اسمعیل صاحب بارہ بنکوی۔
۱۰۶۔ جناب مولوی محمد جان صاحب قزانی روسی۔
۱۰۷۔ جناب مولوی محمد عبیداللہ صاحب مولوی فاضل سیالکوٹی۔
۱۰۸۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب ملتانی۔
۱۰۹۔ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب میانوالی۔
۱۱۰۔ جناب مولوی باز محمد صاحب متوطن ڈیرہ اسمعیل خان۔
۱۱۱۔ جناب مولوی محمد ادریس صاحب کمرلائی۔
۱۱۲۔ جناب مولوی عزیزالرحمٰن صاحب نظامپوری۔
۱۱۳۔ جناب مولوی محمد شفیع صاحب پنجابی۔
۱۱۴۔ جناب مولوی رئیس الحق صاحب بہادلی۔

۱۱۵۔ جناب مولوی قسیم الدین صاحب میمن سنگی۔

۱۱۶۔ جناب مولوی عبدالحکیم صاحب نواکھالی۔

۱۱۷۔ جناب مولوی محمد منیر صاحب چاٹگامی۔

۱۱۸۔ جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب دربھنگوی۔

۱۱۹۔ جناب مولوی محمد قربان صاحب بخاری۔

۱۲۰۔ جناب مولوی رضا صاحب سنی پوری۔

۱۲۱۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نواکہالی۔

۱۲۲۔ جناب مولوی طفیل احمد صاحب شیرکوٹی۔

۱۲۳۔ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بردوانی۔

۱۲۴۔ جناب مولوی عزیز اللہ صاحب نواکہالی۔

۱۲۵۔ جناب مولوی نذیر حسین صاحب امروہوی۔

۱۲۶۔ جناب مولوی محمد رمضان صاحب شاہپوری۔

۱۲۷۔ جناب مولوی منصور علی صاحب مصنف فتح المبین۔

۱۲۸۔ جناب مولوی سید شریف صاحب ہزاروی۔

۱۲۹۔ جناب مولوی سعادت علی صاحب نگینوی۔

۱۳۰۔ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب بنوری۔

۱۳۱۔ جناب مولوی محمد بہرام صاحب ہزاروی۔

۱۳۲۔ جناب مولوی محمد خالد صاحب بصری عربی۔

۱۳۳۔ جناب مولوی سلطان محمود صاحب کوٹلہ شیخان ضلع گجرات۔

۱۳۴۔ جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب روالپنڈی۔

۱۳۵۔ جناب مولوی عیسیٰ خان صاحب پشاوری۔

۱۳۶۔ جناب مولوی محمد صدیق صاحب شاہ پوری۔

۱۳۷۔ جناب مولوی محمد امیر احمد صاحب مظفرنگری۔

۱۳۸۔ جناب مولوی محمد احمد صاحب اعظم گڑھی۔

۱۳۹۔ جناب......

۱۴۰۔ جناب مولوی محمد عبدالحفیظ صاحب دربھنگوی۔

۱۴۱۔ جناب مولوی حامد اللہ صاحب ملتانی۔

۱۴۲۔ جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب بریسالی۔

۱۴۳۔ جناب مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب دربھنگوی۔

۱۴۴۔ جناب مولوی محمد عتیق صاحب مظفر پوری۔

۱۴۵۔ جناب مولوی محمد عبدالحی صاحب میمن سنگی۔

۱۴۶۔ جناب مولوی نور محمد صاحب میانوالی۔

۱۴۷۔ جناب مولوی عبدالحمید صاحب پشاوری۔

۱۴۸۔ جناب مولوی شائق احمد صاحب عثمانی۔

## ڈھاکہ

۱۴۹۔ جناب مولوی ابوالفضل محمد حفیظ اللہ صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ ڈھاکہ۔

۱۵۰۔ جناب مولوی محمد صمصام الدین صاحب مدرس۔

۱۵۱۔ جناب مولوی ابومحمود محمد عبدالرحمٰن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ حمادیہ۔

۱۵۲۔ جناب مولوی ابوجعفر اختر الدین صاحب مدرس۔

۱۵۳۔ جناب مولوی عبدالغنی صاحب مدرس۔

## راولپنڈی

۱۵۴۔ جناب مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری۔

۱۵۵۔ جناب مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ سعیہ۔

۱۵۶۔ جناب مولوی سید علی اکبر صاحب متصل جامع مسجد۔

۱۵۷۔ جناب مولوی محمد مسیح صاحب مکرانی۔

۱۵۸۔ جناب مولوی محمد مجید صاحب امام الجمعہ۔

۱۵۹۔ جناب مولوی محمد عصام الدین صاحب مدرس مدرسہ احیاالعلوم۔

۱۶۰۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب ابن مولوی محمد ہدایت اللہ صاحب امام مسجد اہل حدیث

۱۶۱۔ جناب مولوی پیر فقیر شاہ صاحب۔

## سہارنپور

۱۶۲۔ جناب مولوی عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم۔

۱۶۳۔ جناب مولوی خلیل احمد صاحب۔

۱۶۴۔ جناب مولوی ثابت علی صاحب۔

۱۶۵۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب۔

۱۶۶۔ جناب مولوی عبداللطیف صاحب۔

۱۶۷۔ جناب مولوی عبدالوحید صاحب سنبھلی۔

۱۶۸۔ مولوی ممتاز علی صاحب میرٹھی۔

۱۶۹۔ جناب مولوی منظور احمد صاحب۔

۱۷۰۔ جناب مولوی محمد ادریس صاحب۔

۱۷۱۔ جناب مولوی عبدالقوی صاحب۔

۱۷۲۔ جناب مولوی محمد فاضل صاحب۔

۱۷۳۔ جناب مولوی سید عالم صاحب میرٹھی۔

۱۷۴۔ جناب مولوی علم الدین صاحب حصاری۔

۱۷۵۔ جناب مولوی غلام حبیب صاحب پشاوری۔

۱۷۶۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب نوکانوی۔

۱۷۷۔ جناب مولوی فصیح الدین صاحب سہارنپوری۔

۱۷۸۔ جناب مولوی محمد روشن الدین صاحب محمد پوری۔

۱۷۹۔ جناب مولوی نور محمد صاحب۔

۱۸۰۔ جناب مولوی دلیل الرحمٰن صاحب۔

۱۸۱۔ جناب مولوی محمد صاحب بلوچستانی۔

۱۸۲۔ جناب مولوی ظریف احمد صاحب مظفرنگری۔

۱۸۳۔ جناب مولوی حبیب اللہ صاحب۔

## رائے پور ضلع سہارنپور

۱۸۴۔ جناب مولوی نور محمد صاحب لدھیانوی۔

۱۸۵۔ جناب مولوی عبدالقادر صاحب شاہ پوری۔

۱۸۶۔ جناب مولوی مقبول سبحانی صاحب کشمیری۔

۱۸۷۔ جناب مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔

۱۸۸۔ جناب مولوی خدا بخش صاحب فیروز پوری۔

۱۸۹۔ جناب مولوی محمد سراج الحق صاحب۔

۱۹۰۔ جناب مولوی محمد صادق صاحب شاہ پوری۔

۱۹۱۔ جناب مولوی احمد شاہ صاحب امام جامع مسجد۔

۱۹۲۔ جناب مولوی اللہ بخش صاحب بہاول نگر۔

۱۹۳۔ جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانہ بھون ضلع سہارنپور۔

## سیالکوٹ

۱۹۴۔ جناب مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں۔

۱۹۵۔ جناب مولوی ابوالیاس محمد امام الدین صاحب کوٹلی لوہاراں۔

۱۹۶۔ جناب مولوی عبدالقادر محمد عبداللہ صاحب امام جامع مسجد کوٹلی لوہاراں۔

۱۹۷۔ جناب مولوی سید میر حسن صاحب کوٹلی لوہاراں۔

۱۹۸۔ جناب مولوی سید فتح علی شاہ صاحب کھروٹہ سیداں۔

## شاہجہان پور

۱۹۹۔ جناب مولوی محمد امتیاز احمد صاحب مدرس اول مدرسہ سعیدیہ۔

۲۰۰۔ جناب مولوی امید علی صاحب مدرس دوم۔

۲۰۱۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب پیہانوی۔

۲۰۲۔ جناب مولوی عبدالحمید صاحب پیہانوی۔

۲۰۳۔ جناب مولوی عبدالخالق صاحب مدرس مدرسہ عین العلم۔

## کلکتہ

۲۰۴۔ جناب مولوی عبدالنور صاحب مدرس اول مدرسہ دارلہدی۔

۲۰۵۔ جناب مولوی افاض الدین صاحب۔

۲۰۶۔ جناب مولوی ابوالحسن محمد عباس صاحب۔

۲۰۷۔ جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مدرس مدرسہ دارالکتاب والسنہ۔

۲۰۸۔ جناب مولوی شمس العلما جناب مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ عالیہ۔

۲۰۹۔ جناب مولوی احمد سعید صاحب سہارنپوری۔

۲۱۰۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب۔

۲۱۱۔ جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب۔

۲۱۲۔ جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب مدرس دوم مدرسہ عالیہ۔

۲۱۳۔ جناب مولوی محمد مظہر علی صاحب۔

۲۱۴۔ جناب مولوی عبدالصمد صاحب اسلام آبادی مدرس۔

۲۱۵۔ شمس العلما جناب مولوی صفی اللہ صاحب مدرس۔

۲۱۶۔ جناب مولوی عبدالواحد صاحب مدرس دوم مدرسہ دارالہدی۔

۲۱۷۔ جناب مولوی محمد زبیر صاحب۔

۲۱۸۔ جناب مولوی ضیاء الرحمٰن صاحب مسجد اہل حدیث۔

۲۱۹۔ جناب مولوی ابوالبرکات محمد عبدالرؤف صاحب داناپوری۔

۲۲۰۔ جناب مولوی عبدالاحد صاحب۔

۲۲۱۔ جناب مولوی ابوالطاہر صاحب۔

۲۲۲۔ جناب مولوی ظہور احمد مدرس جماعت سینیر مدرسہ عالیہ ہوگلی۔

## گوجرانوالہ

۲۲۳۔ جناب مولوی حافظ محمد الدین صاحب مدرس مسجد حافظ عبدالمنان۔

۲۲۴۔ جناب مولوی عبداللہ صاحب عرف غلام نبی۔

۲۲۵۔ جناب مولوی محی الدین صاحب نظام آبادی۔

۲۲۶۔ جناب مولوی عمرالدین صاحب۔

۲۲۷۔ جناب مولوی عبدالغنی صاحب۔

۲۲۸۔ جناب مولوی احمد علی صاحب بن مولوی غلام حسن صاحب۔

## گجرات (پنجاب)

۲۲۹۔ جناب مولوی شیخ عبداللہ صاحب ملکہ۔

۲۳۰۔ جناب مولوی عبیداللہ صاحب ملکہ۔

## گورداسپور

۲۳۔ جناب مولوی عبدالحق صاحب دینانگری۔

۲۳۱۔ جناب مولوی محمد فاضل صاحب ابن مولوی محمد اعظم صاحب فتح گڑھ ضلع گورداسپور۔

۲۳۲۔ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب فتح گڑھ۔

## لاہور

۲۳۴۔ جناب مولوی نور بخش صاحب ایم اے ناظم انجمن نعمانیہ۔

## لکھنؤ

۲۳۵۔ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب مدرس اعلیٰ ندوۃ العلما۔

۲۳۶۔ جناب مولوی محمد شبلی صاحب مدرس دوم درالعلوم ندوہ۔

۲۳۷۔ جناب مولوی عبدالودود صاحب مدرس ندوہ۔

۲۳۸۔ جناب مولوی امیر علی صاحب مہتمم دارالعلوم ندوہ۔

۲۳۹۔ جناب مولوی حیدر شاہ صاحب فقیہ دوم دارالعلوم ندوہ۔

۲۴۰۔ جناب مولوی عبدالہادی صاحب فرنگی محلی۔

۲۴۱۔ جناب مولوی فتح اللہ صاحب مدرسہ اول انجمن اصلاح المسلمین۔

۲۴۲۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب قریشی علوی فقیہ اول دارالعلوم ندوہ۔

## لدھیانہ

۲۴۳۔ جناب مولوی علی محمد صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ۔

۲۴۴۔ جناب مولوی رحمت العلی مدرس مدرسہ غزنویہ۔

۲۴۵۔ جناب مولوی عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ غزنویہ۔

۲۴۶۔ جناب مولوی نور محمد صاحب۔

۲۴۷۔ جناب مولوی محمد الدین صاحب مہتمم مدرسہ بستان الاسلام۔

۲۴۸۔ جناب مولوی محمد آفاق صاحب۔

۲۴۹۔ جناب مولوی عبدالواحد صاحب۔

۲۵۰۔ جناب مولوی عبدالرشید صاحب۔

۲۵۱۔ جناب مولوی نظام الدین صاحب۔

۲۵۲۔ جناب مولوی نظام اللہ صاحب۔

۲۵۳۔ جناب مولوی میاں جی رحمت اللہ صاحب امام مسجد جٹاں۔

۲۵۴۔ جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب۔

## مونگیر

۲۵۵۔ جناب مولوی محمد عمر صاحب مدرس اول مدرسہ انجمن حمایت الاسلام۔

۲۵۶۔ جناب مولوی حکیم محمد یعسوب صاحب۔

۲۵۷۔ جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی۔

۲۵۸۔ جناب مولوی محمد عبدالرحمٰن ہیڈ مولوی ضلع اسکول۔

۲۵۹۔ جناب مولوی محبوب علی صاحب مدرس دوم ضلع اسکول۔

## ملتان

۲۶۰۔ جناب مولوی عبدالحق صاحب ملتانی۔

۲۶۱۔ جناب مولوی خدا بخش صاحب۔

۲۶۲۔ جناب مولوی محمد صاحب۔

## مرادآباد

۲۶۳۔ جناب مولوی محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ شاہی مسجد۔

۲۶۴۔ جناب مولوی فخر الدین صاحب مدرس دوم مدرسہ شاہی مسجد۔

۲۶۵۔ جناب مولوی ولایت احمد صاحب مدرس مدرسہ شاہی مسجد۔

۲۶۶۔ جناب مولوی رضوان علی صاحب مدرس مدرسہ شاہی مسجد۔

۲۶۷۔ جناب مولوی کبیر الدین صاحب۔

۲۶۸۔ جناب مولوی علی نظر صاحب۔

۲۶۹۔ جناب مولوی ابوالمظفر صاحب عبدالرشید صاحب بلند شہری۔

۲۷۰۔ جناب مولوی احمد حسن صاحب مدرس دینیات ہیوٹ مسلم اسکول۔

۲۷۱۔ جناب مولوی ابوحامد محمد نصر اللہ صاحب۔

۲۷۲۔ جناب مولوی فرخ بیگ صاحب

۲۷۳۔ جناب مولوی غلام احمد صاحب۔

**ہوشیار پور**

۲۷۴۔ جناب مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری۔

۲۷۵۔ جناب مولوی احمد علی صاحب نور محلی۔

**الہ آباد**

۲۷۶۔ جناب مولوی ریاست حسین صاحب سابق مہتمم مدرسہ سبحانیہ۔

۲۷۷۔ جناب مولوی محمد الدین احمد صاحب۔

۲۷۸۔ جناب مولوی ولی محمد صاحب مدرس مدرسہ سبحانیہ۔

۲۷۹۔ جناب مولوی ابومحمد عبدالمجید صاحب مدرس مدرسہ سبحانیہ۔

۲۸۰۔ جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فیس مدرسہ سبحانیہ۔

۲۸۱۔ جناب مولوی سید محمد صاحب اعظم گڑھی۔

۲۸۲۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب منڈاروی۔

۲۸۳۔ جناب مولوی نذیر احمد صاحب۔

**بمبئی**

۲۸۴۔ جناب مولوی محمد سلیم صاحب صدر مدرس مدرسہ ہاشمیہ۔

۲۸۵۔ جناب مولوی دین محمد صاحب مدرس مدرسہ ہاشمیہ۔

۲۸۶۔ جناب مولوی ظہیر الدین صاحب خطیب مدرس مدرسہ نظامیہ۔

۲۸۷۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب سومالی مدرس مدرسہ نظامیہ۔

۲۸۸۔ جناب مولوی سیف الدین صاحب مدرس مدرسہ نظامیہ۔

۲۸۹۔ جناب مولوی قاضی غلام احمد صاحب تلیاری مدرس مدرسہ جامع مسجد۔

۲۹۰۔ جناب مولوی عبدالمنعم صاحب باعکظ خطیب جامع مسجد۔

---

۱۔ ایڈیٹر صاحب بجائے اس کے باشندگان اڑیسہ یا اسی کے ہم معنی اور کوئی لفظ لکھتے تو اچھا تھا کیونکہ قادیانی کسی طرح دائرہ میں اسلام میں داخل نہیں ہیں۔ (محمد اعزاز علی غفرلہ)

# حکومت وقت کی رائے

مرزائیوں کا خارج از اسلام ہونا اس درجہ ظاہر ہوگیا کہ علمائے کرام نے اگر فتوے دیئے تو کچھ عیب نہیں، بات تو یہ ہے کہ سلطنت وقت کو بھی محسوس ہوگیا کہ یہ فرقہ دین اسلام سے خارج ہے اور اس بناء پر اس قسم کے کئی فیصلے ہوئے کہ مرزائیوں کو کوئی حق مسلمانوں کی مساجد میں نماز پڑھنے کا نہیں ہے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں کسی قسم کا حق ہے۔ چنانچہ اس مقام پر ایک فیصلہ جو اخبار ''دی اڑیا کنک'' مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۱۹ء میں چھپا ہے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

# صاحب اخبار کی رائے
## مقدمہ قادیانی

دوسرے مقام پر ہم اس دلچسپ مقدمہ کے فیصلہ کو چھاپتے ہیں۔

مسلمانان[1] اڑیسہ اب دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ہیں ایک تو سنیوں کی یعنی پکے مسلمانوں کی جماعت ہے اور دوسری قادیانیوں کی جو پیرو مسائل مرزا غلام احمد ساکن ضلع گورداسپور پنجاب کے ہیں۔ ان دونوں جماعتوں میں یہ اختلاف بہ نسبت استحقاق استعمال مسجد وقبرستان کے شروع ہوا۔ مسٹر وریند سابق کلکٹر نے باہم صلح کرا دینے کی کوشش کی۔ مگر یہ لوگ راضی نہ ہوئے۔ تکرار بڑھتا گیا اور پھر جیسا کہ قبل ہی سے اندیشہ تھا مقدمہ کی نوبت پہنچی قادیانیوں کے مچلکے ہوئے اور ضمانت ہوئی۔

سنیوں پر انکے مقبولہ قبرستان سے ایک قادیانی عورت کی لاش کو جو وہاں مدفون تھی اکھاڑ کر پھینک دینے کا مقدمہ چلایا گیا۔ مجسٹریٹ نے سنیوں کی سزا مطابق دفعات ۲۹۷، ۱۴۷ کے کی اس پر شیشن جج کے یہاں اپیل ہوئی جنہوں نے مدعا علیہم کو بے قصور سمجھا اور رہا کر دیا۔

سنیوں کی طرف سے عدالت اپیل میں مسٹر داس نے کام کیا اور معلوم ہوا ہے کہ بغیر فیس کے پوری ہمدردی اور محنت کیساتھ کام کیا۔ یہ پہلا موقع نہیں ہے جس میں مسٹر داس نے بے فیس کام کیا ہے۔ مثالیں موجود ہیں کہ مسٹر داس نے فریق کی طرف سے جو اپنے مذہبی جائز حقوق کے مطالبہ کے لئے لڑتے ہوں متواتر بہت دنوں تک بے فیس کے پوری محنت کے ساتھ کام کیا اور اس

کا بالکل لحاظ نہ کیا کہ فریقین کس مذہب اور ملت کے ہیں۔ اس مقدمہ میں مسٹر داس نے مسلمانوں کی طرف سے کام کیا، سنیوں کے ساتھ مسٹر داس ان کی اس بلند حوصلگی پر جس کی مثال نہیں مل سکتی ہے، مبارکباد دیتے ہیں۔ یہ ہمارے نوجوان وکلا کے لئے ایک سبق ہے، اگر مسٹر داس کے اس ایثار سے ان لوگوں نے سبق حاصل نہ کیا تو کسی پند ونصائح سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔

# رائے عدالت اپیل

۱۳۔مارچ ۱۹۱۹ء

فوجداری اپیل نمبر ۱۳۔۱۹۱۹ء

اپیل از فیصلہ بابو۔آر۔کے داس سب ڈویژنل مجسٹریٹ مورخہ ۱۰فروری ۱۹۱۹ء

فضل الرحمٰن وغیرہ......

اپیلانٹ بنام سرکار بہادر

رسپانڈنٹ

مسٹر ایم۔ایس۔داس۔سی آئی ای وکیل جانب اپیلانٹ، بابو ڈی۔پی داس گپتا وکیل سرکار

## فیصلہ

لائق سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے ان گیارہ مجرموں کی سزا مطابق دفعات ۲۹۷، ۱۴۷ اور ۱۴۱ تعزیرات ہند کے کی ہے اور از روئے دفعہ اول قید سخت واسطے دو ماہ و مبلغ پچاس پچاس روپیہ فی کس جرمانہ کا حکم صادر کیا ہے۔اور موافق دفعہ مابعد کے ایک ماہ قید سخت کا اضافہ کیا ہے۔ہر دو فریق کے وکلا نے پورا دن بحث میں لیا اور میرا خیال ہے کہ ان لوگوں نے اگر صرف ان ضروری ایشوں (مباحث) پر، جس پر میں روشنی ڈالتا ہوں بحث کی ہوتی تو بہتر تھا۔

مدعیان کا مقدمہ جیسا کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے، یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے چند افراد نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص کی بی بی کو سنیوں کے قبرستان میں دفن کیا، اس کے بعد وہ لوگ قبرستان کے متصل ایک مکان پر گئے، جہاں سنیوں کی ایک جماعت نے جس میں اپیلانٹ بھی شریک تھے، قادیانیوں پر حملہ کیا، دوران ہنگامہ میں دو قادیانیوں کو صدمہ پہنچا۔ایک کی ناک پر اینٹ کی چوٹ لگی اور دوسرے پر لاٹھی کی ضرب پڑی۔اپیلانٹ نے لاش کو قبر سے نکال کر اس مکان میں ڈال دیا۔

مقدمہ بوقت تجویز اطلاع اول سے جداگانہ ہے۔اطلاع اول میں یہ درج پایا کہ سنی آئے اور تجہیز میں مزاحمت کی قادیانی قبرستان سے بھاگے۔سنیوں نے تعاقب کیا۔قادیانی اس قریب

والے مکان میں پناہ گزیں ہوئے اور جب قادیانی باہر آئے تو دیکھا کہ لاش کو قبرستان سے لاکر سنیوں نے اس مکان میں ڈال دیا ہے۔

اطلاع اول میں کوئی تذکرہ اس بات کا نہیں ہے کہ لاش دفن ہو چکی تھی۔ یہ قرین قیاس ہے کہ لاش دفن کے لئے قبر کے پاس رکھی گئی ہے۔ دونوں قصوں کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قبر سے لاش نکالنے کا الزام بعد کی بناوٹ ہے۔ لائق مجسٹریٹ نے شہادت کی نا قابل وثوق حالت پر رائے زنی کی ہے اور یہ پتہ چلنا مشکل ہے کہ واقعہ کیا ہوا۔ بہر کیف صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سنی بغرض روکنے دفن اس عورت کے مجتمع ہوئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ کوئی جرم بھی ہے۔

مجرموں کا جواب یہ ہے کہ دفن اس وجہ سے نہیں روکا گیا کہ متوفی قادیانی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ وہ حرامی تھی یعنی ناجائز شادی کی اولاد تھی۔

بہ نسبت جرم دفعہ ۱۴۷ لائق مجسٹریٹ نے ارادہ مشترک نہیں بیان کیا ہے۔ وہ اپنے فیصلہ میں رقم طراز ہیں کہ دفن کو روکنا ہے، ارادہ مشترک تھا اور ان کی یہ رائے معلوم ہوتی ہے کہ دفعہ ۱۴۱ کے مطابق یہ عمدہ اور کافی ارادہ مشترک ہے، ان کی یہ بھی رائے ہے کہ اپیلانٹ کے بیان تحریری و طرز صفائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا کوئی نقصان ارادہ مشترک چھوٹنے سے نہیں ہوا ہے۔ میرے خیال میں بیان تحریری وطرز صفائی متضاد نتیجے ظاہر کرتے ہیں۔ اگر جرم صحیح طریقہ سے قائم کیا جاتا تو اس کا مقصد یہ ہونا چاہیے تھا کہ مجرموں کا ارادہ مشترکہ اپنا حق یا فرضی حق جو ان کو قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے باز رکھنے کا حاصل جتلانا تھا۔

اگر چارج (مباحث) اس طریقہ سے قائم کیا گیا ہوتا تو مجرمان اس بنا پر اس کی تردید کرتے کہ ان کو (قادیانیوں) کو مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ دفن کرنے سے باز رکھنے کا حق حاصل ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے صرف قادیانیوں کو ان کے فرضی حق کو جتلانے کی کوشش سے باز رکھا ہے، چارج غلط قائم کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرموں کی توجہ اس طرف بالکل نہیں ہوئی اور لوگوں نے صرف اسی بات کی تردید کرنی کافی سمجھی کہ انہوں نے ایک حرامی کے دفن کو روکا ہے، یہ ایک صفائی ہے جو چارج کہ جس طرح سے قائم ہوا ہے اور ارادہ مشترک کو جو لائق مجسٹریٹ نے بیان کیا ہے بالکل مطابق ہے، میں نے بھی مجسٹریٹ کے فیصلہ کے ابتدائی پادریوں کی تقلید صحیح چارج کے

عنوان تک پہنچنے میں کی ہے، جس میں کہ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ مقدمہ سنیوں اور قادیانیوں کے باہمی جھگڑے کا ہے کہ آیا قادیانی مستحق اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کے ہیں، لیکن سنیوں کی شہادت سے بالکل پتہ نہیں چلتا کہ مجرموں کی مخالفت کی یہی وجہ تھی۔ گواہان کے بیان سے صرف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں نے اس بناء پر مزاحمت کی کہ قادیانیوں کو کوئی حق قبرستان میں دفن کرنے کا نہیں تھا۔

یہ بالکل نہیں بیان کیا جاتا کہ مجرموں نے آیا قادیانی یا حرامی ہونے کی وجہ سے روکا تو پھر مجرموں کو کیوں کر پتہ چلتا کہ وہ لوگ اپنے حق کو جتلانے کی وجہ سے جو ظاہر نہیں کیا جاتا ہے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں۔

قادیانی مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف فرقہ ہے اور پکے مسلمان اپنے قبرستان کا قادیانیوں کے لئے استعمال کیا جانا پسند نہیں کرتے۔ اور ان کو ازات (ذات سے خارج) خیال کرتے ہیں (رپورٹ مردم شماری جلد ا پارہ ۵٦۵) صرف چند سال ہوئے کہ یہ فرقہ اڑیسہ میں ظاہر ہوا ہے، مدعیوں کے گواہ نمبر۲ کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانیوں اور پکے مسلمانوں کا اختلاف گزشتہ جنوری سے پہلے نمایاں نہیں ہوا۔ قادیانیوں کے مسلمانوں کے قبرستان کے استعمال کرنے کے مستحق ہونے کی شہادت کو ان وجوہات کے ساتھ غور کرنا چاہیے اور وہ شہادت کیا ہے۔ عام طور پر صرف یہ ایک دعوی ہے کہ قادیانیوں نے اس قبرستان کو اب تک استعمال کیا ہے۔ اس قسم کی شہادت بیرون مقدمہ ہے، صرف سوال یہ ہے کہ ان لوگوں نے اس کو بحیثیت قادیانی کے استعمال کیا ہے یا نہیں۔

مدعیوں کا گواہ نمبر۵ بیان کرتا ہے کہ قادیانی دسی اس قبرستان کو استعمال کرتے ہیں۔ گواہ نمبر۸ بھی یہی کہتا ہے، دوسرے دو گواہ کہتے ہیں کہ متوفی کی ایک لڑکی تیرہ سالہ دو ماہ قبل اس واقعہ کے اس میں دفن ہوئی ہے۔

حاصل کلام تمام شہادتوں کا یہی ہے کہ قادیانی مستحق استعمال کرنے اس قبرستان کے ہیں اور وکیل سرکار کہتے ہیں کہ اس شہادت کی تردید نہیں ہوئی۔ مگر ان کا ایسا کہنا تعصب کی بناء پر ہے۔ اگر جرم صحیح طور پر قائم کیا جاتا تو مجرموں کو ضرور معلوم ہوتا کہ اس شہادت کی تردید کرنی ضروری ہے۔

بوجوہات صدر میں اس شہادت کو قابل وثوق نہیں سمجھتا۔ اور یہ تجویز کرتا ہوں کہ مدعیان اس کے ثابت کرنے میں کہ قادیانی مستحق اس قبرستان کے استعمال کے ہیں، ناکام رہے۔ اس لئے جہاں تک مدعیوں کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے، یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مجرمان دفن کے روکنے میں حق بجانب نہیں تھے۔ وہ لوگ کسی حق کے جتلانے میں کوشاں نہیں تھے بلکہ اپنے حق کے قائم رکھنے میں اور اس لئے مدعیان کے جرم کسی جزو کو دفعہ ۱۴۱ کے ٹھہرانے میں ناکام رہے، اس لئے سزا مطابق دفعہ ۱۴۷ کے قائم نہیں رہ سکتی۔ دفعہ ۲۹۷ کے بارے میں قبل بھی لکھ چکا ہوں کہ حقیقت میں لاش اکھاڑی نہیں گئی۔ مجرموں نے جو کچھ کیا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ لاش کو قبرستان سے باہر کردیا، یہ مانتے ہوئے کہ جس پر میں مجبور ہوں کہ قادیانیوں کو کوئی حق اس قبرستان کو استعمال کرنے کا نہیں تھا۔ میں یہ تجویز نہیں کرسکتا ہوں کہ واقعات جو پیدا ہوئے جرم مطابق دفعہ ۲۹۷ کے ہوسکتے ہیں اس لئے میں مجرموں کو رہا کرتا ہوں۔ ھذا آخر الکلام فی ھذا المقام والحمدللہ تعالٰی والصلوۃ علی النبی والہ تتوالی۔ تمت

باسمہ سبحانہ

# مرزائیت کی موت

جملہ مرزائیوں کو واضح ہو کہ میں نے ستمبر ۱۹۲۸ء کے ''العدل'' میں ایک مکتوب مفتوح بنام مرزا محمود احمد قادیانی شائع کیا تھا۔ کہ میں مرزا کے انعامی اشتہار در بارۂ لفظ ''توفی'' کی دوسری شق کے مطابق ثابت کردوں گا کہ اس کے معنی جسم مع روح کو بھیأۃ کذائی وصورت مجموعی اپنے قبضہ میں لے لینے کے ہیں۔ آپ میرے ساتھ منصفانہ شرائط طے کرنے کے بعد فیصلہ کرلیں۔ لیکن مرزائیت کے علمبردار نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد مختلف مواقع پر مرزائی مبلغین کو مناظروں میں فیصلہ کی دعوت دی۔ مگر صدائے برنخوست۔ مارچ ۳۲ء کے رسالہ شمس الاسلام بھیرہ میں مکرر بعنوان اتمام حجت اس مضمون کو مشتہر کیا گیا لیکن مرزائیوں کی طرف سے کوئی آمادگی نہ ہوئی۔ **العدل و شمس الاسلام** کے پرچے بذریعہ رجسٹری خلیفہ قادیان کے پاس بھیجے گئے۔ پھر بھی انہیں مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔ حق کا رعب ان کے دل پر مسلط ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان میں جرأت نہیں ہے کہ اس فیصلہ پر آمادہ ہوں۔ بھیرہ کے مناظرہ کے موقع پر اسی عنوان سے اشتہار شائع کیا گیا تھا مگر مرزائی مبلغین کو حوصلہ نہ ہوا۔ جملہ مرزائیوں کو لازم ہے کہ اپنے خلیفہ کو اس فیصلہ پر آمادہ کریں۔ ورنہ سمجھ لیں کہ مرزائیت مرگئی۔ لہٰذا اس کی تجہیز وتکفین کر کے میرے ہاتھ پر توبہ کرلیں۔ حجت تمام ہو چکی۔ خدا کے حضور میں تمہارے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔ اگر تمہارے مبلغ اس فیصلہ پر آمادہ ہوں۔ تو فوراً اپنے خلیفہ سے اپنی نیابت کی تصدیق حاصل کرلیں اور خلیفہ کو لکھ دیں کہ ان مبلغین کا ساختہ پرداختہ میرا ساختہ پرداختہ ہے۔ ان کی فتح میری پوری فتح اور ان کی شکست میری شکست ہے۔

خلیفہ اور ان کے حواری محض دفع الوقتی کر رہے ہیں اور کریں گے۔ مرزائیوں کا فرض ہے کہ اپنا پورا زور ان پر ڈالیں۔ جو مرزائی فیصلہ کرنا چاہے سب سے پہلے سند نیابت حاصل کرلے، بعد ازاں ثالث اور دیگر شرائط کا فیصلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کرے۔

وما علینا الا البلاغ

ابوالقاسم محمد حسین عفی عنہ مولوی فاضل کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## حامداً ومصلیاً ومسلماً

حق جل شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ متنبی قادیان کا یہ دجالی فتنہ جو پنجاب سے شروع ہوکر نہ صرف پنجاب بلکہ دوسرے مقامات کے لئے بلائے ناگہانی بن گیا۔ اس کو آخری منزل تک پہنچانے کا سامان بھی پنجاب ہی میں رونما ہوا ہے۔

آجکل ایک مقدمہ مسلمانوں اور غلمدیوں کے درمیان میں بمقام ریاست بہاولپور چل رہا ہے جس کے سلسلہ میں باصرار حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور، حضرت والدی الماجد مولانا محمد عبدالشکور صاحب دام ظلہم العالی مادامت الایام واللیالی کو بہاولپور تشریف لے جانا پڑا۔ اس سفر میں یہ حقیر کمترین بھی ہم رکاب تھا۔ یکم رجب ۱۳۵۱ھ سے ۱۲ رجب ۱۳۵۱ھ تک پورے بارہ دن بہاولپور میں قیام رہا۔ واپسی کے بعد دل میں آیا کہ اس مقدمہ کے حالات مع دوسرے فوائد کے برادران اسلامی کے سامنے پیش کئے جائیں۔ لہٰذا اس رسالہ کی تالیف عمل میں آئی۔ مقصد صرف یہ ہے کہ برادران دینی کو آگاہی حاصل ہو اور سب مقدمہ کی کامیابی کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا کریں۔ بیدہ الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر۔

اس رسالہ کو چار فصلوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کرتا ہوں تا کہ ہر مضمون جدا جدا رہے اور پڑھنے میں سہولت ہو۔

**فصل اول:** میں برادران اسلامی کے لئے چند ضروری ہدایات ہیں۔

**فصل دوم:** میں مقدمہ مذکورہ کے واقعات ہیں۔

**فصل سوم:** میں فرقہ غلمدیہ کی مختصر تاریخ ہے۔

**فصل چہارم:** میں بطور نمونہ کے مرزا غلام احمد کے متعلق چند ضروری معلومات ہیں۔

**خاتمہ:** میں ریاست بہاولپور کے کچھ مسرت انگیز چشم دید حالات ہیں۔ وھا انا اشرع فی المقصود

### فصل اول: برادران اسلامی کیلئے چند ضروری ہدایات

**ہدایت اول:** مرزا غلام احمد قادیانی ایک دجال تھا۔ ان دجالوں میں سے جن کی خبر سید

المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے دی تھی۔ کہ ''میرے بعد میں ۳۰ دجال کذاب ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبی ہونے کا دعوے کرے گا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

**(سنن ابو داؤد: ۲/۱۲۷ حدیث ۴۲۵۲، باب ذکر الفتن و دلائلها کتاب الفتن والملاحم)**

اس دجال کے پیرو اپنے کو ''احمدی'' کہلانے کا بہت شوق رکھتے ہیں اور یہ شوق ان کا مسلمانوں کے ہاتھوں پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ مسلمان اپنی نادانی و غفلت سے ان کو احمدی کہہ دیتے ہیں حالانکہ ان کو احمدی کہنے میں تین گناہ ہیں۔ اور نہایت سخت گناہ ہیں۔

**اول:** یہ کہ احمدی کہنا گویا اس دجال کے اس افترا کی تصدیق کرنا ہے جو وہ اپنی کتابوں میں لکھ گیا ہے۔ کہ آیۂ کریمہ ''**مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد**'' کا مصداق میں ہوں۔

**دوم:** یہ کہ احمدی کہنے میں اس امر کا شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ نسبت سید الانبیا ﷺ کے نام مبارک احمد کی طرف ہے اور ظاہر ہے کہ ایک دجال باغی کی امت کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا آپ کی کس قدر توہین ہے۔

**سوم:** یہ کہ آج سے بہت پہلے یہ لفظ ''احمدی'' حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین کا مخصوص لقب رہ چکا ہے، اس سلسلہ قدسیہ کے اکابر اس لقب کو بطور شعار کے اپنے لئے استعمال فرماتے رہے۔ ان حضرات کی مہروں میں یہ لقب کندہ ہے مثلاً ''غلام علی احمدی''، ''احمد سعید احمدی'' وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پس اس فرقہ کو احمدی کہنا گویا ان اکابر امت کے ایک امتیازی لقب کا غصب کرنا ہے۔

لہذا مسلمانوں کو ہوش میں رہنا چاہیے۔ مشہور نام اس گمراہ فرقہ کا مرزائی ہے۔ لیکن یہ لوگ اس نام سے چڑتے ہیں اور خواہ مخواہ مسلمان ان کی دلداری کرنا چاہتے ہیں تو بقول حضرت مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ ''جدید عیسائی'' کہیں کیونکہ ان کا مقتدا عیسیٰ ہونے کا دعویٰ تھا۔ اور اس سے بھی بہتر نام اس فرقہ کا ''غلمدی'' ہے جو حضرت والدی العلام ادام اللہ تعالیٰ ظلہ العالی نے تجویز فرمایا۔ اور حضرت مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بہت پسند فرمایا اور ان کے خدام برابر اس نام کا استعمال مطبوعہ و غیر مطبوعہ تحریروں و تقریروں میں کر رہے ہیں۔ غلام احمد کے

نام میں دو جز ہیں، دونوں کی طرف نسبت اس نام میں آ گئی۔ اور بقاعدہ عربیت یہ طریق نسبت کثیر الاستعمال ہے۔ جیسے عبدشمس کی طرف عبشمی، عبدالدار کی طرف عبدری، عبدالقیس کی طرف عبقسی وغیرہ وغیرہ۔

**ہدایت دوم:** جس طرح ایک مسلمان کو کافر کہنا بدترین جرم ہے، اسی طرح کسی کافر کو مسلمان کہنا بھی بڑا گناہ ہے، آیات قرآنیہ سے دونوں گناہ ایک درجہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ رہا یہ کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیے، جیسا کہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو شخص کعبہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے وہ اہل قبلہ ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قبلہ کی ملت میں جس قدر چیزیں قطعی طور پر ضروریات دین میں ہیں ان سب کو مانتا ہو۔ (دیکھو شرح فقہ اکبر علامہ علی قاری مکیؒ) مرزا غلام احمد اور اسکے متبعین متفق علیہ ضروریات دین کا انکار کرنے کے سبب سے ہرگز اہل قبلہ نہیں ہیں اور ان کو باوجود ان کفریات کے علم کے کافر نہ کہنا یقیناً سخت ترین گناہ ہے۔

**ہدایت سوم:** کافر دو قسم کے ہیں۔ ایک کافر اصلی جو ابتداء ہی سے کافر ہو، دوسرے مرتد جو کلمہ اسلام پڑھنے اور دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کرے۔

قرآن مجید میں ہم کو کافر اصلی کے ساتھ بشرطیکہ وہ ہمارے دین میں مزاحمت نہ کرے۔ نیک سلوک کرنے اور انسانی اخلاق برتنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر مرتد کے ساتھ انسانی اخلاق کو برتنا قطعاً ناجائز وحرام ہے۔ سوا اس صورت کے کہ کوئی مسلمان حالت اکراہ میں یعنی کسی ایسی مجبوری میں پھنس گیا ہو کہ مرتد کے ساتھ اخلاقی برتاؤ کرنے سے اس کو مفر نہ ہو۔ مگر یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ مجبوری محض فرضی وخیالی ہے یا اصلی وواقعی۔

**ہدایت چہارم:** کسی مسلمان کو اگر کسی غلمدی سے مذہبی مباحثہ کی نوبت پیش آ جائے تو جلد سے جلد فیصلہ کر دینے والی اور نہایت آسانی سے اس بحث کو ختم کر دینے والی صورت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی کتابوں سے اس کے جھوٹ دکھلائے جائیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کو جو گالیاں اس نے دی ہیں اور ان کی جو توہین اس نے کی ہے۔ اس کو پیش کر دیا جائے اس موضوع کے شروع ہوتے ہی بڑے سے بڑا حیادار غلمدی بھی مبہوت ہو جاتا ہے۔

کسی دوسری بحث میں اس قدر جلد صحیح نتیجہ نہیں نکلتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و

حیات کی بحث یا ختم نبوت کی بحث اگر ہو بھی تو بعد اس بحث کے ہونی چاہیے۔

**ہدایت پنجم:** آجکل بعض انگریزی تعلیم یافتہ ہمارے بھائی ایسے ہیں جو اپنی مذہبی معلومات سے بالکل نا آشنا ہیں، مگر اپنے کو ہمہ دان سمجھ کر ہر چیز میں دخیل بنتے ہیں۔ وہ غلمدیوں کا نظام دیکھ کر یورپ وغیرہ، میں ان کے خود ساختہ تبلیغی کارنامے سن کر ان کے مداح بن جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بڑا دھوکا ہے، زہر جب دیا جاتا ہے تو شیرینی میں ملا کر دیا جاتا ہے۔ غلمدیوں کے تبلیغی کارناموں اور نام نہاد اسلامی خدمتوں کو اگر بہ نظر تحقیق دیکھا جائے تو اول تو ایک پراپیگنڈے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ پھر اگر وہ اسلام کی تبلیغ کرتے بھی ہیں تو اس اسلام کی جو مرزا غلام احمد نے تعلیم دیا، نہ اس اسلام کی جس کے معلم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ رہا نظام جماعت اگر پسند ہے تو خود تم کیوں اپنا نظام درست نہیں کرتے۔ پھر ہندوؤں کا نظام ان سے بدرجہا فائق ہے۔ ان کی مدح سرائی کیوں نہیں کرتے؟

**ہدایت ششم:** جس مقام پر غلمدیت کا کچھ بھی چرچا ہو وہاں کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو علمائے اسلام اس بحث میں مہارت رکھتے ہیں، ان کے وعظ کرائیں یا علمائے اسلام کی جو عمدہ کتابیں غلمدیوں کے رد میں ہیں۔ ان کی اشاعت کریں۔ جیسے خانقاہ رحمانی مونگیر (صوبہ بہار) کی کتابیں یا دارالعلوم دیوبند کی کتابیں وغیر ذلک۔

## فصل دوم مقدمہ بہاولپور کے واقعات

یہ مقدمہ تقریباً چھ سال سے چل رہا ہے۔ ابتدا یوں ہوئی کہ بہاول پور کے مضافات میں ایک مولوی صاحب رہتے ہیں جن کا نام الٰہی بخش تھا۔ انہوں نے اپنی دختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کیا، ابھی رخصتی کی نوبت نہ آئی تھی کہ وہ شخص مرتد ہو کر غلمدی بن گیا۔

مولوی الٰہی بخش صاحب نے عدالت میں دعوی فسخ نکاح کا دائر کیا بعض روشن دماغ افسران ریاست نے برٹش گورنمنٹ کے قانون کے مطابق اس دعویٰ کو خارج کر دیا۔ بعضے نکاح کو ناقابل فسخ قرار دیا۔ مولوی الٰہی بخش صاحب نے ریاست کی عدالت بالا میں اپیل کی، وہاں بھی شنوائی نہ ہوئی۔ بالآخر دربار معلی میں جو ریاست کی آخری عدالت اور خاص فرمانروائے بہاولپور دام بالاقبال والسرور کی کچہری ہے۔ فریاد کی گئی۔ اور مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی کہ یہ اسلامی ریاست ہے اور ہمیشہ سے یہ بات طے شدہ چلی آرہی ہے کہ نکاح وطلاق وغیرہ کے

مقدمات کا شرع مقدس کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔اب یہ نئی بات کیوں ہورہی ہے۔

دربار معلیٰ نے مسلمانوں کے اس متفقہ اور جائز احتجاج کو قبول فرما کر حکم دیا کہ یقیناً اس مقدمہ کا فیصلہ شریعت الہیہ کے مطابق ہونا چاہیے اور فریقین کو موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنے اپنے مشہور اور مستند علماء کی مذہبی شہادت عدالت میں پیش کریں۔ چنانچہ وہ مقدمہ پھر ابتدائی عدالت میں واپس آیا اور بحکم سرکار شریعت کے مطابق مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور فریقین کو عدالت نے نوٹس دیا کہ اپنے اپنے علماء کو عدالت میں پیش کر کے شرعی دلائل بیان کرائیں۔

یہاں تک مقدمہ کو پہنچتے پہنچتے کئی سال ہو گئے اور اب یہ مقدمہ بجائے شخصی معاملہ کے قومی حیثیت میں آ گیا (اور آنا ہی چاہیے تھا)۔انجمن موید الاسلام بہاولپور نے اس کی باگ اپنے ہاتھ میں لی۔

حضرت شیخ الجامعہ نے جو ریاست کے مذہبی امور کے گویا صدر الصدور ہیں، مشاہیر علمائے اسلام کو جو فرقہ غلمدیہ کے اباطیل سے کافی واقفیت رکھتے تھے۔اس اہم مذہبی خدمت کی دعوت بھیجی۔حضرت والدی الماجدی دامت برکاتہم کے نام بھی موصوف کا دعوت نامہ پہنچا۔مگر چونکہ آپ اب سفر کرنے سے فی الجملہ معذور ہیں اور ان دنوں مزاج مبارک بھی ناساز تھا اس لئے تشریف نہ لے جا سکے لیکن دوسرے اکابر واماثل پہنچ گئے۔اور چھ حضرات نے عدالت کے سامنے یکے بعد دیگرے شہادت دی۔(۱) حضرت شیخ الجامعہ (۲) حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (۳) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب صدر المدرسین مدرسہ امدادیہ مراد آباد (۴) حضرت مولانا نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور (۵) حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دار العلوم دیوبند (۶) حضرت مولانا ابوالقاسم محمد حسین صاحب مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی ساکن کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ۔

ان حضرات کی شہادتوں کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کافر مرتد ہیں ان کے ساتھ مناکحت حرام ہے۔اور بعد نکاح اگر کوئی شخص مرزائی ہو جائے (العیاذ باللہ منہ) تو وہ نکاح بغیر قضائے قاضی فسخ ہو جاتا ہے۔اور اس کی منکوحہ کو دوسری جگہ نکاح کر لینا درست ہے۔

مرزا غلام احمد کے کافر مرتد ہونے کی پانچ وجوہ بیان کی گئیں۔

**اول:** یہ کہ اس نے اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا دعویٰ کیا۔

**دوم:** یہ کہ اس نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

**سوم:** یہ کہ اس نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حتیٰ کہ حضرت سید الانبیا ﷺ کی شان میں سخت گستاخیاں کیں۔

**چہارم:** یہ کہ اس نے ضروریات دین کا مثل حشر جسمانی وغیرہ کا انکار کیا۔

**پنجم:** یہ کہ اس نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو اس کو نہیں مانتے کافر کہا۔

ان پانچوں وجوہ کا ثبوت دجال مذکور کی کتابوں سے اور ان کا کفر ہونا کتاب وسنت واقوال فتاویٰ اکابر امت سے ثابت کیا گیا۔ کتابوں کی عبارتیں پیش کی گئیں۔ ان تمام شہادتوں کو عدالت نے حرف بحرف قلم بند کیا۔ پھر فریق مخالف کو حق دیا کہ وہ ان مذہبی مقدس گواہوں پر بے دھڑک جرح کرے۔ یہ تمام شہادتیں مع جرح کے آٹھ دنوں میں ختم ہوئیں۔

ان شہادتوں سے پہلے مدعا علیہ یعنی مرتد غلمدی کا بیان عدالت لے چکی تھی۔ جس نے بہت صفائی کے ساتھ یہ بیان دیا تھا کہ ’’مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور خدا کا نبی مانتا ہوں مثل ان انبیاء کے جو ہو چکے ہیں۔‘‘

علمائے اسلام ادام اللہ دامت برکاتہم کی شہادتوں کے بعد عدالت نے مقدمہ کی پیشی بڑھا دی اور آیندہ پیشی ڈھائی مہینہ کے بعد یعنی ۵ نومبر ۱۹۳۲ء سے مقرر فرمائی۔

حضرت شیخ الجامعہ نے حضرت والدی الماجد عم فیضہم کو ان تمام واقعات کی اطلاع دے کر پھر مزید اصرار فرمایا کہ مرزائی مبلغین کی شہادت سنئے اور ان پر جرح کرنے کے لئے آپ کا تشریف لانا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح یکم رجب ۱۳۵۱ھ بمطابق یکم نومبر ۳۲ء کو رونق افروز بہاولپور ہوئے۔

غلمدیوں نے اپنی طرف سے پہلا گواہ جلال الدین شمس کو قرار دیا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ دمشق ومصر وغیرہ وغیرہ میں رہ کر اس نے عربی پڑھی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس فرقہ کا سب سے زیادہ مستند عالم یہی ہے۔

ڈھائی مہینہ کی طویل مدت میں خاص قادیان کے اندر پاپائے قادیان اور امت غلمدیہ کے دوسرے کہنہ مشق لوگوں کے متفقہ مشورہ اور جانکاہ محنت کے ساتھ شہادت مرتب کی گئی۔ فلسکیپ

سائز کے کاغذ پر لکھی گئی۔غلمدی مذکور یہ لکھا ہوا ضخیم دفتر لئے ہوئے حاضر عدالت ہوئے اور اسی کو دیکھ دیکھ کر پڑھنا شروع کیا۔اور پورے سات دن تک اس سبق خوانی کا سلسلہ جاری رکھا۔

روزانہ دس بجے دن سے ڈھائی بجے تک یہ شہادت ہوتی تھی۔ ہمارے علمائے کرام بھی بڑی پابندی سے کچہری میں تشریف لے جاتے تھے اور باجازت عدالت دو آدمی ہمارے اس شہادت کو حرف بحرف قلمبند کرتے تھے۔

باوجودیکہ یہ شہادت اس قدر محنت اور اتنی مدت میں تیار کی گئی تھی۔مگر الفاظ اور معانی کا بے

ربط و بے محل ہونا، عبارت کا اکثر مقامات میں خبط ہونا، تطویل لاطائل اور مکرر الفاظ کا بے فائدہ بار بار لانا، عربی الفاظ اور اعراب تو درکنار معمولی فارسی عبارت مثلاً مولانا جامی کے عقائد نامہ کے اشعار کا غلط پڑھنا اور یہ اس کے مثل اور بہت سی چیزیں بتا رہی تھیں کہ اس مقدمہ نے غلمدیوں کو بدحواس کر دیا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ شہادت بڑے معرکہ کی شہادت تھی اور پاپائے قادیان بشیر الدین خلیفۃ الدجال کی پوری طاقت اس میں ختم ہوئی لیکن حق کو باطل اور باطل کو حق بنا دینا کسی کے امکان میں ہوتا تو دین اسلام دنیا سے کب کا رخصت ہو چکا تھا۔

اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ایک سال کامل اگر مرزا اور مرزائیوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا تو بھی ان کے کفریات کی حقیقت اتنی منکشف نہ ہوتی جتنی کہ اس ہفت روزہ شہادت سے منکشف ہوئی۔ سچ ہے زبان اور قلم میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ فتبارك الله احسن الخالقين

جج صاحب نے جن کے اجلاس میں یہ مقدمہ ہے پہلے ہی حکم سنا دیا تھا کہ اس وقت ۱۵ نومبر تک میں اس مقدمہ کی سماعت کروں گا اس کے بعد سال تمام کی وجہ سے مجھے دوسرے سرکاری کاموں کا انصرام کرنا ہے۔ جلال الدین شمس غلمدی نے جب اپنی شہادت ۱۲ نومبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۵۱ھ بروز شنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن کے ختم کر دی تو جج صاحب نے ہمارے علمائے کرام سے پوچھا کہ آپ حضرات کو اس شہادت پر کچھ جرح کرنا ہے؟ ہماری طرف سے کہا گیا کہ

---

۱۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، مولوی الٰہی بخش صاحب ریاست بہاولپور کے ساکن ہیں مگر غلمدیوں کے مذہب میں جھوٹ بولنا ان کے متنبی کی سنت ہے۔

ہم جرح کے لئے تیار ہیں۔اور کم سے کم پندرہ دن جرح کریں گے۔اور ہماری جرح میں ان شاء اللہ ایسے ضروری امور ہوں گے کہ مقدمہ زیر بحث کا پورا انکشاف ہو جائے گا۔اور عدالت کو اصل حقیقت کے سمجھنے اور فیصلہ کرنے میں بہت سہولت ہوگی۔ کچھ ردوکد کے بعد عدالت نے اس کو منظور کرلیا۔مگر ساتھ ہی یہ حکم سنایا کہ اب اس مقدمہ کی پیشی مارچ میں ہوگی۔اتنی مدت طویلہ کا انتظار اکثر حضرات کو بہت شاق گزرا اور عدالت کو اس طرف توجہ بھی دلائی گئی مگر جج صاحب نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر فرمایا۔غرضکہ مقدمہ اب مارچ میں انشاءاللہ تعالیٰ ہوگا۔اور علمائے اسلام کی طرف سے پندرہ دن کامل بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ جرح ہوگی۔اور انشاءاللہ اس زلزلہ افگن منشور ربانی کا منظر دنیا کے سامنے آجائے گا۔"واذا انزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین"۔

## دو لطف انگیز کاروائیاں

۱۔ابتدائے مقدمہ میں عدالت سے یہ طے ہوگئی تھی کہ فریقین میں سے کسی کی طرف سے کوئی وکیل بیرسٹر نہ ہوگا۔مگر غلمدیوں نے اپنی شہادت کے وقت اس قرارداد کے خلاف ایک غلمدی بیرسٹر کو لاہور سے بلایا جو بار بار خواہ مخواہ عدالت کو قانونی بحثوں میں جا و بے جا (جابجا) الجھاتا تھا۔یا بالفاظ دیگر اصل مبحث کو مغالطات کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرتا تھا۔عدالت کے روکنے پر بھی نہ رکتا تھا،ایک روز اس نے عدالت کی شان کے خلاف بھی کچھ باتیں کیں جن پر بالآخر اس نے معافی مانگ لی۔

۲۔غلمدی صاحبان نے ملتان میں انگریزی عدالت میں مولوی الٰہی بخش صاحب پدر دختر مذکور کو ضلع ملتان کا ساکن قرار دے کر استغاثہ دائر کردیا کہ لڑکی کو رخصت کرادیا جائے اور دستی سمن لے کر عدالت بہاولپور میں پیشی کے مقدمہ کے وقت مولوی الٰہی بخش صاحب پر تعمیل کرادی جائے۔

مطلب یہ تھا کہ مولوی الٰہی بخش کو انگریزی عدالت میں الجھا کر بہاولپور کے مقدمہ کو خورد و برد کردیں۔مگر ان شاءاللہ تعالیٰ یہ کید ان کا رائیگاں ہو جائے گا ملتان میں یک طرفہ ڈگری بھی اگر غلمدیوں کو مل جائے تو انگریزی عدالت کی ڈگری کا اجرا بہاولپور میں نہیں ہوسکتا۔

---

۱۔ مرزا قادیانی نے اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۴۰ء یا ۳۹ لکھی ہے، کتاب البریہ/۱۵۹، رخ:۱۳/۱۷۷

## فصل سوم فرقہ غلمدیہ کی مختصر تاریخ

فرقہ غلمدیہ کا بانی مرزا غلام احمد پنجاب کے ایک چھوٹے قصبہ کادیان ضلع گورداسپور کا رہنے والا تھا۔ شہر امرتسر سے شمال مشرق کو جو ریلوے لائن جاتی ہے اس میں ایک بڑا اسٹیشن بٹالہ ہے، بٹالہ سے گیارہ میل کے فصل پر کادیان ہے۔ اور اب کئی سال ہوئے بٹالہ سے کادیان کو ریلوے لائن بن گئی ہے۔ راقم الحروف نے کادیان کو دیکھا ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنے وطن کے نام کو بھی دجل وفریب سے خالی نہیں رکھا یعنی اس کو قادیان مشہور کیا۔ اور اس نام کے مشہور کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کرنا پڑیں، روپیہ بھی صرف ہوا رشوتوں کی داد وسند بھی ہوئی۔

مرزا غلام احمد مذکور ۱۲۶۱ھ بمطابق ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوا[1] اور ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرا۔ مرزا غلام احمد کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ طبابت کا پیشہ کرتے تھے اور کچھ مختصر سی زمینداری بھی تھی۔ مرزا نے ابتدائی عمر میں فارسی اور کچھ عربی پڑھی، کتب درسیہ تمام نہیں ہونے پائیں کہ فکر معاش نے پریشان کر دیا۔ تحصیل علم کو چھوڑ کر نوکری کی تلاش میں سرگرداں ہونا پڑا۔

مرزا کا ابتدائی زمانہ نہایت گمنامی اور تنگدستی میں گزرا جیسا کہ خود مرزا نے اپنی کتاب البریہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی مفلسی اور پریشان حالی کو بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ میرے باپ دادا انہیں سختیوں میں مر گئے۔

خدا جانے کس طرح اور کس کس کی چوکھٹ پر جبہ سائی کے بعد سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار نوکری مل گئی، مگر اس قلیل رقم میں فراغت کے ساتھ بسر نہ ہو سکی۔ چنانچہ اب یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ مختاری کا قانون پاس کر کے مختاری کا پیشہ شروع کریں۔ بڑی محنت سے قانون انگریزی یاد کیا مگر امتحان میں ناکامی کا داغ پیشانی پر لگا۔

چالاکی فطرت میں تھی، لہٰذا مختاری کے امتحان میں ناکام ہونے کے بعد آپ نے ایک دوسرا راستہ معاش اپنے لئے تجویز کیا یعنی اشتہار بازی اور تصنیف وتالیف کے ذریعہ سے شہرت حاصل کرنے اور اس شہرت کو ذریعہ معاش بنانے کے درپے ہوئے۔

سب سے پہلے آپ نے آریوں کے مقابلہ میں اشتہار بازی کی بڑے بڑے اشتہارات نہایت آب وتاب سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کئے۔ راقم کی نظر سے مرزا قادیانی کے کئی

ابتدائی اشتہارات گزر چکے ہیں۔ایک اشتہار پر ۲ مارچ ۱۸۷۸ء کی تاریخ ہے۔

جب اس طریقہ سے ایک حد تک شہرت حاصل ہو چکی تو ایک کتاب براہین احمدیہ آریوں کے مقابلہ میں تصنیف کی اور اس کے لئے بڑے بڑے اشتہار نکالے، مسلمانوں سے چندہ لیا۔اور خوب لیا۔ ہزاروں روپیہ اس بہانہ سے وصول کرلیا اور کچھ فراغت واطمینان سے بسر ہونے لگی۔

غالبًا مرزا غلام احمد نے اس وقت سے اپنے دماغ میں یہ خیالات قائم کر لئے تھے کہ بتدریج مجددیت پھر مسیحیت پھر نبوت ورسالت کے دعوے کرنا چاہیے، اگر یہ دعوے چل گئے تو پھر کیا ہے، اچھی خاصی بادشاہت کا لطف آجائے گا اور اگر نہ چلے تو اب کون سی عزت حاصل ہے۔ جس کے چلے جانے کا خوف ہو۔ بنیاد ان دعوؤں کی ان کے ابتدائی اشتہارات میں بھی کچھ موجود ہے۔خوش قسمتی سے مرزا غلام احمد کو اسی ابتدائی زمانہ میں کچھ دنوں سرسید احمد خان علی گڑھی کی صحبت بھی نصیب ہوگئی۔اور ان کے آزاد خیالات نے مرزا کے لئے اس کے مجوزہ راستہ کو کچھ سہل کر دیا۔اس زمانہ میں سرسید یہ مسئلہ اختراع کر چکے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے، کوئی انسان اتنے دنوں تک زندہ نہیں رہ سکتا۔انگریزی طبقہ اس مسئلہ سے مایوس ہو چکا تھا لہذا مرزا غلام احمد نے اپنے آغاز مقصد کے لئے اسی مسئلہ کو منتخب کرلیا۔مرزا غلام احمد نے ابتداً اسی پر بڑا زور دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے، بڑے بڑے اشتہار بھی شائع کئے، علاوہ عقلی استبعادات اور خانہ ساز الہامات کے کئی آیات قرآنیہ اور کئی حدیثوں کو بھی دور از کار تاویلات کا لباس پہنا کر اپنے استدلال میں پیش کیا۔علمائے اسلام کو مباحثہ کے لئے چیلنج دیئے اور کئی مقام پر مباحثہ بھی کیا، سب سے بڑا مباحثہ جو اس مسئلہ پر ہوا۔وہ بمقام دہلی جناب مولوی محمد بشیر صاحب سہوانی مرحوم سے تھا۔جس میں مرزا نے بالآخر اپنی عاجزی ومغلوبیت دیکھ کر یہ بہانہ کیا کہ میرے گھر سے تار آیا ہے، میرے خسر بیمار ہیں، اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کی۔روئداد اس مباحثہ کی چھپ گئی ہے جس کا نام الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح ہے۔یہ مسئلہ چونکہ انگریزی دانوں کے

---

۱۔ جناب مولوی امیر شاہ خان صاحب ساکن مینڈھو جن کی وفات کو چند سال ہوئے معمر آدمی تھے قبل آزادی جنگ ۱۸۵۷ء کے بزرگوں کے ملنے والے تھے وہ بیان کرتے تھے کہ مرزا غلام احمد نے مجھ سے کہا تھا کہ رئیس مینڈھو کو میرا مرید کرا دیجئے، جناب مولوی امیر شاہ خان صاحب کے بیان کئے ہوئے اکثر واقعات کتاب امیر الروایات میں ہیں، جو خانقاہ اشرفیہ سے شائع ہوئی ہے۔

مذاق کے مطابق تھا، اس طبقہ کی توجہ آپ کی طرف زیادہ مبذول ہوئی اور مقصود بھی یہی تھا کہ یہ دولت مند اور دخیل حکومت طبقہ متوجہ ہو۔ آج بھی غلمدیوں میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہیں۔

مرزا غلام احمد کو ابتداً میں خوش قسمتی سے کچھ شیعہ علماء کی صحبت بھی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ایک صاحب جو شیعہ مذہب کے عالم تھے۔ مدتوں آپ کے استاد بھی رہے، (سیّد گل علی شاہ) اس ذریعہ سے آپ کو شیعوں کے مسئلہ امامت پر کافی اطلاع حاصل ہوئی۔ اور ختم نبوت کے انکار کا راستہ آپ کے لئے سہل ہوگیا۔ اور آپ کے ذہن رسا نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ کس طرح ایک نئے مذہب کی بنیاد پڑتی ہے۔ اور اس کے لئے کس طرح پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

موقع پاکر مرزا قادیانی نے پہلے اپنے کو ایک روشن ضمیر صوفی ظاہر کیا اور خفیہ طور پر دلال مقرر کئے کہ امیروں کو ترغیب دے کر مرید کرائیں۔ ریاست مینڈھو ضلع علی گڑھ کے ایک واقعہ نے اس راز کو ظاہر کر دیا۔ پھر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مثیل مسیح ہونے کا پھر مہدی ہونے کا ادعا کیا۔ مریم بھی بنے اور ابن مریم بھی بنے۔ اس کے بعد ختم نبوت کا انکار کر کے نبی بن گئے۔

کچھ دنوں اپنے کو ظلی و بروزی نبی کہتے رہے اور ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے کو حقیقی نبی و رسول صاحب شریعت فرمانے لگے، اپنے کو تمام انبیاء سے اعلیٰ و افضل قرار دیا اور اپنے نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور ان کو طرح طرح کی گالیاں دیں۔ اور آخر آخر میں کرشن ہونے کا شرف بھی حاصل کرلیا۔ بلکہ انصاف یہ ہے کہ مرزا نے الوہیت کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ کوئی مرتبہ صاحب سے چھوٹنے نہیں پایا۔

ان مختلف دعوؤں میں مرزا قادیانی نے عجیب عجیب رنگ بدلے ہیں اور عجیب دجل سے کام لیا ہے اور ایسی ترکیب رکھی ہے اگر کہیں کسی وقت کسی دعوے سے کچھ نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو فوراً اس سے انکار کر جائیں۔ مرزا اور مرزائیوں کی کتابوں کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد اس دجل کا راز کھلتا ہے۔ اور پھر کوئی بڑے سے بڑا چالاک مرزائی بھی تاویل کر کے نہیں بچ سکتا

غرضیکہ ان ترکیبوں سے مرزا کو خوب شہرت حاصل ہوئی اور سادہ لوحوں کو خوب شکار کیا۔

---

۱۔ جس طرح اس شخص نے ریش کو جو عربی زبان میں بمعنی زینت سے فارسی کا لفظ قرار دے کر داڑھی کے معنی میں لے لیا، اسی طرح رجل یسعی کو نام بتا رہا ہے، حالانکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ بستی کے کنارہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔

خوب دولت حاصل کی اور خوب عیش کیا۔ عمدہ عمدہ غذائیں نفیس نفیس لباس جو کبھی اس کے باپ دادا کو بھی نصیب نہ ہوئے تھے۔ استعمال کرتا رہا۔ اور اپنی اولاد کے لئے دولت دنیا کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر گیا۔ یہ سب کچھ تو ہو چکا ہے مگر اب وہ ہے اور دارالجزا ہے، جہاں نہ اشتہار بازی کام آسکتی ہے۔ نہ دجل وفریب کے دعوے، نہ حکومت انگلشیہ کی سرپرستی، اسکو عذاب الٰہی سے نجات دلاسکتی ہے۔ نہ مسلمانوں کی بدخواہی اور دشنام دہی سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد کے بعد اس کا دوست حکیم نورالدین خلیفہ ہوا اور مرزا کی فریب کاریوں میں زندگی کے آخری دن بسر کرنے کے بعد وہ بھی چل بسا۔ اب آج کل مرزا کا خلیفہ دوم اس کا بیٹا مرزا البشیرالدین محمود ہے جو پورا مصداق اس مثل مشہور کا ہے ''اگر پدر نتراند پسر تمام کند''

اپنے باپ کے مشن کو ترقی دینے اور گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت حاصل کرنے کی تدبیروں کو اپنے باپ سے بہتر جانتا ہے، مگر بایں ہمہ دروغ کو کہاں تک فروغ ہوسکتا ہے۔ اب غلمدیت روبہ تنزل ہے اور باوجودیکہ اس دورفتن میں جو فتنہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ وہ روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے لیکن غلمدیت پر فنا کے آثار طاری ہو چکے ہیں۔

خلیفہ دوم کے زمانہ میں غلمدیوں میں باہم سخت افتراق پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت تک ان میں پانچ فرقے مستقل ہو چکے ہیں۔ (جن کی تفصیل صحیفۂ رنگون میں گزر چکی ہے اس لئے اسے یہاں سے حذف کیا جاتا ہے)

ان پارٹیوں کے علاوہ شخصی طور پر مرزا غلام احمد کی برکات سے جو بزرگ رونما ہو رہے ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں ہوسکتا۔ مثلاً ایک شخص غالباً ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے۔ جس نے اپنا نام رجل یسعیٰ رکھا ہے اور اس نام کے رکھتے ہی اس نے اپنا گھر بستی کے کنارہ بنالیا ہے۔ جس طرح مرزا نے منارۃ المسیح بنایا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ''وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعی (سورہ یٰسین) میں ہی مراد ہوں، میرا نام رجل یسعی ہے یہ شخص ایک بڑا ٹوپ پہنتا ہے۔ جس میں صرف آنکھیں اور ناک وغیرہ کھلی رہتی ہے۔ اور داڑھی چھپی رہتی ہے۔ کہتا ہے کہ داڑھی کا چھپانا فرض ہے قرآن مجید میں ہے۔ لباسا یواری سواتکم وریشا یعنی ایسا لباس جو ریش یعنی داڑھی کو چھپائے۔[1]

**خلاصہ** یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے دین اسلام میں ایک ایسا رخنہ پیدا کر دیا کہ اب اس

رخنہ سے بے تعداد مفاسد رونما ہوتے چلے جارہے ہیں اور سب کا نصب العین یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کے ظل رحمت سے نکال دیا جائے۔حق تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کی امت پر رحم فرمائے۔اور اس بلا کو جلد دفع فرمادے۔اور سرور انبیاء ﷺ کی غلامی کا طوق گردن سے جدا نہ کرے۔

ہرگز ایں رشتہ راخلل مرساد تا بہ حشرم بنی باد

آمین ثم آمین

## فصل چہارم مرزا غلام احمد کے متعلق چند ضروری معلومات

مرزا غلام احمد نے جو فتنے دین میں پیدا کئے اور ضروریات دین کا جس طرح انکار کرکے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی تعلیم کے ساتھ تمسخر کیا اور الحاد و زندقہ کو پھیلایا، ان سب باتوں کو اگر نمونہ کے طور پر بھی بیان کیا جائے تو یہ رسالہ ایک بڑی کتاب بن جائے۔لہذا یہاں اس کے صرف تین اوصاف بیان کئے جاتے ہیں۔

**اول:** یہ کہ وہ بڑا کذاب تھا۔

**دوم:** یہ کہ اس نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں بہت کیں۔

**سوم:** یہ کہ اس نے نبی ورسول بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعوی کیا۔

### مرزا کا کذاب ہونا

دنیا میں ہمیشہ تمام اہل مذاہب بلکہ لا مذہبوں نے بھی جھوٹ کو بدترین عیب سمجھا ہے سوا غلمدیوں اور شیعوں کے کسی نے جھوٹے شخص کو نبی یا پیشوائے واجب الاطاعۃ نہیں مانا۔

مرزا غلام احمد کا جھوٹا ہونا ایسا ناقابل انکار واقعہ ہے کہ خود اس کے جاں نثاروں کو بھی ماننا پڑا، چنانچہ قادیان سے ایک رسالہ شائع ہوا ہے جس کا نام ''نبی کی پہچان'' ہے۔اس میں لکھا ہے کہ ''مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں دس سے زیادہ جھوٹی ثابت نہیں ہوئیں، ان لوگوں کے نزدیک دس باتوں کا جھوٹ ہوجانا کوئی عیب نہیں۔مگر افسوس کہ یہ کہنا بھی غلط ہے اگر اور علمائے کرام کی تصنیفات سے قطع نظر کرکے صرف ان کتب ورسائل کو دیکھا جائے جو خانقاہ رحمانی مونگیر سے شائع ہوچکے ہیں۔تو دس جھوٹ کہنے والے کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوجائے۔

سنو! فیصلہ آسمانی حصہ اول مع تتمہ میں مرزا کے ۱۵۹ فریب اور جھوٹ دکھائے گئے ہیں

فیصلہ آسمانی حصہ دوم میں ۴۲، مسیح کاذب میں دو درجن یعنی ۲۴، ہدیہ عثمانیہ میں ۱۷۱ کل میزان چار سو چھیالیس ۴۴۶ ہوئی۔ صحیفہ رحمانیہ اور صحیفہ محمدیہ کے متعدد نمبروں میں جو جھوٹ مرزا کے دکھائے گئے ہیں ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

جھوٹ کی یہ کثرت دیکھ کر بعض غلمدیوں کو مثل مولوی عبدالماجد بھاگلپوری کے منہاج نبوت تصنیف کرنی پڑی، جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جھوٹ بولنا تمام نبیوں کا شیوہ رہا ہے۔ گویا کہ کذب خاصہ نبوت ہے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اس منہاج نبوت کی بنیاد خود مرزا اپنے ہاتھ سے رکھ گیا تھا جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے معلوم ہوگا۔

مرزا غلام احمد جھوٹ بولنے میں ایسا مشاق تھا کہ شاید ہی کوئی امکانی جھوٹ اس سے چھوٹا ہو عقلاً جھوٹ کی تین قسمیں ہوسکتی ہیں۔ گزشتہ واقعات کے متعلق جھوٹ بولنا موجودہ واقعات کے متعلق جھوٹ بولنا۔ آئندہ واقعات کے متعلق جھوٹ بولنا یعنی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنا مرزا کے کلام میں یہ تینوں قسمیں جھوٹ کی بکثرت موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ مرزا اپنی کتاب اربعین نمبر ۳ /۹، رخ: ۳۹۴/۱۷ میں لکھتا ہے ''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل صاحب علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا ہے، کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیوں کہ کاذب ہے۔ (یعنی جھوٹا سچے کے سامنے مرجائے گا)۔ حالانکہ ان دونوں نے اپنی کتاب میں یہ مضمون نہیں لکھا۔ کتاب دعاوی مرزا میں اس جھوٹ کو سچ کرنے والے کیلئے مبلغ پانچ سو روپیہ نقد انعام کا اعلان ہوا، پھر صحیفہ رحمانیہ نمبر اول مطبوعہ ۱۳۳۲ھ میں پھر صحیفہ محمدیہ نمبر ۸ مطبوعہ ۱۳۳۵ھ میں مطالبہ کیا گیا، مگر کسی غلمدی نے آج تک انعام حاصل کرنے کی جرأت نہ کی اور نہ اب کرسکتا ہے۔

۲۔ اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء میں مرزا کا قول ہے کہ جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب ہلاک ہوئے۔ حالانکہ سوا صوفی عبدالحق صاحب کے کسی سے مرزا نے مباہلہ ہی نہیں کیا اور صوفی مرزا قادیانی کے مرجانے کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے۔ غلمدیوں کی کذب پرستی قابل آفرین ہے کہ اپنے پیغمبر کے اس جھوٹ کو اب تک گا رہے ہیں۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین پیغام صلح مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۶ء میں لکھتے ہیں کہ ''کئی ایک مخالفین بالمقابل کھڑے ہوکر اور مباہلہ کرکے اپنی ہلاکت سے خدا کے اس نامور کی صداقت پر مہر لگا گئے...... سچ

ہے......''کاذب کے پیرو بھی کاذب ہی ہوتے ہیں''۔

۳۔مرزا اربعین نمبر۳ر۱۷، رخ: ۴۰۴/۱۷ میں لکھتا ہے کہ ''یہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اسے کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے۔

اس عبارت میں چھ جھوٹ ہیں، کیونکہ تین باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مسیح علماء اسلام کے ہاتھوں دکھ اٹھائے گا دوسرے یہ کہ علمائے اسلام مسیح کو کافر کہیں گے، تیسرے یہ کہ علمائے اسلام مسیح کے قتل کا فتویٰ دیں گے۔ اور ان تینوں باتوں میں سے ہر ایک کے لئے قرآن مجید کا حوالہ بھی دیا اور حدیث کا بھی۔ حالانکہ یہ مضامین نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں۔

بہاولپور کے مقدمہ میں جلال الدین شمس غلمدی نے بھی اپنی شہادت میں یہ جھوٹ بولا ہے انشاءاللہ تعالیٰ جرح میں پوری حقیقت کھل جائے گی۔

۴۔مرزا اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ۴ (رخ ۹۶/۱۹) میں لکھتا ہے کہ

۱۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔

۳۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے۔

۴۔ کہ جو یہی زمانہ ہے۔

۵۔ اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے۔

۶۔ جو یہی زمانہ ہے۔

۷۔ اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی۔

۸۔ اور زمین نے بھی

۹۔ اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔

اس عبارت میں نو جھوٹ ہوئے جیسا کہ ہم نے عبارت کو نمبر دے دیئے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ لطیف پانچواں جھوٹ ہے کہ قرآن نے ان کے آنے کا زمانہ معین کر دیا ہے۔ کیا کوئی غلمدی اس جھوٹ کو سچ بنا سکتا ہے؟؟؟

۵۔مرزا اپنی کتاب شہادۃ القرآن ر۴۱، رخ: ۳۳۷/۶ میں لکھتا ہے۔

اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ "ھذا خلیفۃ اللہ المھدی" اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

کیا ہے کوئی غامدی جو اس مضمون میں ایک روایت بھی صحیح بخاری میں دکھا کر اپنے پیغمبر کی پیشانی سے اس داغ کو مٹائے؟

۶۔ مرزا اپنی کتاب نشان آسمانی ر۱۸ (رخ: ۴/۳۷۸) میں لکھتے ہیں۔ "جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے۔ کہ خدائے تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا لیکن چودھویں (صدی) کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اس قدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں۔ جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔"

خدا کی پناہ اس جھوٹ کی کچھ حد ہے کسی حدیث میں نہ چودہویں صدی کا ذکر ہے نہ چودہویں صدی میں مہدی کے آنے کا نہ چودہویں صدی کے مجدد کے بارہ میں خصوصیت کے ساتھ کوئی اشارت یا بشارت ہے۔

کیا کسی غامدی میں ہمت ہے کہ کوئی ایک روایت اس مضمون کی کسی کتاب میں دکھلا دے؟

کیوں غامدیو! نبی ایسے ہوتے ہیں کہ جھوٹے حوالے کتابوں کے دے دے کر جاہلوں کو بہکایا کریں؟

۷۔ اخبار بدر مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء میں مرزا کا قول ہے کہ "ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔" (مثلہ معرفت ر۲۸۶، رخ: ۲۳ر۲۹۹)

کیا تاریخ وسیر یا حدیث کی کسی کتاب میں کوئی غامدی دکھا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے گیارہ بیٹے ہوئے؟ فوت ہو جانا تو پیچھے کی بات ہے۔

۸۔ مرزا اپنے اشتہار مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء میں جس کی سرخی ہے۔ ''عام مریدوں کے لئے ہدایت'' لکھتا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔'' (مجموعہ اشتہارات: ۲/۱۳/۷)

کیا کوئی غلمدی کسی روایت حدیث میں وبائی مقام سے بھاگ جانے کا حکم دکھا کر اپنے پیغمبر کو دروغ گوئی کی ذلت وخواری سے بچا سکتا ہے؟

۹۔ مرزا تحفۂ غزنویہ/۵، رخ: ۱۵/ ۵۳۵ میں لکھتا ہے ''یہ تمام دنیا کا مانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاریٰ اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیش گوئی بغیر شرط توبہ اور استغفار اور خوف کے بھی ٹل سکتی ہے۔''

پھر اسی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ۔ ''وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیوں کی نسبت خداتعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ خواہ پیش گوئی میں شرط ہو یا نہ ہو تضرع اور توبہ اور خوف کی وجہ سے ٹال دیتا ہے'' (تحفہ غزنویہ/۶، رخ: ۱۵/ ۵۳۶)

حالانکہ یہ سب کذب صریح ہے اور تمام دنیا پر افترا ہے اور اس کو خدائے تعالیٰ کی سنت کہنا مرزا کی بے دینی اور گستاخی کی روشن دلیل ہے۔ کیا کوئی غلمدی کسی کتاب سے اس عقیدہ کو دکھلا کر مرزا کو دروغ گوئی کی لعنت سے بچا سکتا ہے؟

قرآن صاف پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ **لا تحسبن الله مخلف وعده رسله** (الرعد ۳۱)

یعنی خدا اپنے وعدہ کو خاص کر اپنے رسولوں سے خلاف نہیں کرتا مرزا قادیانی اس آیت کے خلاف خدا کی وعدہ خلافی کو متفق علیہ عقیدہ اور سنت اللہ کہہ رہا ہے۔

۱۰۔ مرزا اپنی کتاب انجام آتھم/۳۰ حاشیہ، رخ: ۱۱/ ۳۰ میں لکھتا ہے ''خداتعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن کا عذاب نازل کرنے کا وعدہ دیا تھا۔ اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں تھی جیسا کہ تفسیر کبیر/۱۶۴، اور امام سیوطی کی تفسیر در منثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔'' پھر اسی انجام آتھم کے حاشیہ/۳۱، ۳۲ (رخ: ۱۱/ ۳۱، ۳۲) میں لکھتے ہیں ''جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیش گوئی میں بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے تو پھر اس اجماعی عقیدہ

سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔''

اس عبارت میں چھ عدد جھوٹ وافترا ہیں۔(۱) خدا پر افترا (۲) رسول یعنی آنحضرت ﷺ پر افترا (۳) حضرت یونس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر افترا (۴) تفسیر کبیر پر افترا (۵) تفسیر درمنثور پر افترا (۶) اجماعی عقیدہ کہہ کر تمام امت پر افترا

ہرگز ہرگز کسی کتاب میں نہیں ہے کہ قطعی وعدہ چالیس روز کا تھا بلکہ برعکس اس کے تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۸۸ میں صاف موجود ہے کہ نزول عذاب کا وعدہ مشروط تھا کہ اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب آئے گا اور ہرگز ہرگز کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہے نہ ہوسکتا ہے۔ کہ خدا کا وعدہ اور پھر وہ بھی قطعی ٹل جاتا ہے۔

مرزا کی جھوٹی پیش گوئیوں پر جب گرفت ہوئی تو اس نے یہ بات بنائی کہ تنہا میں ہی جھوٹا نہیں ہوں بلکہ اور نبیوں کی پیش گوئیاں بھی غلط ہوچکی ہیں۔ خدا کی عادت یہی ہے کہ عذاب کی پیش گوئی کو جو اگرچہ وہ مشروط بھی نہ ہو ٹال دیا کرتا ہے۔(نعوذ باللہ منہ)

۱۱۔مرزا قادیانی کشتی نوح ص۵ (رخ:۱۹/ ۵) میں لکھتے ہیں ''اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔''

کچھ حد اس دلیری و بے باکی کی ہے کہ قرآن کا جھوٹا حوالہ بار بار دیتا ہے اور شرم نہیں کرتا۔ کوئی غلمدی ہے جو قرآن شریف میں یہ مضمون دکھلا کر اپنے پیغمبر کو کذب کی روسیاہی سے بچالے؟

۱۲۔غلمدیوں میں ایک بڑا نامور شخص مولوی عبدالکریم تھا۔اس کے سرطان کا پھوڑا نکل آیا۔مرزا قادیانی نے ان کے لئے بڑی زور شور کی دعائیں مانگیں۔اور اپنے الہام شائع کئے کہ خدا نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ وہ شفا پائیں گے۔اخبار الحکم قادیان کے پرچے ۳۱ ؍اگست ۱۹۰۵ء لغایت اکتوبر ۱۹۰۵ء دیکھو کہ کس قدر پیش گوئیاں مولوی عبدالکریم کے متعلق ہیں۔ان میں سے ایک پرچہ کی عبارت بلفظہ یہ ہے۔''حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) حسب معمول تشریف لے آئے اور ایک رویا بیان کی جو بڑی ہی مبارک اور مبشر ہے جس کو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کردیا ہے۔فرماتے تھے آج تک جس قدر الہامات ومبشرات ہوئے ان میں نام نہ تھا لیکن

آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔'' (الحکم ۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ تذکرہ/۵۶۵)

مگر جب مولوی عبدالکریم اسی بیماری میں مر گئے تو مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی/۳۲۶، رخ: ۲۲/۳۳۹ میں لکھتے ہیں ''۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اس بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہوگئے تھے۔ ان کے لئے بھی میں نے دعا کی تھی۔ مگر ایک بھی الہام ان کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔''

یہاں دو جھوٹ مرزا نے بولے۔

**اول:** یہ کہ مولوی عبدالکریم کے صحت کی جھوٹی پیش گوئی کی۔

**دوم:** یہ کہ مولوی عبدالکریم کی صحت کے متعلق اپنا الہام شائع کر چکے تھے اور اس کو صاف طور پر بشارت کہہ چکے تھے مگر اب کہتے ہیں کہ کوئی تسلی بخش الہام تھا ہی نہیں۔

۱۳۔ مرزا دافع البلاء/۱۰، رخ: ۱۸/۲۳۰ میں لکھتے ہیں۔'' خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ کہ قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔''

غلام دیوں نے اپنے پیغمبر کی اس پیش گوئی کو بڑے متکبرانہ لہجہ میں شائع کیا اور مرزا خود بھی حسب عادت بہت اترایا۔ مولوی عبدالکریم مذکورالصدر نے بھی ایک بڑا مضمون اس پر لکھا کہ یہ مرزا کی شفاعت کبریٰ کے منصب کا ثبوت ہے اور قادیان کے تمام لوگوں کو مسلم ہوں یا غیر مسلم اپنے سایہ شفاعت میں لے لیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

مگر تمام دنیا جانتی ہے کہ قادیان میں طاعون پھیلا اور خوب پھیلا قادیان کی کل مردم شماری اس وقت ۲۸۰۰ تھی، اس میں ۱۳۱۳ (ایک ہزار تین سو تیرہ) اموات طاعون سے ہوئیں۔ پہلے تو غلام دیوں نے چھپانے کی کوشش کی مگر ناممکن امر کی کوشش میں کون کامیاب ہو سکتا ہے۔ بالآخر اقرار کرنا پڑا (دیکھو اخبار بدر قادیان ش ۸: ۱/۵۸، مورخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۲ء، مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء، مورخہ ۱۶ر اپریل ۱۹۰۲ء)

مرزا قادیانی نے اس جھوٹ کی تاویل کی کہ وحی الٰہی میں قادیان کا لفظ نہ تھا قریہ کا لفظ تھا دیکھو بدر مورخہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء یہ دوسرا جھوٹ مرزا قادیانی کا ہوا کہ خود ہی دافع البلاء میں لکھا کہ

غدا نے قادیان کا نام لے دیا اور اب کہتا ہے کہ وحی میں قادیان کا نام نہ تھا۔

۱۴۔ڈپٹی آتھم عیسائی کے موت کی پیش گوئی……

۱۵۔منکوحہ آسمانی (محمدی بیگم) کی پیش گوئی……

نوٹ: ان دونوں کی تفصیل صحیفۂ رنگون میں گزرچکی ہے اس لئے یہاں سے حذف کیا جاتا ہے۔البتہ اس پرحضرتؒ کے حاشیہ پر موجود نوٹ پیش خدمت ہے:

اپنے مخالفوں کو موت وعذاب وغیرہ کی پیشین گوئیاں کر کے ڈرانا مرزا قادیانی کی عادت میں داخل ہوگیا تھا اور اس کا سلسلہ بوجہ بے حیائی کے روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم کے متعلق ایک پیشین گوئی اسی قسم کی بیان فرمائی۔اس پر مقدمہ چل گیا۔مرزا قادیانی نے بڑی کوششیں کیں۔مگر سب بے سود رہیں۔آخر بڑی ذلت کے ساتھ کچہری جانا پڑا اور سب سے زیادہ ذلت یہ کہ عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ مرزا قادیانی سے ایک اقرار نامہ لے لیا جائے کہ آئندہ ایسی حرکت کسی مسلمان یا ہندو یا عیسائی کے ساتھ نہ کریں۔چنانچہ مرزا قادیانی نے اقرار نامہ لکھ کر داخل کیا۔اس اقرار نامہ میں صاف الفاظ میں لکھا کہ اب میں کسی کے متعلق ایسی پیشین گوئی نہیں کروں گا۔ نہ کبھی کسی کے لئے بددعا شائع کروں گا۔ یہ فیصلہ ۲۴؍ فروری ۱۸۹۹ء کا ہے۔قابل دید ہے۔سمجھدار کے لیے تو یہی واقعہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی ہے۔اگر مرزا قادیانی مامور من اللہ ہوتا تو کبھی ایسا اقرار نہ کرتا۔صاف کہہ دیتا کہ میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں کسی کے کہنے سے چھوڑ نہیں سکتا۔ چاہے مجھے مار ڈالو۔دیکھو رسول خدا ﷺ سے جب کفار مکہ نے کہا آپ ﷺ تبلیغ نہ کیجئے اور ابوطالب نے بھی آپ ﷺ کو سمجھایا تو آپؐ نے صاف کہہ دیا کہ اے چچا میں خدا کے حکم سے یہ کام کرتا ہوں اور اگر میرے ایک ہاتھ میں آفتاب دوسرے میں ماہتاب رکھ دیا جائے تب بھی چھوڑ نہیں سکتا۔

۱۶۔مرزا کا اپنے قسمیہ اقرار سے جھوٹا ہونا۔

مرزا قادیانی کئی دفعہ اپنے قسمیہ اقراروں سے کافر۔کاذب۔ملعون۔خائن۔بے ایمان۔دجال ثابت ہوچکے ہیں اور یہ سب الفاظ خود مرزا کے ہیں۔جو اس نے اپنے اوپر چسپاں کئے ہیں یہاں بطور نمونہ کے ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰ تا ۳۵، رخ:۱۱؍۳۱۴ تا ۳۱۹) میں لکھتا ہے:'' پس اگر

ان سات سال میں میری طرف سے خدائے تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں۔ اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدائے تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو۔ اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا۔"

کیا کوئی غلمدی یہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ اور ادیان باطلہ پر موت طاری ہوگئی، ہر طرف سے لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو گیا۔ اور دنیا اور رنگ پر آ گئی۔ اگر یہ باتیں پوری نہ ہوئیں تو مرزا اپنے قسمیہ اقرار سے جھوٹا ہوا یا نہیں۔؟ یہاں تک سولہ جھوٹ مرزا کے ہم نے بیان کئے۔ لیکن انصاف سے دیکھا جائے تو ہر جھوٹ کے اندر کئی کئی جھوٹ شامل ہیں۔ بھلا اتنا بڑا جھوٹا کذاب شرعاً عرفاً کسی طرح بھی اچھا آدمی کہا جاسکتا ہے؟ نبی ورسول ہونا تو بڑی بات ہے۔

## مرزا کا حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا گالی دینا

ہر شخص جانتا ہے کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی توہین کرنا اس کو گالی دینا سخت معصیت ہے اور اس کا مرتکب ہرگز اچھی نظر سے دیکھنے کے لائق نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا، ان کو گالی دینا جو قطعاً کفر ہے۔ اور اس کفر کا مرتکب کسی مہذب انسان کی نظر میں بھی قرار نہیں پاسکتا۔

قرآن مجید نے بار بار بڑے اہتمام سے انبیاء علیہم السلام کی عظمت وجلالت کا عقیدہ تعلیم کیا ہے اور مسلمانوں کو سب پر ایمان لانے اور سب کو یکساں واجب التعظیم سمجھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

مرزا غلام احمد کے متعلق جس طرح اس کے دروغ گوئیوں سے قطعی فیصلہ ہوتا ہے، اسی طرح یہ چیز بھی فیصلہ کردیتی ہے۔ کیونکہ اس نے نہایت کمینہ پن سے بازاری الفاظ میں انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دی ہیں اور ان کی توہین کی ہے۔

نوٹ: یہاں صحیۂ رنگون ہی سے مرزا کے انبیاء علیہم السلام کی گستاخیوں پر مبنی ۲۰ حوالہ جات

نقل کئے گئے ہیں جنہیں تکرار کی وجہ سے حذف کیا جارہا ہے۔

## مرزا کا ادعائے نبوت ونزول وحی شریعت

غلمدیوں میں گو قادیانی پارٹی مرزا کے فرزند وخلیفہ بشیر الدین محمود کی تعلیم کی بنا پر صاف طریقہ سے مرزا کو نبی کہتی ہے۔ اور مرزا کے ادعائے نبوت کو تسلیم کرنے لگی ہے۔ مگر صاحب شریعت نبی ہونے اور اس کا ادعا کرنے کو چھپاتی ہے۔ اور لاہوری پارٹی قطعاً اپنے مصالح کی بنا پر مرزا کی نبوت کا انکار کرتی ہے۔ اور اس کے ادعائے نبوت کو پردۂ راز میں رکھنے کی ناکام کوشش میں سرگرم ہے۔

لہذا اس وقت مرزا کی تصنیفات سے دعوی نبوت کے متعلق مرزا کے وہ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جو وہ ان دونوں پارٹیوں کا دجل معلوم کرنے کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ کار آمد ہوں گے۔ ملاحظہ کیجئے۔ نوٹ: یہاں بھی صحیۂ رنگون ہی سے ۲۴ حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں جنہیں حذف کیا جارہا ہے۔

## ایک ضروری فیصلہ

مرزا کے اقوال ہر معاملہ میں اس قدر مختلف ہوتے ہیں کہ جیسا موقع ہو ویسی بات بنائی جاسکے۔ بڑی وجہ اس اختلاف کی اس کی دجالیت ہے اور کچھ وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے دعووں میں بتدریج ترقی کی ہے جیسا کہ فصل سوم میں بیان ہو چکا۔

ادعائے نبوت میں بھی اس کے اقوال متضاد ہیں، کہیں تو صاف انکار اپنی نبوت کا ہے اور آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اقرار ہے اور کہیں دعوی نبوت کا تو ہے مگر صاحب شریعت نبی ہونے کا انکار ہے اور کہیں صاحب شریعت نبی ہونے کا بھی ادعا ہے۔

لاہوری پارٹی مرزا کے ان اقوال کو پیش کرتی ہے جن میں نبوت کا انکار ہے۱ اور دوسرے اقوال کو چھپاتی ہے یا دور از کار تاویلات کرتی ہے اور قادیانی پارٹی بھی جہاں دیکھتی ہے کہ دعوی نبوت سے مسلمان بھڑک جائیں گے۔ وہاں انہیں اقوال کو پیش کردیتی ہے کہ مرزا قادیانی تو خود

---

۱۔ یہ بھی دجل ہے کہ یہاں مطلق شریعت لانے کی نفی ہے اور آگے چل کر شریعت جدیدہ لانے کی نفی۔ جس سے شریعت غیر جدیدہ لانے کا اقرار ہوتا ہے اور کتاب اربعین میں اس کی صاف تصریح بھی ہے جیسا کہ

کہتا ہے کہ ع من نیسم رسول و نیاوردہ ام کتاب یا ان اقوال کو پیش کر دیتی ہے جن میں نبوت کا دعویٰ تو ہے مگر صاحب شریعت ہونے کی نفی ہے۔

**لہذا** اس مقام پر اس کا محققانہ فیصلہ خود مرزا کے فرزند اور خلیفہ بشیر الدین محمود کی زبان سے درج کیا جاتا ہے جس کے بعد پھر کسی غامدی کو چون چرا کی یا کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور چونکہ وہ فیصلہ حقیقت پر مبنی ہے لہذا لاہوری پارٹی بھی اس کے آگے سرنگوں ہے۔

سنو! بشیر الدین محمود اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ ۱۲۰، ۱۲۱ میں بجواب محمد علی لاہوری لکھتا ہے۔

''چونکہ میں نے مسیح موعود کی کتب میں سے وہ حوالے جن سے آپ کی نبوت کے خلاف استدلال کیا جاتا ہے، او پر نقل کر دیئے ہیں اور ان کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ ایک ۱۹۰۱ء سے پہلے کے اور ایک ۱۹۰۱ء کے بعد کے، اس لئے ہر ایک شخص بہ آسانی معلوم کر سکتا ہے۔ کہ جن کتب میں آپ نے اپنے نبی ہونے سے صریح الفاظ میں انکار کیا ہے اور اپنی نبوت کو جزئی اور ناقص اور محدثوں کی نبوت قرار دیا ہے، وہ سب کے سب بلا استثنا ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب ہیں۔ اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ تریاق القلوب بھی انہیں کتب میں سے ہے اور اس (۱۹۰۱ء) کے بعد کی کتب میں سے ایک کتاب میں بھی اپنی نبوت کو جزئی قرار نہیں دیا اور نہ ناقص اور نہ نبوت محدثیت اور نہ صاف الفاظ میں کہیں لکھا ہے کہ میں نبی نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں شریعت لانے والا نبی اور براہ راست نبوت پانے والا نبی نہیں ہوا۔

ہاں ایسا نبی ضرور ہوں جس نے نبوت کا فیضان بواسطہ آنحضرت ﷺ پایا ہے۔

اس اختلاف سے اتنا تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے عقیدہ میں ایک تبدیلی ضرور کی ہے۔ یعنی پہلے اپنی نبوت کو محدثیت قرار دیتے تھے لیکن بعد میں اس کا نام نبوت ہی رکھتے ہیں اور نبوت کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ شریعت جدیدہ لانے اور براہ راست نبوت پانے کا انکار کرتے ہیں۔''

پھر اس کے بعد بفاصلہ دس سطور لکھتا ہے۔

''اور چونکہ تریاق القلوب کے زمانہ تک آپ نے اپنے کو مسیح سے کلی طور پر افضل ہونے کا انکار کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے اور چونکہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے

کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے۔ جو دونوں خیالات کے درمیان میں برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس ایک طرف آپ کی کتابوں سے اس امر کے ثابت ہونے سے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نے نبی کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے۔ اور دوسری طرف حقیقۃ الوحی سے یہ ثابت ہونے سے کہ آپ نے تریاق القلوب کے بعد نبوت کے متعلق عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔''

اس عبارت میں بھی اگرچہ دجل وفریب بہت کچھ ہے مثلاً یہ کہ عقائد میں تبدیلی اور فسخ کو جائز رکھا ہے حالانکہ عقلاً ونقلاً انبیاء علیہم السلام کے عقائد میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوتی کہ پہلے ایک چیز کا عقیدہ ہو اس کے بعد اس کے ضد کا عقیدہ قائم ہو جائے نیز عقائد میں فسخ بھی نہیں ہوتا۔ فسخ صرف اعمال میں ہوتا ہے۔

مگر بایں ہمہ اس بات کا قطعی اور واقعی فیصلہ ہو گیا کہ مرزا نے ۱۹۰۱ء کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے کے اقوال جو لوگ پیش کر کے مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں، وہ اس دجال سے بڑھ کر دجالی کر رہے ہیں۔

## خاتمہ: ریاست بہاولپور کے کچھ مسرت انگیز چشم دید حالات

۱۔ بہاولپور ایک قدیمی اسلامی ریاست ہے۔ مسلمانوں کے دور اقبال کی ایک یادگار ہے۔ پنجاب کا آخری حصہ ہے۔ سرحد صوبہ سندھ سے ملی ہوئی ہے۔ علاقہ اکثر ریگستان اور غیر آباد ہے۔ ورنہ سرکار نظام کے سوا اور تمام ہندوستانی ریاستوں سے اس کی مالی حالت فائق ہوتی۔

۲۔ ریاست میں ماشاء اللہ دینداری کا بہت چرچا ہے۔ جمعہ کے دن تعطیل ہوتی ہے۔ سرکاری دفاتر بند رہتے ہیں، اتوار کے دن تمام کچہریاں اور سرکاری دفاتر کھلے رہتے ہیں۔ جامع مسجد کے قریب ہم لوگوں کا قیام تھا۔ پانچوں وقت بڑی بڑی جماعتوں کے ساتھ نماز ہوتی تھی۔ فرمانروائے بہاولپور شہر سے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ لیکن جب کبھی جمعہ میں آجاتے ہیں تو خطبہ بھی خود ہی پڑھتے ہیں۔ اور امامت نماز بھی خود ہی فرماتے ہیں۔

۳۔ ریاست بہاولپور کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ یہ مقام ان مفتوحات میں سے

ہے جو صحابہ کرام کے عہد میں ہوئی تھیں۔ صحابہ کرام کے قدوم متبرکہ سے یہ سرزمین منور ہو چکی ہے اور مقام اچ شریف میں جو ریاست کے علاقہ میں ایک مشہور بستی ہے وہ حضرات مدفون بھی ہیں، اس وقت ان کی قبروں کا کچھ نشان نہیں ملتا۔ مگر جو نورانیت اس سرزمین میں ہے اور جو دینداری اور برکت ہے وہ روشن دلیل اس کی ہے۔

۴۔ اس سرزمین میں اہل عرب کے دور کی شہادت کھجور کے درخت دے رہے ہیں۔ جنگل کے جنگل کھجوروں کے ہیں۔ کوئی مکان ایسا نہیں جس میں دو تین درخت کھجور کے نہ ہوں، یہ کھجوریں شکل اور ذائقہ میں عرب کی کھجوروں سے قریب ہیں اور سال بھر تک رکھ کر کھائی جاتی ہیں۔

۵۔ سرزمین بہاولپور کی دینداری کا ایک عمدہ نمونہ جس نے ہم لوگوں کو بہاول پور پہنچتے ہی خوش کیا وہ رمضان المبارک کے احترام کے لئے ایک سرکاری اعلان تھا جو دیواروں پر چسپاں تھا۔ جس کی چند کاپیاں وہاں سے حاصل کر کے میں اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اس کی نقل بلفظہ حسب ذیل ہے۔

## نقل اعلان سرکاری ریاست بہاول پور بابت احترام رمضان المبارک

حرمت رمضان المبارک کے قائم رکھنے کے لئے ہر سال دربار سے احکام جاری ہوتے ہیں لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان احکام کی پوری پابندی نہیں ہوتی۔ اس لئے بطور قانون مختص الامر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ

اگر کوئی شخص مسلمان (مرد یا عورت) عاقل بالغ ماہ رمضان دن کے وقت بلاعذر شرعی علانیہ کوئی چیز کھاتا ہوا یا پیتا ہوا یا حقہ نوشی وغیرہ کرتا ہوا پایا جائے یا کوئی مسلمان نان بائی، فالودہ فروش، حلوائی، شیر فروش، سوڈا لیمونیڈ فروش، شربت فروش، چھابڑے والا، تنور والا دن کے وقت علانیہ کاروبار فروخت یا تیاری اشیاء خوردنی کرے۔ الّا ایسے اوقات میں جس سے پایا جاتا ہے کہ افطار روزہ کے واسطے تیاری مقصود ہے تو ہر اہلکار پولیس کو جس کا درجہ سارجنٹ سے کم نہ ہو۔ اختیار ہوگا کہ ایسے شخص یا اشخاص کو بلا وارنٹ اپنی حراست میں لائے اور عدالت مجسٹریٹ مقامی میں پیش کرے۔ جہاں سے بشرط ثبوت جرم سزا قید تا سہ ۳ یوم یا سزائے جرمانہ...... تک کی دی جائے گی۔ ایسی سزائے قید پر قواعد عوضانہ جاری نہ ہوں گے۔

۶۔آج کل غلمدیوں کے متعلق عام طور پر مسلمانوں کا جوش نہایت قابل ستائش ہے قریب قریب روزانہ اسی موضوع پر وعظ ہوتے رہتے ہیں اور وعظوں میں احتجاج بھی خوب ہوتا ہے۔ لوگوں کو اس فرقہ کے متعلق معلومات بھی خوب ہوگئی ہیں۔

۷۔غلمدیوں نے دوسرے مقامات کی طرح بہاولپور میں بھی سیرۃ النبی کے جلسے بڑی کوشش سے کئے اور عوام کی دلچسپی کے سامان بھی بہت فراہم کئے مگر ایک تنفس مسلمان تماشا دیکھنے کی نیت سے بھی ان کے جلسہ میں نہ گیا۔سوا ان حکام کے جو انتظاماً وہاں متعین تھے۔

۸۔مسلمانوں کی بیداری اور جوش کو قائم رکھنے کے لئے پے در پے اشتہارات بھی خوب تقسیم ہوئے۔ ہر اشتہار کے ایک جانب تو غلمدیوں کے مذکورہ بالا جلسہ سیرت کی مضرتوں کا بیان ہے کہ اس پردہ میں کس طرح غلمدیت کی تحریک کی جاتی ہے۔اور دوسری جانب مرزا غلام احمد کے متعلق بہت کارآمد معلومات ہیں۔ مثلاً ایک اشتہار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو گالیاں مرزا نے دی ہیں۔ان کی دادیوں اور نانیوں کو زناکار کہا ہے۔ان کا بیان ہے۔اور ایک اشتہار میں مرزا سے پہلے جو دجال مدعیان نبوت گزرے ہیں۔ان کا تذکرہ ہے۔اور ایک اشتہار میں خلیفہ قادیانی کے تین فتوی اس کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔مثلاً غیر احمدی بچہ کا جنازہ مت پڑھو۔ غیر احمدی ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں۔غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ نہ چاہیے۔اور ایک اشتہار میں مرزا کی چند وحیاں ہیں جن میں مسلمانوں کی تکفیر اور اپنی بڑائی کا گیت گایا ہے۔

راقم الحروف آٹھ دس اشتہار اپنے ہمراہ لایا ہے۔

۹۔شہر بہاولپور میں ایک مجلس مشاعرہ کی ہوتی ہے اور اب اس میں بجائے واہی تباہی

---

۱۔ ندوۃ العلماء کے ایک جلسہ میں موسیو بشیر پاپائے قادیان لکھنؤ آئے۔ان کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ لیکن انہوں نے ہمت نہ کی۔مگر یہاں سے جاکر نور الدین کے سامنے اپنے فرار کا رونا روئے۔انہوں نے مفتی محمد صادق ایڈیٹر اخبار بدر اور مفتی سرور شاہ اور میر قاسم علی دہلوی کو حضرت والد ماجد دامت برکاتہم سے مناظرہ کے لئے لکھنؤ بھیجا۔اخبار بدر میں اعلان بھی ہوا مگر لکھنؤ پہنچ کر ان تینوں نے صاف کہہ دیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو زبانی مناظرے سے منع کیا ہے۔لہٰذا ہم مناظرہ نہ کریں گے۔ یہ ذلت کچھ کم نہ تھی کہ اخبار میں اعلان دے کر اس طرح کروفر سے آئے اور یوں بھاگے۔

اشعار کے غلمدیوں کے رد کے مضامین نظم کئے جاتے ہیں۔ اور روزانہ کوئی عمدہ نئی نظم جامع مسجد کے مشرقی دروازہ پر چسپاں کی جاتی ہے۔ اس قسم کی کئی دلچسپ نظموں کی نقل راقم الحروف اپنے ہمراہ لایا ہے۔

۱۰۔ ریاست میں کچھ شیعہ بھی ہیں۔ حکومت کی طرف سے تو دنیاوی امور میں شیعہ سنی ہندو عیسائی کا کوئی امتیاز نہیں حتیٰ کہ غلمدیوں کو بھی سیرۃ النبی کے فرضی نام سے جلسے کرنے کی اجازت مل گئی۔ لیکن عام طور پر مسلمان جس طرح غلمدیوں کو دین اسلام کا مخالف جانتے ہیں اسی طرح شیعوں کو بھی۔

خدا کا کرنا یہ کہ انہیں شیعوں میں ایک سید صاحب کو توفیق ملی اور وہ سنی ہو گئے۔ چونکہ ذی علم بھی ہیں اس لئے ان سے بہت ہدایت ہو رہی ہے۔ بارک اللہ علینا وعلیہ اپنے تبدیل مذہب کے اسباب وہدایت کے واقعات وہ خود ہی لکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ بھیجیں گے۔ جو النجم میں شائع ہوں گے۔

ھذا الاخر الکلام والحمدللّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین.

## لکھنؤ میں غلمدیوں کی پریشانی اور بے چینی

عجب تماشا ہے۔ مقدمہ ہو بہاولپور میں اور بے چین ہوں لکھنؤ کے غلمدی۔

مرزا قادیانی کے خلیفہ اوّل نور الدین[1] کے وقت سے اب تک غلمدیوں کو لکھنؤ میں جو ذلت آمیز شکستوں پر شکستیں نصیب ہوتی رہیں، کیا وہ کبھی فراموش ہو سکتی ہیں۔ خصوصاً محلہ کنیش گنج کا واقعہ کہ پادری جوالا سنگھ کی انجمن جویان معرفت میں جب مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم صدر المدرسین ندوۃ العلماء کے بعد حضرت والدی الماجد دامت برکاتہم نے غلمدیوں کے مناظرہ کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں لیا تو غلمدی لوگ میدان بحث سے جس طرح بدحواس ہو کر بھاگے تھے اس کے دیکھنے والے سینکڑوں موجود ہیں۔

غلمدیوں کی ایک انجمن بھی لکھنؤ میں مدتوں سے قائم ہے۔ مگر بیچاروں کی کوئی نہیں سنتا۔ کوئی مسلمان حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کے ظل رحمت سے جدا ہو کر جدید عیسائی بننا منظور نہیں کرتا۔ تین چار پنجابی اور ایک ریلوے گارڈ صاحب جو پہلے سے اس بلا میں گرفتار ہو چکے تھے، بس

یہاں یہی چند نفر غلمدی ہیں۔کوئی نیا شخص دام میں نہیں پھنستا۔"والحمد لله علیٰ ذلك."

غرضیکہ لکھنؤ میں غلمدیت کی تحریک بہت دنوں سے مردہ ہو چکی تھی اور اب تو بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ اس پر مردنی طاری ہو رہی ہے۔اس حالت پر لکھنؤ کے غلمدی صاحبان اگر کسی امر میں پیش قدمی کریں تو سوا اس کے کیا کہا جائے کہ۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

واقعہ یہ ہے کہ آخر شعبان میں جو مواعظ حضرت والدی الماجد دامت برکاتہم کے بتقریب استقبال ماہ مبارک ہوئے۔جن میں نہایت اختصار کے ساتھ مقدمہ بہاولپور کا بھی کچھ تذکرہ فرمایا گیا۔کیونکہ مسلمان بہت مشتاق و منتظر تھے۔تو غلمدیوں نے دخل در معقولات کے طور پر ایک شخص کے ذریعہ سے کچھ سوالات پیش کر دیئے۔حضرت ممدوح نے اوّلاً ان کے جواب سے اعراض کیا اور فرمایا کہ ہماری اس محفل کا یہ مقصد نہیں ہے۔مگر جب پھر بار باران کا اصرار ہوا تو آپ نے جواباً ان باتوں کو ضروری تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا جن کو پہلے ترک کر دیا تھا۔

مواعظ کا سلسلہ تو ختم ہو گیا مگر غلمدیوں کی بے چینی نہ ختم ہوئی اور انجمن غلمدیہ کی طرف سے پانچ صفحہ کا ایک پمفلٹ یا اشتہار شائع ہوا۔جس کا عنوان یہ ہے،"جناب مولوی عبدالشکور صاحب کے اعتراضات اور ان کے جوابات" جواب تو ایک بات کا بھی نہیں دیا ہاں کچھ بے سروپا کفریات ضرور لکھی ہیں۔جن میں اکثر باتیں وہ ہیں جو غلمدیوں کے علامہ نے بہاولپور کی عدالت عالیہ میں پیش کی ہیں اور ہماری طرف سے ان پر جرح کرنے کے لئے عدالت نے مارچ کا مہینہ مقرر کیا ہے۔غالباً مقصد یہ ہے کہ ان باتوں کو یہاں پیش کر کے قبل از وقت جرح کو معلوم کریں۔ اس کے جواب میں ہمیں صرف یہ کہہ دینا کافی تھا کہ مارچ کے مہینہ کا انتظار کرو۔انشاءاللہ تعالیٰ تصبیح ہو جائے گی۔الیس الصبح بقریب!

لیکن اس وقت ہم بقدر ضرورت اس اشتہار کی حقیقت بھی ظاہر کئے دیتے ہیں۔سنئے۔

ا......آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے جن علمائے اسلام کے حوالے دیئے ہیں،معاذ اللہ وہ بھی اس کفر میں غلمدیوں کے ساتھ ہیں۔یہ سب افتراء ہے جس کا انکشاف انشاء اللہ جرح میں ہوگا۔

کبھی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وجود میں ظاہر ہوئی اور کبھی حضرت مجدد الف ثانی کے وجود میں اور کبھی شیخ معین الدین چشتی میں عیاں ہوئی اور کبھی قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اندر نمایاں ہوئی۔'' انتہی ملخصاً!

اس کا جواب یہ ہے کہ در کفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن خود مرزا قادیانی (حقیقت الوحی، ص۳۹۱، خزائن، ج۲۲ص۴۰۶) میں لکھتا ہے کہ ''تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی۔''

۲...... لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کبھی اپنے کو آنحضرت ﷺ پر افضلیت نہیں دی اور اس کی تائید میں کچھ اقوال مرزا قادیانی کے نقل کئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے ان اقوال کا کوئی جواب نہیں دیا، جن کی بناء پر یہ الزام قائم ہوا ہے۔ مثلاً (مکتوبات احمدیہ، نمبر۴، ج۳، ص۴۹) میں یہ قول کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے اور میرے تین لاکھ اور مثلاً (اعجاز احمدی، ص۷۰، خزائن، ج۱۹، ص۱۸۳) کا وہ شعر جس میں مرزا قادیانی نے اپنا اور آنحضرت ﷺ کا تقابل کرتے ہوئے لکھا کہ اس کے لئے چاند میں گہن لگا اور میرے لئے چاند و سورج دونوں میں۔

لہ خسف القمر المنیر و ان لی

غسا المقران المشرقان اتنکر

۳...... اس الزام کا بھی انکار کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ مگر یہاں بھی وہی کارروائی کی ہے کہ مرزا قادیانی کے ان اقوال کا جواب نہیں دیا۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں اور نانیوں کو زناکار لکھا ہے اور بحوالہ قرآن ان کے پارسائی اور پرہیزگاری کا انکار کیا ہے۔ نیز اپنے کو ان پر فضیلت دی ہے۔ یہ سب اقوال اس رسالہ میں موجود ہیں، نکال کر دیکھو۔

۴...... اس اشتہار میں مرزا قادیانی کی دروغ گوئیوں کو عمدہ صفت بنانے کے لئے یہ کفر بھی لکھا ہے کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں وعید کے متعلق ٹل جایا کرتی ہیں اور اس کے ثبوت میں مکتوبات امام ربانی اور تکمیل الایمان شیخ دہلوی کا حوالہ دیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ان حوالوں کے متعلق تو مقدمہ بہاولپور کی جرح کا انتظار کیا جائے۔ مگر اتنا اس وقت بھی سن لو کہ خدا اور رسول کی کوئی پیشین گوئی خواہ وعدہ کے متعلق ہو یا وعید کے، ہرگز نہیں ٹل سکتی۔ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔ ہرگز نہیں

ٹل سکتی۔ جو اس کا قائل ہو وہ کافر اکفر ہے۔ قرآن مجید میں ہے،''ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد'' اور''من اصدق من اللّٰہ قیلا'' اس مضمون کی آیات بہت ہیں۔

اور قطع نظر اس سے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں تو وعید کے علاوہ بھی جھوٹی ہوئیں۔ مثلاً محمدی بیگم کے نکاح کی پیشین گوئی اس کے والد یا شوہر کے مرجانے کی پیشین گوئی کو وعید کہو گے۔ مگر نفس نکاح کی پیشین گوئی تو وعید نہ تھی۔

۵...... آخر میں شیعوں کو خوش کرنے کے لئے یہ بھی لکھ دیا کہ مرزا قادیانی نے حضرت امام حسینؓ کی تحقیر نہیں کی۔ مگر یہاں بھی وہی کارروائی ہے کہ مرزا قادیانی کے ان اقوال کا مطلق جواب نہ دیا جن سے یہ الزام قائم ہوا ہے۔ مثلاً (دافع البلاء، ص۱۳، خزائن، ج۱۸، ص۲۳۷) میں مرزا قادیانی کا یہ قول کہ''صد حسین است در گریبانم'' یعنی سو حسین میری گریبان میں ہیں اور مثلاً قصیدہ اعجازیہ کے وہ اشعار جو رسالہ ہٰذا میں منقول ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے صاف طور پر اپنے کو امام حسینؓ سے افضل کہا اور ان سے تقابل کرتے ہوئے کہا کہ میں عشق الٰہی کا مقتول ہوں اور وہ دشمنوں کا مقتول تھا۔ مجھ میں اور اس میں بڑا فرق ہے۔

یہ تھی کائنات غلمدیوں کے اشتہار کی۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ اس حرکت بے معنی سے سوا ذلت کے تم کو کیا حاصل ہوا۔ مگر ان کا عمل تو اس پر ہے کہ۔

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام ہو گا

فقط والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

حضرت حق جل شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ

محض اسکی تائید و توفیق سے یہ رسالہ حقانی موسوم باسم بامسمیٰ

# تحفۂ ایمانی

یعنی

# روئداد مباحثہ قادیانی

جو بمقام ساونت واڑی (ملک کوکن) بتاریخ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ہوا

اس روئداد میں جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ) کا بمبئی سے ساونت واڑی جانا اور آنا مراد حق تعالیٰ بنکر مرزائیت کی تبلیغ کو خاکستر کرکے برباد کرنا مرزائیوں سے مباحثہ کرکے ان کے بطلان کو روز روشن کی طرح ظاہر فرمانا کوکن کے ایک بڑے علاقہ کو اس فتنہ سے بچا لینا یہ تمام واقعات مع فیصلہ صدر مباحثہ مفصل مذکور ہیں

خاکسار فقیر محمد ساکن گونا علاقہ ساونت واڑی نے رجب کو اور بفرمائش جماعت المسلمین ساونت واڑی

پہلی مرتبہ خلافت پریس بمبئی میں اور دوسری مرتبہ

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپا النجم کے ساتھ شائع ہوا

# تحفۂ ایمانی یعنی مباحثہ قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدائے تعالیٰ کی قدرت کے کارخانے عجیب ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور لکھنوی صاحب مدیر النجم عم فیضہم جب لکھنؤ سے بمبئی روانہ ہوئے۔ اس وقت ان کو یا کسی کو یہ خبر بھی نہ تھی کہ حق تعالیٰ ان سے اس سفر میں یہ عظیم الشان کام بھی لے گا۔ اور ہمارے علاقہ ''کوکن'' میں مرزائیت کی بلا جو پھیل چلی ہے۔ ان کے انفاس متبرکہ سے دور ہوگی۔ مگر خدا کا لطف وکرم جب کسی بندے پر ہوتا ہے۔ تو اس سے اسی طرح کام لیے جاتے ہیں۔

حضرت ممدوح مولانا عبدالشکور لکھنوی لکھنؤ سے بمبئی تشریف لائے۔ بمقام ماہم شریف فرقہ رضا خانی سے ان کا مباحثہ ہوا۔ بمبئی میں پہلا دن تھا کہ فرقہ مذکورہ کے خلاف حقانی آواز بلند ہوئی۔ اور ایسی بلند ہوئی کہ بمبئی کی تمام فضا اس سے گونج اٹھی۔ اور اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے سرمایہ حیات جاودانی بن گئے۔ مباحثہ مذکورہ کی روئداد فوراً شائع ہوگئی۔ جس کا مبارک نام ''تحفہ لاثانی'' ہے۔ اس مباحثہ کے بعد دفعتہً یہ مباحثہ مرزائیوں سے ہوا۔ جس کی روئیداد رسالہ ہذا میں ہدیۂ ناظرین ہے۔

مقام ساونت واڑی ایک سرسبز وشاداب پہاڑ کے اوپر آباد ہے۔ کسی زمانہ میں یہ علاقہ بیجاپور (دکن) سے تعلق رکھتا تھا۔ اسلامی حکومت عادل شاہی کا مرکز تھا۔ شہر عادل آباد اور اس کے اطراف میں پرانی شاہی عمارات کے کھنڈرات اب تک سبق عبرت دے رہے ہیں۔ اب یہاں مرہٹی خاندان کے فرماں روا کی حکومت ہے۔ بمبئی سے ''ملک گوآ'' کو جو جہاز جاتا ہے اس کے راستہ میں ڈینگورلا ایک بندرگاہ ہے۔ اسی بندرگاہ سے اتر کر ساونت واڑی جاتے ہیں۔ ''ڈینگورلا'' بندرگاہ سے ''گوآ'' صرف چار گھنٹہ کا راستہ ہے۔ جہاں انگریزی حکومت ختم ہوکر پرتگیزیوں کی سلطنت شروع ہوتی ہے۔ بمبئی سے دخانی جہاز درمیانی چند بندرگاہوں پر دس دس پندرہ پندرہ منٹ ٹھہرتا ہوا اٹھارہ انیس گھنٹہ میں پہنچتا ہے۔ اپنے ہندوستانی بھائیوں کے تعارف کے لئے جن

کی نظر سے یہ رسالہ گزرے اس قدر لکھا گیا۔

علاقہ ساونت واڑی میں کئی سال سے ایک شخص حکیم محمد یونس صاحب مرزائی ہو گئے۔ انہوں نے اپنے جائے قیام وینگورلا بندرگاہ میں مرزائیوں کی ایک انجمن قائم کی ہے جس کے وہ خود سیکرٹری ہیں۔ یہ صاحب دن رات مرزائیت کی تبلیغ میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو معلوم بھی نہ تھا کہ مرزائیت کیا بلا ہے؟ یہاں تک کہ ہمارے علاقہ کے دو شخص اور مرزائی ہوئے۔ اور سیکرٹری صاحب کی ہمت بڑھی چنانچہ انہوں نے ایک مضمون اخبار ''کرات'' میں جو مرہٹی زبان کا اخبار وینگورلا بندرگاہ سے نکلتا ہے، شائع کرایا اور اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح اور مہدی اور نبی اللہ ورسول اللہ ہونے کے دلائل لکھ کر مسلمانوں کو مرزائی ہونے کی دعوت دی۔ علاقہ ساونت واڑی کے اکثر مسلمان بمبئی میں رہتے ہیں۔ بعض بسلسلہ تجارت اور بعض بسبیل ملازمت جن میں یہ خاکسار بھی ہے۔ سیکرٹری صاحب کا اشتہار مذکور دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کا جواب نہ دیا گیا تو بہت لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں نے اس کے جواب میں ایک خط صاحب مذکور کو لکھا مگر انہوں نے بجائے اس کے کہ مجھے جواب دیتے۔ فوراً ایک اشتہار اردو زبان میں چھاپ کر تقسیم کر دیا۔ جس میں اپنے علماء کی قادیان سے آمد درج کر کے علمائے اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔

اس اشتہار کی جرأت سیکرٹری صاحب کو بدو وجہ ہوئی۔ اول تو وہ جانتے تھے کہ فرمان روائے ساونت واڑی کی اجازت کے بغیر مناظرہ نہ ہو سکے گا۔ اور اجازت کا ملنا مشکل ہے۔ دوم ان کو یقین تھا کہ کوئی واقف کار عالم ساونت واڑی میں نہیں پہنچ سکتا۔ بمبئی سے اگر یہ لوگ کسی عالم کو لائیں بھی تو وہ ہمارے مذہب سے ناواقف اور ہمارے مکروفریب سے بے خبر ہوں گے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ مشیتِ الٰہی کیا کرنے والی ہے۔ اور کس طرح خدا اپنے ایک بندہ کو بھیج کر ان کی سالہا سال کی کوششوں کو چشم زدن میں برباد کرنے والا ہے۔

اشتہار مذکور کے نکلنے کے بعد ہم لوگوں کو جو بمبئی میں رہتے ہیں بڑی فکر دامن گیر ہوئی۔ بمبئی میں چاروں طرف نظر دوڑائی کوئی سمجھ میں نہ آیا۔ ان دنوں مولوی نثار احمد صاحب کانپوری کا بمبئی میں طوطی بول رہا تھا۔ ماہم شریف کے مناظرہ سے پہلے بمبئی میں ہر طرف انہیں کا چرچا تھا۔ سال میں دو تین مرتبہ اپنی جائے ملازمت آگرہ سے بمبئی تشریف لاتے تھے۔ اور میمن صاحبان

ان کی معقول خدمت کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بتقریب میلاد خوانی بمبئی میں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ ازراہ مہربانی انہوں نے ہم سے پختہ وعدہ فرمایا اور ہم کو بالکل مطمئن کر دیا۔ ''ماہم شریف'' کے مناظرہ کے بعد جب ساونت واڑی کی تاریخ قریب آ گئی تو اگرچہ ان کی وہ عزت بمبئی میں باقی نہ تھی۔ نیک نامی کی بجائے ہر طرف ان کی بدنامی کا غلغلہ بلند تھا مگر پھر بھی ہم لوگ حاضر ہوئے لیکن افسوس کہ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم ماہم شریف کے مناظرہ میں فرقہ رضا خانی کو زیروزبر کر کے اپنے وطن واپس تشریف لے جانے کا پورا تہیہ فرما چکے تھے کہ ہمارا وفد گیا۔ فتنہ مرزائیت کا پورا واقعہ سنایا۔ آپ نے پہلے تو اپنے مشاغل دینیہ کے حرج عظیم کی وجہ سے عذر فرمایا مگر بالآخر ہماری بے کسی دیکھ کر اور اس فتنہ ضلالت کی اہمیت محسوس فرما کر منظور فرما لیا۔

## ساونت واڑی کی خوش قسمتی

بروز چہارشنبہ ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء دس بجے دن روپاوتی جہاز میں ہم سب لوگ مولانا صاحب ممدوح کو اور ان کی رفاقت میں چند اصحاب کو بمبئی سے لے کر روانہ ہوئے۔ دو بجے شب کو دینگورلا بندرگاہ پہنچے۔ جہاں پہلے سے موٹروں کا انتظام ہو چکا تھا۔ آغاز صبح صادق کے وقت بروز پنجشنبہ ساونت واڑی کو ورود مسعود سے شرف حاصل ہوا۔ اسمٰعیل خان صاحب مالک کمپنی الکٹری بمبئی کے مکان میں آپ کا قیام ہوا۔ خان صاحب موصوف بھی آپ کے ہمراہ بمبئی سے آئے تھے۔ تین دن آپ کا قیام ہوا۔ یکشنبہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اسی روپاوتی جہاز سے آپ بمبئی واپس ہوئے۔

تین دن میں پانچ وعظ آپ کے ہوئے۔ (۱) اول بمقام شہر عادل آباد جو فی الحال باندے کے نام سے مشہور ہے اور ساونت واڑی سے ۱۴ میل ہے (۲) دوم بمقام ساونت واڑی پیر صاحب کے مکان پر (۳) سوم جامع مسجد ساونت واڑی میں بعد نماز جمعہ (۴) چہارم بمقام کڈال جو ساونت واڑی سے ۱۲ میل ہے (۵) پنجم بمقام ساونت واڑی اسمٰعیل خان صاحب کے مکان پر یہ آخری وعظ تھا۔

ان وعظوں میں جو مطالب عالیہ بیان ہوئے سننے سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ توجہ ہر وعظ

میں فتنہ مرزائیت کی حقیقت ظاہر فرمانے اور نماز کی ترغیب وتشویق کی طرف فرمائی گئی۔ اور الحمد للہ دونوں مقصد بااحسن وجوہ حاصل ہوئے، مسلمانوں میں بیداری کے آثار پیدا ہوئے دین داری کا ولولہ ان کے دلوں میں موجزن ہوا۔

## کیفیت مباحثہ قادیانی

حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدظلہم العالی کے پہنچنے کے دوسرے روز یعنی جمعہ کے دن صبح کو انجمن مرزائیہ کے سیکرٹری صاحب کا خط جناب اسمٰعیل خان صاحب کے نام بایں مضمون آیا۔ کہ ہمارے علماء آگئے ہیں مناظرہ ہو جائے تو دونوں طرف کے علماء کا بیان سن کر حق وباطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اس خط کا جواب اسی وقت ان کو انہیں کے قاصد کے ہاتھ بھیج دیا گیا۔ جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا مناظرہ کرنا چاہیں تو ہمیں بخوشی منظور ہے۔ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کا دجال کذاب ہونا، منکر ضروریات دین ہونا روز روشن کی طرح ثابت کردیں گے۔ جواب الجواب کا انتظار ہی تھا بلکہ انتظار کا وقت ختم ہو چکا تھا کہ سنا گیا تین مرزائی صاحبان جو قادیان سے تشریف لائے یعنی ان کے علامہ حافظ روشن علی اور ان کے عبدالکریم مولوی فاضل بی۔اے، ایل ایل بی۔ اور مولوی عبدالرحمٰن مع سیکرٹری حکیم محمد یونس وینگورلا سے ساونت واڑی آئے ہیں۔ عبدالکریم خان صاحب ساکن ساونت واڑی جو ہماری جماعت کے ایک نہایت مستعد اور پرجوش ممبر ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کو دین کی محبت اور سمجھ بھی عطا فرمائی ہے۔ ان کے جائے قیام پر تشریف لے گئے وہاں سے ان کی معیت میں مولوی فاضل تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی وکیلانہ چالوں سے مناظرہ کو ٹالنے اور اپنے فرقہ کو فرار وشکست کے الزام سے بچانے کے لئے ساری قوت ختم کردی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب تک ہم لوگوں کا وقت بھی ناحق برباد کیا اور اپنے کو بھی پریشان کیا۔ مگر بدقسمتی سے مناظرہ کی مصیبت سے نجات نہ ملی۔ بڑا اصرار اس بات پر تھا کہ پہلے ہمیں موقع ملے کہ ہم مرزا قادیانی کی سچائی اور نبوت ثابت کریں۔ اس کے بعد آپ ان کا کذاب، دجال، منکر ضروریات اسلام ہونا ثابت کیجئے۔ اور ہمارا کہنا یہ تھا کہ سچائی ثابت کرنے میں تو بڑا طول ہوگا کیونکہ کسی شخص کی سچائی ثابت کرنے کے ضرورت ہے کہ اس کی تمام باتوں کا سچا ہونا بیان کیا جائے۔ اس میں کئی دن بلکہ کئی مہینے آپ گزار سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کے یہاں کے ناواقف لوگوں کو مرزا قادیانی کی

تعریف دو ایک دن سنا کر چل دیں گے۔ اور مرزا قادیانی کی حقیقت پر پردہ پڑا رہ جائے گا۔ بخلاف اس کے مرزا کا جھوٹا ہونا بہت آسانی سے ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ کسی شخص کا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے اس کی ایک بات کا بھی جھوٹا ہونا کافی ہے۔ پس کوئی وجہ سہل مختصر راستہ کو چھوڑ کر دشوار اور طویل راہ اختیار کی جائے اور مناظرہ کو ناتمام و بے نتیجہ چھوڑ کر چل دینے کا موقع دیا جائے۔

ہماری بات چونکہ ایسی معقول تھی کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا تھا اس لئے مجبور ہو کر وکیل صاحب کو منظور کرنی پڑی اور حسب ذیل امور ہمارے اور ان کے درمیان مین طے ہوئے۔

۱۔ ہماری طرف سے عالی جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ مناظر ہوں گے اور مرزائیوں کی طرف سے ان کے علامہ روشن علی۔

۲۔ ہمارے مولانا صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب منکر ضروریات دین ہونا ثابت فرمائیں گے۔ جواب دینا مرزائیوں کے ذمہ ہوگا۔

۳۔ پہلی تقریر میں مولانا صاحب سے دوگنا وقت مرزائی مناظر کو دیا جائے گا۔ اور مابعد کی تقریروں میں دونوں کا وقت مساوی ہوگا۔

۴۔ جناب شیخ آدم صاحب صوبے دار میجر پنشنر صدر جلسہ قرار دیئے گئے۔ ان تمام امور کے قلم بند ہو جانے کے بعد نو بجے شب سے مناظرہ شروع ہوا اور بارہ بجے شب تک رہا ایک وسیع میدان حاضرین سے بھر گیا تھا۔ ہندو صاحبان بھی شریک تھے ساونت واڑی کی پولیس اور افسر بھی انتظام کے لئے موجود تھے۔

## تقریر مباحثہ

تقریر شروع ہونے سے پہلے حضرت مولانا صاحب نے تمام حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ مرزائی صاحبان اس وقت ہمارے یہاں آئے ہوئے ہیں، تمام حاضرین کو چاہیے کہ کسی قسم کی کوئی توہین آمیز بات ان کے متعلق نہ کہیں، نہایت خاموشی کیساتھ سنیں اور پوری آزادی کے ساتھ ان کو موقع دیں کہ وہ اپنا مافی الضمیر جن الفاظ میں چاہیں بے تکلف ادا کریں گے۔ اس کے خلاف کوئی بات ہوئی تو یہ توہین ان کی نہ ہوگی بلکہ میری ہوگی۔

اسمٰعیل خان صاحب مالک مکان نے بھی پرزور الفاظ میں اسی کی فہمائش کی اور الحمدللہ تمام

حاضرین نے اس پر عمل کیا۔

اس کے بعد تقریریں شروع ہوئیں۔

## جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب :

**الحمدلله نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد**

آپ حضرات کے سامنے اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت سی صفتوں میں سے صرف دو صفتیں بالاختصار پیش کرتا ہوں۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی بڑے جھوٹے تھے اس قدر بے باک جھوٹ بولنے والا شاید دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ مرزا قادیانی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو نہایت ناپاک بازاری گالیاں دی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دو صفتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ شخص عقلاً نقلاً کسی طرح اچھا آدمی نہیں کہا جاسکتا۔ نبی و رسول ہونا تو بڑی بات ہے

## مرزا قادیانی کے جھوٹ

مرزا قادیانی کے جھوٹ کے ثبوت میں سردست صرف دو عبارتیں مرزا قادیانی کی پیش کرتا ہوں۔

۱۔ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے ص۴، رخ:۱۹/۹۶ میں لکھتے ہیں ''(۱) قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ (۳) پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کردیا ہے۔ (۴) کہ جو یہی زمانہ ہے۔ (۵) اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کردیا ہے۔ (۶) کہ جو یہی زمانہ ہے۔ (۷) اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی۔ (۸) اور زمین نے بھی۔ (۹) اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔''

اس عبارت میں نو جھوٹ ہیں (چنانچہ ہم نے عبارت پر ہندسہ لگادیا ہے) مگر سب سے زیادہ لطیف پانچواں جھوٹ ہے کہ قرآن نے ان کے آنے کا زمانہ متعین کردیا ہے۔ ہمارے مخاطب صاحب جو علامہ ہونے کے علاوہ حافظ بھی ہیں، قرآن شریف میں کوئی آیت دکھادیں جس میں مرزا قادیانی کے آنے کا زمانہ متعین کیا گیا ہو۔ مگر وہ نہ دکھا سکیں گے اور ہرگز نہ دکھلا سکیں گے۔

۲۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں ''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار

ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفته الله المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔'' (شہادۃ القرآن/۶۱، رخ:۶/۳۳۷)

ہمارے مخاطب صاحب بتائیں کہ بخاری میں یہ حدیث کہاں ہے۔ ہرگز کوئی مرزائی اس حدیث کو بخاری میں نہیں دکھا سکتے۔

اب خیال کیجئے کہ قرآن شریف کیسی کثیر الوجود کتاب ہے۔ جس سے کسی مسلمان کا گھر خالی نہ ہوگا ایسی کتاب کا غلط حوالہ دینا معمولی جھوٹے کا کام نہیں بڑے مشاق کا کام ہے۔ بخاری بھی کس درجہ متداول و معروف کتاب ہے۔ اس کا غلط حوالہ دیتے ہوئے شرم نہ کرنا کچھ کم مشاقی کی دلیل نہیں۔

## مرزا قادیانی کے توہین انبیاء کے ثبوت

اس میں بھی دو عبارتیں بالفعل پیش کرتا ہوں

۱۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں'' آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم/۷، رخ:۱۱/۲۹۱)

خیال کیجئے کہ ایسے ناپاک بازاری الفاظ اگر کسی رذیل سے رذیل کو کہے جائیں تو کیا حال ہوگا۔ مگر خدا بڑا حلیم ہے۔ کہ اس کے باعزت رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، جن کی بات قرآن کریم میں ہے کہ خدا کے یہاں ان کی بڑی وجاہت ہے اور وہ خدا کے مقربین میں سے ہیں۔ یہ گالیاں دی گئی ہیں۔

۲۔ مرزا قادیانی دافع البلاء صفحہ آخر میں لکھتے ہیں۔'' بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام'' حصور'' رکھا مگر

مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(دافع البلاء صفحہ آخر، رخ ۲۲۰/۱۸)

مرزا قادیانی اعجاز احمدی ر۱۳،۱۴ میں لکھتے ہیں

”ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔“

(اعجاز احمدی صفحہ ۱۳،۱۴ رخ ۱۲۱/۱۹

اس عبارت میں جو توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے ایسی توہین کسی معمولی مسلمان کی بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتی۔

یہ تقریر نو منٹ میں ختم ہوئی اور روشن صاحب کو اٹھارہ منٹ جواب کے لئے دیئے گئے۔

**مرزائیوں کے علامہ (حافظ روشن علی):** صحیح بخاری کا حوالہ تو بے شک صحیح نہیں ہے، مگر یہ کاتب کی بھول ہے، اس نے غلطی سے بخاری کا نام لکھ دیا۔ رہا قرآن شریف کا حوالہ تو بے شک قرآن میں حضرت مرزا کے ظہور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے۔ زمانہ کے تعین سے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سن و تاریخ بتلائی ہو تو یہ غلط ہے بلکہ زمانہ کے تعین سے مراد اس زمانہ کی علامات کا بیان کرنا ہے۔ اور ایسی بہت سی آیتیں قرآن شریف میں ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور ان کے زمانہ ظہور کی علامت کا ذکر ہے۔ چنانچہ دو چار آیتیں میں پڑھتا ہوں۔

**محمد رسول الله والذین معه اور هو الذی ارسل رسوله او ر وعد الله الذین امنو امنکم وعملو الصالحات لیستخلفنهم فی الارض** ......اور......**و اذا العشار عطلت** ان سب آیات میں حضرت مرزا قادیانی کے زمانہ ظہور کی علامات کا تذکرہ ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم کی عبارت جو آپ نے پڑھی اس میں آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ الفاظ کس کے متعلق لکھے گئے ہیں، آپ پر فرض تھا کہ اس کو ظاہر فرما دیتے تا کہ لوگوں کو دھوکا نہ ہوتا، اب میں بتلاتا ہوں کہ یہ الفاظ یسوع کے متعلق ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ یسوع اور شخص ہیں اور عیسیٰ اور شخص۔

دافع البلاء اور اعجاز احمدی وغیرہ کی جو عبارت آپ نے پیش کی ہے۔ اس میں بے شک مسیح

علیہ السلام کی نسبت لکھا گیا ہے۔ مگر وہ محض عیسائیوں کو الزام دینے کے لئے لکھا گیا ہے ایک عیسائی نے آنحضرت ﷺ کی شان میں زناکار کا لفظ استعمال کیا تھا (یہ کہہ کر اس عیسائی کی عبارت سنائی) اسی کے انتقام میں مرزا نے الزامی طور پر یہ الفاظ حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھے۔

یہ تقریر مرزائیوں کے علامہ نے فضول اور مکرر باتیں بیان کر کے اٹھارہ منٹ میں ختم کی۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** صحیح بخاری کا حوالہ اگر سہو کاتب ہے تو کیا یہ پوری عبارت کہ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے۔'' سہو کاتب ہے اور بالفرض یہ سب سہو کاتب ہے تو اب تک کہ اتنا زمانہ دراز اس کتاب کو چھپے ہوئے گزرا۔ خود مرزا قادیانی نے یا ان کے بعد کسی مرزائی نے اس کا غلط نامہ کیوں نہیں شائع کیا۔

قرآن شریف کے جھوٹے حوالے کی بابت جس قدر آیات قرآنیہ ہمارے مخاطب صاحب نے پیش کیں۔ مجھے سن کر حیرت ہوگئی۔ کہ ان آیات سے اور مرزا قادیانی کے ظہور یا زمانہ ظہور کی علامات سے کیا تعلق ہے۔

کیا انہوں نے تمام حاضرین کو اس قدر جاہل و بے وقوف سمجھ لیا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو آپ یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ پورے قرآن شریف میں قرآن شریف کی ہر آیت میں سوا ظہور مرزا اور زمانہ ظہور مرزا کے علامات کے اور کوئی بیان ہی نہیں۔ ذرا مہربانی فرما کر وہ اپنی پڑھی ہوئی آیتوں کا ترجمہ تو کریں۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق جو آپ نے بیان کیا، یہ بالکل غلط ہے، خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب توضیح مرام ص۳، رخ: ۳/ ۲۵ میں لکھتے ہیں'' دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں'' درحقیقت یسوع اور عیسیٰ ایک ہی لفظ ہے جو فرق بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ وہ محض اختلاف زبان کی وجہ سے پیدا ہو گیا۔

دافع البلاء کی عبارت میں جو تاویل ہمارے مخاطب صاحب نے کی وہ اور بھی بے بنیاد ہے۔ اگر مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے الزام دینے کے لئے ایسا لکھا ہوتا تو قرآن کا حوالہ نہ ہونا چاہیے تھا۔ الزام ہر شخص کو اس کے مسلمات سے دیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن عیسائیوں کے مسلمات سے نہیں ہے۔

**مرزائیوں کے علامہ (حافظ روشن علی):** صحیح بخاری کے حوالہ میں ممکن ہے۔ خود مرزا قادیانی سے بھول ہوگئی ہو ایسی بھول نبیوں سے بکثرت ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایک مرتبہ بھول کر نماز عصر میں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھی تھیں۔

قرآن شریف کے حوالہ کے متعلق ایک آیت اور بہت صاف ہے۔

**"و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد"** اس آیت میں بہت صاف طریقہ سے حضرت مرزا قادیانی کے ظہور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے۔ کیونکہ احمد سے مراد حضرت غلام احمد ہیں۔ ان کا اصلی نام احمد تھا چنانچہ ان کے والد نے ان کے نام پر ایک گاؤں بھی آباد کیا تھا۔ جس کا نام احمد آباد ہے۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق جو میں نے بیان کیا وہ بھی حضرت مرزا کی کتاب سے بیان کیا تھا۔ خود انہوں نے لکھا ہے کہ یسوع اور شخص تھا اور عیسیٰ اور شخص ہیں۔

دافع البلاء کی عبارت کو الزامی میں اس سبب سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے قرآن میں حضرت عیسیٰ کو حصور نہ کہنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ''ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے'' اور یہ قصے بائبل میں ہیں نہ قرآن میں۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** خود مرزا قادیانی سے اگر صحیح بخاری کے حوالہ میں بھول ہوگئی ہو تو بھی سہو کاتب کے متعلق جو بات میں نے کہی تھی وہی پھر کہتا ہوں کہ اس کا کوئی غلط نامہ مرزا قادیانی نے یا ان کے بعد آج تک کسی اور نے کیوں نہ شائع کیا۔ علاوہ اس کے اس حوالہ کا جھوٹا ہونا تو آپ نے مان لیا۔ اب رہا یہ کہ اس جھوٹ کا سبب سہو تھا یا عمداً اس کی تحقیقات بعد میں ہوگی اور آپ نے جو یہ کہا کہ اور نبیوں سے بھی بھول ہو جاتی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے نماز عصر میں بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ یہ بالکل بے تعلق بات آپ نے چھیڑ دی آپ ہرگز ایسا نہیں دکھا سکتے کہ کسی نبی نے بھول کر جھوٹ بولا ہو جیسا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹا حوالہ بخاری کا دیا۔

قرآن کے جھوٹے حوالہ کی آپ بار بار تصحیح کرنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھئے یہ ناممکن ہے مرزا کا جھوٹ ایسا نہیں جس کی تاویل ہو سکے۔ اچھا بالفرض مان لیا جائے کہ آیت میں احمد سے مراد مرزا غلام احمد ہے تو اس سے زمانہ کا تعین کیسے ہوا۔ مرزا قادیانی تو کہتے ہیں کہ قرآن میں میرے

آنے کا زمانہ متعین کیا گیا ہے۔اور یہ بات بھی غلط ہے۔ کہ احمد سے مراد غلام احمد لیا جائے۔ مرزا قادیانی کا نام احمد تھا تو اپنے کو غلام احمد کیوں لکھا کرتے تھے۔ احادیث میں صاف موجود ہے کہ احمد نام رسول اللہ ﷺ کا ہے اور اس آیت میں بشارت آپ ہی کی ہے۔ کسی کلام کے ایسے دوراز کار معنی مراد لینا صریح تحریف ہے۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق میں خود جانتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں بیان کیا ہے مگر مرزا قادیانی ہی نے فرق کا نہ ہونا بھی بیان کیا ہے۔ یہ اختلاف بیانی تو دروغ گوئی کے لوازم سے ہے اس سے تو آپ نے مرزا کا دروغ گو ہونا مان لیا۔

اصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر جب مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی۔ لہذا تم اسلام سے خارج ہو گئے ہو، تو اس کے جواب میں انہوں نے یہ بات بنائی کہ میں نے عیسیٰ کو کچھ نہیں کہا میں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ لیکن یہ ان کو یاد نہ رہا کہ میں خود لکھ چکا ہوں کہ عیسیٰ اور یسوع ایک ہی شخص کا نام ہے، سچ ہے ''دروغ گو را حافظہ نباشد۔

دافع البلاء کی عبارت میں لفظ ''ایسے قصے'' سے بائبل کے قصہ مراد لے کر آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ قصے خدا کے نزدیک سچے تھے کہ جھوٹے؟ اگر جھوٹے تھے تو قرآن میں جھوٹے قصوں کی کیوں رعایت کی گئی؟۔ اور ان جھوٹے قصوں کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ ایک عزت کے لقب سے کیوں محروم رکھے گئے؟ اور اگر یہ قصے سچے تھے تو میرا اعتراض بدستور قائم رہا۔

**لطیفہ:** حاضرین کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ کے لئے قرآن شریف میں لفظ حصور نہ ہونے کو (معاذ اللہ) ان کے بدکار ہونے کی دلیل کیوں بنایا۔ سنئے مقصود مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ جس طرح وہ پیغمبروں کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ اس طرح تمام مسلمان قرآنی حکم سمجھ کر پیغمبروں کو گالیاں دیا کریں کیونکہ حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا، سوا حضرت یحیٰی کے کسی پیغمبر کے متعلق لفظ حصور قرآن میں نہیں آیا۔ تو معاذ اللہ سب پیغمبر ایسے ہی ہو گئے (استغفر اللہ)

**مرزائیوں کے علامہ (حافظ روشن علی):** مرزا قادیانی کے قبل دعویٰ نبوت کی زندگی آپ کیوں نہیں دیکھتے، بھلا قبل دعویٰ نبوت کا تو کوئی جھوٹ آپ ثابت کر دیجئے۔ یہ بات مرزائیوں

کے علامہ نے قریب قریب ہر تقریر میں بیان کی۔

حضرت مرزا قادیانی نے توہین انبیاء ہرگز نہیں کی۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کتنے بڑے عالم مسلمانوں کے گزرے ہیں۔ مدرسہ صولتیہ، مکہ معظمہ میں انہیں کا قائم کیا ہوا ہے۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ایسے الفاظ لکھے ہیں تو کیا آپ ان کو بھی کہیں گے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی اور جیسی گرفت آج مرزا قادیانی کی ہو رہی ہے، ان کی گرفت بھی ایسی کسی نے کی ہے۔ یہ کہ کر علامہ صاحب نے مولوی فاضل صاحب کو حکم دیا کہ ازالہ اوہام کی عبارت سناؤ۔ انہوں نے فارسی عبارت پڑھ کر سنائی۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** ذرا یہ کتاب مجھے دیجئے۔

مولوی فاضل صاحب نے کتاب دے دی۔ مگر دینے کے بعد ہی ہوش آ گیا اور کہنے لگے کہ کتاب لائیے مجھے ایک بات دیکھنا ہے پھر ابھی آپ کو دے دوں گا۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** اب یہ کتاب آپ کو اس وقت ملے گی جب آپ کی کاروائی حاضرین کو دکھلا دی جائے۔ یہ کہہ کر مولانا صاحب اٹھے اور حسب ذیل تقریر شروع کی۔

حاضرین محفل۔ اگر خدانخواستہ مجھ سے ایسی حرکت ہوئی ہوتی جیسی ان صاحبوں نے اس وقت مولانا رحمت اللہ صاحب کی کتاب کے حوالہ میں کی ہے۔ تو میں پھر دنیا میں کسی کو منہ نہ دکھا سکتا۔ دیکھئے مولانا ممدوح کی جو عبارت مرزائی صاحبان نے سنائی۔ اس میں یہ نفیس کاروائی کی ہے کہ شروع کی ایک سطر چھوڑ دی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ انجیل لوقا کے ساتویں باب کی آیت فلاں وفلاں میں ہے، اگر یہ عبارت بھی پڑھ دیتے تو مطلب ان کا فوت ہو جاتا۔ اور صاف کھل جاتا کہ مولانا ممدوح نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے نہیں لکھے بلکہ انجیل سے نقل کئے ہیں۔ اور مرزا قادیانی نے خود اپنی طرف سے بحوالہ قرآن لکھے ہیں۔ دونوں میں کتنا فرق ہے اب آپ ہی فرمائیے کہ اس کاروائی کا نام خیانت نقل نہیں تو کیا ہے؟

رہا آپ کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی کے حالات قبل دعویٰ نبوت دیکھے جائیں۔ اس کی

ضرورت تو ہم کو اس وقت ہوتی کہ بعد دعوی نبوت ان کا کذب پایۂ ثبوت کو نہ پہنچتا۔ پھر قبل دعوے کے حالات ان کے بالکل تاریکی میں ہیں ان کو کس طرح دیکھا جاسکتا ہے۔ کون جانتا تھا کہ یہ شخص آگے چل کر دعوی نبوت کرنے والا ہے کہ اس کے حالات کی نگرانی کی جاتی۔ قبول دعوے کے حالات میں سے چند معمولی باتوں کا علم البتہ لوگوں کو ہے کہ مرزا قادیانی نے فکر معاش میں سرگرداں مختاری کا امتحان دیا مگر فیل ہوگئے۔ پھر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ کی نوکری حاصل کی۔ تو ان حالات سے ان کے صدق وکذب پر کیا روشنی پڑسکتی ہے۔

**لطیفہ:** آپ حضرات نے سنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح مولانا رحمت اللہ صاحب کی کتاب ازالۃ الاوہام کا نام غصب کر کے اپنی کتاب کا نام رکھ لیا۔ اس طرح لفظ احمدی جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے متبعین کا لقب تھا۔ اپنے پیروی کرنے والوں کو غصب کر کے دیا۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی ماننے والے کو احمدی نہ کہیں۔ مرزائی، نئے عیسائی، قادیانی، غلمدی۔ ان چار ناموں میں سے جو نام چاہیں ان کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔

**مرزائیوں کے علامہ (حافظ روشن علی):** (جو خیانت مذکورہ کے کھل جانے پر باوجود حیا وغیرت میں کہنہ مشق ہونے کے سراسیمہ ہوچکے تھے۔) حضرت مرزا قادیانی کے پندرہ روپیہ کی نوکری پر آپ نے اعتراض کیا۔ حالانکہ آنحضرت نے تو بکریاں چرائیں اور ایک عورت کی نوکری کی۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** حاضرین آپ نے دیکھا کہ اب اصل مبحث بالکل چھوٹ گیا ہے، ہمارے مخاطب صاحب اب ان فضول باتوں میں وقت گزاری کر رہے ہیں۔

**ہاں:** یہ بات خاص طور پر خیال کرنے کی ہے کہ مرزائی صاحبان کو مرزا قادیانی سے کس قدر محبت ہے۔ میں نے ان کے مرزا قادیانی کو ایک بات کہی تھی وہ بھی محض واقعہ کے طور پر نہ بہ نیت توہین اس کے جواب میں انہوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو دو باتیں کہہ لیں۔ میں نے مرزا قادیانی کو پندرہ روپیہ کا نوکر (کہا ہے تو) اس کے عوض میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو چرواہا اور عورت کا نوکر کہہ ڈالا۔ مرزا قادیانی نے خود بھی اپنی تصانیف میں جا بجا اپنے کو رسول خدا ﷺ پر

فوقیت دی ہے۔ چنانچہ اپنے قصیدہ اعجازیہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں

لہ خسف القمر المنیر وان لی

غسا القمر ان المشرقان اتنکر

**ترجمہ:** اس کے لئے یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے تو چاند گہن لگا تھا۔ معجزہ شق القمر کو چاند گہن کہا، اور میرے لئے چاند سورج دونوں میں گہن لگا کیا اب بھی تم انکار کرو گے۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ۷۱، رخ:۱۹/۱۸۳)

اس درمیان میں علامہ صاحب بول اٹھے کہ جب آپ کے گھر پر حملہ ہوا تو آپ کو خبر ہوئی۔ مولانا صاحب نے فرمایا الحمدللہ آپ نے خود اپنی زبان سے ہماری تائید کی۔ اور اقرار کرلیا کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر کے ہیں۔ بے شک ہم ان کے ہیں وہ ہمارے ہیں، آپ کو کوئی تعلق ان سے نہیں آپ کو جو کچھ رشتہ ہے مرزا صاحب سے ہے مبارک ہو۔

**اس کے بعد**

مرزائیوں کے علامہ قادیانی بار بار افسردہ زبانی کے ساتھ اپنی کہی ہوئی باتوں کا اعادہ کرتے رہے اور جواب میں مولانا صاحب نے بھی اپنی باتوں کا مع فوائد جدیدہ اعادہ فرمایا۔ یہاں تک کہ بات ختم ہوگئی۔ اور صدر صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں فیصلہ سنا دیا کہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب اور دشنام دہندہ انبیاء علیہ السلام ہونا ثابت کردیا۔ چار عبارتیں مرزا قادیانی کی پیش فرمائیں۔ مرزائی صاحبان چاروں عبارتوں میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دے سکے۔ تمام ہندو مسلمان جو حاضر محفل تھے۔ فیصلہ سننے سے پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے، بات اتنی صاف ہو چکی تھی کہ کوئی حاجت فیصلہ کی نہ تھی۔

مرزائی صاحبان جب اٹھ کر مجلس مناظرہ سے جانے لگے اور کتابوں سے بھرا ہوا صندوق جو دو آدمیوں سے بمشکل اٹھتا اپنے سر پر لاد کر لے گئے، قابل دید منظر تھا آئے تھے بڑی شان سے اور گئے اس طرح۔ (بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے)

دو شخص جو نئے مرتد ہوئے وہ تائب ہوئے۔ اور جتنے لوگ مذبذب ہو گئے تھے۔ سب کے ایمان درست ہو گئے اور خدا کا شکر ہے کہ آئندہ کے لئے اس فتنہ کا سد باب ہو گیا۔ بالفرض اگر کوئی مرزائی حیا و غیرت کو بالائے طاق کر کے اس علاقہ میں جانے کی ہمت بھی کریں تو اب کوئی ان

کے فریب میں نہیں آ سکتا۔ بچے بھی اب ان کے بڑے سے بڑے کے سامنے مرزا کا کذاب ودجال ہونا ثابت کر دیں گے۔ یہ مناظرہ سب کی زبان پر ہے۔ فالحمدللہ اولاً و آخراً۔

## مباحثہ کا دوسرا دن

دوسرے دن صبح کو حکیم محمد یونس سیکرٹری انجمن مرزائیہ تنہا حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب کی خدمت میں آئے۔ وہ کیا آئے تقدیر الٰہی انہیں کھینچ لائی کہ مرزا کے کذاب ہونے کے مزید دلائل کا باران پر لاد دیا جائے۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** میں سچائی کا طالب ہوں کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** اب بھی پوچھنے کی ضرورت باقی ہے۔ سچائی کا طالب تو آپ کو ہم جب سمجھیں کہ کل کی کاروائی آپ شائع کر دیں۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** میں کچھ اور باتیں علاوہ ان امور کے جن پر بحث ہوئی پوچھنا چاہتا ہوں۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** اچھا پوچھئے۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور نبوت ان کی بدستور قائم ہوگی تو یہ ختم نبوت کے خلاف کیوں نہیں ہے۔ اور مرزا قادیانی کی نبوت ختم نبوت کے خلاف کیوں ہے۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** ختم نبوت کے معنی تو بالکل صاف ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ کے بعد جدید نبوت نہیں ملی اور مرزا قادیانی جدید نبوت کے مدعی ہیں۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تو خاتم النبیین تھے۔ پھر ان کے بعد نبی کیوں ہوئے۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاتم النبیین کس نے کہا ہے۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** یہودی لوگ کہتے ہیں۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** لاحول ولاقوۃ۔ رسول خداﷺ کا خاتم النبیین ہونا تو قرآن شریف میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کو قرآن ہی سے دکھلانا چاہیے۔ اور یہودیوں کا حوالہ بھی آپ غلط دیتے ہیں۔ خود تورات میں رسول خداﷺ کی بشارت موجود ہے۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** میں تو خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرتﷺ نبیوں کی سند ہیں یعنی آپ کے بعد جو نبی ہوں گے۔ وہ آپ کی سند سے ہوں یعنی آپ کی پیروی کی سندان کے پاس ہوگی۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** یہ معنی تو ختم نبوت کے تو آپ کے خلیفہ ثانی کی کتاب الہدیٰ کے خلاف ہیں۔ الہدیٰ ایک چھوٹا رسالہ ہے جو سکریٹری صاحب نے ساونت واڑی میں تقسیم کیا تھا۔

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** اچھا آپ مجھے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھا دیجئے۔ کیونکہ عقلاً ونقلاً کسی طرح میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیح علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** آپ لوگوں کو خاص اس مسئلہ سے کیوں اس قدر دلچسپی ہے میں آپ کو حیات مسیح علیہ السلام قرآن شریف اور صحیح احادیث سے سمجھادوں گا۔ مگر پہلے یہ بتائیے کہ مرزائیوں کو اس بحث سے کیا تعلق ہے۔؟

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** دراصل مرزا قادیانی اسی جگہ کے دعویدار ہیں جس جگہ پر مسیح علیہ السلام مقرر تھے اگر وہ جگہ خالی نہیں یعنی مسیح علیہ السلام زندہ ہیں تو مرزا قادیانی کا دعویٰ یقیناً غلط ہے۔

**جناب مولانا عبدالشکور لکھنویؒ صاحب:** بالفرض مسیح علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہو اور جگہ

---

۱۔ نقیر محمد صاحب کے خط مورخہ ۲۱ر دسمبر میں ہے کہ ”آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ساونت واڑی میں آپ کے مواعظ حسنہ نے ایک نئی روح پھونک دی اور دینداری کا دلولہ لوگوں کے دلوں میں موج زن کر دیا، سنا جاتا ہے کہ اب بروز جمعہ مسجد بالکل پر رہتی ہے، باندہ، کوڈال وغیرہ میں بھی یہی ہے دعا کیجئے کہ خداتعالیٰ ہم لوگوں کو اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق دے..... انتہا بلفظہ ۱۲

خالی ہو تو صرف جگہ کے خالی ہونے سے مرزا قادیانی جیسا جھوٹا، کذاب، مفتری کیوں کر اس جگہ پر قائم ہو سکتا ہے۔

کس نیاید بزیر سایہ بوم
در ہما از جہاں شود معدوم

**سیکرٹری صاحب (حکیم محمد یونس):** مرزا قادیانی کی دو باتوں کا جھوٹا ہونا آپ نے کل ثابت کیا تھا ان کے علاوہ اور جھوٹ بھی ان کے آپ دکھا سکتے ہیں؟

مولانا عبدالشکور لکھنویؒ: چہ خوش۔ کیا وہ جھوٹ آپ کے نزدیک کچھ کم ہیں؟ یہ تو ویسی ہی بات ہے آپ نے کہی جو رسالہ ''نبی کی پہچان'' میں قادیان سے شائع ہوا ہے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے دس جھوٹ سے زیادہ کوئی ثابت نہیں کر سکا۔ حالانکہ کئی سو جھوٹ تو خانقاہ رحمانیہ مونگیر کی کتابوں میں دکھلائے گئے ہیں۔ ایک بڑے معرکہ کا جھوٹ اور سنئے اور کچھ تو خیال کیجئے کہ مرزا قادیانی سے اسلام کو کیسا نقصان پہنچا۔ غیر مسلموں کی نظر میں انہوں نے اسلام کو کیسا ذلیل کیا۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب نے حسب ذیل عبارت کتاب ''صحیفۂ رنگون'' کی پڑھ کر سیکرٹری صاحب کو سنائی۔

**نوٹ:** یہاں بھی حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے ڈپٹی آتھم اور محمدی بیگم والی پیش گوئی صحیفۂ رنگون سے پڑھ کر سنائی جو پہلے گزر چکی ہے اس لئے اسے یہاں سے بھی حذف کیا جاتا ہے اس تقریر کو سن کر سیکرٹری صاحب ''فبہت الذی کفر'' کے مصداق بن کر چل دیئے۔

## خطاب بہ مسلمانان ساونت واڑی۔ از مدیر النجم عافاہ ربہ

برادران دینی کو بعد سلام مسنون معلوم ہو۔ آپ لوگوں نے اپنے خط میں یہ لکھ کر کہ آپ کا علاقہ فتنہ مرزائیت سے پاک ہو گیا اور یہ کہ ان مواعظ کی برکت سے جو وہاں ہوئے۔ دینداری کا ولولہ مسلمانوں کے دل میں پیدا ہوا۔ خدا کی مسجدیں آباد ہو گئیں۔ مجھے مسرور و خوش وقت کیا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً۔

یہ نتائج میرے ناچیز بیان کے نہیں ہیں بلکہ یہ تاثیر ان آیات قرآنیہ کی ہے جو اس مواعظ میں پڑھی گئیں۔

ایں قدر مستی و مدہوشی نہ حد بادہ بود
باحریفان انچہ کرد آن نرگس مستانہ کرد

مگر پوری مسرت کا وقت وہ ہے جس وقت میں سنوں کہ اب اس علاقہ میں کوئی سات برس کا بچہ لڑکا یا لڑکی کسی مسلمان کے گھر میں بے نمازی نہیں۔ مرد عورت بچے سب نماز کے پابند ہو گئے۔ اور موجودہ مساجد نمازیوں کے لئے ناکافی ہو گئیں۔ بلکہ اصلی مسرت اس وقت ہو گی جب اس حالت پر استقامت معلوم ہو۔ حق تعالیٰ نے ان لوگوں پر سخت ناخوشی کا اظہار کیا ہے جو خدا کی عبادت شروع کر کے پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ

**”ومن الناس من يعبد الله على حرف فان اصابه خير ن اطمان به وان اصابته فتنة ن القلب على و جهه“** (الحج/۱۱)

**ترجمہ:** بعضے لوگ وہ ہیں جو ایک کنارے (یعنی ناپائدار حالت میں) خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ اگر ان کو کچھ بھلائی پہنچی۔ تو اس بھلائی پر مطمئن ہو گئے اور اگر کچھ آزمائش پیش آ گئی تو اپنے منہ کے بل (جدھر سے آئے تھے اسی طرف) لوٹ گئے۔

استقامت کی تدبیر یہ ہے کہ تذکیر کا سلسلہ برابر قائم رہے اور قرآن کریم کے مطالب عالیہ مسلمانوں کے کان تک پہنچتے رہیں۔ کم از کم نماز کے متعلق جو ننانوے آیتیں میں نے کتاب الصلوۃ میں مع ترجمہ وتفسیر جمع کر دی ہیں۔ اسی کا کچھ حصہ روزانہ سنایا جائے۔ کتاب الصلوۃ نہ مل سکے تو النجم دور جدید کی جلد اول کے پہلے نمبر میں کچھ آیتیں لکھی گئی ہیں۔ اسی کو بطور وعظ کے سنایا جائے۔ اور سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ کسی دیندار عالم کو ساونت واڑی میں قیام کی تکلیف دی جائے۔ اور وہ کتاب اللہ کا باقاعدہ درس دیں۔ ایمان کیا چیز ہے توحید کی کیا حقیقت ہے عقیدہ رسالت کا کیا مطلب ہے۔ قیامت کا یقین کیسا ہونا چاہیے۔ خدا کا خوف خدا کی عبادت اور عبادت کے نتائج یہ تمام باتیں کتاب اللہ سے بے تعلق ہو کر نہیں معلوم ہو سکتیں۔

خدا کا جو بندہ اپنے بھائیوں کے دیندار بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا اور سب سے پیارا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن احسن دیناً من دعا الی اللّٰہ (حم السجدہ/۳۳) ترجمہ: اس سے زیادہ اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے۔ وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم احب العباد الی اللّٰہ من حبب اللّٰہ الی عبادہ ترجمہ: سب سے

زیادہ خدا کو وہ بندہ محبوب ہے جو اللہ کی محبت اس کے بندوں کے دل میں پیدا کرائے۔

فتنہ مرزائیت کا اس وقت تو بے شک بفضلہ تعالیٰ قلع وقمع ہو گیا ہے۔ مگر اس پر مطمئن ہو جانا نہ صرف بے عقلی بلکہ بے دینی کی علامت ہے۔ چاہیے کہ مرزا کے رد میں جو کتابیں ہندوستان کے علماء نے لکھی ہیں وہ سب جمع کی جائیں ان کا مطالعہ ہو، ان کے ضروری مطالب کی اشاعت ہو۔ اگر صرف خانقاہ رحمانیہ مونگیر کی کتابیں منگالی جائیں تو وہ کافی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معمولی علم و فہم کا آدمی بھی مرزائیوں کے بڑے بڑوں سے مناظرہ کے قابل ہو سکتا ہے اور مرزا کے دجال و کذاب ہونے کو اچھی طرح ثابت کر سکتا ہے۔

المختصر دین کی محبت ہونی چاہیے دین کی خدمت کرنی چاہیے ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دین کی فکر سے کسی وقت خالی نہ ہو۔ دین کو ہر چیز پر مقدم کرے۔

غم دین خور کہ غم غم دین ست
ہمہ غمہا فروتر از این ست

اور آخری بات یہ ہے کہ دعا میں اس ناچیز کو بھی یاد رکھئے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا کرے کہ ایمان پر قائم رکھے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے۔ آمین

تمت

# حدیث ''لانبی بعدی'' کا صحیح مطلب

اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں ایک مضمون حدیث مذکورہ عنوان کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جس کی تصدیق وتائید خود ایڈیٹر صاحب کی طرف سے مرقوم ہے۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی نبوت اب چندروز سے طشت از بام ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس دعوی کا خلاف اسلام ہونا بھی بہت واضح ہے۔ لہذا مضمون نگار صاحب نے اس مضمون میں کوشش کی ہے۔ کہ اس دعوی کا خلاف اسلام نہ ہونا ثابت کریں۔ مناسب معلوم ہوا کہ اس مضمون کا جواب لکھ دیا جائے تا کہ اس مضمون سے جو غلط فہمی پیدا کی گئی ہے وہ رفع ہو جائے۔ اور مسلمان اس دعوی کا خلاف اسلام ہونا اچھی طرح معلوم کر لیں۔

پہلے وہ مضمون بلفظہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

## لانبی بعدی کا مطلب (قادیانی نقطہ نظر)

اس مضمون میں لائق نامہ نگار نے قرآن وحدیث اور پہلے مفسرین کے اقوال کے حوالہ سے ایک نہایت ہی معقول اور فیصلہ کن پھر مختصر بات غیر احمدی اصحاب کے سامنے پیش کی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پڑھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (ایڈیٹر بدر قادیان)

''لانبی بعدی'' کی حدیث بالکل صحیح ہے اور احمدی جماعت نے کبھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ اور خاتم النبیین بے شک آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔ مگر باوجود اس کے ایمان کے بھی ہمارے مخالف غیر احمدی علماء ہمیشہ فتوی کفر میں صاف لکھتے رہیں کہ احمدی حضرت نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ ''لانبی بعدی'' کی حدیث کا مطلب اور منشاء بگاڑتے ہیں، لیکن میں ایک ایسی زبردست دلیل منقولی ومعقولی پیش کرتا ہوں کہ ہمارے مخالف خواہ وہ اہل حدیث ہوں یا حنفی یا بریلوی یا دیوبندی۔ غرض کوئی ہوں۔ اس دلیل کا رد امید نہیں کہ کریں بشرطیکہ کچھ ایمان کی خوشبو ان میں باقی ہو اور وہ دلیل یہ ہے۔

ایک حدیث جس کے حضرت سلمان فارسی راوی ہیں اس طرح پر ہے کہ ''فترةٌ بين عيسىٰ و محمد ﷺ ستمائة سنة'' (بخاری کتاب المناقب)

ترجمہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترۃ کا زمانہ (جس میں کوئی نبی نہیں

ہوتا) چھ سو برس ہے۔

اس حدیث پر حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس مدت میں کوئی ایسا پیغمبر نہیں آیا جو نئی شریعت یا نئی کتاب لایا ہو۔ ایسا پیغمبر ہوسکتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی شریعت کی طرف بلاتا ہو۔

اسی زمانہ فترۃ کو نبی اکرم ﷺ نے ایک اور دوسری حدیث میں یوں فرمایا ہے۔

**"انا اولی الناس بعیسی ابن مریم والانبیاء اخواۃ علات و لیس بینی و بینہ نبی"** (بخاری شریف کتاب بدالخلق) ترجمہ میں حضرت عیسیٰ سے زیادہ قریب ہوں یا زیادہ لگاؤ رکھتا ہوں۔ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں اور میرے اور عیسیٰ کے درمیان میں کوئی نبی نہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں نبی اکرم نے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ میرے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یہی معنے فترۃ کے ہیں۔ چنانچہ تفاسیر اس پر متفق ہیں۔ لیکن اس پر ابن حجر عسقلانی جیسے اعلیٰ پایہ کے محدث کا قول یہ ہے۔

کہ کوئی ایسا پیغمبر ہوسکتا ہے جو حضرت عیسیٰ ہی کا پیرو ہو۔

اب واقعات کو لو، تو ایک حدیث میں جو طبرانی میں ہے صاف لکھا ہے کہ زمانہ فترۃ میں حنظلہ بن صفوان اصحاب الرس کی طرف بھیجے گئے اور خالد بن سنان عیسیٰ بھی۔ اور ان کے بیٹے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا باپ نبی تھا۔ اور بعض مفسرین اسی طرف گئے ہیں، اب قرآن کریم کو لو تو سورہ یٰسین میں صاف مذکور ہے۔

**"واضرب لهم مثلاً اصحب القریة اذجائها المرسلون"**

اکثر مفسرین باوجود اختلاف روایات اس پر متفق ہیں، یہ ان تینوں رسولوں کا ذکر ہے جو انطاکیہ کی طرف مسیح علیہ السلام کا مذہب تبلیغ کرنے گئے تھے۔

بعضوں نے انہیں مسیح کے رسول کہا ہے کیونکہ وہ مسیح کی نبوۃ سے علیحدہ نبوت نہ رکھتے تھے۔ بہرحال قرآن کریم کے لفظوں میں انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے مرسل قرار دیا ہے اور تفسیر کبیر میں فترۃ والی آیت کے نیچے صاف لکھا ہے کہ زمانہ فترۃ چھ سو برس ہے۔ اور اس عرصہ میں چار پیغمبر ہوئے ہیں۔ تین بنی اسرائیل میں سے اور ایک اہل عرب میں سے جس کا نام حنظلہ بن صفوان ہے۔ نتیجہ یہ نکل آیا کہ زمانہ فترۃ میں جس کی نسبت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

"لیس بینی و بینہ نبی" چار کیسے نبی ہوئے، مگر وہ سب صاحب شریعت اور کتاب نہ تھے۔ لہذا احادیثِ فترۃ کے جو معنے ابن حجر عسقلانی نے کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔

مولوی وحید الزمان جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک دشمن ہے۔ وہ بخاری شریف کے ترجمہ میں جابجا اس سلسلہ پر نیش زنی کرتا ہے۔ حدیث فترۃ پر آ کر اسے بھی لکھنا پڑا کہ احتمال ہے کہ مراد یہی ہو کہ ایسا نبی نہیں آیا جو صاحب شریعت یا کتاب ہو۔ میں اس جگہ اس کا تمام حاشیہ درج کر دیتا ہوں۔ جو اصل مضمون کو بالکل صاف کر دیتا ہے۔ سلمان فارسی کی فترۃ والی حدیث پر حاشیہ نمبر ۸ میں لکھتا ہے کہ حافظ نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اس مدت میں کوئی ایسا پیغمبر نہیں آیا جو نئی شریعت یا نئی کتاب لایا ہو، ایسا پیغمبر ہو سکتا ہے جو حضرت عیسیٰ ہی کی شریعت کی طرف بلاتا ہو۔ (جیسے یوحنا پطرس۔ پولوس وغیرہ)، بعضوں نے کہا کہ اس مدت میں حنظلہ بن صفوان اصحاب الرس کی طرف بھیجے گئے تھے اور خالد بن سنان عیسیٰ بھی، ان کے بیٹے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اس کا باپ نبی تھا۔ اس کو طبرانی نے نکالا مگر صحیح حدیث اس کے خلاف ہے۔ کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے سب لوگوں سے زیادہ لگاؤ رکھتا ہوں میرے اور ان کے بیچ کوئی پیغمبر نہیں گزرا احتمال ہے کہ مراد ایسا پیغمبر ہو یعنی صاحب شریعت اور کتاب، واللہ اعلم۔

**تنبیہ:** مذکورہ بالا کوٹیشن میں جو الفاظ (یوحنا پطرس پولوس وغیرہ) یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے نہیں ہیں بلکہ مولوی وحید الزمان کے ہیں۔ مولوی صاحب کا طبرانی کی حدیث کو حدیث "انا اولی الناس ابن مریم لیس بینی وبینہ نبی" سے رد کرنا ایک بدیہی غلطی ہے۔ کیونکہ جس حدیث کی شرح میں ابن حجر عسقلانی نے یہ کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت اور کتاب جدید نہیں ہے۔ وہ حدیث اور یہ حدیث "لیس بینی وبینہ نبی" ایک ہیں جیسے کہ پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔ خود مولوی صاحب نے فترۃ کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ کہ ایسی مدت جس میں کوئی پیغمبر نہ ہو۔ اور یہی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں، پس دونوں حدیثیں ایک ہی ہیں۔ اس لئے حافظ کا مطلب صحیح ہے اور اس مطلب کو صحیح مان کر حنظلہ بن صفوان کی نبوت کی خبر دینے والی حدیث کو حدیث صحیح کے مخالف بتانا بالکل غلط ہے۔ اور خصوصاً جبکہ مولوی صاحب خود احتمالاً ان معنوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر جب انہیں طبرانی کی حدیث کو اس کے مخالف کہہ کر رد کرنے کا حق نہ رہا کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔

"اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" علاوہ ازیں اپنے زعمی معنوں کوثابت رکھنے کے لئے حدیث نبوی کا انکار ایک الحادصریح ہے۔ جس سے بچنا چاہیے۔ محدث ملاعلی قاری نے موضوعات میں زیر حدیث "لو عاش ابراهيم لكان نبيا" صاف لکھ دیا ہے۔

"واذا اخبر الصادق و ثبت عنه النقل الموافق فلا كلام فيه مما ينا فيه" یعنی جب صادق القول نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث بیان فرمائی اور نقل موافق اس کے بارے میں ثابت ہوگئی تو پھر کوئی کلام نہیں ہے جو اس کی نفی کر سکے۔ محدث ملاعلی قاری نے تو حدیث "لو عاش ابراهيم لكان نبيا" یعنی اگر آپ کے صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہونے کی صحت پراوپر کا جملہ ان لوگوں کے جواب میں لکھا ہے جو اس صحیح حدیث کو خاتم النبیین کے غلط معنے سمجھ کر رد کر دیئے۔ کیونکہ یہ حدیث تو صاف یہ کہہ رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی ہوسکتا ہے۔ ادھر "لا نبی بعدی" موجود۔ اس لئے اکثر لوگ حدیث مذکورہ بالا کو رد کر دیتے ہیں۔ اس پر ملاعلی قاری نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور خاتم النبیین کے حقیقی معنی بیان کر دئے تاکہ اپنی غلطی کے باعث کوئی حدیث مذکور غلط قرار نہ دے۔ چنانچہ آگے چل کر لکھا ہے۔ "قلت و مع هذا لو عاش ابراهيم صار نبيا" اور میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے۔ وكذا لو صار عمر نبيا لكانا من اتباعه عليه السلام

اور ایسے ہی اگر عمر بھی نبی ہو جاتے تو دونوں آنحضرت ﷺ کے متبعین سے ہوتے۔ "فلاينا قض قوله تعالىٰ خاتم النبيين". پس ان کا نبی بھی ہونا اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کا تناقض نہیں کرتا۔ اذ المعنى انه لاياتي نبي بعده.

جبکہ معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا۔ "ينسخ ملته جو آنحضرت ﷺ کو منسوخ کر دے، "ولم یکن من امته ویقوی" اور نہ ہو آپ کی امت سے اور تقویت دیتی ہے ان معنوں کو حدیث لو كان موسى عليه السلام حيالما وسعه (حدیث) کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ کچھ نہ کر سکتے "الا اتباعی" مگر میری تابعداری

(موضوعات ملاں علی قاری/۵۸، ۵۹)

اس حدیث پر جس قدر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کا جواب تو ملاں علی قاری نے دے دیا۔ لیکن طبرانی کی حدیث پر جو اعتراض تھا اس کا جواب بھی ملاں علی قاری کا یہی قول کافی ہے۔

اور پھر حافظ ابن حجر عسقلانی کے معنوں کو مدنظر رکھا جائے تو کوئی اعتراض مطلقاً باقی نہیں رہتا۔

**خلاصہ کلام** یہ ہے ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان نبیوں کا ہونا حدیث اور تفاسیر سے ثابت ہے اور ادھر ''لیس بینی و بینه نبی'' حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی بھی حافظ الحدیث نے ظاہر کر دیئے ہیں۔ اور چونکہ اس کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے چھ سو برس کے اندر کوئی نبی ایسا نہیں جو صاحب شریعت یا کتاب جدید ہو۔ اسی طرح لا نبی بعدی کے معنے یہ ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کے پیچھے کوئی ایسا نبی نہیں جو صاحب شریعت ہو یا نئی کتاب لایا ہو۔ جیسے کہ ملاں علی قاری نے خاتم النبیین کے معنے کئے ہیں۔ ادھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

من نیستم رسول دنیا وردہ ام کتاب
ان فہم ستم وزخدا وند مندرم

پس اس روشن بیان کے ہوتے ہوئے ہمارے مخالفوں کا ''خاتم النبیین'' یا ''لا نبی بعدی'' کو پیش کرنا کس قدر حماقت کی بات ہے۔ ہم ان کے منکر نہیں ہم ان کو خود مانتے ہیں۔ پس حضرت مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ''لا نبی بعدی'' کے ہرگز مخالف نہیں ہے کہ خود حضرت محمد طاہر صاحب محدث نے بھی مجمع البحار میں تکملہ کے صفحہ ۸۵ میں لکھا ہے کہ ''لانه اراد نبی بعده من ینسخ شرعه'' یعنی یہ کہ ''لا نبی بعدی'' سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نہیں جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

مسلمانوں خدارا غور تو کرو۔ ان واضح بیان سے محدثین کے ہوتے ہوئے کس منہ سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو وجہ کفر قرار دیتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے نبوت محمدیہ سے علیحدہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یا آپ ہی کی نبوت کا ظلی رنگ اپنے اندر بتایا ہے۔

لو سنو تمہارے ساتھ فیصلہ کی بات یہ ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا | نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
جو کچھ ہم نے پایا اس یار ہی سے پایا | وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

عمر الدین احمدی از شملہ

# الجواب واللہ الموفق للصواب

مقام شکر ہے کہ مضمون ہذا میں حدیث ''لا نبی بعدی'' کی صحت اور خاتم النبیین: میں لفظ خاتم کے صحیح معنی تسلیم کر لئے گئے۔ ان دونوں باتوں کے تسلیم کر لینے کے بعد اب مختصر جھگڑا باقی رہ گیا۔ مضمون نگار صاحب نے چاہا کہ حدیث ''لا نبی بعدی'' میں نبی سے نبی مستقل مراد لیں۔ اور اسی طرح آیت میں بھی نبیین سے انبیائے مستقل مراد لیں تا کہ نفی صرف مستقل انبیاء کی ہو اور غیر مستقل انبیا کے امکان سے مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے دعویٰ نبوت کا باقی رہے۔

مگر نہایت افسوس ہے کہ مضمون نگار صاحب کی یہ خواہش از قبیل آرزوئے محال ہے، جو کسی طرح پوری نہیں ہو سکتی۔ ان کے استدلال کے نقائص بالاختصار حسب ذیل ہیں۔

ا۔ مدار ان کے استدلال کا اصول شریعت سے بالکل باہر ہے، اصول شریعت چار ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس، ان چاروں اصولوں میں سے کسی اصل پر ان کے استدلال کی بنا نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کا قول یا ملا علی قاری کا قول یا کسی مفسر کا کوئی قول نہ کتاب اللہ ہے، نہ حدیث، نہ اجماع، نہ ہی قیاس۔ لہذا اگر تسلیم کر لیا جائے کتسلیم المحالات کہ ان اقوال کا وہی مطلب ہے جو مضمون نگار صاحب بیان کرتے ہیں تو بھی ان کا مقصد ثابت نہیں ہو سکتا۔

۲۔ حدیث فترۃ یعنی ''لیس بینی و بینہ نبی'' میں اور حدیث ''لا نبی بعدی'' میں کئی فرق ہیں۔

**اول:** یہ کہ ''لا نبی بعدی'' میں لائے نفی جنس ہے جو اپنے مدخول کے تمام افراد کی نفی کر دیتا ہے۔ اسی طرح آیت میں جمع محلی باللام ہے جو مفید استغراق ہوتی ہے۔ یہ بات حدیث فترۃ میں نہیں ہے۔

**دوم:** حدیث فترۃ کے مفہوم ظاہری پر امت کا اجماع نہیں ہے۔ بخلاف حدیث ''لا نبی بعدی'' کے کہ اس کے مفہوم ظاہری پر امت مرحومہ کا اجماع ہے۔ اور اجماع بھی ایسا کہ سوا مرزا قادیانی کے آج تک کلمہ گویان اسلام میں سے ایک متنفس بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی مستقل یا غیر مستقل ہو سکتا ہے۔ اس اجماع کی حکایت بھی متواتر قطعیہ سے ہے۔

۱۔ کانت بنواسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (صحیح بخاری:۴۹۱/۱، کتاب احادیث الانبیاء باب ذکرعن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۴۵۵)

**ترجمہ:** بنی اسرائیل میں انبیاء سیاست کا کام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

**ف:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے بعد نبی غیر مستقل بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ جس قسم کے انبیاء بنی اسرائیل میں بکثرت ہوا کرتے تھے۔ اسی قسم کی نفی اپنے بعد کے لئے فرمائی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ کثرت غیر مستقل انبیاء کی تھی نہ مستقل کی۔

۲۔ ”عن سعد قال قال رسول الله علیه وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی“ (صحیح بخاری:۶۳۲/۲ کتاب المغازی باب غزوة تبوک وهی غزوة العسرة حدیث نمبر ۴۴۱۶) ترجمہ اے علی تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر موسیٰ کی طرف سے ہارون تھے فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

**فائدہ:** یہ حدیث بھی نبوت غیر مستقلہ کی نفی کر رہی ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی غیر مستقل تھے۔

۳۔ ”انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ (سنن ابوداؤد:۱۲۷/۲ باب ذکر الفتن ودلائلها کتاب الفتن والملاحم حدیث نمبر ۴۲۵۲)

ترجمہ: میرے بعد میری امت میں تیس دجال کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی خدا کا ہوں۔ مگر میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

**فائدہ:** یہ حدیث بھی نبی غیر مستقل کی نفی میں نص صریح ہے کیونکہ جس طرح نبوت مستقلہ کا جھوٹا دعوی دجل اور کذب ہے، اسی طرح نبوت غیر مستقلہ کا جھوٹا دعوی بھی دجل اور کذب ہے۔

۴۔ ”ان الرسالة والنبوة قدانقطعت ولا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت

المبشرات قالوا وما المبشرات قال رویا المسلمین جزء من اجزاء النبوة اخرجهٗ ابو یعلی عن انس" (فتح الباری۶/۳۰، باب المبشرات)

**ترجمہ:** بہ تحقیق رسالت ونبوت کٹ گئی اب میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نہ رسول ہاں مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کا خواب جو کہ اجزائے نبوت میں سے ایک جز ہے۔

**فائدہ:** معلوم ہوا اب اجزائے نبوت میں صرف رویا صالحہ باقی ہے اور کوئی جز اس کا از قسم وحی وغیرہ باقی نہیں ہے۔ اس حدیث کو بالفاظ مختلفہ متعدد صحابہ سے محدثین نے روایت کیا ہے، چنانچہ امام بخاری نے اس کو حضرت ابو ہریرہ سے بایں الفاظ روایت کیا۔ "لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویا الصالحة" اور مسلم اور ابوداود، نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت نے اپنے مرض وفات میں بلکہ عین اس دن فرمائی تھی جس دن آپ کی وفات ہوئی۔ اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ "لیس یبقی بعدی من النبوة الا الرویاالصالحة" اور امام احمد اور ابن ماجہ نے اور ابن خزیمہ نے بتصریح صحت اور ابن حبان نے ام کرز سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ "ذهبت النبوة وبقیت المبشرات" نیز امام احمد نے حضرت عائشہ سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ "لم یبق بعدی من المبشرات الا الرویا" اور امام احمد نے اور طبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ "ذهبت النبوة وبقیت المبشرات"

**سوم:** حدیث فترة میں نبی سے مستقل مراد لینے کے لئے حافظ ابن حجر عسقلانی کا حوالہ غلط دیا گیا ہے، انہوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ جن روایتوں کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان میں نبی ہوئے ہیں، ان سب روایتوں کی سندیں مخدوش ہیں اور صحیح بخاری کی یہ حدیث بلا تردد صحیح ہے۔ لہذا وہ سب روایتیں اس حدیث سے رد ہو جائیں گی۔ عبارت ان کی یہ ہے۔ "واستدل به علی انه لم یبعث بعد عیسیٰ الانبینا صلی الله علیه وسلم و فیه نظر لا نه ورد ان الرسل الثلاثه الذین ارسلوا الی اصحاب القریة المذکورة قصتهم فی سورة یٰسین کانوا من اتباع عیسی وان جرجین وخالد بن سنان کانا نبیین و کانا بعد عیسیٰ والجواب ان هذا الحدیث یضعف

ماوردمن ذلک فانه صحیح بلاتردد وفی غیرہ مقال" (فتح الباری 244/10 کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ واذکر فی کتاب مریم......)

**ترجمہ:** اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بعد عیسیٰ علیہ السلام کے سوا ہمارے نبی ﷺ کے کوئی نبی معبوث نہیں ہوا، مگر اس میں اعتراض کیا گیا ہے کہ مروی ہے کہ وہ تین رسول جو اصحاب قریہ کی طرف بھیجے گئے تھے، جن کا قصہ سورہ یسین میں ہے حضرت عیسیٰ کے پیرو تھے اور جرجیس اور خالد بن سنان بھی نبی تھے اور یہ دونوں بعد عیسیٰ کے تھے۔

**جواب:** اس اعتراض کا یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری کی ان تمام روایتوں کو رد کرتی ہے کیونکہ یہ بلا تردد صحیح ہے اور ان روایتوں میں گفتگو ہے۔ اس جواب کے بعد بطور احتمال کے وہ جواب بھی ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔ جس کو مضمون نگار صاحب نے ان کا اصل قول قرار دیا، اور اصل قول کو بالکل حذف کر دیا۔ میرے نزدیک یہ بات بالکل دیانت کے خلاف ہے۔ طبرانی کی یہ روایت جس میں حنظلہ بن صفوان کی نبوت کا ذکر ہے۔ اور بھی زیادہ مخدوش ہے۔ کیونکہ متعدد آیات قرآنی کے خلاف ہے۔ قرآن میں کئی جگہ ارشاد ہوا ہے کہ عرب میں کوئی نبی حضرت سے پہلے مبعوث نہیں ہوا۔ قولہ تعالیٰ "لتنذر قوما ما انذر اباء ہم الخ" (یس/۶) وقولہ تعالیٰ "وما ارسلنا الیہم قبلک من نذیر (سبا/۴۴) وغیر ذلک" نیز بہت سی صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ منجملہ ان کے یہ حدیث ہے جو صحیحین میں مروی ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ عرب میں کسی اور نے محمد ﷺ سے پہلے دعویٰ نبوت کیا تھا، ابوسفیان نے کہا نہیں۔

**چہارم:** ملا علی قاری کی کتاب الموضوعات کا حوالہ بھی بے سود ہے۔ گو اس وقت کتاب الموضوعات پیش نظر نہیں ہے۔ اور چونکہ مضمون نگار صاحب کتاب کا حوالہ دینے میں اور کتاب کی عبارت نقل کرنے میں قابل اعتماد نہیں ہیں، کیونکہ ایک حوالہ ابن حجر عسقلانی کا غلط دیا جیسا کہ اوپر ظاہر ہو چکا۔ دوسرا حوالہ مجمع البحار کا غلط دیا جیسا کہ آئندہ ظاہر ہوگا۔ لہذا ممکن ہے کہ کتاب الموضوعات کا حوالہ بھی غلط ہو۔ مگر میں اس سے قطع نظر کر کے ایک بہت صاف وصریح بات پیش کرتا ہوں۔ اس کے خلاف اگر ملا علی قاری نے لکھا ہے تو وہ لغزش قلم ہے حدیث "لو عاش ابراھیم اور حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر" سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بعد آپ کے نبی ممکن ہے، بالکل غلط ہے کیونکہ "لو" اپنے مدخول کے امکان پر دلالت ہی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنے

مدخول کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے، تمام کتب نحو یہ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ''لو'' یہ بتاتا ہے کہ میرا مدخول چونکہ منتفی ہے اس لئے جزا اس پر مرتب نہیں ہوئی۔" **یشھد لہ قولہ تعالیٰ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا**" (الانبیاء/۲۲) ''لَوْ'' اس بات کو بتا رہا ہے کہ اللہ کے سوا اور معبود چونکہ نہیں ہیں اس لئے آسمان وزمین میں فساد نہیں آتا۔ کیا مضمون نگار صاحب اس آیت میں یہ مطلب مان سکتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اللہ کے سوا اور معبود ہو جائیں اور زمین وآسمان میں فساد آجائے، کیا وہ ''تعدد الٰہ'' کو ممکن وجائز کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ان دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم اور حضرت عمر اگر نبی ہوتے تو حضرت کے تابع ہوتے، بالکل غلط ہے۔ پھر قطع نظر اس سے ملا علی قاری کی عبارت منقولہ میں کہیں نہیں ہے کہ حضرت کے بعد نبی غیر مستقل ممکن ہے، بلکہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ان دونوں حدیثوں کے متعلق کہہ رہے ہیں۔ ایک خاص جزئی کے متعلق کلام کرنا اور چیز ہے۔ اور کوئی کلیہ قائم کر دینا اور چیز ہے۔

**پنجم:** مجمع البحار کا حوالہ غلط ہے، بدو وجہ **اوّل** اصل کتاب میں بعدہ کا لفظ نہیں۔ **دوم** مصنف نے یہ جملہ محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کہا جائے کہ انکا نزول حدیث ''**لا نبی بعدی**'' کے خلاف ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت کے ناسخ نہیں ہیں۔ پھر مجمع البحار کے اسی صفحہ میں حضرت عائشہ کا یہ قول منقول ہے کہ قولہ ''**انہ خاتم الانبیاء و لا تقولوا لا نبی بعدہ**'' اس کو مضمون نگار صاحب نے کیوں چھوڑ دیا؟ یہ تو ان کے مدعا کے لئے ان کے تمام منقولات سے زیادہ مفید تھا۔ اصل یہ ہے کہ کلام غیر معصوم سے کبھی حجت تمام نہیں ہوسکتی۔ بسا اوقات اس کا مقصود کچھ ہوتا ہے۔ اور اس کے زبانی الفاظ اس کے مقصود سے عام یا خاص ہو جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ کا مقصود بھی صرف حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے متعلق ہے، مگر الفاظ کچھ عام ہو گئے ہیں۔

**خلاصہ** یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی جدید کا ہونا خواہ وہ مستقل ہو یا غیر مستقل قرآن کے بھی خلاف ہے، حدیث کے بھی خلاف ہے اور اجماع قطعی کے بھی خلاف ہے۔ اور جن دو عالموں کے حوالے مضمون نگار نے دیئے ہیں۔ وہ غلط ہیں اور غلط بھی نہ ہوتے تو ان سے استدلال صحیح نہ تھا۔ کیونکہ قرآن وحدیث واجماع کسی کے قول سے رد نہیں ہوتے تو ان سے استدلال صحیح نہ تھا۔ نیز حدیث فترۃ پر جو قیاس مضمون نگار نے کیا ہے وہ (قیاس) قیاس مع الفارق

ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مضمون نگار صاحب کو اور نیز تمام ان لوگوں کو جو حضرت خاتم الانبیا ﷺ کی ذات جامع صفات کو نامکمل اور غیر کافی سمجھ کر نبی جدید کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ ہدایت دے کہ وہ ان کفریات سے توبہ کریں اور کسی دجال کذاب کے اغوا سے اس ہادی برحق سے انحراف نہ کریں۔ آمین

والسلام علی من اتبع الہدی

(النجم لکھنؤ جلد نمبر۹ شمارہ نمبر۲۲، ۷ذی الحجہ۱۳۳۱ھ بمطابق ۷نومبر۱۹۱۳ء)

# النجم اور مرزائی صاحبان

(النجم لکھنؤ نمبر 15 جلد 8، 7 شعبان 1330ھ)

ناظرین کو معلوم ہے کہ مرزائی صاحبان کے ساتھ النجم کے موجودہ مخاطبات از خود شروع نہیں ہوئے، بلکہ اس کی بنا انہیں کی طرف سے ہے۔ سب سے پہلے فیض آباد کے مرزائیوں نے تحریک کی۔ تحریک کی منظوری پر وہ خاموش رہے، پھر چند ماہ کے بعد لکھنؤ کی انجمن مرزائیہ نے اس تحریک کو ایک نئے شد ومد سے تازہ کیا۔ جس کے جواب میں النجم نے بحث کو منظور کیا اور دو شرطیں پیش کیں۔

**اول:** یہ کہ بحث مرزا قادیانی کے دعاوی پر ہو کہ انہوں نے اپنی نسبت کیا کیا دعوے کیے، اور ان دعوؤں کے ثبوت کیا کیا پیش فرمائے؟

**دوم:** یہ کہ یہ بحث بتمامہ النجم میں بھی چھپے اور بدر میں بھی۔ بدر کی تخصیص بدو وجہ کی گئی۔ ایک یہ کہ بدر کی اشاعت زیادہ ہے اور مرزائی اصحاب کی نظر میں اس کی وقعت بیش از بیش ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ خاص دار الخلافت (مرزائیوں کا مرکز قادیان) سے شائع ہوتا ہے۔ لہذا اس کی تحریرات تمام مرزائیوں پر حجت ہوں گی۔ اور جو نفع بحث کا ہے بخوبی حاصل ہوگا۔

یہ دونوں شرطیں کبیر الدین صاحب سیکریٹری انجمن مرزائیہ لکھنؤ منظور کر گئے۔ مگر بعد میں انہوں نے شرط اول سے اختلاف کیا۔ ''بدر'' (مرزائیوں کا قادیان سے شائع ہونے والا اخبار) میں چھپنے کی شرط سے تعرض نہ فرمایا۔ بالآخر وہ شرط بھی معرضِ زوال میں آ گئی۔ اور ایڈیٹر صاحب بدر نے کسی طرح النجم کی بحث کا اپنے پرچہ میں چھاپنا یا الفاظ دیگر مخالف کے دلائل و براہین کا اپنے فرقہ کے کانوں تک پہنچانا گوارا نہ کیا۔ حالانکہ انصاف کا مقتضیٰ یہ تھا کہ جب خود ہی انہوں نے مجھ سے درخواست مناظرہ ومباحثہ کی کی تو میری تمام ایسی شرطوں کو جو احقاق حق میں مخل نہ ہوں اور ان کا پورا کرنا بھی کسی غیر معمولی دقت کا محتاج نہ ہو، منظور کرتے۔ ہاں اگر میں خدانخواستہ شیعوں کی طرح کوئی ایسی شرط پیش کرتا جو احقاق حق میں مخل ہوتی یا اس کا پورا کرنا کسی غیر معمولی دقت کا محتاج ہوتا تو ان کو منظور نہ کرنے کا اختیار تھا۔

خیر اس گفتگو کو بھی مدتیں گزر گئیں اور مرزائی صاحبان کی طرف سے میرے لئے مناظر تجویز ہونے لگا۔ ہوتے ہوتے کئی ماہ کے بعد آج اخبار الحق دہلی میں یہ مضمون نظر سے گزرا۔

وھو ھذا

## ایڈیٹر صاحب النجم کو بشارت

''جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم کو عاجز خادم الحق بشارت دیتا ہے کہ حسب خواہش آنجناب مطبوعہ النجم بابت، ماہ جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۱۲ کالم ۲ سطر ۱۹۔ اس خاکسار کو حضرت امامنا ومرشدنا عالی جناب خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ نے حکم صادر فرما کر اجازت بخشی ہے کہ آپ سے بذریعہ النجم والحق تحریری مباحثہ کروں۔ لہذا یہ بشارت آپ کے گوش مبارک تک بذریعہ الحق پہنچائی جاتی ہے اور مباحثہ کے متعلق اس میں ایک مضمون بغرض تصفیہ شرائط مباحثہ دوسری جگہ درج ہے۔''

بدر نے آخر کیوں اس بحث سے انکار کیا؟ عجب راز ہے۔ لیکن ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں اور بغیر کسی قسم کے عذر کے الحق کے ساتھ بحث منظور کرتے ہیں۔ مگر ان کا بھی یہی اصرار ہے کہ پہلے بحث حیات ووفات مسیح علیہ السلام پر ہو۔ مولوی کبیر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حیات مسیح علیہ السلام ثابت کردو۔ تو اس مضمون پر فی سطر ۲۰ روپے انعام دونگا۔ میں نے اسے بھی منظور کر لیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ روپیہ جمع کردیں اور کسی ثالث کا انتظام کریں میں تیار ہوں۔ لیکن اس کا کچھ جواب نہ مولوی کبیر الدین صاحب نے دیا نہ ایڈیٹر صاحب الحق نے۔ بہرحال اگر مولوی کبیر الدین صاحب اپنے قول پر قائم نہیں ہیں جیسا اور بھی بعض امور میں دیکھا گیا ہے۔ تو میں ایڈیٹر صاحب الحق کے اس اصرار کو منظور کرتا ہوں۔ بحث حیات ووفات مسیح علیہ السلام پر بھی ہو جائے گی۔ اس طرح کہ مرزا قادیانی کے دعاوی کی تفصیل میں آپ ان کا یہ دعویٰ بھی قائم کر دیجئے۔ کہ مسیح علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ بعد اس کے پہلے اسی پر بحث ہو جائے۔

**مگر لطف:** تو یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب الحق نے اپنے اس پرچہ میں کچھ سوالات بھی مجھ سے کئے ہیں اور ان سوالات کے پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک دوسرا مباحثہ قائم ہو جائے اور مرزا قادیانی کے متعلق ایک حرف بھی درمیان میں نہ آئے۔ ایڈیٹر صاحب الحق کا اس بحث سے پہلو بچانا فی الحقیقت ان کے دور اندیش اور معاملہ فہم ہونے کی دلیل ہے۔

ایک درخواست ایڈیٹر صاحب الحق کی یہ بھی ہے کہ میں ان کو اور ان کے فرقہ کو احمدی لکھا کروں اور یہ کہ لفظ مرزائی ان کے لئے دل آزار ہے۔ یہ عجیب لطیفہ ہے۔ اس لفظ میں دل آزاری کی کیا چیز ہے۔ کچھ پتہ نہیں لگتا۔ خیر میں اس کے لئے معذرت کرتا ہوں۔ مجھے کوئی دوسرا نام اپنا ئیں میں اس کو استعمال کیا کروں۔ احمدی کا لفظ میں نہیں لکھ سکتا۔ بدو وجہ

**اول:** یہ کہ یہ لقب کئی سو برس سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کے لئے مستعمل ہے۔ ہوں نے یہ لقب اس لئے اختیار کیا کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رف ان کا سلسلہ منسوب ہے۔ لہذا اس لقب کو ان کے بعد اور کسی کے لئے اختیار کرنا قطع نظر اس ے بوجہ اشتراک کے جو فائدہ امتیاز کا ایسے القاب سے متصور ہے، حاصل نہ ہوگا۔ ایک ظلم صریح ر غصب قبیح ہوگا۔

**دوسرے:** یہ کہ مرزائی صاحبان کا اپنے کو احمدی کہنا بے وجہ بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہ لقب بوجہ سبت مرزا غلام احمد کے ہے تو مرزا قادیانی کے نام میں لفظ احمد مضاف الیہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مضاف الیہ مقصود بالذات نہیں ہوتا۔ بلکہ مضاف مقصود بالذات ہوتا ہے۔ لہٰذا مضاف الیہ کی طرف منسوب کرنا بالکل بے وجہ ہے۔ اور اگر لقب بہ وجہ نسبت حضرت بہترین انبیا ﷺ کے ہے تو قطع نظر اس کے یہ نسبت معرض اختلاف ہے، ہم اس کو نہیں مانتے، پھر بھی مسلمانوں کی دل شکنی ہے کیونکہ اس نسبت کا سب کو دعویٰ ہے المختصر مجھے کوئی دوسرا لقب اپنے لئے بتا دیں جس میں اس قسم کے وجوہ نہ نکل سکیں تو میں اس کو استعمال کروں۔

ایڈیٹر صاحب الحق کے سوالات اور نیز ان کی دوسری باتوں کا جواب میں نے محض اس لئے دینا مصلحت نہیں سمجھا کہ وہ ایک دوسرا مباحثہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے کوئی نفع کسی فریق کا نہیں ہے۔ **تہذیب** کے متعلق ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے مجھے بسر و چشم بصد خوشی منظور ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سوا ان الفاظ کے جو بضرورت ایسے مواقع میں استعمال ہوتے ہیں کوئی لفظ خلاف تہذیب مستعمل نہ ہوگا۔ نہ اب تک میرے خیال میں مستعمل ہوا۔ خلاف تہذیب کلمات کے استعمال کی مجھے عادت نہیں۔ شیعوں کے مقابلہ میں ہر طرح مجبور ہو کر بہ مشکل بعض الفاظ میں ان کی مشاکلت کر سکا ہوں مگر پھر بھی دل کو یہ امر ناپسند ہے۔

آخر میں مَیں پھر کہتا ہوں کہ اگر مرزائی اصحاب کو دراصل مباحثہ منظور ہو تو مرزا قادیانی کے

دعاوی پر بحث شروع کر دیں اب تو میں نے اس کو منظور کرلیا کہ سب سے پہلے مرزا قادیانی کے دعوے وفات مسیح پر ہی ہو جائے۔ امید ہے کہ الحق کے آئندہ نمبر میں مرزا قادیانی کے دعوؤں کی تفصیل درج ہوگی۔ اور اس بحث کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ بھی واضح رہے کہ جو سوالات خارج از بحث ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے کیے ہیں ان سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل بحث کو ٹال کر دوسری بحث پیش کرنا مقصود ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بڑا سنگین اخلاقی جرم ہے۔ اس پر وہ غور فرمائیں آئندہ اختیار ہے۔ فقط

# مرزائی صاحبان کا اخبار الحق اور النجم

(النجم لکھنو نمبر 21 جلد 8، 21 ذیقعدہ 1330ھ)

مدت سے مرزائی صاحبان سے ''النجم'' چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں، بڑے شدومد سے انجمن مرزائیہ لکھنؤ کے سیکٹریری صاحب نے خود دفتر النجم میں آ کر مناظرہ تحریری طے کیا۔ تمام مراحل طے ہو گئے۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ بحث کی ابتداء اس امر سے ہو گی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی نسبت کیا دعویٰ تھا۔ اور اس دعوے کا کیا ثبوت انہوں نے پیش کیا۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ فریقین کی پوری پوری بحث بدر و النجم دونوں میں چھپا کرے۔

یہ سب کچھ تو طے ہو گیا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا کہ بہت دنوں کے بعد اس مبتدا کی خبر یہ نکلی کہ ایڈیٹر صاحب بدر نے اس وادی میں آنے سے گریز فرمایا اور اس گریز کے دو عذر پیش کئے۔ ایک یہ کہ ناظرین بدر اس قسم کی بحثیں بہت دیکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بدر کے کالموں میں اس بحث کے اندراج کی گنجائش نہیں۔ ان دونوں عذروں کا معقول جواب النجم میں دیا گیا اور عذر دوم کے متعلق تو یہاں تک لکھا گیا ہے کہ بدر میں کچھ صفحات بڑھا دیجئے۔ اور صفحات کی مزید لکھائی چھپائی کاغذ کے دام دفتر النجم سے آپ کو دیے جائیں گے۔ لیکن اس معقول جواب کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔

اسی درمیان میں چند اکابرِ قادیان لکھنؤ آئے۔ اور انہوں نے اپنے مذہب کی خصوصیات بیان کرنے کے لئے جلسہ کا اشتہار بھی دیا۔ ان میں خواجہ کمال الدین اور مرزا محمود احمد فرزند مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھے۔ ناچیز مدیر النجم نے اولاً زبانی بعد ازاں تحریری پیغام مناظرہ کا بھیجا مگر ان حضرات نے صاف انکار کر دیا۔ کہ ہم مناظرہ نہ کریں گے بلکہ میرے اس پیغام کے بعد اپنے اشتہار کی بھی پابندی نہ کی۔ اور بغیر اپنے مذہب کی اشاعت کیے ہوئے لکھنؤ سے تشریف لے گئے۔

پھر یہ خبر گرم ہوئی کہ مدیر النجم سے مناظرہ کے لئے خلیفہ نے ایک جماعت کو نامزد کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس جماعت میں سے کوئی شخص منتخب کر لیا جائے۔ اس خبر کے ظہور کا انتظار کرتے کرتے طبیعت پریشان ہو گئی۔ بارے خدا خدا کر کے ایک مدت کے بعد معلوم ہوا کہ میر قاسم علی

دہلوی ایڈیٹر الحق دہلی مجھ سے مناظرہ کے لئے متعین ہوگئے۔

النجم میں بہت خوشی سے رضامندی ظاہر کی گئی۔ مگر میر قاسم علی کی ہمت نہ ہوئی کہ طے شدہ مسئلہ پر بحث کریں۔ لہذا انہوں نے بچوں کی طرح یہ ضد شروع کردی کہ بحث کی ابتداوفات و حیات مسیح علیہ السلام پر ہو۔ اتمام حجت کے لئے النجم میں اس کی منظوری بھی شائع کردی گئی۔

اب تو ایڈیٹر صاحب الحق کو سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ آخرانہوں نے اس فرسودہ تدبیر سے کام لینا چاہا جو ایک زمانہ میں حکیم سجان علی خان صاحب شیعی نے صاحب منتہی الکلام ادخلہ اللہ دارالسلام کے مقابلہ میں سوچی تھی۔ اور جس پر شیعوں کے امام مولوی حامد حسین صاحب نے عمل کر کے ''کتاب استقصا'' تیار کی۔ اور ادھر ادھر کی رطب ویابس قصے بھر کر نام کردیا کہ ''منتہی الکلام کا جواب ہوگیا''۔

اس تدبیر کو ایڈیٹر صاحب الحق نے اپنے لئے علق نفیس (عمدہ اور نفیس) سمجھا اور آپ نے ایک طولانی فہرست سوالات کی پیش کردی کہ پہلے ان سوالات کے جواب دیجئے تو بحث شروع ہو۔ مطلب یہ تھا کہ ان خارج از بحث باتوں میں الجھ کر اصل بحث غائب ہوجائے اور نام کردیا جائے کہ ''مدیر النجم سے بحث پوری ہورہی ہے'' مگر افسوس کہ میر قاسم علی نے عقل سلیم سے کام نہ لیا اور یہ نہ سمجھے کہ جب صاحب استقصا جیسے کہنہ مشق کی تدبیریں بحول اللہ وقوتہ مدیر النجم نے برباد کردیں تو ایڈیٹر الحق کیونکر کامیابی حاصل کرسکتے تھے۔

المختصر جب النجم میں ان سوالات کے جواب سے یہ کہہ کر کہ اصل بحث سے ان کو کچھ تعلق نہیں، اعراض کیا گیا تو اسی تدبیر پر اب ایک دوسرے پیرائے میں عمل کرنا چاہا۔

وہ دوسرا پیرایہ یہ ہے۔ الحق مورخہ ۴ را کتوبر ۱۹۱۲ء میں حسام الدین صاحب فیض آبادی کا وہ اشتہار شائع کیا ہے۔ جو دو سال پہلے لکھنؤ میں شیعوں کی دستگیری وحمایت یا ان کی خوشامد کے لئے شائع کیا تھا۔ معلوم نہیں مشتہر صاحب کو اس خوشامد کا معاوضہ بھی روسائے شیعہ سے ملا یا محض بمقتضائے جنسیت انہوں نے یہ کام کیا؟ اس اشتہار میں یہ کوشش کی گئی تھی کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر ثابت کیا جائے۔

قرآن کریم کا یہ ایک عجیب وغریب معجزہ ہے۔ کہ جو مضامین اس میں اس قسم کے بیان ہوئے ہیں کہ بغیر تجربہ اور مشاہدہ کے ان کی بابت اطمینان قلبی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا۔ ان کا

ظہور ہر دور و ہر قرن میں ہوتا رہتا ہے۔ اس کی صدہا مثالیں اس وقت مل سکتی ہیں۔ جن میں سے دو تین یہاں عرض کی جاتی ہیں۔

ا۔ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لواطت کا ارتکاب کرتی تھی۔ چونکہ یہ فعل فطرت انسانی کے خلاف ہے، صحابہ کرام متعجب رہتے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ کے عہد خلافت میں ایک شخص نے اس کا ارتکاب کیا اور وہ گرفتار کیا گیا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ آج سے پہلے اگر قرآن میں اس کا تذکرہ نہ ہوا ہوتا تو ہم کو کبھی یقین نہ آتا کہ اس فعل کا ارتکاب کوئی انسان کرسکتا ہے۔''

۲۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ کچھ کافر عہد نبوت میں ایسے تھے کہ باوجود معرفت حق حاصل ہو جانے کے اپنے مذہب باطل کو ترک نہ کرسکتے۔ ایک شخص تعجب کرسکتا ہے کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ کوئی شخص حق کو حق جان لے اور پھر اس کی طرف رجوع نہ کرے؟ لہذا حق تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اس کے نمونے قائم فرمائے۔ اس وقت تمام فرقہائے باطل میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ شیعہ اور مرزائی صاحبان میں اس قسم کے حضرات کا موجود ہونا عالم آشکار ہے۔ فرق قلت و کثرت کا ہے جس کی ضلالت زیادہ ہے اس میں ایسے افراد بکثرت ہیں۔ جس کی ضلالت کم ہے اس میں ایسے اصحاب کی قلت ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ عہد نبوت کے یہود و نصاریٰ باوجودیکہ مسلمانوں سے اور ان سے بہ نسبت مشرکین مکہ کے اشتراک زیادہ تھا۔ مگر وہ مشرکین کو مسلمانوں پر ترجیح دیتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ ''ھولاء اھدی من الذین آمنوا سبیلا'' (النساء/۵۱)۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں مشرکوں کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس مضمون پر بھی کوئی شخص تعجب کرسکتا تھا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جس سے کچھ اشتراک و اتحاد ہو گو وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو بمقابلہ اس کے ایک شخص کی حمایت کی جائے جو بالکل غیر ہو خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ غیر برسر حق بھی نہ ہو، لہذا حق تعالیٰ نے وہ نمونہ بھی قائم رکھا۔ اور اب سے دو برس پہلے حسام الدین صاحب فیض آبادی، اور آج ایڈیٹر الحق کو اس نمونہ کے زندہ رکھنے والوں میں داخل فرمایا۔

پوچھئے کہ آپ کو اس سے مطلب؟ شیعہ منکر قرآن ہیں یا نہیں ہیں، آپ کو کیا؟ اگر کچھ مال و دولت اس کے معاوضہ میں ملا ہو۔ یا کچھ تقرب امرائے شیعہ کے دربار میں حاصل ہو گیا ہو تو

چاہیے حسام الدین صاحب اس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھیں۔مگر ایک عقلمند کے نزدیک ایسا مال و دولت جو حق فروشی کر کے حاصل کیا جائے کوڑے کرکٹ سے بدتر ہے۔

ایڈیٹر الحق کا مقصد اصلی اس اشتہار کے شائع کرنے سے صرف یہ ہے کہ اصل مبحث کسی طرح غائب ہو جائے۔اور مرزا غلام احمد قادیانی کے تناقض اور ظاہر البطلان دعوؤں کا پردہ فاش نہ ہو۔مگر میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے۔اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آیہ کریمہ ''لقطعنا منہ الوتین'' (الحاقہ/۴۶) کا معجزہ جو ایک خاص جماعت کے علم میں محدود ہے۔النجم کے صفحات میں جلوہ افروز ہو کر تجلی عام فرمائے۔

لہذا اس اشتہار کے جواب سے بھی اعراض کیا جاتا ہے اور ایک مہینہ کی مہلت دی جاتی ہے۔

اگر اس درمیان میں ایڈیٹر الحق نے مرزا قادیانی کے دعوؤں پر بحث شروع نہ کی تو انشاءاللہ تعالیٰ سال آئندہ کے پہلے پرچہ سے یہ نادر بحث النجم میں شروع کر دی جائے گی۔

حسام الدین صاحب نے اس مضمون میں گو شیعوں سے بھی مدد لی ہے۔مگر پھر بھی انہوں نے شیعوں کی حمایت میں بڑی محنت اٹھائی اور اپنی اس حمایت پر ان کو ناز بھی ہے۔لہذا ضروری ہے کہ مختصر طور پر اس مضمون کی سخافت پر ان کو نہیں بلکہ ناظرین کو مطلع کیا جائے۔

حسام الدین صاحب نے شیعوں کے مومن بالقرآن ہونے کی تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

**اول:** یہ کہ شیعوں کا ایمان اگر قرآن پر نہیں تو پھر کس چیز پر ہے؟ **دوم:** یہ کہ سترہ ہزار آیت والی روایت کی سند مجروح ہے۔

**سوم:** شیعوں کے فلاں فلاں عالم قرآن موجود کو کامل کہہ گئے ہیں۔

بس یہی تین دلیلیں ہیں۔جن کا سننا بھی ایک ذی علم عاقل کو گوارا نہیں ہو سکتا۔اب جواب سنئے

**پہلی دلیل:** تو سبحان اللہ عجب نئی اور نرالی دلیل ہے۔اور ایسی عجیب وغریب کہ جس باطل سے باطل مذہب کو چاہیے اس کے ذریعہ سے حق بنا دیجئے۔دہریہ اور ملحد جو کوئی مذہب نہیں رکھتے۔وجود الہیہ کے قائل نہیں ہیں کتب الہیہ پر ایمان کجا،ان کو بھی اس دلیل سے مومن کامل بنا سکتے ہیں کہ اگر ان کا ایمان کتب الہیہ اور انبیاء پر نہیں ہے تو پھر کس چیز پر ہے۔؟

**دوسری دلیل:** کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس روایت کا مجروح ہونا غیر مسلم ہے (دیکھئے مناظرہ حصہ اول) دوسرے صرف اسی ایک روایت کی بنا پر شیعوں سے ایمان بالقرآن کی نفی نہیں کی گئی بلکہ اور بہت سی روایتیں ہیں اور شیعوں کا اقرار ہے کہ انہیں روایتوں کے موافق ہمارا عقیدہ بھی ہے اور یہ بھی اقرار ہے کہ یہ روایتیں صحیح ہیں، پھر ان روایتوں سے الگ ہوکر ایک قوی دلیل اور ہے جس کو تمام عالم جانتا ہے اور وہ ایسی قطعی ہے کہ آپ بھی واقف ہیں

**تیسری دلیل:** کا جواب یہ ہے کہ گنتی کے دو چار شخص جو قرآن موجود کو کامل کہہ گئے ان کے قول سے مذہب شیعہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا کیونکہ مذہب شیعہ ان گنتی کے دو چار شخصوں کے اقوال کا نام نہیں ہے بلکہ بقول شیعہ ان کے مذہب کی بنا ائمہ کے اقوال پر ہے۔ دوسرے یہ کہ ان دو چار شخصوں نے کوئی دلیل موافق اصول مذہب شیعہ کے پیش نہیں کی۔ بلکہ اہل سنت کے دامن میں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ جس طرح مسلمانوں میں اگر کوئی شخص خلاف قرآن و حدیث کوئی بات ایجاد کرے تو مسلمان اس کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے۔ عیسائیوں میں اگر کوئی شخص کفارہ کا انکار کر جائے تو عیسائیوں کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اسی طرح شیعوں کو ان گنتی کے دو چار آدمیوں کے قول سے کیا تعلق؟ بلکہ یہ لوگ خلاف احادیث ائمہ کے قرآن کے کامل ہونے کا عقیدہ اختیار کر کے مذہب شیعہ سے باہر ہو گئے۔

باقی لطائف اس مضمون کے آئندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ لکھے جائیں گے۔

(یہ سلسلہ بھی نامکمل ہے...... آئندہ اگر دستیاب ہو گیا تو ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا۔
ان شاء اللہ تعالیٰ)

# مرزاغلام احمد قادیانی اوران کے دعوے

(النجم لکھنؤ نمبر 3 جلد ۹، 7صفر 1331ھ)

نوٹ: یہ سلسلہ وار مضامین النجم لکھنؤ نمبر 3، جلد 9، 7صفر 1331ھ سے شروع ہوکر النجم لکھنؤ نمبر 13 جلد 9، 7رجب المرجب 1331ھ کو اختتام پذیر ہوا۔ اس میں سے 21 صفر، 7ربیع الاول 21 ربیع الثانی، 7 جمادی الاول اور 7 جمادی الثانی کے شمارے دستیاب نہ ہوسکے۔ جس کی وجہ سے ان میں مرقوم اقساط شامل اشاعت نہیں ہوسکیں۔ لعل الله یحدث بعد ذلك امراً

حق اور باطل کے درمیان میں کوئی رقیق و باریک فرق نہیں ہوتا بلکہ ایسا بین اور بدیہی امتیاز ہوتا ہے کہ ایک عامی بھی اس کو اچھی طرح محسوس کرلیتا ہے۔

سب نے دیکھ لیا کہ مرزائی صاحبان نے مجھے از خود چھیڑا۔ اور ابتداء میں نے ان کو طرح دی۔ بالآخر میں خدا کا نام لے کر مستعد ہوا تو اس کے بعد مرزائی صاحبان کا جو قدم اٹھا۔ وہ پیچھے ہی کی جانب اٹھا۔

ع نامردی و مردی قدے فاصلہ دارد

مجھ سے یہ امر طے ہوگیا تھا کہ بحث کے دو جز قرار دیئے جائیں۔

**اول:** یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے ذات کے متعلق کیا دعویٰ کیا۔

**دوم:** یہ کہ اس دعوے پر انہوں نے کیا دلائل پیش کئے۔

اور یہ بھی طے ہوگیا تھا کہ ''بدر'' و''النجم'' دونوں میں فریقین کی پوری پوری بحثیں چھپا کریں۔ لیکن افسوس کہ مرزائی صاحبان ان دونوں طے شدہ باتوں پر قائم نہ رہے۔ ایڈیٹر صاحب بدر نے باوجودیکہ ان کے سب عذر رفع کردیئے گئے تھے۔ کسی طرح اس پر خطر وادی میں قدم رکھنے کی ہمت نہ فرمائی۔ بلکہ ایک مدت دراز کے بعد خلیفہ اوران کے حوارین کے مشوروں نے میر قاسم علی کو میرے سامنے پیش کیا۔ میں نے ان کو بھی قبول کرلیا۔ میر قاسم علی نے اصل مبحث کے بدلنے پر بے حد اصرار کیا اور فرمایا کہ حضرت مسیح بن مریم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات و حیات کے مسئلہ پر بحث ہو۔ میں نے اس کو بھی منظور کرلیا مگر مختصر یہ ہے کہ کوئی سامنے نہیں آتا۔

آگے کی جانب کسی کا قدم نہیں اٹھتا لہذا میں اپنے وعدہ کے موافق اصلی طے شدہ بحث کو شروع کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ اس کو برادران اسلامی کے لئے نافع بنائے اور مرزائی صاحبان کو توفیق دے کہ وہ انصاف کے ساتھ خالی الذہن ہو کر اس کو دیکھیں۔ آمین ثم آمین۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جو دعوے اپنی نسبت کیے ہیں اور جو عظیم الشان لقب اپنے نام کے ساتھ وہ بڑھوانا چاہتے ہیں۔ فی الواقع وہ ایک ایسی بدیہی البطلان چیز ہے کہ اس کے لئے کوئی قابل التفات دلیل نہ انہوں نے قائم کی نہ کوئی قائم کر سکتا ہے۔ نیز وہ اس قابل بھی نہیں کہ اس کے ابطال کے لئے کچھ دلائل پیش کئے جائیں۔ اس دعوے کے بدیہی البطلان ہونے کی ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ کوئی مرزائی غیروں کے سامنے اس دعوے کا اقرار نہیں کرتا بلکہ صاف انکار کر جاتا ہے اور نہایت غلیظ و شدید قسمیں کھاتا ہے کہ ہرگز ہرگز مرزا قادیانی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ اور کہتا ہے کہ ''مرزا قادیانی پر بالکل افترا ہے ناحق انہیں بدنام کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ایسا دعویٰ اپنی نسبت کیا۔'' ناظرین کو انتظار ہوگا کہ وہ کون سا ایسا عجیب و غریب دعویٰ ہے جس کا کسی سے اخفا ہے کسی سے اظہار۔ یہ تو شیعوں کے فرضی ائمہ کی امامت ہوگئی کہ کسی کے سامنے اس کا اقرار اور کسی کے سامنے انکار۔ لہذا میں ناظرین کے رفع انتظار کے لئے اس دعوے کو مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں بیان کئے دیتا ہوں۔ سنیے

''مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میں ہم کلام ہوتا ہوں۔ اس کی وحی بکثرت مجھ پر نازل ہوتی ہے۔''

مگر قبل اس کے کہ مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں جن میں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بالفاظ مذکورہ بالا موجود ہے، نقل کروں اور اس کا بطلان دکھاؤں، ایک اور نکتہ اس مقام پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ کیا وجوہ ہوئے کہ باوجود ایسے ظاہر البطلان دعویٰ کے لوگوں نے ان کی اقتدا کی، اور ان اقتدا کرنے والوں میں زمانہ موجودہ کے وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو باصطلاح یورپ تعلیم یافتہ اور روشن خیال کہا جاتا ہے۔

اگرچہ اس لحاظ سے اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ ابلیس کے فریب میں آجانے کے لئے وجوہ کا ہونا کچھ ضروری نہیں۔ اس دشمن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ اچھی چیز کو انسان کی نظر میں بری کر کے دکھادے۔ اور بری چیز کو اچھا باور کرادے۔ ''زین لهم الشیطان

اعمالھم" . اس کے بے شمار نظائر ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔لوگ پتھروں کو تراش کر بت بناتے ہیں۔ پھرانہیں کے آگے سر جھکاتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں۔ مرادیں مانگتے ہیں۔کیا یہ سب مجنوں ہیں؟ لوگوں نے مسیلمہ کذاب کو رسول مانا اور پھر کس وقت؟ جب کہ آفتاب عالم رسالت نصف النہار پر چمک رہا تھا جب کہ آثار نبوت اپنی آنکھوں سے لوگ دیکھ رہے تھے۔کیا یہ سب دیوانے تھے؟ خدا کے ایک بندہ کو لوگوں نے خدا اور خدا کا بیٹا مان لیا۔کیا یہ لوگ بے عقل ہیں؟ نہیں وہ ایسے باعقل ہیں کہ روشن خیالی اور تاریک خیالی کا معیار انہیں کا قائم کیا ہوا ہے۔

اس امر کے بیان کرنے سے میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ جب فریب ابلیسی بغیر کسی وجہ وسبب کے بھی کارگر ہو جاتا ہے اور اس کا جال ایسا اقبال مند ہے کہ بغیر دانہ کے بھی شکار کو پھنسا لیتا ہے۔تو جب اس فریب کے ساتھ کچھ وجوہ واسباب بھی ہوں اور اس جال کے ساتھ دانے بھی ہوں تو اس کی تاثیر کس حد تک پہنچے گی؟

مگر باوجود اس کے پھر بھی جیسا اثر ہونا چاہیے تھا ویسا نہ ہوا۔اور مرزا قادیانی کی اقتدا کا دائرہ جتنا وسیع ہونا چاہیے تھا، نہ ہوا۔اس کی وجہ سوا دعوے کی بے حد کمزوری کے اور کیا ہوسکتی ہے وہ وجوہ واسباب یہ ہیں۔

---

۱۔ حکومت کے طرفدار بنانے کی جو تدابیر مرزا قادیانی نے وقتاً فوقتاً کیں ان میں سے اکثر کا ذکر کرنا بھی خالی از طول عمل نہ ہوگا لہذا اکلیتہً اس ذخیرہ میں سے ایک بات بیان کی جاتی ہے۔سفیر ترکی جب مرزا قادیانی سے ملا تو مرزا قادیانی نے ترکی سلطنت کے لئے بے انتہا قبائح بیان فرمائے اور بمقابل اس کے سلطنت انگلشیہ کے فوائد منافع ذکر کئے اول کا ظالم اور ثانی کا عادل ہونا بیان کیا اور اس مضمون کو اخباروں میں شائع کرایا نیز اپنی بہت سی کتابوں میں سلطنت انگلشیہ کو اسلامی سلطنتوں پر تفضیل وترجیح کے مضامین خوشامدانہ الفاظ میں لکھے۔کسی عادل سلطنت کی تعریف کرنا خصوصاً اس کی رعیت ہونے کا بھی حق ہو اور چیز ہے مگر اسلامی سلطنتوں،کو اس کے مقابل میں ظالم کہنا اور ان کی تنقیص کرنا بیجا خوشامد نہیں تو کیا ہے؟ نیز اور بہت سی باتیں ہیں جو جاننے والے جانتے ہیں۔

۲۔ یہ مبحث بہت طویل ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب آیندہ صفحات میں بسط کے ساتھ اس کو بیان کرونگا۔مختصر یہ کہ قریب قریب اکثر امہات عقائد اسی تناقض کی نذر ہو چکے ہیں۔دعوے نبوت کو لیجئے۔جنت ودوزخ کو لیجئے۔سب کو اسی دائرہ تناقض کے اندر پایئے کما سیجی

ا۔مرزا غلام احمد قادیانی اور سرسید دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے۔اور دونوں کی دلی ساز باز ابتدا ہی سے تھی۔اکثر دونوں کی نشست ایک ساتھ رہتی تھی۔یہ وہ زمانہ تھا کہ نہ انہوں نے اپنے دعاوی کا اظہار کیا تھا، نہ انہوں نے۔دہلی میں میں نے ایک مجلد مجموعہ ٹائپ کے حرفوں سے کلکتہ کا چھپا ہوا دیکھا تھا۔جس میں تحفہ کے باب دہم کا اردو ترجمہ بھی تھا۔جو مرزا قادیانی نے اپنے ابتدائی زمانہ میں کیا تھا۔اب وہ مجموعہ میرے پاس نہیں ہے لیکن چھپا ہوا ہے تو یقیناً بہت لوگوں کے پاس ہوگا۔اس مجموعہ میں کچھ مکالمات بھی مرزا قادیانی اور سرسید کے تھے۔جن سے اس ساز باز کا پتہ چلتا ہے۔

چندروز بعد سرسید نے اپنے لئے علیحدہ راستہ اختیار کیا۔اور مرزا قادیانی نے علیحدہ، مگر دونوں در پردہ ایک دوسرے کے حامی اور مؤید رہے۔اصول دونوں کے ایک تھے۔صرف تخریجات میں فرق تھا۔سرسید نے چونکہ ایک مستقل طبیعت پائی تھی لہذا ان کے ارادوں میں پختگی تھی۔اور جس دھن میں وہ لگ جاتے تھے اس سے ہٹنا جانتے ہی نہ تھے۔اور اس کے ساتھ دنیاوی تعلقات یعنی بادشاہ وقت کے دربار میں رسوخ نے ان کے کام کو رونق دے دی۔انہوں نے حکمت عملی کے ساتھ دین کی بیخ کنی میں کوشش کی۔اور جو کام کیا، حکومت کو اپنا طرف دار بنا کر کیا اور تدبیر کے ساتھ کیا۔لہذا ان کا جادو مرزا قادیانی سے زیادہ موثر ثابت ہوا۔اور مرزا قادیانی نے ایک کمزور طبیعت پائی تھی۔ان کے ارادوں میں استقلال اور ہمت میں پختگی نہ تھی۔حکومت کو انہوں نے بھی اپنا طرفدار بنانے کی بے حد کوشش کی مگر سوء تدبیر نے ان کو ناکام رکھا۔دعوؤں میں بھی اس قدر جدت بڑھ گئی کہ اکثر لوگ متوحش ہوگئے۔کمزوری طبیعت کا یہاں تک اثر ہوا کہ دعوؤں میں تناقض وتہافت کا سلسلہ قائم ہوگیا۔اور یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی سرسید کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے اور ان کی مدد بالکل نہ کر سکے، مگر انصاف یہ ہے کہ سرسید نے دوستی کا حق ادا کیا اور مرزا قادیانی کی مخفی حمایت بہت کچھ کی۔

# مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے دعوے

(النجم لکھنؤ نمبر 7، جلد 9، 7 ربیع الثانی 1331ھ)

۴۔ مرزا قادیانی کے مرید مرزا قادیانی کے مامور من اللہ ہونے کی دلیل یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رویائے صالحہ سے ان کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔'' خود مرزا قادیانی نے بھی اس قسم کے بہت سے خواب دیکھے ہیں اور دوسروں نے بھی۔

مرزائیوں کو اس دلیل پر بھی بڑا ناز ہے۔ اکثر اس قسم کے اشتہارات اور کتابیں ان کی طرف سے شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں شخص نے یہ خواب مرزا قادیانی کے متعلق دیکھا اور اس سے مرزا قادیانی کی صداقت اس اس طرح ثابت ہوتی ہے۔

اگر ان تمام خوابوں کی صحت تسلیم کر لی جائے۔ اور یہ مان لیا جائے کہ جو کچھ اس بارہ میں بیان کیا جاتا ہے، سب صحیح ہے۔ تو جواب باصواب اس کا یہ ہے کہ خواب بھی کوئی دلیل مستقل اور شرعاً قابل اعتبار واعتنا ہر حال میں نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ میں کہیں ہم کو یہ حکم نہیں ملا کہ خواب میں جس کی صداقت دیکھو، اس کو ضرور صادق سمجھو۔

یہ ہم مانتے ہیں کہ رویائے صالحہ ایک چیز ہے۔ اور اس سے فضیلت ومنقبت پر استدلال ہوسکتا ہے۔ مگر رویا کا صالحہ ہونا موقوف اس بات پر ہے کہ اس شخص کی صلاحیت ثابت ہو جائے۔ جس نے وہ رویا دیکھا۔ اور اس کی صلاحیت کا ثبوت اسی دلیل اصلی یعنی نبی ﷺ کی اتباع میں ثابت قدم رہنے سے ہوگا۔ پس مآل اسی دلیل اصلی کی طرف ہوگیا۔ جس کی فضیلت وصداقت اس دلیل اصلی سے ثابت ہو جائے، اسی کی فضیلت کے لئے رویا سے استدلال ہوسکتا ہے۔

رویا کبھی از قبیل اضغاث احلام (پریشان خواب جس کی کوئی تعبیر نہ ہو) ہوتے ہیں جن کی بناء محض وساوس وخیالات پر ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں بعض رویا کا از قبیل اضغاث احلام ہونا نقل فرمایا ہے۔ اور اس قول کی تردید نہیں فرمائی۔

دوسری بات رویا میں یہ ہوتی ہے کہ تعبیر کی احتیاج ہوتی ہے اور تعبیر ہر شخص دے نہیں سکتا

ہے۔ سورۂ یوسف کو دیکھو۔ تعبیر ایک ایسی چیز ہے کہ منجانب اللہ اس کا علم جس کسی کو عنایت ہو جائے، وہی دے سکتا ہے۔ دوسرا شخص کتنا ہی بڑا عالم، کیسا ہی ذہین و ذکی ہو، اس بارے میں محض عاجز و مجبور ہے۔

**خلاصہ:** یہ کہ رویا سے مرزا قادیانی کی صداقت پر اس وقت استدلال صحیح ہوسکتا ہے کہ تین باتیں ثابت ہو جائیں۔

اول: مرزا قادیانی کا نبی امی ﷺ کی اتباع میں ثابت قدم ہونا۔

**دوسرے:** اس رویا کا صالحہ ہونا از قبیل اضغاث احلام نہ ہونا۔

**تیسرے:** اس کی تعبیر کا صحیح ہونا۔

جب تک یہ تینوں باتیں ثابت نہ ہو جائیں۔ کسی خواب کو مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل سمجھنا محض بے بنیاد و بے اصل بات ہے۔ لیکن جبکہ مرزا قادیانی کا نبی ﷺ کی اتباع میں ثابت قدم ہونا ثابت ہو جائے۔ تو کسی خواب کی حاجت نہیں۔ بغیر خواب کے بھی ان کی صداقت واجب التسلیم ہوگی۔

۵۔ مرزا قادیانی کے مامور من اللہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ''وہ مستجاب الدعواۃ تھے۔ جو دعا انہوں نے مانگی قبول ہوئی'' اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کر لیں۔ تو یہ بھی دلیل ان کے مامور من اللہ ہونے کی نہیں ہوسکتی۔ ہم مسلمانوں کو قرآن میں حدیث میں کہیں یہ حکم نہیں ملا۔ یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ جس کو تم مستجاب الدعواۃ پاؤ۔ جس کو دیکھو کہ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کو من اللہ سمجھو یا اس کو مقرب بارگاہ الٰہی خیال کرو۔

بسا اوقات صالحین کی بلکہ انبیاء و صدیقین کی دعائیں نامقبول ہوتی ہیں اور فاسقین بلکہ کافرین کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کی بعض دعاؤں کا نامقبول ہونا قرآن وحدیث میں مذکور ہے۔ مثلاً ابوطالب کے لئے آپ کی دعائے مغفرت کا مقبول نہ ہونا۔ منافقوں کے لئے آپ کے استغفار کا نامقبول ہونا۔ بعض معجزات کے اظہار کے لئے آپ کی دعا کا نامقبول ہونا قرآن میں مذکور ہے۔ امت کے درمیان جنگ وجدل نہ ہونے کی دعا کا نامقبول ہونا وغیرہ وغیرہ۔ احادیث میں مروی ہیں۔ لہٰذا یہ کوئی چیز مرزا قادیانی کے مامور من اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔

# مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے دعوے

(النجم لکھنؤ نمبر 8 جلد 9، 21 ربیع الثانی 1331ھ )

۶۔مرزا قادیانی کے مامور من اللہ ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ بڑے بڑے لوگوں نے ان کی اقتدا کی اوران سے بیعت کی۔اگر مرزا قادیانی دروغ گو ہوتے تو ایسے بڑے بڑے لوگ ان کے سامنے ہرگز سر تسلیم خم نہ کرتے۔''

یہ دلیل مرزا قادیانی کے دلائل میں ایک بڑے پائے کی دلیل ہے۔اس اعتبار سے کہ عوام پر جس قدر اس بات کا اثر پڑتا ہے، دوسری چیز کا اثر نہیں پڑتا۔عوام نے جہاں دیکھا کہ کسی بات کو وہ لوگ جن کو وہ اپنے خیال میں بڑا سمجھتے ہیں، کررہے ہیں۔فوراً اس طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ اورآنکھ بند کر کے اسی راہ پر چلنے لگتے ہیں۔

عوام سے مراد بالکل جاہل ان پڑھ لوگ نہیں ہیں بلکہ عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو علوم شرعیہ سے ناواقف ہوں۔آج کل کے پڑھے لکھوں کی یہ کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ بات کی قدر ومنزلت اس کے قائل کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔خود اس بات کی جانچ نہیں کی جاتی کہ وہ کیسی ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ دلیل محض سفسطہ (جس کی بنا مغالطہ پر ہو)اور خالص فریب ہے۔ ہرگز اس سے مرزا قادیانی کی صداقت وحقیقت ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کی صداقت اس دلیل اصلی سے ثابت ہوجاتی۔یعنی یہ ثابت ہوجاتا کہ مرزا قادیانی نبی امی ﷺ کی اتباع میں کامل ومکمل تھے۔تو بے شک ان چیزوں کو مرزا قادیانی کے فضائل میں ذکر کیا جاسکتا تھا۔ وہ بھی بطور شواہد کے۔اوراگر یہ دلیل مثبت مدعا ہوتو لازم آئے گا کہ کوئی فرقہ باطلہ باطل نہ کہا جائے۔سب کی حقیقت تسلیم کر لی جائے۔کیونکہ بڑے بڑے لوگ ہر فرقہ میں ہیں۔آخر بڑے لوگوں سے کیا مراد ہے؟ دولت مند لوگ مراد ہوں تو یہ بات بھی ہر فرقہ میں موجود ہے۔علماء مراد ہوں تو یہ بات بھی ہر فرقہ میں موجود ہے۔اہل علم یعنی انگریزی دان مراد ہوں ( جیسا کہ آج کل کا عرف ہے ) تو یہ بات بھی ہر فرقہ میں ہے۔اگر عبادت گزار اور متدین مراد ہوں تو یہ بات بھی ہر

فرقہ میں ہے۔ کم وبیش ہر فرقہ میں کچھ نہ کچھ لوگ اپنے مذہب کی تعلیم کے موافق عبادت اور تدین کے کام کرتے ہیں۔

۷۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلام اور مسلمانوں پر بہت بڑے بڑے احسانات کئے ہیں۔ موت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ایجاد کیا۔ جس سے صدہا خرابیاں برپا تھیں۔ مسیح علیہ السلام کی الوہیت کو بہت بڑی تقویت ان کی حیات سے پہنچتی تھی۔ رسول خدا ﷺ سے ان کی فضیلت لازم آتی تھی۔ بہت سی پیشنگوئیاں حضرت کی تھیں جن کے مصداق نہیں ملتے تھے۔ مثل دجال اور خر دجال ویاجوج ماجوج وغیرہ کے، مرزا قادیانی نے ان کے مصداق بتادیئے ہیں کہ دجال آج کل کے علماء ہیں۔ خر دجال ریل ہے۔ یاجوج ماجوج انگریز ہیں۔''

جواب: اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ امر بالکل غیر مسلّم ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلام پر یا مسلمانوں پر احسان کیا۔ حیات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ سے کوئی خرابی برپا نہ تھی۔ نہ حیات سے ان کی الوہیت ثابت ہوسکتی تھی۔ مسلمان جو حیات مسیح کے قائل ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مسیح علیہ السلام کی حیات ابدی ہے۔ کبھی ان کو موت نہ آئے گی۔ صرف طول حیات کے قائل ہیں۔ طول حیات کیا معنی فضیلت کو بھی مستلزم نہیں؟ تو ابلیس کو کس قدر طول حیات عنایت ہوا ہے نہ اس کی الوہیت معاذ اللہ ثابت ہوئی نہ فضیلت۔ ابلیس کو جانے دیجئے۔ انسانوں میں باہم کسی طویل العمر کو کسی قصیر العمر پر بوجہ طول عمر کے کسی نے فضیلت نہ دی نہ دی جاسکتی ہے۔ لہٰذا مسیح علیہ السلام کے طول العمر ہونے سے نہ معاذ اللہ ان کی الوہیت کو تقویت ہوسکتی ہے نہ رسول خدا ﷺ پر ان کی فضیلت لازم آتی ہے۔ عقیدہ وفات مسیح علیہ السلام کی ایجاد پر مرزا قادیانی کو بڑا ناز ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت یہ عقیدہ ان کا ایجاد کیا ہوا نہیں ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس بحث کے خاتمہ پر ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی کچھ بحث لکھی جائے گی۔

مرزا قادیانی کے مریدوں کو اس عقیدہ کی مضبوطی پر بھی اس قدر اعتماد ہے کہ قرآن کریم سے اس کے اثبات کا دعوے کرتے ہیں۔ اور جب کسی مخالف سے بحث شروع ہوتی ہے۔ تو چاہتے ہیں کہ ابتدا بحث کی اسی مسئلہ سے ہو۔ اس بحث کے خاتمہ پر انشاء اللہ تعالیٰ جہاں اس مسئلہ کی تحقیق لکھی جائے گی۔ اس کے وجوہ واسباب بھی بیان کئے جائیں گے۔

مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی مرحوم سے اور خود مرزا قادیانی سے اس مسئلہ میں خاص دہلی

میں بحث ہوئی وہ بحث قابل دید ہے۔ آخر میں مرزا قادیانی نے عاجز ہو کے یہ عذر کر دیا کہ میرے گھر سے تار آیا ہے۔ لہذا اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ بحث رسالہ کی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اس کا ملخص النجم کے پرچوں میں شائع ہو چکا ہے۔

آج تک عیسائی نے حیات مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ان کی الوہیت کے اثبات میں کامیابی حاصل کی۔ ''کانا یا کلان الطعام'' (المائدہ/۷۵) کے گردن زن برہان سے کس مسیحی نے رہائی پائی۔ اگر موت مسیح علیہ السلام کے بغیر ان کی الوہیت کا ابطلال ہو ہی نہ سکتا تھا تو قرآن کریم کا برہان مذکور معاذ اللہ بالکل ناتمام رہ جائے گا۔ ہاں مرزا قادیانی نے یہ احسان بے شک کیا کہ مسیح علیہ السلام کی سب وشتم، تنقیص وتوہین کا طریقہ ایجاد کیا۔ جس سے عیسائیوں کو اپنے خیال میں انہوں نے شکست دی لیکن اگر شکست دینے کا یہی طریقہ ہے تو شاید گالیاں دینے والوں سے زیادہ برحق کسی کا مذہب نہ ہوگا۔

اب رہا احادیث کی پیش گوئیوں کے مصادیق کا معین کرنا۔ وہ بھی محض سفسطہ ہے۔ جہاں اس کی بحث کی جائے گی۔ وہاں اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔ کہ طریقہ متکلم کی مراد کی تعین کا نہیں ہے بلکہ صریح تحریف ہے۔

الختصر یہ اور اسی قسم کی دوسری دلیلیں مرزا قادیانی کی صداقت وحقیقت پر پیش کی جاتی ہیں۔ اصلی دلیل کی طرف نہ خود مرزا قادیانی نے کبھی توجہ کی نہ کوئی مرزائی اب ان کے بعد توجہ کرتے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ اصلی دلیل کی بحث پیش ہو جانے سے مرزا قادیانی کی صداقت وحقیقت کو سخت صدمہ پہنچے گا۔ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی تعلیمات نبی ﷺ کی مقدس تعلیمات کے بالکل خلاف ہیں۔ مرزا قادیانی کا طریقہ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے

اس تخالف کو محسوس کر کے مرزا قادیانی کی مجددیت اور محدثیت (بفتح دال) کی بحث پیش کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ احادیث صحیحہ میں خبر دی گئی ہے کہ اس امت مرحومہ میں کچھ لوگ مجدد اور محدث ہوں گے۔ دین کی تجدید کریں گے، فرشتے ان سے ہمکلام ہوں گے۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ بیشک صحیح ہے کہ احادیث میں اس مضمون کی خبر دی گئی ہے اور اس خبر صادق کے موافق بے تعداد و بے شمار مجدد اور محدث اس امت مرحومہ میں ہوئے۔ مگر کیا مجدد

اور محدث کا مطلب یہ ہے کہ دین میں نئی نئی باتیں نکالے؟ اور وحی و نبوت کا دعوے کرے، حاشاو کلا مجدد اور محدث کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہو تو مجدد و محدث مستقل شارع ہو جائے گا۔ امت میں داخل ہی نہ ہوگا۔

مجدد اور محدث کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں جو امتدادِ زمانہ کے باعث سے یا لوگوں کے تغافل و تجاہل کے سبب سے معدوم ہوگئی ہوں۔ ان کو از سر نو قائم کرے۔ ان کو دنیا میں رائج کرے۔ محدث کا یہ مطلب ہے کہ اس کو ملاء اعلیٰ کی طرف سے بشارتیں ملیں۔ اقامت دین کی تدبیریں اس کے قلب میں القا کی جائیں۔ جس قدر مجددین گزرے ہیں انہوں نے یہی کام کیا ہے۔

مرزا قادیانی کی مجددیت عجب رنگ کی ہے اور وہ مستقل شارع بن جانے پر قانع نہیں ہیں۔

کیونکہ شارع مستقلہ میں بھی باہم اگر تخالف و تعارض ہے تو صرف احکام فروعی میں، نہ اصول میں اور نہ اخبار میں بخلاف اس کے جناب مرزا قادیانی شریعت اسلامیہ کے ساتھ اصول میں بھی اختلاف رکھتے ہیں اور اخبار میں بھی۔ اخبار میں اختلاف کا نتیجہ نسخ کی حد میں نہیں آسکتا بلکہ سوا تکذیب کے اور کچھ مآل اس کا نہیں ہے۔ زبان سے تو بے شک مرزا قادیانی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نبی امی ﷺ کے متبع ہیں۔ سرمو، ان کی اتباع سے تجاوز نہیں کرنا چاہتے اور اس کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مرید بھی بڑے شدومد کے ساتھ مرزا قادیانی کے ان اشعار کو اعلان و اشتہار میں شائع کرتے اور ناواقفوں کے سامنے پڑھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے۔

ما مسلمانیم از فضل خدا　　مصطفی مارا امام و مقتدا

(سراج منیر ۹۳، رخ:۱۲/۹۵)

مہر او باشیر شد اندر بدن　　جان شدہ باجان بدر خواہد شدن

لیکن حقیقت حال بالکل اس کے خلاف ہے۔ اگر صرف زبانی دعویٰ واجب التسلیم ہو تو چاہیے کہ عیسائیوں کا متبع مسیح علیہ السلام ہونا یہودیوں کا متبع موسیٰ علیہ السلام ہونا، کفار قریش کا متبع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونا بھی تسلیم کرلیا جائے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اصل بحث شروع کی جائے اور مرزا قادیانی کے تصانیف سے مرزا قادیانی کے وہ کلمات نقل کئے جائیں جو دین اسلام

کے بالکل خلاف ہیں اور مرزا قادیانی کی اتباع نبی ﷺ سے خارج ہونے پر واضح دلالت کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مقام پر مقصود صرف اس قدر ہے کہ مرزا قادیانی کا مخالف قرآن وحدیث ہونا دکھایا جائے۔ اس سے زیادہ اور کچھ مقصود نہیں۔ لہذا مرزا قادیانی کے اقوال پر کسی اور حیثیت سے بحث نہ کی جائے گی۔

# مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے دعوے

(النجم لکھنؤ نمبر 10 جلد 9، 21 جمادی الاول 1331ھ)

## مرزا کا نبی ورسول اور صاحب وحی وتنزیل ہونے کا دعویٰ

منجملہ بہت سی باتوں کے جن میں مرزا قادیانی نے نبی امی ﷺ کی مخالفت کی ہے۔ اس وقت صرف دو باتیں جو بہت جلی اور واضح اور ام الخبائث ہیں ذکر کیجاتی ہیں۔

واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے نبی ورسول اور صاحب وحی وتنزیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کو بمنزلہ ایک فعل مباح کے قرار دیا ہے۔ ان دونوں باتوں کے ثبوت میں خود مرزا قادیانی کی عبارتیں بلفظہ نقل کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خداتعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے، کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

(دافع البلاء ص۱۰، رخ:۱۸/۲۳۰)

۲۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص۱۱، رخ:۱۸/۲۳۱)

۳۔ خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنے تمام نشان سے بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ (دافع البلاء ص۱۳، رخ:۱۸/۲۳۳)

۴۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء ص۲۰، رخ:۱۸/۲۴۰)

۵۔ اینک منم کہ حسب بشارات آمدم　　عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص۵۸، رخ:۳/۱۸۰)

۶۔ مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے

اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء بر حاشیہ/۴، رخ:۱۸/۲۲۰)

۷۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنے تمام نشان میں بہت بڑھ کر ہے۔ (دافع البلاء/۱۳، رخ:۱۸/۲۳۳)

۸۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ (حقیقت الوحی/۱۴۸، رخ:۲۲/۱۵۲)

۹۔ اوائل میں میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا کی وحی جو بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

(حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۹۔ ۱۵۰ ارخ ۲۲/۱۵۳)

۱۰۔ اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قدرت دی۔ ''وھذا تحدیث نعمتہ اللہ ولا فخر''. (حقیقت الوحی/۱۵۳، رخ: ۲۲/۱۵۷)

۱۱۔ پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ (حقیقۃ الوحی/۱۵۵، رخ:۲۲/۱۵۹)

۱۲۔ صرف دعویٰ یہ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے آنحضرت ﷺ کا فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف

کہ اگر چہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہی سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔لیکن جس شخص کو بکثرت اِس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جاوے۔اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیا جاوے وہ نبی کہلاتا ہے۔(حقیقۃ الوحی ۳۹۰،رخ:۲۲/۴۰۶)

۱۳۔اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اِس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔(حقیقۃ الوحی ۳۹۱،رخ:۲۲/۴۰۶۔۴۰۷)

۱۴۔صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزہ دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں، جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔”(تتمہ حقیقۃ الوحی ۱۳۶، رخ:۲۲/۵۷۴)

۱۵۔میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔”(تتمہ حقیقۃ الوحی ۲۱۱،رخ:۲۲/۲۲۰)

۱۶۔اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز......خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور

کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔'' (توضیح مرام/۱۸، رخ:۳/۶۰)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار

۱۷۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات کی بابت حسب ذیل خیال ظاہر کرتے ہیں۔ ''سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔''

(ازالہ اوہام/۳۰۳، ۳۰۴، رخ:۳/۲۵۴۔۲۵۵ برحاشیہ)

۱۸۔ کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں۔ اور ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ کل کے ذریعہ سے بعض چڑیاں پرواز بھی کرتی ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۳۰۴ رخ ۳/ ۲۵۵ برحاشیہ)

۱۹۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمر یزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں میں ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہیں ڈال سکتی ہے۔ تب جماد سے بعض حرکات صادر ہوتی ہیں۔ جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ اول/۳۰۵، رخ:۳/۲۵۶ برحاشیہ)

۲۰۔ اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے

کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور نا قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۰۹ رخ ۳/ ۲۵۷۔۲۵۸ برحاشیہ)

۲۱۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی میں ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے۔ اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اول ر۳۱۰،۱۱، رخ:۳/ ۲۵۸ برحاشیہ)

## ۲۲۔ احادیث نبویہ کے متعلق مرزا قادیانی کے خیالات:

''ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی جو میرے پر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ر۳۰، ۳۱، رخ:۱۹/ ۱۴۰)

۲۳۔ ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے۔ اس کے ذرہ معنی تو کریں۔ ہم اب تک یہی سمجھتے ہیں کہ اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔'' (اعجاز احمدی ر۲۹، رخ:۳/ ۱۳۹)

۲۴۔ خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں۔ تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ نمبر۱۰ ارخ ۵۱/۱۷)

۲۵۔ویقول ان اللہ سمانی نبیاً بوحیہ و کذلک سمّیت من قبل علی لسان رسولنا المصطفیٰ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۱۶، رخ:۲۲/۶۳۷)

ترجمہ: اور وہ یعنی مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے اپنی وحی میں نبی کہا ہے اور اس طرح رسول مصطفیٰ ﷺ کی زبان پر مجھے نبی کہا گیا ہے۔'' یہ کتاب خود مرزا قادیانی کی ہے اس عبارت میں اپنے کو بصیغہ غائب ذکر کیا ہے۔

۲۶۔فاخرجنی اللہ من حجرتی و عرّفنی فی الناس و انا کارہ من شہرتی و جعلنی خلیفتہ آخر الزمان و امام ھذا الأوان و کلّمنی بکلماتٍ نذکر شیئاً منھا فی ھذا المقام ونؤمن بھا کمانومن بکتب اللہ خالق الانام

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۷۹، رخ:۲۲/۷۰۵)

ترجمہ: پس خدا نے مجھے میرے حجرہ سے نکالا اور مجھے لوگوں میں مشہور کیا، حالانکہ میں اپنی شہرت سے متنفر تھا اور خدا نے مجھے آخر زمانہ کا خلیفہ اور اس زمانہ کا امام بنایا اور مجھ سے بہت باتیں کیں۔ جن میں سے چند اس مقام پر ذکر کرتا ہوں اور ان پر ایمان لاتا ہوں جیسے کہ اللہ خالق انام کی دوسری کتابوں پر ایمان لاتا ہوں۔

مرزا قادیانی کے اوپر جو وحی خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی۔ ان کو بھی مرزا قادیانی نے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ چند فقرات اس کے حسب ذیل ہیں۔

واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۸۰، رخ: ۲۲/۷۰۶)

لا تخف انک انت الاعلیٰ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۸۳، رخ:۲۲/۷۰۹)

لاتخف انی لایخاف لدی المرسلون (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۸۳، رخ: ۲۲/۷۱۰)

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۸۲، رخ:۲۲/۷۰۸)
قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى. (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی/۸۲، رخ:۲۲/۷۰۸)

ترجمہ: (۱) اے غلام احمد جووحی تیرے اوپر رب کی طرف سے نازل ہوئی وہ لوگوں کو پڑھ کرسنادے (۲) تو مت ڈرتو ہی غالب رہے گا (۳) تو مت ڈر میرے پاس پیغمبر نہیں ڈرتے (۴) تجھ کورحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے (۵) تو کہدے میں تمہارے ہی مثل بشیر ہوں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۲۸۔لما جاء الالف السادس الذى هو زمان البعث من الله الكريم. تم امر الاضلال...... ان وقت البعثت قد اتىٰ ...... فارسل رسوله...... فذٰلك هو المسيح الموعود خاتم الخلفاء (حاشیہ خطبہ الہامیہ/د، رخ:۱۶/۳۲۳)

ترجمہ: جب چھٹا ہزار جوزمانہ بعثت تھا آ گیا اور گمراہی پوری ہوگئی۔ اللہ نے دیکھا کہ وقت بعثت کا آ گیا۔لہذا اس نے اپنے رسول کو بھیجا۔ اور وہ رسول یہی مسیح موعود ہے۔خاتم الخلفاء ہے۔

**خلاصہ کلام:** یہ عبارتیں جو مشتے نمونہ از خروارے نقل کی گئیں ان سے دو باتیں نہایت صاف طور پر واضح ہوگئیں۔

اول یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے نبی ورسول اور صاحب تنزیل ووحی ہونے کا دعویٰ کیا۔ دوسرے یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی۔ ان دونوں باتوں کا ازروے قرآن وحدیث خلاف تعلیم نبی امی ﷺ ہوناعنقریب بیان کیا جائے گا۔اس سے پہلے دومخالفتیں مرزا قادیانی کی اور سن لیجئے۔

## مرزا قادیانی کا فرشتوں اور جنت ودوزخ کے متعلق نظریہ

مرزا قادیانی کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ فرشتوں کے لئے وجود جسمانی نہیں ہے۔اور یہ بھی عقیدہ تھا کہ قیامت میں حشر اجسام نہ ہوگا۔ ان دونوں باتوں کا ثبوت مرزا قادیانی کی حسب ذیل عبارت سے ہوتا ہے۔

ا۔''درحقیقت ان کے عقائد ان عقائد سے جو اہل اسلام ملائکہ کی نسبت رکھتے ہیں منافی

نہیں ہیں کیونکہ محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے۔

(توضیح مرام/۲۹، رخ:۳/۶۶)

۲۔ جب آنحضرت شکم آمنہ عفیفہ میں تھے۔ تب فرشتہ نے آمنہ پر ظاہر ہو کر کہا تھا تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے جو عظیم الشان نبی ہوگا اس کا نام محمد رکھنا۔''

(اشتہار ۴ نومبر ۱۹۰۰ء/۳، مجموعہ اشتہارات:۲/۴۷۰)

۳۔ حضرت ابراہیم کو جب کفار نے آگ میں ڈالا تو فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا بلی ولکن الیکم لا۔''

(اخبار الحکم نمبر ۶: جلد ۵)

۴۔ اب ہماری اس تمام تقریر سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ بہشت میں داخل ہونے کے لئے ایسے زبردست اسباب موجود ہیں کہ قریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اس میں پورے طور سے داخل ہو جائیں گے۔ اور یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہیں کرے گا بلکہ اس وقت اور بھی بہشت نزدیک ہو جائے گا کھڑکی کی مثال سے سمجھ لینا چاہیے کہ کیوں کر بہشت قبر سے نزدیک کیا جاتا ہے۔ کیا قبر کے متصل جو زمین میں پڑی ہے اس میں بہشت آجاتا ہے؟ نہیں۔ بلکہ روحانی طور پر نزدیک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر بہشتی لوگ میدان حساب میں بھی ہوں گے اور بہشت میں بھی ہوں گے۔'' (ازالہ اوہام/۳۶۴، ۳۶۵، رخ:۳/۲۸۷)

۵۔ ہم مسلمان لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ بہشت جو جسم اور روح کے لئے دار الجزا ہے وہ ایک ادھورا اور ناقص دار الجزا نہیں بلکہ اس میں جسم اور جان دونوں کو اپنی اپنی حالت کے موافق جزا ملے گی۔ جیسا کہ جہنم میں اپنی اپنی حالت کے موافق سزا دی جائے گی۔ طور اس کی تفصیلات ہم خدا کے حوالے کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ جزا سزا جسمانی اور روحانی دونوں طور پر ہوگی۔ اور یہ عقیدہ ہے جو عقل اور انصاف کے موافق ہے۔

(رسالہ فتح مسیح نور القرآن نمبر ۲/۴۸۔۴۹ رخ ۹/۴۲۳۔۴۲۴)

۶۔ روحانی طور پر بہشتی لوگ میدان حساب میں بھی ہوں گے اور بہشت میں بھی''

(ازالہ اوہام/۳۶۴، رخ:۳/۲۸۷)

مرزا قادیانی کے لطائف: اس مقام پر ایک بات یہ بھی عجب لطف کی ہے کہ خود مرزا قادیانی نے اپنے عقائد کا انکار بھی کیا ہے۔ دعویٰ نبوت کا بھی انکار کیا ہے۔ فرشتوں کے لئے وجود جسمانی کا بھی اقرار کیا ہے اور قیامت میں حشر اجساد کو بھی ہونا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں بلکہ ایسی مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''
(آسمانی فیصلہ/۳، رخ:۴/۳۱۳)

۲۔من نیستم رسول و دنیا وردہ ام کتاب." (ازالہ اوہام/۱۷۸، رخ:۳/۱۸۵)

۳۔قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور اب باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم/۷۶۱، رخ:۳/۵۱۱)

۴۔اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن مت بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔'' (آسمانی فیصلہ/۲۵، رخ:۴/۳۳۵)

اب مرزا قادیانی کے متبعین سے یہ سوال ہے کہ مرزا قادیانی کے کلام میں اس قدر تناقض کی کیا وجہ ہے اور ان متناقضین میں سے کون (سی) بات صحیح ہے کون سی غلط ہے؟ اور آپ حضرات کا عمل کس بناء پر ہے۔ اور وجہ ترجیح کیا ہے؟

اگر مرزائی صاحبان اس مقام پر یہ عذر کریں کہ ایک ایک قول ان مختلف اقوال میں سے مقدم ہے اور دوسرا مؤخر اور اقوال متاخرہ اقوال متقدمہ کے لئے ناسخ ہیں نسخ کوئی نئی چیز نہیں ہے شرائع الٰہیہ میں برابر ہوتا رہتا ہے۔''

تو جواب اس کا یہ ہے کہ اولاً تقدم و تاخر ثابت کرنا چاہیے۔ ثانیاً یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی پہلے مومن تھے۔ پھر کافر ہو گئے۔ یا پہلے کافر تھے پھر مومن ہو گئے۔ کیونکہ اقوال متضادہ میں کفر و ایمان کا فرق ہے۔ ثالثاً نسخ صرف احکام میں جاری ہوتا ہے۔ نہ اخبار و عقائد میں اور یہ اقوال ازقسم اخبار و عقائد ہیں نہ ازقسم احکام۔ رابعاً مرزا قادیانی نسخ کے منکر ہیں جیسا کہ ان کی عبارت میں اس کی تصریح موجود ہے۔

جب ان دشوار گزار مراحل کو مرزائی صاحبان طے کر چکیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ میں ثابت کر دونگا کہ یہی کفریات صریحہ مرزا قادیانی کے آخری اقوال ہیں جن پر وہ وقت موت تک مستمر رہے۔انہیں پر متبعین کا عمل ہے۔

ناممکن ہے کہ کوئی مرزائی نے اپنے امام کے اس تناقض کی اصلاح کر سکیں۔اصل وجہ بس تناقض کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنی کتاب کریم میں کذب وافترا کی ایک علامت ذکر فرمائی۔اس علامت کا پایا جانا ضروری تھا۔حق تعالیٰ فرماتا ہے۔لو کان من عند غیر اللہ لوجد وافیہ اختلافاً کثیراً. (النساء۸۲) جب خدا پر افترا کر کے کوئی شخص اس قسم کی باتیں کرے گا۔تو اس کی باتوں میں اختلاف کثیر پایا جانا ضروری ہے۔

مرزا قادیانی کی باتوں میں یہ اختلافات کثیرہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہیں بلکہ قرآن کریم کی صداقت کے زبردست دلائل ہیں۔

کوئی معمولی انسان بھی ایسی معمولی معمولی باتوں میں اس قدر اختلافات وتناقضات کا مرتکب نہیں ہوتا۔

اس کو قدرت خداوندی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

# مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے دعوے

(النجم لکھنؤ نمبر 12 جلد 9، 21 جمادی الثانی 1331ھ)

**نوٹ:** اس شمارہ کے ٹائٹل والے صفحہ پر جمادی الآخرۃ نمبر سیز دھم لکھا ہے یعنی النجم لکھنو نمبر 13 جلد 9 درج ہے۔ لیکن صفحہ نمبر 9 سے آگے النجم لکھنو نمبر 12 جلد 9 لکھا ہے اور یہی درست ہے......

یہ اوپر بیان کیا جاچکا کہ کسی شخص کے مقبول اور من اللہ ہونے کے سوااس کے کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ شریعت اسلامیہ کا متبع ہو اور نبی امی ﷺ کی اتباع اور آپ کی اقتدا اسے ایک قدم تجاوز نہ کرتا ہو۔

اس کے بعد مختصراً مرزا قادیانی کی کتب سے ان کے وہ عقائد نقل کئے گئے ہیں۔ جن میں انہوں نے صریح مخالفت نبی ﷺ کی ہے۔

منجملہ ان امور کے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعوے نبوت ورسالت کا کیا۔ آج اس دعوے کا مخالف قرآن وحدیث ہونا واضح کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو خدا توفیق دے۔ وہ ذرا انصاف وتدبر کے ساتھ اس بحث کو دیکھیں اور خدا سے ڈریں اور اس کے صریح احکام کی مخالفت نہ کریں۔

مرزائی صاحبان وفات وحیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے بہت جلد تیار ہو جاتے ہیں مگر آج تک کسی نے ان امور پر بحث نہ کی۔ مرزا قادیانی کی ذات مبارک خود ان کے دعاوی کی تکذیب کے لئے ہزارہا دلیل کے برابر ہے۔ میں بہت خوشی کے ساتھ غور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی قادیانی میری اس بحث کا جواب دیں۔

مرزا قادیانی نے اپنے نبی ورسول ہونے کا دعویٰ جن الفاظ میں کیا ہے۔ وہ الفاظ النجم نمبر (۱۰) میں منقول ہو چکے ہیں لہٰذا ان کے اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔ اب دیکھئے کہ یہ دعوے کس درجہ بداہتہ خلاف قرآن کے اور خلاف احادیث صحیحہ کے ہیں۔

## مرزا کے دعاوی خلاف قرآن وحدیث

۱۔حق تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ احزاب آیت ۴۰ میں فرماتا ہے۔"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله خاتم النبیین و کان الله بکل شئی علیماً"۔

ترجمہ:نہیں ہے محمد باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے ولیکن وہ رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے نبیوں کی یا ختم کرنے والا ہے نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز سے واقف۔

یہ آیت نص صریح ہے اس امر پر کہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔آپ کے ظہور کے بعد تاقیام قیامت کسی شخص کو نبوت ورسالت عطا نہ ہوگی۔لہذا مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت خلاف اس آیت کے ہوا۔

## خاتم النبیین کا قادیانی معنیٰ اور مطلب (تحریف)

اس مقام پر بعض قادیانی حضرات تو سرے سے مرزا قادیانی کے دعوے نبوت سے انکار کرجاتے ہیں۔اور بعض حضرات جب دیکھتے ہیں کہ راہ انکار مسدود ہے تو اس آیت کی تاویل کرتے ہیں تاویل کیا کہ تحریف کرتے ہیں کہتے ہیں کہ لفظ ''خاتم'' بمعنی مہر ہے اور مہر سے یہ مطلب مراد لینا کہ سلسلہ نبوت قائم ہوگیا صحیح نہیں ہے۔مہر سے مقصود زینت تحریر کی ہوتی ہے لہذا یہ مطلب ہوگا کہ آنحضرت ﷺ انبیاء کی زینت ہیں۔نیز مہر سے مقصود تحریر کا مستند کردینا ہوتا ہے لہذا یہ مطلب ہوگا کہ آنحضرت ﷺ سند تمام انبیاء کی ہیں

جواب اس تحریف کا بہ چند وجوہ ہے۔

## قادیانیوں کے معنیٰ اور مطلب (تحریف) کے غلط ہونے کی وجوہات

**وجہ اول:** یہ کہ خود آیت کے الفاظ بتارہے ہیں کہ یہاں حضرت کو مہر کے ساتھ تشبیہ صرف اسی امر میں دی گئی ہے کہ جس طرح مہر تحریر کے تمام ہوجانے پر ہوتی ہے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ظہور سلسلہ نبوت کے تمام ہوجانے پر ہوا ہے۔کیونکہ آیت میں پہلے بتایا گیا ہے۔کہ آنحضرت ﷺ کسی مذکر کے باپ نہیں ہیں۔اس کے بعد فرمایا کہ ولیکن وہ خدا کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ان دونوں مضمونوں میں بغیر اس مطلب کے مراد لئے ہوئے کوئی ربط ہی نہیں رہتا۔باعث زینتِ انبیاء یا سند انبیاء ہونا ہرگز صاحب اولاد نرینہ ہونے کے منافی نہیں ہے۔ہاں آخر الانبیا ہونا البتہ اس کے منافی ہے۔کیونکہ حضرت کے اگر اولاد مذکور ہوتی تو وہ نبی ہوتی۔حضرت

آخرالانبیاء نہ رہتے۔ جیسا کہ حدیث میں حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ ﷺ کے متعلق جبکہ صغرسنی میں ان کی وفات ہوگئی وارد ہوا ہے۔ ''لو کان عاش ابراھیمؑ لکان نبیاً'' یعنی اگر ابراہیمؑ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ اگر کوئی کہے کہ نبی کے بیٹے کا نبی ہونا کچھ ضروری نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ بیٹا اگر صالح ہو تو عادت اکثری اللہ تعالیٰ کی یہی ہے کہ وہ نبی ہوتا ہے۔

**وجہ دوم:** یہ کہ مہر کے ساتھ تشبیہ زینت یا استناد میں اس مقام پر بالکل غیر معقول ہے۔ اولاً اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا زینت انبیاء ہونا کیا معنی۔ یعنی قبل آپ کے ظہور کے وہ حضرات بے زینت تھے؟ ایسا خیال کرنا ان کی توہین ہے۔ ثانیاً مہر کا زینت کے لئے مستعمل ہونا رائج بھی نہیں ہے اور مہر کی وضع بھی اس لئے نہیں ہے۔ ہاں سند کے لئے البتہ مہر کا رواج ہے لیکن حضرت کا سند انبیاء ہونا بھی غیر معقول ہے۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے ان حضرات کا بے سند ہونا قطعاً قرآن کے خلاف ہے تو آیت ''جآء تھم رسلھم بالبینت وبالزبر وبالکتاب المنیر''۔ (فاطر:۲۵) یعنی سب انبیاء دلائل اور صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے بے سند نہ تھے۔

**وجہ سوم:** یہ کہ لفظ ''ختم'' کے معنی کلام عرب میں تمام کرنے کے ہیں۔ بولتے ہیں۔ ''ختم اللہ بخیر'' اور یہ لفظ اس معنی میں بکثرت کے مستعمل ہے۔ کہتے ہیں ''فلاں چیز ختم ہوگئی۔'' فلاں شخص نے قرآن ختم کرلیا، فلاں مہینہ ختم ہوگیا۔ مہر کرنے کو ختم اسی مناسبت سے کہتے ہیں کہ وہ تحریر کے تمام ہوجانے پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا لفظ ''خاتم'' کو تمامیت کے معنی سے بالکل خالی کرلینا لفظ کو اس کے اصلی معنی سے جدا کرنا ہوگا۔ جو قطعاً کسی طرح جائز نہیں۔

**وجہ چہارم:** یہ کہ لفظ ''ختم'' اور اس کے مشتقات قرآن مجید کے دوسرے مقامات میں بھی ہیں۔ اور ہر جگہ اس کے معنی بند کرنے اور تمام کرنے کے لیے گئے ہیں۔ زینت دینے یا مستند کرنے کے معنی کہیں نہیں ہیں۔ قولہ تعالیٰ

ختم اللہ علی قلوبھم (البقرہ/۷) الیوم نختم علی افواھھم (یٰس/۶۵) ختامہ مسک (المطففین/۲۶) وغیرہ ذلک. یعنی اللہ نے ان کے دلوں میں مہر کردی ہے ان کو بند کردیا ہے کہ اب نصیحت کا اثر ان کے اندر سے نہ نکل سکے گا۔

مہر اس کی مشک ہے یعنی اس شراب کے پینے کے بعد آخری خوشبو مشک کی آئے گی۔ پس یہی معنی اس آیت میں بھی ہیں کہ سلسلہ نبوت بند ہوگیا اب کوئی چیز اس میں باہر سے نہیں جاسکتی نہ

اندر سے نکل سکتی ہے۔

**خلاصہ:** یہ ہے کہ اس آیت میں حضرت ﷺ کو جو نبیوں کی مہر کہا گیا ہے یعنی آپ کو مہر سے تشبیہ دی گئی، یہ تشبیہ صرف تمامیت میں ہے۔ یعنی جس طرح مہر پر تحریر تمام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ پر نبوت تمام ہو گئی۔

۲۔قولہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا له الحافظون (الحجر:۹) ترجمہ: بہ تحقیق ہمیں نے نازل کیا ہے ذکر یعنی قرآن کو اور بہ تحقیق ہم اس کے حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اس حفاظت کو کسی وقت کے ساتھ مقید اور محدود نہیں کیا۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ حفاظت قیامت تک مستمر رہے گی۔ اور قیامت تک اس حفاظت کے مستمر رہنے کی کوئی صورت سوا اس کے نہیں ہے کہ حضرت کے بعد تا قیام قیامت کوئی نبی نہ ہو۔

۳۔قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا. (المائدہ/۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے اسلام کو دین ہونے کے لئے پسند کیا۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت دین کامل ہے۔ اور محفوظ ہونے کا وعدہ اوپر کی آیت سے معلوم ہوا۔ پس دونوں کے ملانے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ آخر الانبیاء ہیں۔

اس قسم کی اور بہت سی آیتیں ہیں۔ جن کے ذکر کی اب ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ مگر پہلی آیت جو سورۂ احزاب کی ہے بہت صاف اور واضح ہے جس میں کسی قسم کی تاویل کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ باقی آیتیں اس مدعا پر التزاماً دلالت کرتی ہیں۔ اب دو ایک حدیثیں بھی اس کے متعلق نقل کی جاتی ہیں حدیثیں وہی لکھی جاتی ہیں جو صحت کے اعلیٰ مرتبہ میں پہنچتی ہیں

ا۔''عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصرٍ اُحسِنَ بنیانه تُرِكَ منه موضع لبنة فطاف به النُّظَّار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلك اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة خُتِمَ بی البنیان

وختم بی الرسل، وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النبیین، متفق علیه" (مشکوٰۃ المصابیح ۵۱۱/باب فضائل سید المرسلین)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا میری مثال اور انبیاء کی مثال مانند ایک محل کے ہے جس کی عمارت عمدہ بنائی گئی ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ دیکھنے والے اس محل کی سیر کرتے ہیں اور اس کی عمارت کی خوبصورتی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر مکدر ہو جاتے ہے پس میں نے اس اینٹ کو بند کر دیا اور میرے اوپر وہ عمارت ختم ہوئی اور تمام رسول میرے اوپر ختم کر دیئے گئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پس وہ اینٹ میں ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۲۔عن ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست أعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب وأحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طھوراًومسجداوأرسلت الی الخلق کافتہ وختم بی النبیون.
(صحیح مسلم ۱/۱۹۹، حدیث نمبر ۱۱۶۷ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اور نبیوں پر مجھے چھ باتوں میں فضیلت ہے۔ مجھے کلام جامع دیا گیا۔ اور رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی اور مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا اور تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنایا گیا اور تمام نبی میرے اوپر ختم کیے گئے۔

۳۔عن محمدبن جبیر بن مطعم عن أبیہ أن النبی ﷺ قال انامحمد، وانا احمد واناالماحی الذی یمحیٰ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی، وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیٌ
(صحیح مسلم ۲/۲۶۱ حدیث نمبر ۶۱۰۵، ۶۱۰۶ کتاب الفضائل)

ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹا دے گا۔ اور میں حاشر ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے دونوں قدموں پر تمام مخلوق کو حشر کرے گا اور میں عاقب ہوں عاقب وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

نمونہ کے طور پر دو ایک حدیثیں نقل ہو چکیں۔

ان آیتوں اور حدیثوں کے علاوہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ کہ رسول خدا ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ورسالت عطا نہ ہوگی، برابر ہزار دلیل کے ہے۔ مسلمانوں میں دو قسم کے اجماعیات ہیں قسم اول وہ کہ ان امور میں تمام خاص و عام مسلمانوں کا اجماع ہے، ایک متنفس بھی اس اجماع سے باہر نہیں۔ قسم دوم وہ کہ ان میں صرف اہل حل و عقد متفق ہیں۔ عوام یا بعض اہل حل و عقد بھی ان میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اگرچہ شرعاً عندالتحقیق دونوں قسم کے اجماعیات حجت ہیں مگر قسم اول کے اجماعیات کا رتبہ فائق ہے۔ اوران کا حجت ہونا ایسا قطعی ہے جیسے قرآن کی آیات محکمات کا حجت ہونا۔ نماز کی رکعتوں کی تعداد وغیرہ قسم اول کے اجماعیات میں ہے۔ اسی قسم اول کے اجماعیات میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ورسالت نہ ملے گی۔

**المختصر:** یہ بات قطعی ہے کہ شریعت اسلامیہ نے قرآن نے حدیث نے اجماع اہل اسلام نے اس بات کو طے کر دیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے ظہور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اب جو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے نبوت ورسالت عطا فرمائی ہے اور میرے اوپر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور خدا نے مجھے نبی ورسول کہا ہے تو کون مسلمان ہے کہ اس کے بعد مرزا قادیانی کو نبی امی ﷺ کا متبع کہے یا عدم اتباع کی صورت میں ان کو من اللہ سمجھے۔

جو لوگ مرزا قادیانی کے دام فریب میں ایسے سخت مبتلا ہو گئے ہوں کہ ان کو احکام خدا کا بھی کچھ پاس نہ ہو۔ آیات قرآنیہ کی بھی عزت ان کے دل میں نہ ہو۔ ان سے میرا خطاب نہیں ہے۔ مگر جو لوگ مرزا قادیانی کو مسلمان سمجھ کر ان کی اتباع کو خدمت دین اسلام جانتے ہوں ان سے ضرور انصاف کی درخواست ہے۔

**لطف** یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود بھی جانتے تھے کہ میرا یہ دعویٰ خلاف قرآن وحدیث ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی پیش بندی بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ الاستفتاء حقیقۃ الوحی ص۱۶، رخ: ۲۲/۶۳۷ میں فرماتے ہیں۔ ”ولیس مرادہ من النبوۃ الا کثرۃ مکالمۃ اللہ و کثرۃ انباء من اللہ و کثرۃ مایوحی ویقولمانعنی من النبوۃ مایُعنیٰ فی الصحف الا ولی“. یعنی ”مرزا غلام احمد کی مراد نبوت سے سوا اللہ کی ہمکلامی اور اللہ کی خبر دینے کے اور بکثرت وحی نازل ہونے کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ میں نبوت کے وہ معنی مراد نہیں لیتا۔ جو کتب سابقہ

(سماویہ) میں مراد لئے گئے ہیں۔“

اب کوئی مرزا قادیانی یا ان کے خلیفہ سے پوچھے کہ براہ کرم بتادیجئے کہ کتب سابقہ میں نبوت کے کیا معنی علاوہ اس کے ہیں بلکہ جو مطلب اپنی نبوت کا آپ نے بیان کیا ہے اس سے بہت کم درجے پر اطلاق نبوت کا ان کتابوں میں کیا گیا ہے۔ وہاں کثرت وحی کی بھی شرط نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد آپ اپنے اسی قول پر حاشیہ لکھتے ہیں۔

وان قال قائل کیف یکون نبی من هذه الامة وقد ختم الله علی النبوة.

فالجواب: انه عزوجل ماسمی هذا الرجل نبیا الا لاثبات کمال نبوة سیدنا خیر البریة فان ثبوت کمال النبی لا یتحقق الا بثبوتٍ کمال الامة ومن دون ذلك ادعاء محض لادلیل علیه عند اهل الفطنة ولا معنی لختم النبوة علی فرد من غیر ان تختتم کمالات النبوة علی ذلك الفرد ومن الکمالات العظمی کمال النبی فی الافاضة وهؤلا یثبت من غیر نموذج یوجد فی الامة ثم مع ذلك ذکرت غیر مرةٍ ان الله ما ارادمن نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة وهو مسلّم عند اکابر اهل السنة فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیا فلا تستعجلوا یا اهل العقل والفطنة ولعنةٌ علی من ادعٰی خلاف ذلك مثقال ذرة ومعهالعنة الناس والملائکة

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی بر حاشیہ ص۱۷، رخ:۲۲/۶۳۷)

یعنی ”اگر کوئی کہے کہ اس امت میں سے نبی کیوں کر ہوسکتا ہے، اللہ نے نبوت پر مہر لگادی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جو اس شخص کو نبی کہا ہے تو محض ہمارے سردار خیر البریہ کی نبوت کا کمال ثابت کرنے کے لئے کیونکہ نبی کے کمال کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ مگر اس کی امت کے کمال سے اور بغیر اس کے محض دعوی ہے جس پر اہل عقل کے نزدیک کوئی دلیل نہیں اور ختم نبوت کا کسی شخص پر سوا اس کے کوئی مطلب نہیں ہوسکتا کہ کمالات نبوت کے اس شخص پر ختم ہوجائیں۔ اور بڑے بڑے کمالات میں سے ایک کمال یہ ہے کہ نبی کا فیض کامل ہو اور وہ نہیں ثابت ہوسکتا۔ بغیر اس کے کہ امت میں نمونہ موجود ہو۔ باوجود اس کے میں کئی مرتبہ بیان کرچکا ہوں۔ کہ اللہ نے میری نبوت سے صرف یہ مراد لیا ہے کہ مجھ سے بکثرت ہمکلام اور مخاطب ہوتا ہے۔ اور یہ بات اکابر اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے پس نزاع صرف لفظی ہے۔ لہٰذا اے عقل والو جلدی نہ کرو اور

خدا کی لعنت اس شخص پر جو اس کے خلاف ذرہ برابر دعوی کرتا ہو۔ اور اس کے ساتھ آدمیوں کی اور فرشتوں کی لعنت بھی۔''

مرزا قادیانی کے اس جواب میں چالاکی کا کس قدر جوہر ہے۔ اس کی قدر مرزا قادیانی کے متبعین خوب جانتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو جس قدر نبی امت میں زیادہ ہوں۔ اسی قدر نبی کا کمال ثابت ہوگا۔ اور تیرہ سو برس تک ہمارے سردار خیر البریہ کا کمال بے ثبوت رہا۔ اب بعد تیرہ سو برس کے یہ کمال ثابت ہوا۔

مرزا قادیانی نے نزاع لفظی کی ایک ہی کہی (یعنی اسے صرف ایک نزاع لفظی کہا ہے) اگر اسی کا نام نزاع لفظی ہے تو پھر نزاع حقیقی دنیا سے بالکل مفقود ہو جائے گی۔ ایک کہنے والا اپنے کو خدا کہہ دے اور کہہ دے کہ صاحب میں اپنے کو اس معنی میں خدا نہیں کہتا بلکہ میرے خدا ہونے کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ میں خدا کی صفات کا مظہر ہوں۔

**ایک لطیف تاویل:** مرزا قادیانی نے اور بھی کی ہے کہ ''نبوت مستقلہ آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی، آیۂ کریمہ خاتم النبیین میں یہی مراد ہے۔ جواب اس کا اولاً یہ ہے کہ آیت میں مستقل غیر مستقل کی کوئی قید نہیں ہوئی۔ مرزا قادیانی اپنی طرف سے بڑھاتے ہیں لہٰذا کسی طرح مقبول نہیں ہوسکتی۔ ثانیاً یہ کہ مرزا قادیانی یا ان کے خلیفہ یہ بتائیں کہ نبوت مستقل اور غیر مستقل میں کیا فرق ہے۔ اور دونوں کے فرائض کیا ہیں؟ اور نبوت مستقل حضرت ﷺ پر کیوں کی گئی نبوت غیر مستقل کیوں نہ ختم کی گئی؟

**سنیے** اصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہدایت بنی آدم کے لئے جب کوئی شریعت کسی خاص وقت تک کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ تو اسوقت نبی مستقل مبعوث ہوتا ہے بعد اس نبی کی وفات کے اس خاص وقت سے پہلے جب اس شریعت میں کچھ تحریفات ایسی ہو جاتی ہیں جن کی اصلاح سے بشر کا ہاتھ کوتاہ ہوتا ہے۔ اور بغیر کسی ایسے شخص کے جس کی دسترس عالم قدس تک ہو۔ ان تحریفات کا ازالہ ناممکن ہو جاتا ہے، تو اس وقت نبی غیر مستقل مبعوث ہوتا ہے، اور وہ ان تحریفات کا ازالہ کر کے اصل شریعت کو رائج کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ خاص وقت گزر جاتا ہے تو دوسرا نبی مستقل مبعوث ہوتا ہے۔ اور یہ شریعتیں جو خاص خاص اوقات تک کے لئے بھیجی جاتی ہیں ان کو وقت محدود کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ شریعتیں من جمیع الوجوہ کامل نہیں ہوتیں۔

# مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے دعوے

(النجم لکھنؤ نمبر 13 جلد 9، 8 رجب المرجب 1331ھ)

اسی وجہ سے ایک زمانہ معین کے بعد ان کی تبدیلی حکمت الٰہی میں لازم ہو جاتی ہے۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ نبی مستقل وہ ہے جس کو نئی شریعت دی جائے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ نئی شریعت اس وقت دی جاتی ہے جبکہ شریعت سابقہ کا زمانہ گزر جاتا ہے۔ اور شریعت سابقہ کا زمانہ اس وجہ سے گزر جاتا ہے کہ وہ من جمیع الوجوہ کامل نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ نبی غیر مستقل وہ ہے جس کو نئی شریعت نہ دی جائے بلکہ شریعت سابقہ کا متبع بنایا جائے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نبی غیر مستقل اس وقت مبعوث ہوتا ہے جبکہ شریعت سابقہ میں ایسی تحریف ہو گئی ہو کہ اس کی اصلاح بغیر وحی الٰہی کے نہ ہو سکے۔ اور اس شریعت کا زمانہ علم الٰہی میں باقی ہو۔

ان امور کے معلوم ہو جانے کے بعد اب دیکھو کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت دونوں باتوں سے محفوظ ہے کسی قسم کا نقص اس میں نہیں ہے۔ من جمیع الوجوہ کامل ہے قولہ تعالیٰ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی.** (المائدہ:۳) لہٰذا وہ کسی وقت محدود کے ساتھ مقید نہیں ہو سکتی، نبی مستقل کی بعثت اس وجہ سے مسدود ہوئی، اور اس شریعت میں تحریف بھی نہیں ہو سکتی۔ قولہ تعالیٰ...... **وانا له لحافظون.** (الحجر:۹) لہٰذا نبی غیر مستقل کی بعثت بھی مسدود ہوئی اور معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی مستقل معبوث ہو سکتا ہے نہ کوئی غیر مستقل۔

المختصر مرزا قادیانی نے جو اپنی نبوت کا دعویٰ کیا وہ کسی طرح قرآن وحدیث کی مخالفت سے بچ نہیں سکتا۔ ہزار تاویلیں کریں اور ہزار ہاتھ پیر ماریں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہے۔

اور لطف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی جو عبارتیں دعویٰ نبوت کے متعلق اوپر نقل ہو چکیں۔ ان عبارتوں کو دیکھ کر یہ تاویلات خود بے حقیقت ہو جاتی ہیں، وہ عبارتیں صاف بتا رہی ہیں کہ مرزا قادیانی نے نبوت مستقلہ کا دعویٰ کیا ہے۔

اصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا دلی منشا یہ تھا کہ لوگوں کو دین اسلام سے برگشتہ کر دیں اور

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت وجلالت لوگوں کے قلوب سے مٹادیں مگر وہ اس کام کو بتدریج کرنا چاہتے تھے لیکن افسوس ہے کہ یہ مقصد ان کا حاصل نہ ہوا۔ دعویٰ نبوت کرکے اس قدر پچھتائے کہ پھر آگے ہمت نہ ہوئی۔

اس طرح قیامت کے انکار کا حال ہے۔ مرزا قادیانی نے حشر جسمانی کا انکار کیا ہے۔ مگر دیکھا کہ اس سے مسلمانوں میں بہت زائد وحشت پیدا ہوئی لہذا خود ہی اپنے کلام کے خلاف دوسرے مقام میں حشر جسمانی کا اثبات کیا۔ اس لئے مرزائیوں میں اس کی بابت اختلاف ہے، اکثر لوگ اب تک اس امر کے قائل ہیں کہ حشر جسمانی نہ ہوگا، صرف روح پر عذاب وثواب ہوگا۔

خیر۔ اس سے قطع نظر کرکے ہم مرزائی صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ وہ خود ہی بتائیں کہ اس تناقض کی وجہ کیا ہے؟ مرزا قادیانی کا پہلا قول صحیح تھا یا دوسرا۔ اور اس غلطی کی وجہ کیا ہے؟ عقائد اور اخبار میں نسخ ہو نہیں سکتا کہ اس کا عذر پیش کیا جائے نسخ تو صرف احکام میں ہوتا ہے مگر بدقسمتی سے مرزا قادیانی اس کے منکر ہیں۔

دراصل یہ تناقض معجزہ ہے قرآن مجید کا۔ یعنی قرآن کریم سے جھوٹے نبی کی جو ایک علامت مستنبط ہوتی تھی اس کا ظہور ہوا۔ قولہ تعالیٰ۔ **ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔** (النساء:۸۲)

یعنی ’’قرآن اگر غیر اللہ کے پاس سے نازل ہوا ہوتا تو لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے نبی کی کتاب میں بہت اختلاف ہوا کرتے ہیں۔

عقیدہ قیامت کے متعلق حشر جسمانی کا انکار بداہتہً قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اس پر کچھ لکھنے کی حاجت نہ تھی۔ مگر چونکہ بعض مرزائی صاحبان برملا اس کا اظہار کرتے ہیں۔ لہذا ایک مختصر جملہ عرض کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں بے شمار مواقع پر قیامت کی بابت کافروں کا یہ شبہ نقل کیا گیا ہے۔ کہ انسان جب مرجائے گا اور اس کی ہڈیاں گوشت پوست سب سڑ جائیں گے تو اس کا زندہ ہونا بعید از عقل ہے اگر حشر جسمانی کا بیان حضرت نے نہ کیا ہوتا تو کافر یہ اعتراض ہی نہ کرتے اور اگر وہ اپنی بدوت وبے تمیزی کے باعث یہ اعتراض کرتے بھی تو اس کا جواب بہت صاف تھا کہ اے بے وقوفو میں نے اس جسم کے اعادہ کا اور ہڈیوں کے زندہ کئے جانے کا کب دعوے کیا ہے جو تم یہ شبہ کرتے ہو۔

سورہ یٰسین میں کہاں یہ شبہ نقل کیا گیا ہے صاف صاف اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہاں یہی بات ہوگی جس کو تم بعید از عقل سمجھتے ہو ارشاد ہوتا ہے۔ **اولم یر الانسان انا خلقناہ من نطفة فاذا ھو خصیم مبین وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من یحییٰ العظام وھی رمیم قل یحییٰ الذی انشاھا اول مرة وھو ابکل خلق علیم.** (یٰس ۷۷تا۷۹)

ترجمہ کیا نہیں دیکھا انسان نے کہ ہم نے پیدا کیا ہے اس کو نطفہ (جیسی حقیر چیز) سے پھر یکا یک وہ (ہم سے) صریح لڑنے والا بن گیا اور ہمارے لئے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہتا ہے کہ ہڈیوں کو ہی زندہ کرے گا۔ اس حال میں کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں گی۔ اے نبی کہہ دیجئے کہ ان کو وہی شخص زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر آفرینش سے واقف ہے۔ (خواہ پہلی مرتبہ کی ہو یا دوسری مرتبہ کی)

یہ اور اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں جن میں کسی قسم کی تاویل بلکہ تحریف کی بھی گنجائش نہیں۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب نبی امی ﷺ کے متبع تھے۔

ملائکہ کے انکار کا اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کا بھی یہی حال ہے اور ان چیزوں کا بھی نبی امی ﷺ کی تعلیم کے خلاف ہونا واضح ہو ظاہر ہے۔

پس جب ثابت ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی امی ﷺ کے متبع نہ تھے بلکہ آپ کی مقدس تعلیمات کے بالکل خلاف تھے۔ خلاف بھی صرف فروع اعمال میں نہیں۔ بلکہ اصول وعقائد میں، تو اس کے بعد اگر مان بھی لیں کہ مرزائی صاحبان جو جو خوارق عادات مرزا قادیانی کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ سب سچ ہیں تو بھی مرزا قادیانی کا من اللہ ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مقبولیت اور تقرب بارگاہ الٰہی کی یہی ایک علامت ہے۔

مرزائی صاحبان خوب واقف ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا اثبات دشوار اور محال ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ علمائے اسلام کے سامنے مرزا قادیانی کی حقانیت کسی طرح ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ متواتر اعلانات النجم میں شائع ہوئے اور کوئی حیلہ وعذر کا ان صاحبوں کے لئے باقی نہ رکھا گیا لیکن کوئی شخص مرد میدان بننے کی ہمت نہ کرسکا۔ اس موقع پر میں صاحبزادہ بشیرالدین محمود خلف مرزا قادیانی کی تحریر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جو انہوں نے میری تحریر کے جواب میں بھیجی تھی۔

جب صاحبزادہ صاحب مع خواجہ کمال الدین صاحب مولوی سرور شاہ صاحب ودیگر اکابر قادیان لکھنؤ میں تشریف لائے اور اپنے مذہب باطل کی اشاعت کا شہر میں اعلان کیا تو ایک تحریر اس ناچیز نے اس کی خدمت میں بھیجی جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

باسمه تعالیٰ

## حامداً ومصلیاً

امابعد۔ از ناچیز محمد عبدالشکور عفا عنہ مدیر النجم۔ بخدمت شریف جناب صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب ومولوی سرور شاہ صاحب ودیگر اکابر وفد قادیان۔

بعد ماوجب واضح باد۔ آج اس ناچیز نے مولوی عبدالحکیم صاحب کو آپ کی خدمت میں بھیجا تھا انہوں نے میرا پیغام پہنچا دیا اور اس کا جواب بھی جو آپ حضرات نے دیا مجھے معلوم ہوا۔ یعنی یہ کہ آپ نے فرمایا ''ہم لوگ مناظرہ کر سکتے ہیں لیکن ہمارے امام کا حکم نہیں ہے اور ہم بغیر ان کے حکم کے کوئی کام نہیں کر سکتے۔''

اس جواب کو سن کر افسوس ہوا کیونکہ آپ اپنے امام سے بذریعہ تار اجازت حاصل کر سکتے ہیں جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نسبت کیا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس پر کیا دلائل انہوں نے پیش کئے؟ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس پر بحث کرنے میں کسی قسم کا عذر آپ کی طرف سے نہ ہونا چاہیے۔

اگر اب بھی آپ حضرات نے پہلو تہی فرمائی تو اہل فہم اس بات کے سمجھنے پر مجبور ہو جائیں کہ آپ حضرات کو خود بھی اپنے سلسلہ کے بطلان کا یقین حاصل ہے۔

میرے خیال ناقص میں تاوقتیکہ آپ حضرات اپنے سلسلہ کی خصوصیات خصوصاً جناب مرزا قادیانی کے دعاوی کا برحق ہونا ثابت نہ کر دیں ہرگز از روئے انصاف آپ کو اپنے مخصوصات کی اشاعت کا حق نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنا ارادہ بذریعہ اشتہار شائع فرمایا ہے۔ فقط (از عمدۃ المطابع دفتر النجم ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ)

جواب اس تحریر کا خاص صاحبزادہ صاحب کے دست مبارک کا لکھا ہوا آیا۔ جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

جو کچھ میں نے ان کو کہا وہی بات اب بھی کہتا ہوں وہ ضروری نہیں ہوتا کہ مباحثہ زید یا بکرہی کرے۔ جب حضرت سے بحث کی نسبت گفتگو ہو رہی ہے اور آپ نے اس کے لئے ایک آدمی بھی تجویز کیا ہے۔ پھر نہ معلوم آپ جلدی کیوں کرتے ہیں۔

مرزا محمود احمد

---

اس تحریر کے بعد تمام اکابر قادیان لکھنؤ سے چل دیئے اور اپنے مطبوعہ اعلان کو پورا نہ فرمایا یعنی اپنے مذہب باطل کی اشاعت بھی لکھنؤ میں نہ کی۔

صاحبزادہ صاحب کی اس تحریر کو ایک سال سے زائد گزر چکا معلوم نہیں کہ وہ صاحب جو میرے مناظرہ کے لئے تجویز ہوئے تھے کہاں تشریف لے گئے۔ اور کیوں اب تک میدان میں نہ آئے۔

اصل وہی ہے جو میں لکھ چکا۔ ہرگز کوئی مرزائی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ کہ علمائے اہل اسلام کے سامنے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ کا ثبوت دے۔ مرزا قادیانی کے دعاوی کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس کا ثبوت کوئی کیا دے سکتا ہے۔

ہاں مرزائی صاحبان اس بحث پر البتہ تیار رہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ اس بحث پر تیار رہنے کا راز یہ ہے کہ وہ حضرات سمجھتے ہیں کہ اس بحث میں علمی دقیق مباحث پیش ہوں گے۔ جن کو عوام نہ سمجھ سکیں گے۔ اور چند روز اس بحث میں الجھ کر اصل کام کی باتیں رہ جائیں گی۔

مگر مرزائی صاحبان بھول گئے کہ خود مرزا قادیانی سے اور مولوی محمد بشیر صاحب سہوانی مرحوم نے حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق بحث ہوئی تھی۔ جس کا رسالہ چھپ چکا ہے اور اس رسالہ کا ملخص النجم میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس بحث میں مرزا قادیانی کی عاجزی قابل دید ہے۔ انتہا عاجزی کی یہ ہے کہ جب ہر طرف سے راہ فرار مسدود ہوئی تو مرزا قادیانی نے یہ عذر ایجاد فرمایا کہ مکان سے میرے خسر کی علالت کا تار آیا ہے لہذا اب میں نہیں ٹھہر سکتا۔ لہذا جب خود مرزا قادیانی کی یہ حالت ہوئی تو اب کوئی دوسرا کیا ہمت کر سکتا ہے۔

تاہم اگر مرزائی صاحبان کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنے نبی سے بھی قابلیت میں فائق ہیں اور جس کام کے کرنے سے ان کے پیغمبر عاجز رہے اس کام کو وہ کر سکتے ہیں۔ تو بسم اللہ میں اس کے

لئے بھی مستعد ہوں۔ جس قادیانی صاحب کی ہمت ہو وہ میدان میں آئیں اور مجھ سے وفات مسیح علیہ السلام کی بابت بحث کرلیں۔ مگر یہ واضح رہے کہ جو صاحب میرے مقابلہ پر آئیں وہ خلیفۃ المسیح صاحب کے مقرر کردہ ہوں۔ بغیر اس کے ہرکس وناکس سے مباحثہ بے سود اور لغو ہے۔

میں اس تحریر کو لکھ رہا تھا کہ ایک صاحب نے مرزائیوں کا ایک مطبوعہ اشتہار میرے پاس بھیجا یہ اشتہار ضلع مظفر نگر کے مرزائیوں کی طرف سے ہے اور علمائے دیوبند کو اس میں مخاطب کیا گیا ہے۔ مقصد اشتہار کا بھی یہی ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق بحث ہو مگر شرائط اشتہار صاف بتا رہے ہیں کہ مشتہر کو گریز کے سوا کچھ مقصود نہیں۔ خیر اس اشتہار پر بحث کرنا مجھے ضروری نہیں ہے کیونکہ غالباً حضرات علمائے دیوبند نے اس کا جواب دیا ہوگا یا دیں گے۔ اور وہ کافی الشافی ہوگا۔ مگر میں اتنا عرض کروں گا کہ یہی انجمن اس مسئلہ پر مجھ سے بحث کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اگر اس اشتہار میں کچھ سچائی ہو تو اب ہرگز کوئی پہلو فرار کا نہ تجویز کیا جائے گا۔

اگر چہ میرا ارادہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھنے کا زیادہ تھا جیسا کہ اس مضمون کے ابتدائی حصہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خیال تھا کہ مرزا قادیانی کے متعلق جو خوارق عادات بیان کئے جاتے ہیں۔ ان پر بھی بحث کی جائے۔ اور دکھا دیا جائے کہ یہ سب بے بنیاد افسانے ہیں۔ نیز یہ بھی کہ مرزا قادیانی کے اخلاقی حالات اور ان کی سیرت پر بھی بحث کی جائے اور واضح کر دیا جائے کہ ان کی سیرت صالحین کی سیرت کے بالکل خلاف ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین سے کوسوں دور ہے۔ مگر اس وقت بہ چند وجوہ میں اپنے اس مضمون کو یہیں تک پہنچا کر ختم کرتا ہوں۔ آئندہ اگر کسی مرزائی صاحب نے میرے اس مضمون کے جواب کی ہمت کی تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر میں اپنی کوشش کے مطابق اس بحث کو کامل کر دوں گا۔ واللہ الموفق والمعین۔

جو صاحب میرے اس مضمون کا جواب لکھنا چاہیں وہ اس بات کا پورا لحاظ رکھیں کہ میں نے اصل چیز نبی امی ﷺ کی اتباع کو قرار دیا ہے اور چونکہ مرزا قادیانی کے کئی ایک عقائد خصوصاً دعویٰ نبوت قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔ لہٰذا میں ان کو نبی امی ﷺ کی اتباع سے خارج سمجھتا ہوں۔ لہٰذا اب اس کے جواب میں یا تو یہ ثابت کریں کہ حقیقت کا مدار اتباع نبی امی ﷺ پر نہیں ہے بلکہ ان کا مخالف بھی حق پر ہو سکتا ہے۔ اور یا یہ ثابت کریں کہ مرزا قادیانی نے آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کی۔ اور جن عقائد کا خلاف قرآن وحدیث ہونا میں نے دکھایا ہے۔ اس کا جواب

دیں۔علاوہ ان دونوں باتوں کے اور کوئی تیسری بات اگر جواب کا نام کردینے کی غرض سے چھیڑ دی جائے گی۔تو ہرگز وہ تحریر قابل التفات نہ ہوگی

حضرت خلیفہ صاحب اگر چاہیں تو یہ بحث بہت خوبی سے طے ہوسکتی ہے۔وہ اپنے دست مبارک میں قلم اٹھالیں اور بدر کا اک صفحہ میرے جواب کے لئے مخصوص کردیا جائے۔

انشاء اللہ تعالیٰ چندروز میں نہایت لطف و متانت اور تہذیب کے ساتھ یہ بحث ختم ہوجائے۔لیکن معلوم نہیں خلیفہ صاحب کیوں اس سے پہلوتہی فرماتے ہیں۔کیا ان پر تبلیغ ہدایت فرض نہیں ہے؟

# تحفہ محمدیہ بر فرقہ غلمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

''الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد خاتم النبیین و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین. امابعد''

مدت ہوئی کسی مرزائی نے ایک رسالہ (مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے) لکھا تھا۔ مکرمی مولوی عبدالحلیم صاحب سوداگر چرم (اشرف منزل، کرنیل گنج کانپور) نے ۱۳۴۵ھ، بمطابق ۱۹۲۶ء میں اس کا جواب (راہ حق متعلقہ ردقان) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مدظلہ کو دکھلا کر طبع وشائع کرایا۔ جو مرزائیوں تک بھی پہنچا اوران میں سے حافظ عبدالمجید صاحب مرزائی (امیر جماعت مرزائی کوہ منصوری) نے مولوی صاحب موصوف کے پاس دو خط اور دو رسالے ایک قول الحق، دوسرا رسول کریم اور آپ کی تعلیم پھر ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۸ء میں راہ حق کا مطبوعہ جواب بنام (نور ہدایت) روانہ کیا۔ اسی اثناء شرکت جلسہ کے لئے میرا جانا کانپور ہوا تو یہ قصہ معلوم ہوا۔ مولوی صاحب موصوف کو عدیم الفرصت دیکھ کر مذکورۃ الصدر خطوط ورسائل بغرض جواب میں اپنے ساتھ لایا۔ جس کی اطلاع مولوی صاحب موصوف نے حافظ صاحب مذکور کو بھی کردی۔ اب جواب کے لئے مولوی صاحب کا تقاضا شروع ہوا۔ مگر میں نے اس لئے تاخیر کی کہ مرزائیوں کی طرف سے حافظ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس پر ہمارے متعدد علماء اپنی کتابوں میں کافی بحث کر چکے ہیں۔ اسی عرصہ میں بتوفیق خدا، حافظ صاحب کی شاید اس پر نظر پڑ جائے اوران کی سمجھ میں آجائے تو وہی بس ہے۔ لیکن افسوس نہ یہ ہوا، نہ حافظ صاجب نے ملک کی موجودہ نامناسب فضاء کا خیال کیا اور کیا تو یہ کہ مرزائی اخبار الفضل قادیان ج ۸۵، ماہ ۷ اگست ۱۹۳۰ء میں مولوی صاحب کے نام کھلی چٹھی شائع کی۔ جسے مولوی صاحب نے ستمبر ۱۹۳۰ء میں میرے پاس بھیج کر سخت تقاضا کیا کہ جواب لکھو یا خطوط ورسائل واپس کرو۔ اخبار کھولا تو خاص ۸ پر وہ چٹھی نظر پڑی جس کا حاصل یہ ہے کہ نور ہدایت کو بھیجے ہوئے دو برس ہوئے۔ نہ آپ نے جواب دیا۔ نہ مولوی عبد

الشکور صاحب مرزاپوری ایڈیٹر النجم لکھنوی نے توجہ کی[1] نہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے خط اور رجسٹری شدہ کتاب وصول کر کے جواب کی تکلیف کی، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی بھی شکایت کی ہے کہ ان کو بھی کتاب بھیجی، مگر جواب نہیں دیا۔ الغرض جب نوبت یہاں تک پہنچی تو مجبوراً مجھے جواب لکھنا پڑا۔

**وما توفیقی الا باللہ!**

مولوی صاحب نے اپنے چھتیس صفحات کے رسالہ راہ حق میں اول یہ کیا ہے کہ مرزائی کے رسالہ مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے'' کے قابل جواب ضروری مضامین کا آٹھ نمبروں میں خلاصہ بیان کیا ہے پھر ہر ایک کا نمبردار جواب باصواب لکھا ہے، اس کے بعد حافظ صاحب کے پاس دو خط بھی بھیجے تھے، حافظ صاحب نے نور ہدایت میں راہ حق کا رد کرنے اور ہر دو خط اور دو رسالے[2] بھیجے تھے۔ جس میں مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق جو کچھ درج ہے تقریباً وہ سب باتیں کم وبیش اجمالاً یا تفصیلاً نور ہدایت میں زیر بحث آ گئی ہے۔ اس لئے میرے خیال میں ہر دو خط و رسالہ کا الگ جواب لکھنے کے بجائے صرف نور ہدایت پر بحث کرنی کافی ہے۔

میری تحریر میں مولوی صاحب سے مراد مولوی عبدالحلیم صاحب کانپوری مؤلف راہ حق اور حافظ صاحب سے مراد جناب حافظ سید عبدالمجید صاحب مرزائی مصنف نور ہدایت ہیں۔ کیونکہ اول الذکر کو تو میں خود جانتا ہوں کہ مولوی ہیں اور آخر الذکر کو گو میں نہیں جانتا ہوں تاہم وہ لکھتے ہیں کہ: ''مجھے لوگ حافظ صاحب کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ اس لئے کہ میں خدا کے فضل سے قرآن

۱؎ ایڈیٹر النجم جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی ہیں۔ نہ کہ خاکسار عبدالشکور مرزاپوری، پھر حافظ صاحب نے غلطی سے یا نہ معلوم کس خیال سے دونوں کو ایک بنا دیا ہے۔

۲؎ ہر دو رسالہ دراصل مرزائیوں کے خلیفۃ المسیح ثانی کے دو لیکچر ہیں۔ ایک کا نام قول الحق ہے جو ۱۳ اپریل ۱۹۲۴ء کو غیر مرزائیوں کے جلسہ قادیان کے اعتراضات کے جواب میں ان کی مسجد اقصیٰ میں ہوا تھا۔ دوسرے کا نام رسول کریمؐ اور آپ کی تعلیم ہے اور لکھا ہے کہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء کو بزبان انگریزی لندن میں دیا گیا تھا۔

کریم کا حافظ ہوں۔ لیکن عموماً بالخصوص پنجاب میں حافظ اندھے کو بھی کہتے ہیں۔ سو میری مثال بھی ایسی ہی ہے"۔ (نور ہدایت/۱۹)

## مرزائی کتاب نور ہدایت کا تعارف

ناظرین! سابقاً جو کچھ لکھا گیا وہ طرفین کے ابتدائی تحریری مناظرانہ تعلق کا مشترکہ قصہ تھا۔ پھر مولوی صاحب کی کتاب راہ حق کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا۔ اب حافظ صاحب کی کتاب نور ہدایت کا حال بھی سن لیجئے۔ اس کے لئے مجھے خود کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ حافظ صاحب آپ ہی فرماتے ہیں کہ: "کتاب نور ہدایت میں آپ صاحبان مختلف اقسام کی غلطیاں پائیں گے۔ مضامین کی ترتیب میں بھی بے قاعدگیاں نظر آئیں گی...... ان غلطیوں کی وجہ یہ ہے...... کہ میں نہ عالم ہوں اور نہ ہی میدان تصنیف کا شہسوار۔ بلکہ ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں۔ بعض میرے واقف کار جو میری علمی قابلیت سے واقف ہیں۔ انہوں نے جب یہ سنا کہ میں کوئی کتاب لکھ رہا ہوں تو ان کو حیرت ہوئی کہ یہ بے علم اور بیوقوف آدمی کیا کتاب لکھے گا۔ اس سے زیادہ علم کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جب میں نے کچھ مضمون نور ہدایت کا لکھ کر مخدومی مکرمی جناب سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل بغرض اصلاح دکھایا تو موصوف نے اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ لیکن ایک غلطی کی طرف توجہ دلائی کہ ایک مضمون پر میں نے ابجد کے قاعدہ سے نمبر لگا دیئے تھے جو میری سادگی سے اس طرح لگ گئے۔ ا، ب، ت، ث، حالانکہ یوں چاہئے تھا ا، ب، ج، د، ہیں۔ دیکھ کر بجائے اس کے کہ شرمندہ ہوں، مجھ پر عالم، وجد طاری ہو گیا اور...... بے اختیار منہ سے سبحان اللہ نکلا کہ اس پاک ذات نے مجھ جیسے بیوقوف انسان سے جو ابجد کے قاعدہ سے بھی واقف نہ ہوا ایسا اچھا مضمون لکھوا دیا۔ جس کی تعریف ایک ایسے بزرگ عالم و فاضل نے کی جو احمدی جماعت میں کیا بلحاظ علم و فہم اور کیا بلحاظ تقدس بزرگی ایک بے نظیر انسان ہے۔" (نور ہدایت/۲۰)

"مگر میرے اندر یہ خلجان باقی رہا کہ معاذ اللہ میر صاحب نے کہیں میری دل شکنی کا خیال کر کے تعریف نہ کر دی ہو۔ چونکہ خاص مصلحتوں کے ماتحت خدائے تعالیٰ نے یہ مبارک کام میرے ہاتھوں سے کروانا تھا، اس لئے میرا دل مضبوط کرنے کے لئے مجھ ناچیز پر یہ انعام فرمایا کہ بذریعہ اپنے رسول پاک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میری تسلی و تشفی فرمائی کہ ۲۷ فروری ۱۹۲۸ء کی شب کو میں نے حضرت مسیح موعود کو خواب میں دیکھا۔ تبسم آمیز لہجہ میں خاکسار کو مخاطب کر

کے فرمانے لگے کہ تمہارے مضمون سے ہم بہت خوش ہوئے اور تمہارا آیت "والذین امنوا الباطل و کفر و باللہ اولئک ھم الخسرون" کا فلاں مقام پر چسپاں کرنا تو ہمیں بے حد پسند آیا۔ ایک اور اس سے پہلے غالباً جنوری ۱۹۲۸ء کے اخیر میں بشارت ہوئی تھی۔ جب کہ نور ہدایت لکھنے کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ مخدومی مکرمی جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک مقام پر بیٹھے ہیں۔ میں نے ان سے اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ کہا تم کو چاہئے کہ مجھ سے تعلق پیدا کرو۔ میں نے دوبارہ کہا تو پھر یہی جواب دیا۔ اس مکرر خشک جواب سے میں نہایت ناخوش غصہ کی حالت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ جھٹ میر صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھا دیئے۔ مجھے مصافحہ کرنا پڑا اگرچہ دل میں ناراضگی تھی، لیکن مصافحہ کرتے وقت کچھ عجیب قسم کا سرور حاصل ہو رہا تھا۔ اس سرور کا نمونہ میں نور ہدایت میں دیکھ رہا ہوں۔ الغرض بعد از مصافحہ میں آپ کے پاس چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ غضب ہو گیا تو ایسے مقدس انسان سے ناراض ہو کر آیا۔ جس کی شکل میں مسیح موعود...... خدا تعالیٰ کو دیکھا کرتے تھے (خلیفۃ المسیح ثانی کے ساتھ بھی خدائے تعالیٰ کی یہی سنت ہے)۔ آنکھ کھل گئی سوچتا رہا کہ تعبیر کیا ہے۔ یکا یک حضرت مسیح موعود کے یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے۔ جاری ہونا تھا کہ فوراً منجانب اللہ تفہیم ہوئی کہ رات میر صاحب نہ تھے بلکہ ان کی شکل میں وہی پاک ذات تھی جس کا نام اللہ ہے"۔ (نور ہدایت ۲۱،۲۲)

"اس مقدس خواب کے بعد ہی خدائے تعالیٰ نے مجھے نور ہدایت لکھنے کی توفیق عطاء فرمائی اور میرا یقین ہے کہ خدا نے مجھ سے جو مصافحہ کیا تھا یہ سب اسی کی برکت ہے۔ ہاں اس کتاب کی تکمیل میں دعاؤں کا بھی بہت اثر ہے۔ شاید اس قدر دعائیں کسی اور کتاب کے لئے نہ کی گئی ہوں گی۔" (نور ہدایت ۲۳)

"یہ دعائیں اور بشارتیں تو خدا کی طرف سے ایک اسباب کی صورت میں عطاء ہوئی تھیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیوں ہوئیں؟ اس کی اصل وجہ یہ ہے جس کی وجہ سے خدا نے مجھ جیسے نالائق اور گنہگار انسان سے یہ معجزانہ کتاب نور ہدایت لکھوائی ہے کہ مصنف رد قادیان کا ایک دعویٰ تو یہ تھا کہ مجھے خود علوم عربیہ وقرآن وحدیث کی باقاعدہ سند حاصل ہے۔

دوسری بات اس نے یہ لکھی تھی کہ مرزا قادیانی جو بانی سلسلہ تھے، کماحقہ عربی زبان اور اس

کے محاورات اور حتیٰ کہ پوری صرف ونحو بھی نہیں جانتے تھے تو پھر بھلا ان کے مقلدین کیا جائیں گے۔اس کے اس متکبرانہ دعویٰ سے اور حضرت مسیح موعود کی ہتک سے وہ العزیز الجبار المتکبر اس سے اور اس کے مددگاروں سے سخت ناراض ہوگیا اور اپنے وعید اور وعدہ کے مطابق اس قادر مطلق خدا نے مجھ مشت خاک کو ان سور ماؤں کے مقابلہ پر کھڑا کر کے ان کو ذلیل کیا اور میری مدد کی ......اور ساتھ ہی ان مدعیان علم کو یہ بھی بتادیا کہ ہم سے ملنے یا ہمارا مقرب بننے کے لئے صرف ونحو کی ضرورت نہیں۔پس خدا کے فضل سے میری کتاب نور ہدایت بھی مولویانہ ہتھکنڈوں اور صرف ونحو کے گورکھ دھندوں سے پاک ہے۔احمدی بزرگوں اور بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ صاحبان بھی اس نور ہدایت کو معمولی کتاب نہ تصور فرمائیں بلکہ اس کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک زبردست نشان سمجھیں۔'' (نور ہدایت/۲۴،۲۵)

''حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور تمام ان بزرگوں،عزیزوں، دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری غریبانہ درخواست پر نور ہدایت کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں مجھ کو اس کار خیر کے متعلق امداد دی۔'' (نور ہدایت/۱۲۶ انتہاء بحذف الزوائد)

اللہ اللہ حافظ صاحب بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کے بزرگوں،عزیزوں، دوستوں نے ان کی مدد کی نیز ان سبھوں نے حتیٰ کہ خلیفۃ المسیح ثانی نے بھی اتنی دعائیں کیں کہ کسی کتاب کے لئے نہ ہوئیں۔ بینظیر انسان نے پسند کی۔ اصلاح دی، خود مسیح موعود نے بشارت دی، مقدس انسان کی شکل میں مسیح موعود، خلیفۃ المسیح ثانی کی طرح اللہ کی زیارت ہوئی۔ بلکہ اللہ نے مصافحہ بھی کیا۔ بھلا جس کتاب کی یہ شان اور اس کے لئے یہ سامان ہو اس کتاب ہی کو غیر معمولی اور معجزانہ نہیں بلکہ اس کے مصنف کو بھی نبی ورسول نہیں تو کم ازکم اس کے لگ بھگ ضرور ہونا چاہئے۔شاید اسی لئے مرزا قادیانی کی طرح امی ہوکر حافظ صاحب نے بھی مدعیان علم سور ماؤں کے مقابلے میں ایسا اچھا مضمون لکھ دیا جس میں (مختلف اقسام کی غلطیاں، مضامین کی ترتیب میں بھی بے قاعد گیاں) کیا کوئی معمولی بات ہے؟ اس کا مولویانہ ہتھکنڈوں (باتوں) اور صرف ونحو کے گورکھ دھندوں (قاعدوں) سے پاک ہونا کیا کوئی چھوٹا معجزہ ہے؟ غرض ایسی امدادوں، اصلاحوں، دعاؤں، بشارتوں، تائیدوں، تعریفوں اور خدا کی زیارت ومصافحہ کے اثر وبرکت یا بالفاظ دیگر از عرش تا فرش روحانیت وجسمانیات کی صرف طاقت کی بدولت حافظ صاحب کو نور ہدایت غلط، بے

ترتیب، مولویانہ باتوں سے خالی صرف نحوی قاعدوں سے پاک کتم عدم سے عرصہ شہود میں آئی جو علاوہ ٹائٹل ۱۸۴ صفحہ کی کتاب ہے۔ جس میں طویل فضول بہت زیادہ ہے۔ صفحہ دو تک فہرست چھبیس تک دیباچہ، ایک سواڑسٹھ تک اصل کتاب میں حافظ صاحب کے خیال کے مطابق مولوی صاحب کے راہ حق نیز دو خط کا جواب اور ایک سو چوراسی تک خاتمہ ہے۔ اصل کتاب میں بھی ایک صفحہ پر صرف نور ہدایت اور ایک صفحہ پر محض یہ صفحہ ضرورتاً خالی چھوڑنا پڑا۔ درج ہے غلطیوں اور ترتیب مضمون کی بے قاعدگیوں کا عجیب حال ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ قلمی خط کا جواب بذریعہ قلمی خط اور مطبوعہ رسالہ کا جوب بذریعہ مطبوعہ کتاب دیتے، نیز مولوی صاحب کی طرح نمبروار بااصول چلتے ہیں۔ اس میں حافظ صاحب کو یہ آسانی تھی۔ مجھے بھی سہولت ہوتی مگر حافظ صاحب نے شاید خلاف معجزہ سمجھ کر غیر معمولی معجزانہ کتاب میں ایسا نہیں کیا۔ ہاں کتاب میں جو مسیح موعود کی صداقت کا زبردست نشان ہے۔ مختلف اقسام کی غلطیوں اور ترتیب مضامین کی بے قاعدگیوں سے چار چاند البتہ لگادیا ہے۔ نہ یقین آئے تو نمونتہً کچھ ملاحظہ فرمائیے۔

## مختلف اقسام کی غلطیاں

### دیباچہ کی غلطیاں

1۔ ...... مولوی صاحب کی کتاب کا نام راہ حق ہے چنانچہ کتاب پر بخط جلی راہ حق اس کے نیچے بخط خفی متعلقہ اور اس کے نیچے قدرے جلی رد قادیان لکھا ہوا ہے۔ بایں ہمہ حافظ صاحب اس کا نام رد قادیان فرض کر کے ص ۹ پر جوش غضب میں لکھتے ہیں کہ: ''جناب مولوی صاحب نے اپنے رسالہ کا نام رد قادیان رکھا ہے۔ کیا قادیان نے کوئی دعویٰ کیا ہے۔ اگر میں اپنی کتاب کا نام

۱۔ اصل لفظ کادیان ہے۔ اہل پنجاب اب بھی کادیان ہی کہتے ہیں۔ پنجابی زبان میں کادی کیوڑہ کو کہتے ہیں۔ یہاں بھی کیوزہ فروش لوگ رہتے تھے۔ مرزا قادیانی نے اس صحیح وجہ تسمیہ کو چھوڑ کر یہ غلط بیان کیا ہے کہ اصل لفظ قاضیاں ہے۔ مرزا قادیانی نے بہت کوشش کی اور روپیہ صرف کر کے سرکاری کاغذات میں قادیان لکھوایا اپنے اشتہاروں، رسالوں اور کتابوں کے ذریعہ شہرت دی۔ اب ان کی جماعت دانستہ اور دوسرے بھی اکثر نادانستہ قادیان کہتے ہیں۔ مرزائی لوگ قادیان کو دارالامان بلکہ ارض حرم بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ حافظ صاحب نے ص ۸۱ میں ارض حرم قادیان محترم کا لفظ استعمال کیا ہے۔

بجائے نور ہدایت کے ردکا نپور رکھ دوں کہ رد قادیان کا مصنف کانپور کا رہنے والا ہے یا کوئی جناب سید پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خلاف کوئی رسالہ لکھ کر اس کا نام ردعلی پور رکھ دے یا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے خلاف ان کے کفر نامہ کا جواب لکھ کر اس کا نام رد بریلی رکھ دے تو کیا یہ بات علم وعقل کے مطابق ہوگی۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک مامور من اللہ (مرزا قادیانی) کی بیجا مخالفت سے ان (یعنی مولوی صاحب) لوگوں کی فطرتیں اور روحانی صورتیں مسخ ہوگئی ہیں اور ان کا علم وعقل، فہم تقویٰ، دین وایمان سب کچھ سلب ہو چکا ہے۔"

لیکن راہِ حق کا خواہ مخواہ رد قادیان[1] نام فرض کر کے ناحق اعتراض کرنے پر اب حافظ صاحب سے کون پوچھے کہ یہ کس کی روحانی صورت مسخ ہوگئی۔ کس کا علم وعقل، فہم وتقویٰ اور دین ایمان سلب ہو چکا ہے۔

۲۔ ...... حافظ صاحب نے مولوی صاحب کے پاس رسالہ قول الحق بھیجا تھا۔ مولوی صاحب نے ان کو خط میں لکھا تھا کہ اس کا جواب لکھوں گا۔ اس پر حافظ صاحب ص ۲۸، ۲۹ میں فرماتے ہیں کہ قول الحق کا جواب بجز قول الباطل اور کیا ہوسکتا ہے۔ مگر افسوس! حافظ صاحب نے جواب لکھتے وقت خود خیال نہ فرمایا کہ راہ حق کا جواب بجز راہ باطل اور کیا ہوسکتا ہے۔

۳۔ ...... حافظ صاحب شاکی ہیں کہ مولوی صاحب نے اپنے خطوط اور رسالہ راہ حق میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو گالیاں دی ہیں اور ص ۴ پر ۲۶ گالیاں دکھا کر ص ۵ میں فخر یہ لکھتے ہیں کہ (احمدی جماعت کے لوگ گالیوں کے بدلے گالیاں نہیں دیا کرتے) لیکن آگے چل کر شائد حافظ صاحب اپنا یہ مقولہ بھول گئے۔ یعنی اتنی گالیاں دیں کہ اگر بقید ص وسطر لکھ کر شمار کی جائیں تو سو گالیوں سے کم طویل فہرست نہ ہوگی۔ جن میں سے مثلاً بعض یہ ہیں: بدنام کنندہ، دریدہ دہن، مثیل دیانند شردہانند لیکھرام وراجپال یہودی صفت، مسلوب العلم والفہم والعقل والتقوی والدین والایمان، مسخ شدہ فطرت وروحانی صورت، گدھا، بندر، سور، تاری جہنمی، چوہڑ، کافر، بدترین خلائق، کھلاڑی، فتنہ پرداز، مفقود الروحانیت، ذلیل، ناخداترس، بے انصاف وغیرہ۔ یہ صرف ص ۲۶ تک کی گالیاں ہیں۔ اسی سے قیاس کر لیا جائے کہ آگے ص ۱۸۴ تک اور کتنی گالیاں دی ہوں گی۔

۴...... کتاب راہ حق پر جیسا کہ دستور ہے، نہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ نے کوئی تقریظ لکھی۔ نہ کتاب میں چھپی۔ ہاں شاید خط میں مولوی صاحب کو لکھا تھا۔ اسی کا حوالہ مولوی صاحب نے اعتذار میں کہ (یہ بھی تحریر فرمایا کہ میں نے حرفاً دیکھا بہت ارفع پایا) ظاہر ہے کہ اولاً تو مولوی صاحب نے گالی نہیں دی ثانیاً بخیال حافظ صاحب اگر دی تو مولانا موصوف نے مضمون کو نافع فرمایا نہ کہ گالی کو۔ ورنہ خود مولانا موصوف کی یہ تحریر تقریر اس سے یقیناً پاک نہ ہوئی۔ مگر حافظ صاحب ص ۶، ۱۶ میں فرماتے ہیں کہ جب ان کا مرید ایک بے گناہ شخص کو اپنی کتاب ردقادیان میں گالیاں دیتا ہے تو جناب حکیم الامۃ اس کی تائید میں فرماتے ہیں ہاں بہت ہی ٹھیک کیا ہے۔

۵...... گالی کا شکوہ کرتے ہوئے مولوی صاحب اور حضرت مولانا کے متعلق لکھتے ہیں کہ مرید صاحب کے دعویٰ علمیت اور جناب پیر صاحب کی شان قدوسیت کو دیکھ کر میں تو نہایت حیران ہوں کہ خدایا یہ تو اپنے آپ کو قرآن وحدیث کا عالم اور عامل بناتے ہیں۔ لیکن ان ہر دو پیر صاحب اور مرید صاحب نے قرآں وحدیث کا کیا اچھا نمونہ دکھایا ہے حالانکہ نہ مولوی صاحب نے گالی دی نہ مولانا صاحب نے تائید کی۔ بایں ہمہ اگر یہ امر خلاف قرآن وحدیث اور شان قدوسیت ہے تو مرزائیوں نے جو اپنی تحریر وتقریر میں گالیاں دیں۔ مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء و علماء نے اس کی تائید وحمایت کی۔ خود مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف میں اتنی گالیاں دیں جس کی بترتیب حروف تہجی لوگوں نے صاعقہ آسمانی وغیرہ میں فہرست شائع کی۔ آریوں اور شیعوں پر ان کو ترجیح دی۔ ابھی دنیا کو یاد ہے۔ کیا حافظ صاحب یہ سب بھول گئے۔ کیا یہ قرآن وحدیث کے مطابق اور مرزا قادیانی کی مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت، رسالت، جامعیت اہلیت وغیرہ کے شایان شان ہے؟۔

۶...... حضرت مولانا کو مخاطب کر کے حافظ صاحب لکھتے ہیں (جناب مولانا حکیم الامت کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ مطمئن رہیں۔ ایک ایک گالی کے بالعوض ہزاروں سعید الفطرت لوگ حضرت مسیح موعود پر ایمان لائیں گے اور گالیاں دینے والوں پر ہزاروں ہزار لعنتیں برسائیں گے) اگر یہ سچ ہے تو حافظ صاحب یقیناً اپنے مرزا قادیانی کی گالیوں کو بھی بابرکت خیال فرما کر غیر

۱۔ یہ ہر دو ترجمہ خود حافظ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ حدیث کو سامنے رکھ کر ترجمہ بھی قابل دید بلکہ لائق داد ہے۔

مرزائی سعید الفطرت لوگوں کو بھی وہی ہزاروں ہزار برتاؤ کی اجازت دیں گے۔ دیدہ باید!

۷.....اسی شکوہ کے سلسلہ میں حافظ صاحب نے مشکوٰۃ سے دو حدیث نقل کر کے اول ترجمہ پھر اس کی تفسیر کی ہے۔

## ترجمہ حدیث اول

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت پر بالکل ویسے ہی حالات آئیں گے جس طرح کے حالات بنی اسرائیل پر آئے تھے۔ جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے نمونہ پر تیار کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے علانیہ طور پر اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں سے بھی ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا اور بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے ہو گئے تھے۔ مگر میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے۔ جن میں سے ایک فرقہ کے سوا باقی تمام فرقے جہنم میں جائیں گے۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سا ناجی فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو اس صفت اور حال پر ہوگا۔ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔[1]

## ترجمہ حدیث دوم

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر جلد ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور باقی کچھ نہ رہے گا۔ قرآن رسم کے طور پر رہے گا۔ مگر حقیقت نہ رہے گی۔ ان لوگوں کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ لیکن ہدایت و روحانیت سے بالکل اجڑی ہوئی ہوں گی۔ ان کے علماء تمام ان لوگوں سے بدتر ہوں جو روئے زمین پر آسمان کے نیچے ہوں گے۔ فتنہ انہی کے یہاں سے پیدا ہوگا اور انہی کی طرف عود کرے گا۔ فقط

حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ (ان ہر دو حدیثوں کے متعلق تمام علمائے متقدمین ومفسرین اور مجددین، رحمہم اللہ علیہم اجمعین بالا اتفاق یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ حدیثیں حضرت مسیح موعود[2]

---

۱۔ ہاں یہ دعویٰ ضرور ہے کہ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ما انا علیہ واصحابی کے مصداق ناجی ہیں اور وہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ مگر اس پر اعتراض کیا؟

۲۔ مگر حیرت ہے کہ مرزا قادیانی ودیگر مرزائی خود حافظ صاحب دنیا بھر کو گالی دے کر نہ معلوم کس کی صفت کے مظہر بنتے ہیں۔ افسوس!

(حافظ صاحب کے نزدیک مسیح موعود مرزا قادیانی ہیں) کے زمانہ کے جو لوگ ہیں ان کے متعلق ہیں۔ (نور ہدایت ۱۱/۱) حالانکہ یہ دعویٰ اتفاق اور حصر معنی ہذا قطعاً غلط ہے۔ حافظ صاحب کی اس جرأت پر حیرت ہے۔

۸...... ہر دو حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں (حضورﷺ) نے فرمایا کہ میری امت کے وہ لوگ جو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوں گے وہ کامل طور پر یہودی صفت ہوں گے) (نور ہدایت ۱۲/۱) خود حافظ صاحب کا ترجمہ موجود ہے۔ دیکھو اس میں نہ مسیح موعود کا ذکر ہے نہ ان کے وقت کے علماءِ کا اشارہ۔ مگر حافظ صاحب ہیں کہ خلاف حدیث، خانہ ساز تفسیر کر کے نہ معلوم حدیث کے کس لفظ یا جملہ کے ماتحت خواہ مخواہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دے کر زمانہ حال کے علماء بالخصوص مؤلف راہ حق اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب کو یہودی صفت کہنے پر آمادہ ہیں۔

۹...... نیز حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ (واضح رہے کہ اس حدیث ۷۳ فرقوں والی کا جو تعلق ہے وہ صرف ان لوگوں سے ہے کہ جو حضرت مسیح موعود کی بعثت کے بعد ہوئے ہیں اور مسیح موعود کی آمد سے پہلے جو گزر چکے ہیں اس کے اثر سے بالکل مستثنیٰ ہیں) (نور ہدایت ۱۳/۱) حالانکہ حافظ صاحب کی پیش کردہ حدیث میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔

۱۰...... اور لکھتے ہیں کہ (بالخصوص فرقہ حنفیہ سے جن کو اپنے ناجی ہونے پر بڑا ناز ہے اور گویا وہ اپنے زعم میں جنت کے واحد ٹھیکیدار ہیں، یہ پوچھتا ہوں کہ جب صرف آپ کے فرقہ کے لوگ ناجی ہوئے تو جس قدر ۷۲ فرقے کے لوگ ہیں وہ آپ کے نزدیک ناری ہیں یا نہیں) حالانکہ فرقہ حنفیہ کا یہ نہ خیال ہے اور نہ دعویٰ ہے کہ صرف ہم ہی ناجی ہیں مگر حافظ صاحب ہیں کہ اپنی طرف سے اول ایک دعویٰ فرض کرتے ہیں۔ پھر اسے حنفیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ازاں بعد ان پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کا مطلق خیال نہیں فرماتے کہ یہ اپنے ہی اختراعی اور فرضی دعویٰ پر اعتراض ہے۔

۱۱...... گالی کا شکوہ کرتے ہوئے یہ لکھ کر کہ (ہر ایک صرف گالیوں سے ہی اندزہ لگا سکتا ہے

---

۱۔ یہی تو اصل بحث ہے پھر فضول کیوں ہے؟

۲۔ یہ معاذ اللہ یاد رہے

۳۔ اس جگہ معاذ اللہ نہ کہنا چہ معنی دارد؟

کہ بیشک اس وقت مصلح کی ایک خاص ضرورت ہے) پھر مرزا قادیانی کو مصلح مسیح موعود وغیرہ مان کر نیز ان کو حدیث مذکور کا مصداق اور اس وقت کے جملہ غیر مرزائی (اہل اسلام) کو یہودی صفت قرار[1] دے کر حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ:''اب اگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ ابھی مسیح موعود نہیں آیا۔ لہٰذا ہم لوگ ان حدیثوں کے مصداق نہیں ہو سکتے تو میرے نزدیک اس وقت یہ بحث فضول[1] ہے۔ صرف یہ دیکھنا کافی ہے۔

کہ جو جو باتیں ان حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں وہ اس زمانہ کے علاوہ لوگوں اور مولویوں میں موجود ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو لازماً ماننا پڑے گا کہ مسیح موعود بھی آچکا اور وہ مرزا قادیانی ہی ہیں۔ ہاں اگر یہ اوصاف جو حدیثوں میں بیان کئے گئے ہیں اور ان لوگوں میں موجود نہیں تو پھر بیشک ان لوگوں کا یہ کہنا درست ہوسکتا ہے کہ ابھی مسیح موعود نہیں آیا۔''

**مگر اولاً** تو یہ بنا ہی بے بنیاد ہے کہ پیش کردہ حدیث صرف عہد مسیح موعود کے لوگوں سے متعلق ہے۔ ثانیاً یہ عجیب بات ہے کہ جب وہ احادیث صحیحہ پیش کی جاتی ہیں جس میں خود امام مہدی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی صفات وعلامات مذکور ہیں اور کہا جاتا ہے کہ آؤ دیکھیں، یہ صفات وعلامات اگر مرزا قادیانی میں موجود ہیں تو وہ صادق ہیں ورنہ انہیں کاذب جانو، تو فوراً مرزائیوں کے تیور بدل جاتے ہیں اور لغت، محاورات عرب، ظاہر الفاظ، سیاق وسباق کے خلاف اپنے حسب منشاء خانہ ساز تاویل بلکہ تحریف کرنے لگتے ہیں، خیر اب حافظ صاحب کی صداقت دیکھنی ہے۔ حدیث مذکور میں تو وہ فیل ہوگئے۔ حدیث مسلم کا جہاں حوالہ دیں گے، وہاں اسی کے بیان کردہ صفات سے دیکھوں گا کہ مرزا قادیانی بدیں صفت موصوف ہیں یا نہیں۔ کاش اس وقت حافظ صاحب اپنی اسی بات پر قائم رہتے۔

۱۲...... حافظ صاحب جوش انتقام میں صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ:''ہمارے نزدیک آپ کی اور آپ کے ہم خیال لوگوں کی وہی پوزیشن ہے جو ہمارے اور آپ کے نزدیک جناب سوامی دیانند جی مہاراج اور سوامی شردھانند جی اور پنڈت لیکھرام جی اور مہاشہ راجپال جی صاحبان وغیرہ کی ہے اگر آپ لوگوں کے نزدیک حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینا اس لئے جائز ہیں کہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا قادیانی معاذ اللہ کاذب ہیں تو پھر مہاشہ راجپال جی وغیرہ کے نزدیک بھی تو بانی اسلام علیہ التحیۃ السلام بھی وہی پوزیشن ہے جو آپ لوگوں کے نزدیک بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی

ہے۔ پس اگر وہ حضور سرور کائناتﷺ کی شان والا میں گستاخیاں اور بدزبانیاں کرتے ہیں تو مسلمان کیوں چیختے ہیں اگرنی الحقیقت مخالفین اسلام کا یہ طرز عمل برااور غیر شریفانہ ہے۔ (ہاں ضرور ہے )اور اگر مسلمانوں کا گلہ وشکوہ درست اور بجا ہے (ہاں بالکل بجا ہے ) تو پھر آپ لوگوں کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی ) کے متعلق یہ نازیبااور غیر شریفانہ سلوک کب روا ہے۔''

مگر حافظ صاحب نہ معلوم کیوں یہ بھول جاتے ہیں یا تجاہل عارفانہ کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور مرزائی خود حافظ صاحب جوگالیاں دیتے ہیں۔مرزا قادیانی کی گالیوں کی طویل فہرست تک شائع ہوگئی ہے۔کہ بحق اسلام واہل اسلام،شیعوں اور آریوں سے بدزبانی میں مرزا قادیانی کا نمبر اول ہے، کیا مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے اس شریفانہ طرز عمل کو دیکھ کر ہمیں یہ کہنے کی اجازت دیتے ہیں کہ۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
تم قتل بھی کرتے ہو تو چرچا نہیں ہوتا

دور کیوں جائیے اپنی اسی عبارت میں ملاحظہ فرمائیے۔نہ سمجھ میں آئے تو مجھ سے سنئے۔

اوّلاً...... میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ جملہ اہل اسلام بالخصوص مصنف راہ حق اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب آپ کے مرزا قادیانی کو دجال، کذاب، کافر، مرتد وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں جسے آپ گالی کہتے ہیں اور یہ آپ کو بھی تسلیم ہے کہ منکر نبی متنبّی ( جھوٹا نبی ) اور اس کے متبعین شرعاً کافر ہیں۔کاذب ہیں گمراہ ہیں۔ بددین ہیں ناری ہیں اور آپ کو اس سے بھی انکار نہیں کہ مرزا قادیانی نبی ہیں۔رسول ہیں جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ (حضرت مرزا قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہےاور صحابہ کرام کے قائم مقام مرزا قادیانی کے صحابہ ہیں...... میں ان ۷۲فرقے والوں سے پوچھتا ہوں کہ ان کے اندر کوئی ایسا فرقہ ہے جس میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو، نور ہدایت ۱۵/) حتیٰ کہ آپ نے ص۱۸۴ میں مرزا قادیانی کو جامع النبیین تک لکھا ہے، مرزا قادیانی کی تصانیف بھی صراحۃ شاہد ہیں کہ انہوں نے نبی، رسول بلکہ افضل الانبیاء، اکمل الرسل حتیٰ کہ شریک خدا ہونے تک کا دعویٰ کیا ہے قرآن و حدیث پر ایمان ہونے کا بھی آپ کو اقرار ہے پس دیکھنا چاہئے کہ قرآن وحدیث کے رو سے مرزا قادیانی کیا ثابت ہوتے ہیں۔اگر دجال، کذاب، کافر، مرتد ثابت ہوں تو ایسا کہنے والوں کا

آپ کوشریک ہونا چاہئے نہ یہ کہ الٹی شکایت، اچھا اب آیئے ہم آپ دونوں مرزا قادیانی کوقرآن وحدیث کے آئینے میں دیکھیں کہ وہ کیسے نظر آتے ہیں۔

الف.....قرآن شریف: "ما کان محمدابااحدمن رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین" ﴿محمد کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔لیکن اللہ کے رسول اور آخرالانبیاء ہیں﴾ "ومارسلنامن رسول الابلسان قومه" ﴿نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کومگراسی کی قوم کی زبان میں۔﴾ (ابراہیم 4)

ب.....**حدیث شریف**: "انا اخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم (سنن ابن ماجہ ۳۰۷ ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم وخروج یاموج، حدیث نمبر ۴۰۷۶)" ﴿میں آخرالانبیاء ہوں اور تم آخرالامم ہو﴾

انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولاتزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خالفهم حتیٰ یاتی امر الله (سنن ابوداؤد،۲/ ۱۲۷، حدیث نمبر ۴۲۵۲) ﴿بیشک میری امت میں کذاب ہوں گے۔ ہرایک ان میں کا مدعی ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں آخرالانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر ہوگا جوان کی مخالفت کرے گا۔ان کونقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔﴾

وفی روایة البخاری دجالون کذابون" ﴿بخاری میں ہے دجال (بڑا فریبی) کذاب (بڑے جھوٹے) ہوں گے۔﴾

ہردو آیت وحدیث سے امورذیل صراحۃ ثابت ہیں۔

اول...... نبی پرخدا اسی زبان میں وحی کرتا ہے جواس کی قوم کی زبان ہوتی ہے۔

دوم...... نبی عربی فداہ ابی وامی ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔کیونکہ مرزا قادیانی (الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ر۷، رخ: ۲۲/۴۱۸) میں اوران کے خلیفہ اول حکیم نورالدین بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ وحی والہام کا جومعنی خودصاحب وحی والہام بیان کرے وہی صحیح ہے (ملخصا) پس حضور ﷺ کے "انا آخر الانبیاء" فرمانے سے صاف معلوم ہوگیا کہ خاتم النبیین کا معنی بس آخرالنبیین (ازروئے لغت ومحاورہ عرب بھی یہی معنی ہے) ہے مرزا قادیانی نے

بھی (انجام آتھم ۲۸، رخ:۱۱/۲۸) میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟

سوم...... حضورﷺ کے بعد جو آپ کا امتی کہلا کر دعویٰ نبوت کرے وہ دجال ہے کذاب ہے، ایسوں کی تعداد تیس ہوگی۔ (کنزالعمال ۷/۱۰۷) میں احمد وطبرانی سے روایت ہے کہ ۲۷ ہوں گے جن میں ۴ عورتیں ہوں گی۔

چہارم...... ہمیشہ امت محمدی کی ایک برسر حق جماعت، دجال، کذاب کی مخالف ہو کر دین حق کی حامی ہوگی۔

پنجم...... حضورﷺ نے اپنی نبوت کے بعد والے مدعی نبوت پر خود اپنی زبان فیض ترجمان سے لفظ دجال اور کذاب کا اطلاق فرمایا۔ چنانچہ اپنے وقت کے مدعی نبوت مسیلمہ کو آپ ہی نے کذاب کہا جو ہمیشہ کے لئے اس کے نام کا جزء لاینفک ہوگیا۔ اس طرح قولاً عملاً آپ نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ جھوٹے نبی کو دجال، کذاب سمجھو اور کہو۔

اب انصاف سے دیکھا جائے مرزا قادیانی قوم کے مغل ہیں۔ پنجابی ہیں مگر ان پر الہام ان کی قوم کے خلاف زبان میں ہوا جو قطعاً نص صریح کے خلاف اور ان کے تکذیب کی بین شہادت ہیں، وہ اپنے کو حضورﷺ کا امتی کہتے ہیں پھر دعویٰ نبوت ورسالت بھی کرتے ہیں جو حسب ارشاد حضورﷺ، مرزا قادیانی کے دجل وکذب کی یقینی علامت ہے خود مرزا قادیانی کو بھی اس کا اقرار ہے چنانچہ ان کے دعویٰ نبوت ورسالت پر جب علمائے اسلام نے فتویٰ کفر وارتداد دیا تو مرزا قادیانی نے جواب میں اشتہار دیا جس میں لکھا کہ: ''سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں'' (دعوت عمل ص ۲۳، مولوی محمد علی امیر جماعت مرزائی لاہور)

یہ مرزا قادیانی کے اپنے دعویٰ نبوت ورسالت پر خود ان کا ہی فتویٰ کذب وکفر ہے حضورﷺ کی ہدایت کے موافق اور مرزا قادیانی کے فتوے کے موافق اہل سنت وجماعت نے ان کی مخالفت کی اور مرزا قادیانی کو دجال، کذاب، کافر اور مرتد کہا تو فرمایئے یہ عین شریعت کی تعمیل ہوئی نہ کہ گالی۔

بایں ہمہ حافظ صاحب یہ کہتے ہیں کہ: ''اگر حضرت مرزا قادیانی نے معاذ اللہ ان کے خیال میں نبوت ورسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے تو وہ خدائے تعالیٰ کے گنہگار ہیں۔ ان گالیاں دینے

والوں کا انہوں نے کیا بگاڑا ہے جوان کو گالیاں دینے کی ضرورت پیش آئی۔ (نور ہدایت ص ۱۶)

سبحان اللہ! مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے جملہ غیر مرزائی (اہل اسلام) کی تکفیر کی، دجال اکبر، امام مہدی، حضرت عیسیٰ، دابتہ الارض خر دجال وغیرہ علامات قیامت اور قیامت، ملائکہ، انبیاء، کتاب اللہ، خدا کے متعلق حضور ﷺ کے تعلیم کردہ مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کیا۔ صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی، انبیاء خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص وتکذیب کی۔ اپنے الہام کے سامنے قرآن وحدیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا قمر الانبیاء، ابن اللہ اور شریک اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ کیا مگر حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کا کچھ بگاڑا ہی نہیں چہ خوش! اگر مرزا قادیانی کی طرف سے یہ سب دشنام نہیں افترا و بہتان نہیں۔ کذب وفریب نہیں، شرک وکفر نہیں تو پھر معلوم نہیں دین اسلام کس چیز کا نام ہے۔ ارتداد کے لئے اور کس سامان کی ضرورت ہے اور دنیا میں دجال، کذاب، مفتری، مردود، ملعون، کافر، مرتد کس کو کہا جائے گا؟

حافظ صاحب! کچھ تو انصاف کیجئے۔ خود مرزا قادیانی کا اقرار دیکھئے۔ ابھی ان کا مقولہ بحوالہ اوپر نقل کر چکا ہوں کہ حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کے بعد دوسرا مدعی نبوت ورسالت کاذب ہے، کافر ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل آخری فیصلہ مین اعلانیہ کہا اور دعا کی کہ اگر میں مفسد، مفتری، کذاب، دجال ہوں تو مولوی ثناء اللہ سے پہلے مرجاؤں۔ پیر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں اشتہار دیا کہ ان سے مناظرہ کے لئے لاہور نہ جاؤں تو کاذب، مردود، ملعون ہوں ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو بڑا دوورقہ اشتہار شائع کیا۔ جس میں یہ دعا تھی کہ خدا جنوری ۱۹۰۰ء سے آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو پھر لکھا کہ میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود، ملعون، کافر، بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ (نور ہدایت ص ۳)

(حمامتہ البشریٰ ص ۷۹) میں تصریح کی کہ یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔ (قصیدہ اعجازیہ ص ۵۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰) کے ایک شعر میں لکھا ہے کہ میں اشرالناس (بدترین انسان) ہوں گا۔ اگر اہانت کرنے والے اپنی اہانت نہیں دیکھیں گے۔

فرمایئے حافظ صاحب! جب مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کے بعد آپ کے نزدیک بھی نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا۔ آپ کے فریق مخالف اہل اسلام کی تحقیق میں مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ سے پہلے مرگئے۔ پھر مُہر علی شاہ سے مناظرہ کے لئے لاہور نہ گئے مذکورہ میعاد میں خدانے انسانی طاقت سے بالاتر نشان نہیں دکھلایا۔ اہانت کرنے والے مثلاً ڈاکٹر عبدالحکیم خان، مولوی عبدالحق غزنوی وغیرہ نے مرزا قادیانی کے سامنے ؟ م اہانت کی سزانہیں پائی تو ہم اہل اسلام خصوصاً مولوی عبدالحلیم صاحب کانپور یا مولانا اشرف صاحب تھانوی کس کو اشرالناس، دجال، بے دین، خائن، کاذب، کافر، مردود، مفسد، مفتری رتد کہتے جائیں۔

اچھا حافظ صاحب! یہ بھی جانے دیجئے اوراب آپ ہی ا ین وایمان سے کہئے کیا مرزائیوں نے رسالہ نبی کی پہچان مطبوعہ قادیان میں نہیں لکھا کہ مرزا ن کی دس پیشین گوئیوں جھوٹی ہوئیں۔ کیا کمالی یالاہوری مرزائی پارٹی نے نہیں اقرار کیا زا قادیانی کی سوپیشین گوئیوں میں ساٹھ جھوٹی ہوئیں۔ (اخبااہل حدیث ۱۹محرم الحرام ۷ ھ ج ۱۵، از اخبار الفضل مورخہ ۱۸ اکتوبر)۔

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ آپ قسم کھا کر یہی کہے جائیں۔ حضرت مرزا قادیانی کی ایک بھی پیشین گوئی نہیں جو خدائے تعالیٰ سے علم پاکر کی گئی ہواوروہ غلط یا جھوٹی ہوئی۔ (نورہدایت ص۱۸۴)

بلکہ یہاں تک فرمائیں کہ اب اگر خدانخواستہ (کیوں؟ عبدالشکور حنفی) حضرت مرزا قادیانی کی تمام پیشین گوئیاں بھی غلط یا جھوٹی ہوں تو بفضل خداہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ (نورہدایت ص۱۷۶)

مگراس کو کیا کیجئے گا کہ آپ کی بدقسمتی سے مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کے لئے اپنی پیشین گوئیوں کو معیار قرار دیا ہے جس میں سے ایک کا بھی جھوٹا ہونا کافی ہے نہ کہ بقول مرزائی فی صدی دس بلکہ ساٹھ جھوٹی ہوئیں۔ لہٰذا خود مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے اپنے جھوٹا ماننے اور کہنے پر دنیا کو مجبور کردیا ہے۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ پس آپ ناحق خفا ہوکر شکوہ، شکایت کرتے ہیں۔

ثانیاً..... آپ نے لکھنے کوتو یہ لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک غیر مرزائی مسلمانوں کی وہی حیثیت (صاف کیوں نہیں کہتے کہ آریوں کی طرح ہم مسلمان بھی واجب القتل ہیں) ہے جو دیانند، شردھانند، لیکھر ام، راجپال کی ہے اور یہ خیال نہ فرمایا کہ آریہ تو مطلقاً نبوت ورسالت ہی کے منکر ہیں، نیز حضرت آدم علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں سب کی توہین وتکذیب کرتے ہیں لیکن ہم مسلمان نبوت ورسالت کے قائل ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور ﷺ تک جملہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں دین اسلام کو برحق، کامل، ناسخ الادیان اور قیامت تک کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں ہم بیشک مرزا قادیانی کو کاذب سمجھتے ہیں مگر دین اسلام کے ماتحت جسے بظاہر آپ بھی حق کہتے ہیں۔ مگر آریہ نہ صرف مرزا قادیانی کی بلکہ جملہ انبیاء کی اپنے اس دین کے ماتحت تکذیب کرتے ہیں، جسے ہم آپ دونوں بالاتفاق باطل مانتے ہیں، پس آپ کا آریوں اور مسلمانوں کو یوں متحد الحیثیت قرار دینا ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے؟

ثالثاً...... آپ تو حضور ﷺ سے محبت کرنے اور ان پر ایمان رکھنے میں ہم مسلمانوں کو ناقص، اپنے مرزائیوں کو کامل کہتے ہیں، پھر آپ سے یہ کیسے لکھتے بنا کہ آریہ، حضور کی شان میں گستاخی وبدزبانی کرتے ہیں تو مسلمان کیوں چیختے ہیں، کیا ایمان اور محبت کا بھی مقتضیٰ ہے۔ آپ مدعی ہیں کہ روحانیت ہم میں ہے، اسلام کے حامی ومبلغ ہم ہیں، فرمائیے کیا روحانیت کی بھی علامت ہے، اسلام کے حامی ومبلغ کی بھی شان ہے، کیا آپ کے قمر الانبیاء جامع النبیین نے آپ کو بھی تعلیم دی ہے۔ افسوس!

کفر کی رغبت بھی ہے دل میں بتوں کی چاہ بھی
کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذ اللہ بھی

رابعاً...... آپ نے گالی کی بڑی شکایت کی ہے۔ اس کا ایک جواب مرزا قادیانی کی زبانی

---

۱۔ اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں: (۱) مرزا قادیانی جھوٹ بولتے تھے۔ (۲) جھوٹ سے دوسروں کو آزار پہنچاتے تھے۔ (۳) اسی دروغ یا گالی کا لازمی نتیجہ تھا یا ہوا کہ عیسائی، آریہ جواباً بانی اسلام کی شان میں گستاخی وبدزبانی کرنے لگے جس طرح مرزا قادیانی الزاماً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلواتیں سنانے لگے تھے جس کا اقرار اور اس پر فخر حافظ صاحب نے بھی ص ۳۶، ۳۷ میں کیا ہے۔

بھی سن لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: ''اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔[1] حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط ایک مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۱۰۹)

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک امر واقعی ہے اور ایک امر غیر واقعی۔ پھر امر غیر واقعی کے استعمال کی دو حیثیت ہیں۔ ایک بغرض آزار رسانی اور ایک بلاغرض آزار رسانی ان میں سے دشنام، سب وشتم یا گالی صرف امر غیر واقعی بغرض آزار رسانی کا نام ہے۔ پس مرزا قادیانی کو ہمارے علماء جو دجال، کذاب، کافر مرتد کہتے ہیں، وہ صرف امر واقعی کا اظہار ہے نہ کہ دشنام دہی، ہاں مرزا قادیانی اپنی تعریف کے مطابق خود البتہ گالی دیا کرتے تھے۔ جس کے وہ آپ ہی معترف ہیں کہ: ''دمن اور ابکلمات درد رسانندہ درغضب آوردم والفاظ دل آزار گفتم تا باشد کہ او برائے جنگ من برخیزد'' (انجام آتھم ۳۴۵ رخ ۱۱/۲۴۵)

اور سخت الفاظ استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ۲۹ رخ ۳/۱۱۷) ہندوؤں کی قوم کو سخت الفاظ سے چھیڑنا نہایت ضروری ہے (ملخصاً ایضاً)، اس سے صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ مرزا قادیانی امر غیر واقعی کو دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کرنے کو ضروری ہی نہیں جانتے تھے بلکہ استعمال بھی کیا[1] کرتے تھے اور جو الفاظ استعمال کرتے تھے وہ بکثرت ہیں۔ بترتیب حروف تہجی جن کی طویل فہرست، کتاب عصائے موسیٰ سے صاحب عشرہ **کاملہ** نے نقل کی ہے۔ ان میں سے مثلاً بعض یہ ہیں۔

''بدذات فرقہ مولویاں، جنگل کے وحشی پلید، اوباش، بدچلن، بیوقوف، ثعلب (لومڑی) چوہڑے، چمار، حمار (گدھا)، خنزیر (سور) سے زیادہ پلید، خفاش، (چمگادڑ) ڈوموں کی طرح مسخرہ، سگ بچگان، شریر، مکار، کتے، کمینہ، مردار خوار مولویو، نمک حرام، نابکار قوم، ہندو زادہ وغیرہ۔'' (عشرہ کاملہ ۱۲۷ تا ۱۲۹)

نظم میں مولوی سعد اللہ لودھیانوی کو سگ دیوانہ، خراوران کے استاد کو دوغلا، نمرود، شداد، مسخرا، منہ پھٹا اوباش وغیرہ۔ (نور ہدایت ص ۱۳۰)

اپنے مخالف غیر مرزائی مسلمانوں کو ذریۃ البغایا یعنی چھنال عورتوں کی اولاد۔ (آئینہ کمالات ص ۵۴۸، خزائن رخ ۵/۵۴۸)

دیکھا حافظ صاحب! گالی اسے کہتے ہیں جب نبی کا یہ حال ہے۔ اس کی امت کا کیا کہنا۔

ع ۱چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

حیرت ہے مسلمان امر واقعی کا اظہار کریں تو مرزا قادیانی فوراً جوش غضب میں نظم فرمائیں کہ۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں ہے نجاست بیت الخلا وہی ہے

اور خود مرزا قادیانی بدترین امر غیر واقعی سے ایذا پہنچائیں تو مرزائی شربت کے گھونٹ کی طرح پی جاتے ہیں اور ڈکار بھی نہیں لیتے۔

خامساً (لطیفہ) اچھا حافظ صاحب آیئے اب ہم آپ ہی کی زبان سے قول فیصل سناتے ہیں۔ سنئے مسیح موعود کے ہم آپ دونوں قائل ہیں۔ مصداق میں اختلاف ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہم السلام آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ دجال اکبر کا زمین سے خروج ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ پھر کچھ دنوں زندہ رہ کر وفات فرمائیں گے۔ مگر یہ واقعات چونکہ ابھی نہیں ہوئے۔ لہٰذا ہم نے نہیں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں دجال کو بھی بمعہ اس کی صفات کے دیکھا اور فضل خدا سے حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کو بھی ان کے کارناموں کے ساتھ دیکھا۔ آخری بات یہ ہے کہ دجال کو نیزہ کی انی سے قتل **ہوتے** بھی دیکھا۔ (نور ہدایت ص ۶۲)۔ ''پھر قتل **ہوتے**'' پر خود ہی حاشیہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح کی وفات ہی دراصل قتل دجال کے مترادف ہے۔ اس کے بعد اس کی تفصیل میں آپ نے بات بنانیکی بڑی کوشش کی ہے۔ مگر بے سود۔ (اور دوسرا مطلب آپ کے دل کا مطلب ہے آپ کے

---

۱۔ کمال تو جب ہے کہ ترتیب منقطع نہ ہو۔ دیکھنا ہے مرزا قادیانی کا کون نواسہ حسین اور خلیفہ یزید بنتا ہے۔

الفاظ کا نہیں)

دیکھا حافظ صاحب! **حق برزبان جاری**۔ اس کو کہتے ہیں فرمایئے! وفات مسیح اور قتل دجال ہر دو لفظ کے مترادف ہم معنی ہونے کے اس کے سوا اور کیا معنی ہیں کہ مرزا قادیانی ہی دجال تھے جو قتل ہوئے۔ جس کا آپ نے مشاہدہ بھی کیا۔ مرزا قادیانی کا مولوی صاحب یا مولانا اشرف علی صاحب یا دیگر اہل اسلام وعلماء اسلام اگر دجال کہیں تو آپ خفا ہوتے ہیں کہ یہ نازیبا اور غیر شریفانہ سلوک ہے اور گھما پھرا کر آپ دجال کہیں تو وہی سلوک زیبا۔ شریفانہ اور حق بجانب ہے۔ بہتر ہے، بیش باد ایں کار از تو آید و مردان چنیں کنند۔

۱۳...... حافظ صاحب نے اپنے نبی مرزا قادیانی کے اصحاب کو ص ۱۵ میں حضورﷺ کے صحابہ کرامؓ کے قائم مقام، اور ص ۱۳۷ میں مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نوالدین کو ابوبکر ثانی، ص ۸۸ میں خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود ولد مرزا غلام احمد کو حضرت عمرؓ قرار دیا ہے۔ یعنی اسی طرح بالفاظ دیگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضورﷺ کی صحبت کا جو اثر تھا وہی اثر مرزا قادیانی کی صحبت کا تھا اور جس طرح حضورﷺ کی صحبت کے اثر سے متاثر ہو کر آپ کے صحابہ قرآن میں قابل مدح اور امت کے پیشوا قرار پائے۔ مرزا قادیانی کے اصحاب بھی ویسے ہی ہیں۔ لیکن حافظ صاحب یہ نہ معلوم کیوں بھول گئے کہ: ''مرزائیوں کی نسبت خود مرزا قادیانی نے ان کی درندگی، وحوش طبعی، بدتہذیبی، بدکلامی، سب وشتم اور فحش گوئی کا ذکر شہادت القرآن کے آخری اشتہار میں کیا ہے اور حکیم نورالدین کی رائے لکھی ہے کہ یہ لوگ یہاں (قادیان) اگر بجائے درست ہونے کے زیادہ خراب ہو جاتے ہیں اور آپس میں ذرہ بھی پاس ولحاظ نہیں رکھتے۔ لہٰذا یہ سالانہ جلسہ بند کیجئے اور مریدوں کا اس طرح جمع ہونا بند فرمایئے۔ پھر انہیں کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ میری جماعت موسیٰ کی جماعت سے ہزاروں درجہ بڑھ کر ہے ان میں صحابہ کی صلاحیت پائی جاتی ہے''۔ (رسالہ المسیح الدجال ص ۴۲، مصنفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان سابق مرید مرزا قادیانی)

۱۴...... حافظ صاحب دوسروں کو فرماتے ہیں کہ: ''غیر احمدی لوگوں میں روحانیت مفقود ہو چکی ہے'' (نور ہدایت ص ۲۳)

حالانکہ اصحاب مرزا کا ناگفتنی حال وہ تھا جو ابھی مذکور ہوا۔ خود صحابہ مرزا ہو کر اپنے متعلق اوپر قریب ہی لکھ چکے ہیں کہ خدا سے مصافحہ کر کے خواب کے بعد یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ قریباً بیس

سال کے عرصہ سے تو احمدیت میں داخل ہے لیکن افسوس خدائے تعالیٰ کے ساتھ اب تک تیراذرہ بھی تعلق نہیں ہوا۔ جب تعلق نہیں تو خاتمہ بالخیر کیونکر ہوگا۔ (نور ہدایت ص۲۲،۲۳)

۱۵.....حافظ صاحب کی پیش کردہ مذکورہ حدیث میں جس فتنہ کی خبر ہے حافظ صاحب کے نزدیک اس کا مصداق مرزا قادیانی کے مخالف علماء اسلام ہیں۔ ان کے مذہبی اختلاف کی شکایت کرتے ہیں کہ: ''ذرا ذرا سی بات پر آپس میں کفربازی، فتویٰ بازی ہونے کے علاوہ دنیا میں کوئی بازی ایسی نہیں ہے جس کے یہ لوگ کھلاڑی نہ ہوں۔ صبح کو ایک فتویٰ قرآن وحدیث کے نام سے جاری کیا جاتا ہے اور شام کو ہی اس کیخلاف دوسرا فتویٰ جاری ہوتا ہے۔ (نور ہدایت ص۱۹)

مگر اپنے مرزا قادیانی کے اختلاف بیانیوں اور مرزائیوں کے فرقہ بندیوں کو نامعلوم کیوں بھول جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی اختلاف بیانیاں تو اس کثرت سے ہیں کہ اس کی تفصیل کے لئے مستقل رسالہ کی ضرورت ہے۔ مرزائیوں کے فرقہ بندی کا اجمالی حال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے اور ایسی قلیل مدت میں اتنے فرقے ہوگئے اول محمودی، جس کے پیشوا مرزا بشیرالدین محمود ولد مرزا غلام احمد قادیانی خلیفہ ثانی ہیں۔ دوم لاہوری، اسکے مسٹر محمد علی اور رکن اعظم خواجہ کمال الدین ہیں۔ سوم ظہیری، اسکے مقتداء ظہیرالدین اروپی ساکن گوجرانولہ ہیں۔ چہارم تیماپوری۔ اس کے بانی عبداللہ تیماپوری ہیں۔ پنجم سمبڑیالی، اسکے سرغنہ محمد سعید ساکن سمبڑیال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ہیں سنا ہے کہ بعض شاخیں رنگون میں بھی ہیں اور ان سبھوں میں باہم آسمان وزمین کا اختلاف ہے۔

غرض حافظ صاحب باوجود اپنے یہاں کے اس شدید اختلاف اور بدترین گالیوں کے علماء اسلام پر پھر بھی تھوڑے نہیں بڑے مہربان ہیں۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر ہم کسی موقع پر تم کو یہودی صفت کہہ دیں تو یہ ہماری بڑی مہربانی ہے۔ (نور ہدایت ص۱۸)

میری طرف سے اس مہربانی کا یہ شکریہ بھی قبول ہو۔

بیا ساقیا من چہاے کنم
تو دشنام دہ من دعاے کنم

ناظرین! یہ تو دیباچہ کی پندرہ غلطیاں تھیں۔ اب کتاب کی بھی کچھ غلطیاں ملاحظہ ہوں۔

## کتاب کی غلطیاں

۱۶......مولوی صاحب نے حافظ صاحب کو خط میں لکھا تھا کہ مرزا قادیانی کے کذاب اور مفتری ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے کو نبی ورسول کہتے ہیں۔ حالانکہ نبوت ورسالت حضور ﷺ پر ختم ہو چکی ہے حافظ صاحب کے جواب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے دلیل میں آیہ ختم **نبوت** اور حدیث ''**لانبی** بعدی'' لکھا تھا۔ لیکن حافظ صاحب پھر بھی نہایت بھولے پن سے لکھتے ہیں کہ:''آپ کی یہ خود ساختہ دلیل ختم نبوت کے متعلق بالکل غلط ہے اس کو دلیل نہیں کہتے یہ تو آپ کا دعویٰ ہے افسوس دلیل اور دعویٰ میں آپ فرق نہیں کر سکے۔ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ حدیث میں لا نبی بعدی اور قرآن میں خاتم النبیین آیا ہے آپ کے مصنوعی دعویٰ کو کوئی تقویت نہیں پہنچا سکتا۔'' (نور ہدایت ۲۹)

حافظ صاحب کی سینہ زوری دیکھئے۔ مولوی صاحب تو دعویٰ کی دلیل میں قرآن وحدیث پیش کرتے ہیں اور حافظ صاحب اس دلیل کو دعویٰ کہہ کر الٹے مولوی صاحب کو کہتے ہیں کہ آپ دعویٰ، دلیل میں فرق نہیں کر سکتے۔ قرآن وحدیث پیش کرنے پر اسے ناکافی بھی کہتے ہیں اور پھر اسی کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ حافظ صاحب کی یہ حالت واقعی قابل رحم ودعا ہے۔

۱۷......حافظ صاحب مولوی صاحب کو لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتاب رد قادیان میں بطور سرقہ وہی بے سروپا، بیہودہ اور فرسودہ باتیں جو آپ کے بھائی بند مولوی اپنی گندی کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔ جن کا جواب ہمارے سلسلہ کی طرف سے بارہا دیا جا چکا ہے نقل کر کے اپنے نام سے شائع کر دیا ہے یہ کوئی آپ کا ذاتی کمال نہیں ہے جس کا مقابلہ سوائے آریوں اور عیسائیوں کے کوئی بھلا مانس نہیں کر سکتا۔ (نور ہدایت ص۲۲ ملخصاً)

مگر حافظ صاحب اپنی کتاب نور ہدایت میں خود اپنا کچھ ذاتی کمال نہیں دکھاتے اور وہی کرتے ہیں جس کا الزام مولوی صاحب کو دیتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی بھلا مانس مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر آپ ہی مقابلہ بھی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کو لکھتے ہیں کہ اپنے واجب الاحترام پیر ومرشد (مولانا اشرف علی صاحب) کو بھی بدنام کیا۔'' مگر خود اسی حرکت سے اپنے قمر الانبیاء جامع النبیین مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی کی جو عزت افزائی کی اس کی خبر ہی نہیں۔

۱۸......مولوی صاحب نے راہ حق ص۱۸ میں لکھا تھا کہ (مرزا قادیانی) اور سننے یہ کہتے

ہیں ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھیں۔ اس سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع ہیں۔''

(دافع البلاء ص آخر، خزائن رخ ۱۸/۲۲۰)

اسے خوب غور سے دیکھئے۔ اس میں وہ ایک نبی کے مقابلہ اور قرآن کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کر رہے ہیں اور کہتے ہیں: ''یسوع (حضرت عیسیٰ) کے دادا صاحب داؤد نے تو: ۱......سارے برے کام کئے۔ ۲......ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا۔ ۳......اور دلالہ بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا ۴......اور اس کو شراب پلائی۔ ۵......اور اس سے زنا کیا۔ ۶......اور بہت سا مال زنا کاری میں ضائع کیا۔''

(معیار المذہب ۸، خزائن رخ ۹/۳۸۳)

لیکن اب مرزا قادیانی کی صداقت کا زبردست **نشان یا** حافظ صاحب کا **معجزہ** دیکھئے کہ حافظ صاحب نے غلطی سے درمیانی عبارت کو بجائے دافع البلاء کے معیار المذہب کی عبارت سے متعلق سمجھ کر اپنا تین صفحہ سیاہ کر ڈالا اور اول صرف اس میں (لیکن مسیح کی راست بازی) سے لیکر اس (نام کے رکھنے سے مانع ہیں) تک دافع البلاء کی اور (یسوع کے دادا صاحب) سے لیکر (مال زنا کاری میں ضائع کیا) تک معیار المذہب کی عبارت ہے۔ راہ حق سے نقل کی۔ پھر مرزا قادیانی کی معیار المذہب کی عبارت ہے معیار المذہب سے طویل عبارت درج کی اور ''دجالیت اس کا نام ہے'' کہہ کر دوبارہ راہ حق والی درمیانی عبارت لکھ کر ناظرین سے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی (اس تمام عبارت میں نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور نہ ہی یہ تمام باتیں قرآن کریم کے حوالہ سے آپ نے لکھی ہیں۔ یعنی حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب

---

۱۔ مرزا قادیانی! مرزائیوں کو مسلمانوں کو پیچھے نماز پڑھنے کو حرام کہتے ہوئے اپنی امت کو حکم دیتے ہیں کہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ برحاشیہ رخ ص ۱۷/۶۴) کیا حافظ صاحب اپنے مرزا قادیانی کے ''تم میں سے ہو'' پھر بھی یہی اعتراض اور طعن کریں گے؟۔

نے بحوالہ معیار المذ ہب جھوٹ لکھا کہ مرزا قادیانی نے ایک نبی کے مقابلہ اور قرآن کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی) اور ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ صرف حافظ صاحب کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے نہ کہ مولوی صاحب کی تحریر کا۔ پس حافظ صاحب نے مولوی صاحب کو جس جرم کا مرتکب سمجھ کر ان کو یہودی صفت، بدترین خلائق، شیطان، دجال فرمایا ہے اب اس جرم کے مجرم خود حافظ صاحب ہی نکلے۔ دیکھیں حافظ صاحب اپنے متعلق بھی یہی شیریں الفاظ استعمال فرماتے ہیں یا نہیں۔

۱۹...... حافظ صاحب اپنے مرزا قادیانی کی امامت کے ثبوت میں ص۵۴، ۵۵ میں فرماتے ہیں کہ (حضور ﷺ نے فرمایا امامکم منکم کہ وہی (مرزا قادیانی) تمہارا ہادی اور امام ہوگا اور وہ تم میں سے ہی ہوگا۔ کہیں باہر سے نہیں آئے۔ ملخصاً) خیر اس سے مرزا قادیانی کی امامت کا ثبوت تو معلوم ہے۔ اس وقت کہنا یہ ہے کہ چونکہ حافظ صاحب کا مقصود مرزا قادیانی کو امام مہدی ثابت کرنا ہے۔ لہٰذا یہاں منکم کا ترجمہ تم میں سے ہی ہوگا کیا، لیکن ''یہی منکم'' جب قرآن کی آیت ''اولی الامر منکم'' میں بادشاہ کی اطاعت کے متعلق بھی آیا تو عیسائیوں کی عزت واحترام کو مدنظر رکھ کر ص ۱۳۱، ۱۳۰ فرمایا کہ غیر احمدی علماء اور ان کے متبعین ومعتقدین منافق ہیں۔ ان کا دل انگریزوں کی اطاعت کرنے کو نہیں چاہتا نہ کریں لیکن قرآن کی آڑ لے کر اسلام اور قرآن کو کیوں بدنام کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اولی الامر منکم سے مراد یہ ہے کہ تم میں[1] سے بادشاہ ہو اس کی اطاعت کرو اگر کافر بادشاہ ہو تو ہرگز اس کی اطاعت نہ کرو۔ (ملخصاً)۔ یہی حال ہے تو خدانخواستہ کوئی مرزائی بادشاہ ہو جائے تو فوراً رجعت قہقری کر کے امامت کی طرح اسی **منکم** سے اس کی اطاعت کا فرض ہونا ثابت کرنے لگیں گے۔

۲۰...... حافظ فرماتے ہیں کہ غیر مرزائی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ چونکہ حضرت نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس لئے اب کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا اور اس عقیدہ پر یہاں تک تشدد کے ساتھ قائم ہیں کہ بقول ان کے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس تشریف لائیں گے تو

---

۱۔ جیسا لاہوری مرزائی کہتے اور لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی پرانا نبی بھی نہ آئے گا۔

۲۔ اور (توضیح المرام ص ۲۸، ۳۰) میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ صحیح کشف الہام وخواب اولیاء وانبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بعض دفعہ فساق، فجار بدکار کو بھی صحیح الہام سچا خواب ہوتا ہے۔

اپنی نبوت کو بھی امانت خانہ میں رکھوا کر آئیں گے۔اس خوف سے کہ میں اپنی نبوت ساتھ لے گیا تو کہیں مہر نبوت نہ ٹوٹ جائے۔(نور ہدایت ص ۱۴۱)

حالانکہ بالکل غلط ہے۔ ہمارا صرف یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ آخر النبیین ہیں۔آپ کے بعد نہ نبی کی ضرورت ہے نہ کسی کو نبوت ملے گی۔مگر یہ عقیدت ہرگز نہیں ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے جو نبی ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی نہ آ سکے گا یا ان کا آنا منافی ختم نبوت ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سابق نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے۔یا دوبارہ آئیں گے تو نبوت کرنے آئیں گے۔

۲۱......نیز لکھتے ہیں۔''حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے سے بعد میں آنے والوں کی اس طرح تصدیق کی اب میرے بعد وہی نبی ہو گا جو میرا کامل **متبع** ہو گا۔''(نور ہدایت ص ۴۱) حالانکہ حضور ﷺ نے ایسا کہیں نہیں فرمایا۔

۲۲......اور پھر بلا فصل فرماتے ہیں کہ:''حضور نے فرمایا (اگر کوئی مدعی نبوت اپنا دعویٰ اس رنگ میں پیش کرے کہ مجھ کو نبوت سے کوئی سروکار نہیں اور نہ ہی محمدؐ کی شریعت پر میرے دین کا انحصار ہے۔میں نے جو کچھ پایا بلا واسطہ براہ راست خدا سے پایا تو سمجھ لینا کہ اس قسم کا مدعی کذاب اور مفتری ہے۔''(نور ہدایت ص ۴۱)

حالانکہ حضور ﷺ نے ایسا کہیں نہیں فرمایا کہ میرا کامل متبع تو نبی اور بالکل غیر متبع کذاب و مفتری ہو گا۔ہاں یہ البتہ فرمایا ہے کہ جو میرا امتی بن کر اپنے کو نبی کہے وہ کذاب و دجال ہے۔جس کا یہ لازمی نتیجہ ظاہر ہے کہ غیر امتی مدعی نبوت بدرجہ اولیٰ دجال کذاب ہو گا۔اب مرزا قادیانی متبع ہوں یا غیر متبع۔ ہر صورت میں نبی بن کر شرعاً دوسروں سے اپنے کو خود کذاب و مفتری کہلواتے ہیں۔حافظ صاحب نے مرزا قادیانی کو اس زد سے بچانے کے لئے معلوم نہیں کہاں سے لکھ دیا کہ صرف بالکل غیر متبع مدعی نبوت کذاب و مفتری ہے۔

۲۳......نمبر ۲۱،۲۲ کی منقولہ عبارت سے حافظ صاحب کا یہ دعویٰ صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کے کامل متبع نبی ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نمبر ۲۲ والی عبارت کے مصداق ہیں۔ جسے لکھتے وقت حافظ صاحب شاید اپنے مرزا قادیانی کے وہ الہامات بھول گئے جن سے ویسا ہی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ لازم آتا ہے۔جیسا کہ کذاب و مفتری ہونے والا حافظ صاحب نے لکھا ہے۔''کیونکہ شریعت نام ہے تعلیم محمدی کا جو قرآن اور حدیث میں بتمامہ موجود ہے۔مرزا

قادیانی **قرآن** کے متعلق اس کی تفسیر کے معیار صحت پر بحث کرتے ہوئے ساتواں معیار لکھتے[۱] ہیں کہ وحی ولایت اور مکاشفات محدثین ہیں اور یہ معیار گویا سب معیاروں پر حاوی ہے۔'' (برکات الدعاص ۱۹،۲۰رخ ۶/ ۱۹،۲۰)اور حدیث کی بابت فرماتے ہیں'' جوشخص حَکَم ہوکر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کرے (تحفہ گولڑویہ ص۱۰ رخ ۱۷/ ۵۰)

''حَکَم اس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے۔''

(اعجاز احمدی ص۲۹، رخ ۱۹/ ۱۳۹)

''جو حدیث میری وحی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے قابل ہے۔''

(شہادت القرآن ملخصاً، رخ ۶/ ۳۱۲)

حافظ صاحب! دیکھئے مرزا قادیانی کس صفائی سے قرآن وحدیث کو اپنے خواب، کشف الہام، وحی کے ماتحت قرار دے کر تعلیم محمدی کو کس خوبصورتی سے منسوخ یا اپنی تعلیم مرزائی کے تابع بناتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ مجھ پر ''**قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله**'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۲، رخ ۲۲/ ۷۰۸) کی وحی ہوئی ہے۔ لیجئے اب تو کوئی کسر باقی نہیں رہی۔

۲۴..... (نور ہدایت ص۴۹،۵۰) میں لکھتے ہیں کہ:'' یہ مولوی صاحبان خود قرآن کریم کی رو سے حضرت داؤد کو ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ وہ ایک اپنی فوج کے سپاہی کی عورت کو کوٹھے پر نہاتے ہوئے دیکھ کر اس پر عاشق ہوگئے اور انہوں نے مکر وفریب سے اس کے خاوند اور باپ کو لڑائی پر بھیج کر قتل کر دیا اور پھر اس عورت پر قبضہ کر لیا۔''

دیکھئے اس عبارت میں تو دعویٰ کرتے ہیں کہ مولوی صاحبان **قرآن** کے رو سے ایسا مانتے ہیں۔ مگر اس کے بعد ہی اس کا ثبوت یوں دیتے ہیں کہ: اس قصہ کی اگر کسی کو پوری تفصیل دیکھنی منظور ہو تو ان مولویوں کی **تفسیروں** کو نکال کر دیکھ لے...... میں مولوی صاحب کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ حضرت داؤد کی نسبت ایسی گندی اور شرمناک باتیں آپ کی تفسیروں میں حتیٰ کہ قرآن شریف کے **حاشیوں** میں بھی لکھی ہوئی ہیں۔'' بھلا غور تو کیجئے۔ کجا

**قرآن** اور کجا **تفسیر** و **حاشیہ** پھر محققین نے تفسیروں میں جو ایسی روایتوں کو داخل اسرائیلیات کر کے ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔ حافظ صاحب اس کا نام تک نہیں لیتے اور زبردستی اس روایت سے تمام مولویوں کو الزام دیتے ہیں۔

یہ الزام دراصل قصہ طلب ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے عزیزوں میں محمدی بیگم نامی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ سن رسیدہ مرزا قادیانی کا اپنا یہ الہامی بیان ہے کہ اس لڑکی سے آسمان پر میرا نکاح ہوگیا۔ اب وہ زمین پر باکرہ یا فلاں مدت میں بیوہ ہوکر میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ اس سے اولاد ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ ایسا نہ ہو تو میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوں۔ پھر اسی اثناء میں اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لانے کی خفیہ اور علانیہ ہر قسم کی انتہائی دنیاوی تدبیریں بھی کیں۔

مگر اللہ کی شان کہ ایسا نہیں ہوا۔ یعنی محمدی بیگم نہ مرزا قادیانی کی زوجیت میں آئی۔ نہ بیوہ ہوئی۔ خود مرزا قادیانی مرگئے اور وہ لڑکی اپنے سابق شوہر کے پاس خوش وخرم صاحب اولاد موجود رہی۔ مخالفین نے اس الہام یا پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے پر مرزا قادیانی ہی کے فیصلہ کے مطابق ان کی تکذیب کی۔ لیکن مرزائی

نکاح آسمانی ہو مگر بیوی نہ ہاتھ آئے
رہے گی حسرت دیدار تا روز جزا باقی

پر بجائے نادم ہونے کے نہایت استقلال اور دلیری سے ہنوز اسی کی تصدیق وتائید کر رہے ہیں کہ

این کرامت ولی ماچہ عجب
گر بشاشید گفت باران باشد

اسی تکذیب مرزا کے جوش انتقام میں بے محل حافظ صاحب مذکورہ غلط الزام کے بعد مولوی صاحب کو بڑے غصہ میں فرماتے ہیں۔ ''کیا اسی برتے پر محمدی بیگم والا اعتراض کیا کرتے ہو۔'' (نور ہدایت ص۵۰)

اور اس حیلہ سے بذریعہ غلط روایت حضرت داؤد علیہ السلام کو صلواتیں سنا کر اپنے دل کا بخار نکالتے ہیں اور خود شرمندہ ہونے کے بجائے الٹے مولوی صاحب سے کہتے ہیں خدا کے لئے کچھ تو شرماؤ۔ (نور ہدایت ص۵) افسوس!

۲۵..... (نور ہدایت ص ۵۴) میں لکھتے ہیں۔ ''جناب مولوی صاحب شاید آپ یا آپ کے بھائی بند کہیں کہ تمہارے امن کے شہزادہ غلام احمد سے ہمیں تو نقصان کے سوا کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ ہاں صاحب آپ کے نقصان کا ہمیں بھی افسوس ہے کہ یہ امن کا شہزادہ تمہاری اس دیرینہ آرزو کو پورا نہ کر سکا۔ جس کی امید ابن مریم سے تھی کہ وہ آکر مال دے گا۔ رہا فائدہ سو یہ اس امن کے شہزادہ پر ایمان لانے والوں ہی کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ زمانہ حاضرہ میں ہی دیکھ لو۔ مسلمانوں کی کوئی جماعت تمام جھگڑوں سے امن میں ہے تو وہ صرف غلام احمد مسیح موعود ہی کی جماعت ہے۔ ملخصاً'' لیکن یہ لکھتے وقت حافظ صاحب نے نہ ان جھگڑوں کو نام بنام بتایا۔ جس سے صرف مرزائی امن میں ہیں۔ نہ انہیں اطاعت نصاریٰ کو ضروری سمجھنا اور اس پر فخر کرنا یاد رہا، نہ ان کو بھی خیال رہا کہ دنیائے اسلام، مرزائیوں کی تکذیب وتکفیر کر رہی ہے۔ انہیں کے دوسرے مرزائی فرقے لاہوری، ظہیری وغیرہ خم ٹھوک کر مدمقابل ہیں۔ خود انہیں کی جماعت سے لوگ مرزائیت سے تائب ہو ہو کر مرزائیت کے خانگی ناگفتنی رازہائے نہانی کو طشت از بام کر رہے ہیں۔ کیا اخبار مباہلہ کی خبر نہیں؟ حافظ صاحب نے بڑی غلطی کی۔ ورنہ اگر اسی کا نام امن ہے تو ایسا امن تو دوسروں کو بلا مسیح موعود کے حاصل ہے۔

۲۶.....قرآن شاہد ہے کہ اہل عرب امی تھے اور حضور ﷺ بھی امی تھے۔ دوسروں کا **امی** ہونا باعتبار علوم وفنون اور معارف ربانیہ کے اضافی تھا۔ لیکن حضور ﷺ کا امی ہونا حقیقی تھا کہ عرب میں قدر قلیل جن چیزوں کی تعلیم وتعلم کا معمولی رواج تھا آپ اس سے بھی پاک تھے۔

اب حافظ صاحب کی سنئے۔ (نور ہدایت ص ۵۷) میں فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ کی طرح مرزا قادیانی بھی امی تھے۔'' حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ زمیندار اور طبیب تھے۔ مرزا قادیانی نے اردو، فارسی، عربی کی تعلیم پائی تھی۔ ان کے استاد مولوی گل شاہ شیعہ تھے۔ مرزا قادیانی نے مختاری کا بھی امتحان دیا مگر بدقسمتی سے فیل ہو گئے۔ (تاریخ مرزا ص۴) ساری عمر مطالعہ کتب اور تصنیف وتالیف کا مشغلہ رہا۔ مرزا قادیانی دیگر دعوؤں کی طرح اگر دعویٰ امیت بھی کرتے تو ان کا کوئی کیا کر لیتا۔ لیکن جہاں تک یاد پڑتا ہے انہوں نے شاید نہ اپنے امی ہونے کا دعویٰ کیا نہ اس کا ان پر الہام ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے خود بھی تسلیم کیا ہے (ازالۃ اوہام ۸۱۷، رخ ۵۴۲/۳) کہ وہ فضل احمد وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ پھر حافظ صاحب نے

مرزا قادیانی کو امی نہ معلوم کیوں کہا۔ اگر اس لئے کہا کہ بہ خیال حافظ صاحب، مرزا قادیانی حضور ﷺ کے بروز کامل تھے۔ (ص ۵۷) تبع کامل تھے اور اسی لئے مرزا قادیانی **محمد** تھے۔ (۷۸) نبی تھے۔ (۴۱) **امی** تھے۔ (ص ۵۷، ۷۳، ۷۸) تو اس قاعدہ کے مطابق حافظ صاحب کو اولاً ہر تبع کامل وفنافی الرسول امتی کو محمد **نبی** امی کہنا چاہئے۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ کے ہر مطیع کامل، فنافی اللہ **بندہ** کو اللہ اور صفات الوہیت سے موصوف ماننا چاہئے۔ ورنہ ان کو اپنی غلطی تسلیم کر کے دعویٰ امیت مرزا سے دست بردار ہو کر مرزائیت سے انہیں توبہ کرنا لازم ہے۔

۲۷..... حافظ صاحب نے عبارت مذکورہ میں مرزا قادیانی کے امی ہونے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بروز کامل تھے۔ مگر (نور ہدایت ص ۷۳) میں لکھتے ہیں کہ: ''حضرت رسول کریم ﷺ کی طرح انہوں (مرزا قادیانی) نے بھی امی کا لقب مصدقین اور مکذبین دونوں سے پایا۔'' غور فرمائیے کجا امیت کی وجہ بروزیت اور کجا مصدقین ومکذبین عطیہ۔

۲۸..... دیکھئے، مذکورہ عبارت میں صاف لکھا ہے کہ: ''حضور ﷺ کو امی کا لقب مصدقین و مکذبین نے دیا۔'' جو قطعاً غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ خود خدا نے دیا جس پر قرآن شاہد ہے۔

۲۹..... یہ کہنا بھی کہ حضور ﷺ کو امی کا لقب مکذبین نے دیا۔ کتنی بڑی جسارت ہے۔ حضور ﷺ تعلیم یافتہ ہوتے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا گو منکرین کو اس اہتمام کی گنجائش ہوتی کہ پڑھے لکھے تھے۔ خود بنالیا ہوگا۔ تاہم قرآن جیسا معجزہ ہے ویسا ہی معجزہ ہوتا۔ لیکن امی ہونے کی صورت میں تو اس وہم کی بھی گنجائش نہ رہی اور اعجاز قرآن بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم قرار پایا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو قرآن میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔ ''ماکنت تتلو امن قبله من کتب ولا تخطه بیمینك اذالارتابالمبطلون'' تم نہیں پڑھتے تھے (اے نبی) اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھے تھے اس کو اپنے دست راست سے۔ ورنہ اہل باطل شک کرتے۔

کہنے کو تو منکرین نے کہا۔ ''لو نشاء لقلنا مثل هذا'' کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کا مثل ہو سکتے ہیں۔ لیکن ''لیس هذاقول البشر'' کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ آخر اعجاز قرآن کے مقابلہ میں عاجز اور حیران ہو کر حضور ﷺ کی ذات بابرکات پر ندامت مٹانے کو لگے بہتان اور افتراء پر دازی کرنے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ: ''کذلك تصرف الایات ولیقولوا درست''

---

۱۔ یہ عربی عبارت حافظ صاحب نے یوں ہی لکھی ہے۔

﴿اس طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں۔ (تا کافر متحیر ہوں) اور کہیں کہ پڑھا ہے تو نے﴾

غرض زمانہ نزول قرآن کے عرب منکرین نے بطور تجاہل عارفانہ اور بعد کے منکرین نے جیسے عیسائی آریہ وغیرہ بطور یقین حضورﷺ کو غیر امی اور قرآن کو ان کی تصنیف خیال کیا ہے۔ نہ کہ آپ کو امی کا لقب دیا ہے۔

۳۰...... حافظ صاحب نے مرزا قادیانی کو امی بنا کر ان کا یہ معجزہ لکھا ہے کہ۔ ''اس علمی زمانہ میں مدعیان علمیت پر اتمام حجت کے لئے خدا نے مرزا قادیانی کو کئی ایک زبردست علمی معجزات بھی دیئے۔ چنانچہ انہوں نے باوجود امی ہونے کے عربی زبان میں خطبہ الہامیہ دیا۔ کثرت سے نظم ونثر میں کتابیں لکھیں۔ بعض کتابوں پر جواب دینے کی صورت میں انعام بھی مقرر کئے اور دنیا بھر کے عالموں کو چیلنج دیا کہ عالم ہو تو جواب لکھو۔ سب کا نہیں تو چھوٹی ہی کتاب کا سہی۔ تنہا نہیں تو سب مل کر لکھو۔ جواب درست ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام لو اور قرآن کی طرح تحدی بھی کی۔ ''فاء توابمثله ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلو افاتقوا النار التی'' مگر کوئی مرد میدان بن کر مقابل نہ ہوا۔ سب ایسے دم بخود ہوئے گویا دنیا میں ہیں ہی نہیں۔ ہاں بعض نے اپنی خفت مٹانے کے لئے قرآن کی غلطیاں نکالنے والے مخالفین کی طرح کچھ غلطیاں نکالیں۔ جن کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔'' نور ہدایت ص۵۷تا۵۹)

بعض انعامی کتابوں سے غالباً حافظ صاحب کی مراد مرزا قادیانی کی دو کتابیں **اعجاز المسیح** اور **اعجاز احمدی** ہے۔ مگر **خطبہ الہامیہ** کے سوا اسکا نام نہیں لیتے۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے اس کا واقعہ یہ ہے۔

**اول**...... مرزا قادیانی نے مورخہ ۲۰،۲۲جولائی ۱۹۰۰ء کو پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ سجادہ نشین گولڑہ شریف سے مناظرہ کا اشتہار دیا کہ وہ معہ دیگر علماء لاہور آ کر میرے ساتھ بپابندی شرائط مخصوصہ فصیح وبلیغ عربی میں قرآن کی چالیس آیات یا اس قدر سورہ کی تفسیر لکھیں۔ فریقین کو ۷گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ ملے ہر دو تحریرات ۲۰ورق سے کم نہ ہوں۔ اس کو ۳بے تعلق علماء دیکھ کر حلفاً جس کو فصیح وبلیغ کہہ دیں گے وہ فریق سچا اور دوسرا جھوٹا ہوگا۔ ہر دو فریق کی تحریروں میں جتنی غلطیاں ہوں گی وہ اس فریق کے **سہو** ونسیان پر نہیں بلکہ اس کی واقعی نادانی و

جہالت پر محمول ہوں گی۔ مرزا قادیانی نے اشتہار میں یہ بھی لکھا کہ اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لاہور نہ جاؤں تو پھر میں مردود، ملعون، جھوٹا ہوں۔ پیر صاحب ۲۴ اگست کو معہ علماء و معززین اسلام لاہور پہنچے۔ ۲۹ اگست تک مقیم رہے۔ مگر مرزا قادیانی کو نہ آنا تھا آخر نہ آئے۔ باتفاق حاضرین جلسہ قرار پایا کہ مرزا قادیانی ہرگز قابل خطاب نہیں۔ وہ شرمناک دروغگوئی سے اپنی دوکانداری چلانا چاہتے ہیں۔ اس لئے آئندہ اہل اسلام مرزا قادیانی یا ان کی حواریوں کی کسی تحریر کی پرواہ نہ کریں۔ جلسہ کی روئیداد شائع ہوئی۔ مرزا قادیانی نے اپنی اسی رسوائی وذلت کی شہرت کو مٹانے کے لئے خاص طور پر پیر صاحب کے بالمقابل تحدی کے ساتھ **اعجاز المسیح** لکھا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۰۴ء کے قادیانی اخبار الحکم ص ۵ میں مذکور ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ رسالہ ستر دن میں بجائے چار جز کے ساڑھے بارہ جز میں لکھ کر طبع کرا کر شائع کیا۔ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پیر صاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری روانہ کیا گیا کہ بس ستر دن میں جواب دیں۔ لطف یہ کہ اس میعاد کی آخری تاریخ ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء قرار دی۔

دوم...... ۵/نومبر ۱۸۹۹ء کو مرزا قادیانی نے اشتہار دیا کہ میں نے خدا سے **دعا** کی ہے کہ اگر میں سچا ہوں تو آخر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود، ملعون، کافر، **بیدین**، خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مدت ختم ہونے میں صرف ایک مہینہ باقی تھا کہ اسی ۱۹۰۲ء میں موضع مد ضلع امرتسر میں مولوی ثناء اللہ صاحب مدیر اہل حدیث امرتسر نے مناظرہ میں مرزائیوں کو سخت شکست دی۔ جس کی کیفیت ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء کے ضمیمہ شحنۂ ہند میں شائع ہوئی۔ مرزا قادیانی نے اس بدترین ذلت کو دیکھ کر فوراً رسالہ **اعجاز احمدی** کا اشتہار دیا کہ: ''اگر **مولوی ثناء اللہ** صاحب امرتسری اتنی ہی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم میں جیسا میں نے بنایا ہے۔ پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ انہیں انعام دوں گا۔ اگر وہ اس کے جواب سے عاجز رہے تو سمجھ لیا جائے کہ یہی قصیدہ وہ نشان ہے جس کے ظہور کے لئے میں نے دعا کی تھی کہ تین سال کے اندر اس کا ظہور ہو اس رسالہ میں یہ پیشین گوئی بھی کی کہ مولوی ثناء اللہ قادیان میں میرے پاس تمام پیشین گوئیوں کی جانچ کے

۱۔ یعنی ابوالفیض مولوی محمد حسن صاحب فیض ساکن بھیں ضلع جہلم تحصیل چکوال مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور۔

لئے ہرگز نہیں آئیں گے اور اس رسالہ کے مطبوعہ جواب کی معیاد بیس روز تھی۔ جو دس دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم ہو چکی۔''

ناظرین! یہ ہے۔ رسالہ **اعجاز المسیح** اور رسالہ **اعجاز احمدی** کا شان نزول پھر حافظ صاحب نے معلوم نہیں کیوں یہ غلط بات لکھ دی کہ مرزا قادیانی نے باوجود امی ہونے کے یہ کتاب لکھ کر دنیا بھر کے عالموں کو چیلنج دیا۔

۳۱...... حافظ صاحب نے یہ تو لکھا کہ دنیا بھر کے عالموں کو چیلنج دیا۔ (حالانکہ صرف پیر صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج دیا تھا) لیکن مدت جواب اور اس مدت کی اول و آخر تاریخ شاید غلطی سے لکھنا بھول گئے۔ خیر اب سہی۔

۳۲...... معجزہ نبوت کی علامت ہے نہ کہ قابلیت علم ظاہر کی نشانی مگر حافظ صاحب کے الفاظ (مدعیان علمیت، عالموں کو چیلنج، عالم ہو تو جواب دو۔ دس ہزار روپیہ انعام لو) سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی کے قائل ہیں جو قطعاً غلط ہے۔

۳۳...... حافظ صاحب نے بالکل غلط لکھا کہ کوئی مقابل نہ ہوا۔ سب دم بخود ہو گئے۔ گویا دنیا میں موجود ہی نہیں۔ کیا حافظ صاحب کو علم نہیں جو ۱۳ اگست ۱۹۰۰ء کے سراج الاخبار ص۶ میں علامہ فیضؒ مرحوم کی چٹھی شائع ہوئی تھی۔ مرحوم نے لاہور والے مناظرہ کی تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء سے پہلے پانچ اگست ۱۹۰۰ء کو مرزا قادیانی کو خط لکھا تھا کہ میں آپ کے ساتھ ہر ایک مناسب شرط پر عربی نظم ونثر لکھنے کو تیار ہوں۔ تاریخ کا تقرر آپ ہی کر دیجئے اور مجھے اطلاع دیجئے کہ میں آپ کے سامنے اپنے آپ کو حاضر کردوں۔ لیکن مرزا قادیانی نے جواب کے نام سانس تک نہ لی۔

کیا اور آپ کو علامہ مرحوم کے اس اعلان کی خبر نہیں جو ۲ مئی ۱۹۰۲ء کے اخبار مذکورہ میں شائع ہوا تھا کہ میں ۱۳ فروری ۱۹۰۲ء کو مسجد حکیم حسام الدین سیالکوٹ میں مرزا قادیانی سے ملا جہاں وہ معہ حواریین رونق افروز تھے۔ ان کی خدمت میں اپنا غیر منقوط عربی قصیدہ (اس قصیدہ کے کچھ اشعار رسالہ رسائل اعجازیہ مطبوعہ مطبع رحمانیہ مونگیر ص۳۱ میں بھی منقول ہیں) پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ کو الہام ہوتا ہے تو مجھے آپ کی تصدیق الہام کے لئے یہی کافی ہے کہ اس قصیدہ کا مطلب حاضرین مجلس کو واضح سنا دیں۔ مرزا قادیانی دیر تک چپکے دیکھتے رہے۔ مگر انکو اس کی عبارت بھی نہ آئی جو خوشخط عربی میں تھی۔ پھر

انہوں نے اپنے ایک فاضل حواری کو دیا جو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اس کا ہم کو پتہ نہیں ملتا۔ آپ ترجمہ کر کے دیں۔ آخر میں مرزا قادیانی کو اشتہار دیتا ہوں کہ اگر وہ سچے ہیں تو آئیں صدر جہلم میں کسی مقام پر مجھ سے مباحثہ کریں۔ میں حاضر ہوں۔ تحریری کریں یا تقریر میں ہو نثر میں کریں یا نظم میں۔ عربی ہو یا فارسی یا اردو۔ آیئے سنئے اور سنایئے۔ لیکن مرزا قادیانی نے ایک چپ سے ہزار بلا کو ٹال دیا۔ کیا آپ کو اس کی اطلاع نہیں کہ ۲۴ نومبر ۱۹۱۲ء کو مولوی محمد عصمت اللہ صاحب سوپول، ضلع بھاگل پور نے مرزا قادیانی کے دست راست اور خلیفہ اول حکیم نورالدین کو خط لکھا کہ تفسیر اعجاز المسیح وقصیدہ اعجازیہ کے جواب دینے کی مدت ختم ہوگئی یا ابھی باقی ہے۔ اگر باقی ہے تو جواب دینے والے کو کن کن شرائط کی رعایت کرنی ہوگی۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۲ء کو حکیم صاحب کی طرف سے میر محمد صادق نے جواب دیا کہ انعامی رسالہ اعجاز احمدی کے بالمقابل لکھنے کی میعاد ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ تک اور اعجاز المسیح کے بالمقابل تفسیر سورہ فاتحہ لکھنے کی معیاد 25 فروری 1901ء تک ختم ہو چکی ہے۔ اچھا علمی اور انعامی اعجاز تھا کہ بجائے مستمر ہونے کے تاریخ مذکور تک رخصت ہو گیا۔ اب اس سے کوئی کتنا بہتر قصیدہ اور عمدہ تفسیر لکھ دے مگر جواب نہ ہوگا۔ چہ خوش! کیا حافظ صاحب نے مرزا قادیانی کے بیس دن اور ستر دن کے علمی اعجاز کی ان غلطیوں کو نہیں دیکھا جو علماء نے نکالی ہیں۔ مثلاً!

۱...... بقول **مولانا** شبلی نعمانی مرحوم مصر کے مشہور رسالہ (غالباً المنار) نے اس کی غلطیاں نہایت کثرت سے دکھائی ہیں۔

۲...... **پیر مہر علی شاہ** صاحب نے اعتراضات کئے۔

۳...... **مولوی ثناء اللہ** صاحب نے رسالہ الہامات مرزا میں۔

۴...... **مولانا سید غنیمت حسین** صاحب ساکن مخدوم چک مونگیر نے رسالہ ابطال اعجاز مرزا حصہ اول میں بکثرت غلطیاں نکال کر پیش کی ہیں۔

۵...... رسالہ اعجاز المسیح پر ریویو مطبع فیض عام لاہور میں چھپ کر شائع ہوا۔

---

۱۔ مرزا قادیانی کا کلام واقعی اپنا آپ ہی نظیر ہے کہ اس کا اعجاز وقتی اور غلطی دائمی ہے۔ پھر ایسا لاجواب ہے کہ اس سے بہتر اور نقص سے میرا جواب ہیچ ہے۔ چودہ صدی کے نبی کی یہ عجیب نشانی واقعی چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوگی۔

۶......مولانا محمد علی صاحب مونگیری نے بھی اپنے بعض رسائل میں کچھ غلطیاں نکال کر نمونہ پیش کیں ہیں۔

کیا حافظ صاحب نے **جناب قاضی ظفر الدین** صاحب مرحوم اور **مولانا غنیمت حسین** صاحب کے قصیدہ جوابیہ کی زیارت نہیں کی جن میں سے **پہلا** شروع ۱۹۰۷ء میں اخبار اہل حدیث میں، پھر باسٹھ شعر الہامات مرزا میں اور دوسرا رسالہ ابطال اعجاز مرزا حصہ دوم میں طبع ہو کر مدت ہوئی شائع ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی کا علمی اعجاز تو وقتی اور غلط تھا مگر یہ ہر دو جوابی قصیدہ اپنی خوبی و عمدگی میں مستمر اور غلطی سے پاک ہیں۔

۳۴......حافظ صاحب نے یہ بالکل غلط لکھا کہ ان غلطیوں کا منہ توڑ جواب دیا گیا۔ ورنہ بتایا جائے کہ ان تمام سر توڑ غلطیوں کا منہ توڑ جواب کس نے دیا۔ کہاں طبع ہوا۔ کس نام سے شائع ہوا اور کس قیمت پر کہاں ملے گا؟۔

۳۵......حافظ صاحب نے بڑی غلطی کی جو مرزا قادیانی کے نام نہاد چیلنج کو تحدی سمجھ کر اعجاز قرآن کی توہین کی۔ نیز علمائے اسلام پر افتراء کیا کہ جواب نہ دے سکے ورنہ بتایا جائے کہ مرزا قادیانی نے خطبہ الہامیہ کے لئے کیوں نہ علماء کو دعوت دی کہ آؤ عام مجمع میں آمنے سامنے میری طرح عربی میں خطبہ دو۔

۳۶......حافظ صاحب کی مذکورہ عبارت میں اس کا بھی صاف اقرار ہے کہ مخالفین قرآن دو قسم کے ہیں۔ ایک زمانہ نزول قرآن کے وہ عرب جن کی قومی عربی زبان انسانی حیثیت سے انتہائی فصاحت و بلاغت کو پہنچ چکی تھی۔ جس پر ان کو فخر تھا اور جس سے آج عربیت میں سند لی جاتی ہے۔ دوسرے وہ جن کی ویسی عربی زبان نہیں یا عربی کے سوا دوسری زبان ہے۔ قسم دوم کے مخالفین مثلاً عیسائی، آریہ وغیرہ اگر قرآن میں آج غلطی نکالیں تو اس کی وقعت اہل علم پر ظاہر ہے۔ ہاں! قسم اول کے مخالفین ایسا کرتے تو البتہ قابل توجہ ہوتا مگر انہوں نے تو مخالفت میں مال دیا، عزت آبرو دی، جان دی، لیکن یہ نہ کر سکے کہ قرآن میں غلطی نکالتے۔ ورنہ حافظ صاحب کو چاہئے کہ ان فصحائے عرب میں سے کسی ایسے مستند صاحب زبان کی نکالی ہوئی قرآن کی غلطی کا سند صحیح پتہ دیں جیسے کہ مرزا قادیانی کے ہمعصر اہل علم نے ان کے علم و اعجاز کی ایسی واقعی قلعی کھولی ہے کہ مرزائیوں سے جواب ناممکن ہے۔

۳۷......حافظ صاحب نے (بعض نے کچھ غلطیاں نکالیں) لکھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا قادیانی کے علمی، اعجازی، انعامی رسالہ میں کم لوگوں نے تھوڑی غلطیاں نکالی ہیں کیونکہ غلطی نکالنے والوں میں سے چھ اہل علم کا ذکر تو اوپر میں بھی کر چکا ہوں اور غلطیوں کی کثرت کا یہ حال ہے کہ اگر صرف مذکور الصدر پتہ پر ہی قناعت کر کے شمار کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ہزار سے کم غلطیوں کی تعداد نہ ہوگی۔

۳۸......مولوی صاحب نے حافظ صاحب کو خط میں بحوالہ رسالہ قول الحق ان کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود ولد مرزا غلام احمد قادیانی کا دوسرا جھوٹ لکھا تھا چنانچہ حافظ صاحب ص ۴۷ میں مولوی صاحب کو لکھتے ہیں کہ (آپ نے خلیفۃ المسیح پر ایک اور دوسرے جھوٹ کا الزام لگایا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہر نبی کو اس کے مخالفوں نے یہی کہا کہ ان کی کوئی بات بھی سچی نہیں ہوئی۔) قول الحق جو مرزا بشیر الدین محمود کا لیکچر ہے، اس میں صفحہ ۵ پر ان کے اصل الفاظ یہ ہیں (ہم کہتے ہیں کہ **قرآن میں یہی لکھا ہے** کہ سب انبیاء کو ان کے مخالفین بھی کہتے رہے ہیں بلکہ یہ کہتے رہے ہیں کہ ان کی ساری باتیں جھوٹی نکلیں نقل عبارت خط سے پہلے حافظ صاحب لکھ چکے ہیں۔ (جھوٹے کو جھوٹا کہنا کوئی جرم نہیں۔ مگر صادقوں کو کاذبوں کا خطاب دینا پھر ان کے کذاب کا ایمانداری سے ثبوت نہ دینا ظلم عظیم ہے) اور اب یہ اعتراض کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں جناب مولوی صاحب آپ مجھے بتائیں۔ اس میں آپ کو کون سا جھوٹ نظر آیا۔ کیا آپ کے نزدیک نبیوں کے مخالف یہ کہا کرتے تھے کہ تمہاری فلاں بات سچی اور فلاں جھوٹی ہوئی۔ پس اپنے دعویٰ کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کریں۔ ورنہ خدا کی لعنت سے ڈریں جو ہمیشہ جھوٹوں پڑا کرتی ہے۔

ناظرین! خدارا انصاف کریں۔ دعویٰ خلیفۃ المسیح ثانی کا ہے کہ: ''قرآن میں یہی لکھا ہے ......الخ'' حافظ صاحب اس کے حامی ہیں اور مولوی صاحب منکر۔ پس حسب اصول مناظرہ بار ثبوت حافظ صاحب پر ہے نہ کہ مولوی صاحب پر۔ لیکن حافظ صاحب بجائے ثبوت دینے کے خود ایک دعویٰ بنا کر مولوی صاحب کو اس کا مدعی قرار دے کر ان سے اس کا مطالبہ کرتے ہیں لعنت سے ڈراتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ اگر مولوی صاحب خلاف ادب مناظرہ ثبوت بھی دیں تو فرماتے ہیں اگر آپ نے ثبوت بہم پہنچا دیا تو حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ میں ایک غلطی سمجھوں گا نہ کہ جھوٹ۔ چہ

خوش!

۳۹...... حافظ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ پہلے مخالفین انبیاء اسی طرح تکذیب نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ وہ تاویل کیا کرتے تھے کہ پیشینگوئیوں کو کہانت اور معجزہ کو سحر پر محمول کرتے تھے۔ (نور ہدایت/۷۵)

اس پر حافظ صاحب کہتے ہیں کہ میں فی الحال اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ آپ کی بات صحیح ہے یا غلط، بلکہ فرضی طور پر صحیح مان کر یہ کہوں گا کہ وہ یعنی پہلے انبیاء کے مخالفین بڑے شریف اور نہایت مہذب انسان تھے اور زمانہ حال کے مخالفین کی طرح شریر اور بداخلاق نہ تھے۔ مولوی صاحب کیا کہتے ہیں۔ حافظ صاحب کیا سمجھتے ہیں۔ اس کی داد تو ناظرین باانصاف دیں گے۔ لیکن ہاں میں حافظ صاحب سے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ وہ اپنی اس بدترین غلطی سے فوراً توبہ کریں کہ نبی کی پیشین گوئی کو کہانت، معجزہ کو سحر کہنے والا بڑا **شریف، نہایت مہذب انسان** ہے ورنہ انہیں اپنے مرزا قادیانی کو بھی مثلاً فرعون، ابوجہل، ابولہب وغیرہ کی طرح بڑا بلکہ بہت بڑا شریف نہایت مہذب انسان تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے تو نبی کو کاہن، ساحر وغیرہ مخالف بن کر کہا تھا مگر مرزا قادیانی نے تو اس سے بڑھ کر موافق بن کر کہا ہے کہ ایسا کہا ہے کہ اگر زیادہ تحقیق کی جائے تو کیا عجب ان کا مرتبہ زمانہ حال کے شریر اور بداخلاق مخالفین انبیاء سے بھی بڑھ جائے چنانچہ جس کی نظر وسیع مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی تصانیف پر ہے۔ اس پر یہ امر ہرگز پوشیدہ نہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں مبحث پر ایک مستقل رسالہ (توہین انبیاء اور تصانیف مرزا) لکھ کر پیش کردوں گا۔

۴۰...... مرزا قادیانی کا یہ شعر ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درثمین/۳۵، دافع البلاء/۲۰، رخ:۱۸/۲۴۰)

مولوی صاحب نے اس کو پیش کیا تھا کہ اس میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ حافظ صاحب نے (نور ہدایت ص۵۰،۵۶) تک اس شعر کی عجیب وغریب شرح کی ہے۔ ایک جگہ مولوی صاحب کو لکھتے ہیں۔ شاید آپ لوگ اس فاسد عقیدہ کی بناء پر ابن

مریم کے ذکر کو ضروری سمجھتے ہوں گے کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ جو بروقت واپسی اپنے ساتھ بہت بڑا خزانہ لا دیں گے اور مولوی صاحبان کی جو خالی جھولیاں پڑی ہیں ان کو مال و زر سے خوب بھریں گے۔ (نور ہدایت؍۵۱)

حالانکہ ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اپنے ساتھ بہت بڑا خزانہ لا کر ہمیں دیں گے۔ مگر حافظ صاحب خود یہ عقیدہ گھڑ کر زبردستی ہماری طرف منسوب کرتے ہیں

۴۱......ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے شعر مذکور کے مصرع ثانی میں جو غلام احمد کا استعمال کیا ہے۔ وہ خود ان کا اسم ذات اور علم ہے۔ پس مرزا قادیانی کا مطلب صاف ہے کہ ابن مریم مجھ سے کمتر ہے۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ لہٰذا اس کمتر کے ذکر کو چھوڑ و۔ مجھ بہتر کا ذکر کرو۔

حافظ صاحب غلطی سے کہتے ہیں کہ (قادیانی) نے حضور ﷺ کو احمد فرمایا جو درحقیقت سب سے بڑے احمد ہیں اور اپنے کو ان کا غلام فرمایا۔ اس صورت میں غلام مضاف اور احمد مضاف الیہ ہوگا اور مرزا قادیانی کی کوئی خصوصیت نہ رہے گی۔ حضور ﷺ کے ہر غلام کو ابن مریم سے بہتر کہنا پڑے گا۔ جس کے قائل خود حافظ صاحب بھی نہ ہوں گے۔ اور حافظ صاحب کا یہ کہنا بھی بیکار ہو جائے گا کہ مصرع ثانی میں مرزا قادیانی نے اپنے کو حضور ﷺ کا غلام فرمایا۔ یہ اپنے کو کہنا جب ہی با کار (کارآمد) ہوگا کہ حافظ صاحب اپنی غلطی کو واپس لے کر مصرع میں غلام احمد کو مرزا قادیانی کا علم تسلیم کر لیں اور اگر یہی کہا جائے کہ مضاف سے مراد مرزا قادیانی ہیں جیسا کہ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اپنے کو ان کا غلام فرمایا۔ تو شعر کا مفہوم جو علم کی صورت میں تھا وہی جز مرکب کے تعین کی صورت میں ہوگا اور اہانت مسیح علیہ السلام پھر بھی رہی یعنی میرا ذکر بہتر ہے ان کے ذکر سے۔ نعوذ باللہ!

۴۲......حافظ صاحب کی یہ غلطی بھی قابل داد ہے۔ فرماتے ہیں۔ ''ہمارا بجز اس بات کے کہ ہم ابن مریم کی نبوت پر ایمان رکھیں اور ان کو تمام نبیوں کی طرح پاک اور مقدس سمجھیں اور کوئی تعلق نہیں تو پھر ان کے ذکر سے کیا فائدہ۔'' (نور ہدایت؍۵۲)

اگر ابن مریم کا ذکر بے فائدہ ہے تو یہ سوال اول اللہ ورسول سے کرنا چاہئے کہ قرآن و حدیث میں ابن مریم بلکہ ان سے پہلے کے انبیاء علیہ السلام کے بکثرت ذکر کا کیا فائدہ؟ حیرت

ہے کہ جس کو مثیل مسیح بننے کا اتنا شوق۔ اس کو اصیل مسیح سے اتنی نفرت کہ ذکر بھی ناپسند ہے۔ استغفر اللہ!

۴۳.....نور ہدایت/۸۶ میں لکھتے ہیں۔ (مولوی صاحبان بڑے فخر سے فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تین جھوٹ بولے۔ میرے نزدیک مولوی صاحبوں نے بڑی دوراندیشی سے کام لیا کہ تین جھوٹ تک نبوت کو قائم رکھا ہے)
حالانکہ یہ محض افتراء ہے۔ اگر کسی نے ایسا کہا ہے تو علماء نے اس کی تردید کی ہے نہ کہ تائید۔

۴۴.....نور ہدایت/۹۲ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی کی کتاب اعجاز احمدی انعامی دس ہزار کے جواب سے آپ نے اپنے اور اپنے بھائی بند علماء کو عاجز پاکر اپنے عجز پر پردہ ڈالنے کے لئے مرزا قادیانی پر شاعر ہونے کا الزام لگایا ہے۔'' تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین تو اعجاز احمدی کی مدت اعجاز کی کائنات صرف بیس روز قرار دیں اور فرمائیں کہ جواب کی معیاد ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ختم ہوگئی اور حافظ صاحب ہیں کہ اب تک اس سے بے خبر ہیں یا تجاہل عارفانہ فرما کر جواب کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اچھا حافظ صاحب جواب شائع ہوگیا ہے۔ جس کا ذکر اوپر کر آیا ہوں۔ ملاحظہ فرما کر مرزائیت سے توبہ کیجئے۔

۴۵.....اسی صفحہ پر حافظ صاحب نے مولوی صاحب کے خط کی عبارت نقل کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ہو کر شاعر بھی تھے۔ حالانکہ کوئی نبی شاعر نہیں ہوا۔ قرآن میں نبی سے شعر کی نفی اور شعراء کی مذمت مذکور ہے۔ مگر حافظ صاحب نے نقل عبارت کے بعد ص۹۲ میں لکھا ہے مولوی صاحب نے محض شاعری کو مانع نبوت قرار دیا ہے۔ اس زبردستی کا کوئی ٹھکانا ہے۔ مولوی صاحب کی عبارت میں حصر کا نام ونشان نہیں۔ مگر حافظ صاحب صرف شاعری کا مانع نبوت ہونا ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کچھ خیال نہیں فرماتے کہ کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔

۴۶.....نور ہدایت/۹۸ میں آپ لکھتے ہیں کہ: ''حضرت نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ میری امت کیونکر تباہ ہوسکتی ہے۔ جس کے ہم دو پشتیبان ہیں یعنی اول میں اور آخر وہ جس کا نام مہدی ومسیح ہے۔'' حالانکہ حدیث میں اس طرح نہیں ہے۔ اگر ہو تو حافظ

صاحب اصل حدیث معہ حوالہ ہمت کر کے پیش کریں۔

۴۷..... نور ہدایت ۱۴۱/ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''یہ حضرات غیر مرزائی مسلمان علماء ظواہر سرے سے الہام ہی کے منکر ہیں۔'' حالانکہ قطعاً غلط اور سراسر افتراء ہے۔ ہم وحی کے منکر ہیں نہ کہ الہام کے اور وحی میں بھی صرف حضورﷺ کے بعد کسی پر نزول کے منکر ہیں نہ کہ سرے سے وحی کے۔

۴۸..... نور ہدایت ۱۵۲/ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''یہ (مرزا غلام احمد قادیانی) خدا کا وہ برگزیدہ انسان ہے جس کا ۱۴ سو سال سے برابر انتظار کیا جا رہا تھا۔'' اگر یہ سچ ہے تو حافظ صاحب کو چاہئے کہ مشاہیر امت میں سے کسی ایک ہی منتظر کا نام اور بتصریح اس کا انتظار بتائیں۔

۴۹ ..... پھر بلافصل لکھتے ہیں کہ: ''یہ (مرزا قادیانی) حضرت نبی کریمﷺ کا وہ محبوب انسان ہے جس کو آپ نے اپنا سلام پہنچانے کی وصیت فرمائی تھی۔'' یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ ورنہ مہربانی فرما کر حافظ صاحب ذرا وہ حدیث پیش کریں جس میں حضورﷺ نے مرزا قادیانی کو اپنے سلام کی وصیت کی ہے۔

۵۰..... حافظ صاحب بڑے جوش کے ساتھ نور ہدایت ۱۴۱، ۱۴۲/ کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں۔ ''دیکھ لو صحیح احادیث تو جہاں پہلے تو آپ (حضورﷺ) نے فرمایا کہ مہدی میری اہل بیت سے ہوگا۔ مگر اس کی تشریح یوں کر دی کہ حضرت سلمان صحابی جو فارسی النسل تھے، ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ وہ مہدی اس کے نسل میں ہوگا۔ آپ (حضورﷺ) نے تو کھول کر بتا دیا تھا کہ دیکھو وہ مہدی جو میری امت میں پیدا ہونے والا ہے، اس کا جسمانی تعلق مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ وہ فارسی النسل ہوگا۔''

اس سے حافظ کا مقصد یہ ہے کہ مرزا قادیانی حضورﷺ کے اہل بیت سے ہیں۔ مہدی ہیں فارسی النسل ہیں۔ حالانکہ جس حدیث پر بھروسہ کر کے یہ کہا گیا ہے۔ اس میں اس طرح ہرگز نہیں ہے۔ ورنہ حافظ صاحب ضرور پیش کرتے۔ خیر اب سہی۔ ذرا پیش کر کے اپنی سچائی کا ثبوت دیں۔ اگر نہ دے سکیں اور یقیناً نہ دے سکیں گے تو کم از کم اتنا ہی کریں کہ مرزا قادیانی کو حضرت سلمان فارسی کی نسل سے ثابت کر دیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ان کے فارسی النسل یا فارسی الاصل ہی

---

۱۔ اور اگر غلطیاں بھی حذف کر دی جائیں تو ۱۸۴ کا ہندسہ صفر ہو جائے گا

ہونے کی کوئی دلیل پیش کریں لیکن میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ حافظ صاحب تو کیا چیز ہیں۔ ان کے موجودہ امام معہ اپنی پوری مرزائی جماعت کے بھی قیامت تک نہیں ثابت کر سکتے کہ مرزا قادیانی سلمان النسل یا فارسی النسل یا فارسی الاصل تھے۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ **مرزا قادیانی** قوم کے مغل (مرزا قادیانی کی یہ قومیت (ص ۱۲۸) کے حاشیہ میں حافظ صاحب کو بھی تسلیم ہے) اور **تاتاری الاصل** ہیں۔ جس کو ابوداؤد کی حدیث میں امت کی ہلاک کنندہ قوم کہا گیا ہے۔ **چنگیز خان**، ہلاکو وغیرہ اسی نسل سے ہیں۔ ابو الفضل مغل خاندان میں پہلا شخص ہے جس نے الہام کشف ولایتِ معبودیت اور محبوبیت کے شرف ثابت کرنے میں بہت کوشش کی۔ (تائید الاسلام ۲۷) خود مرزا قادیانی نے سمرقندی الاصل ہونے کا اقرار کیا ہے۔ (ازالۃ الاوہام ۱۲۰، رخ: ۳/۱۵۹ حاشیہ) نہ کہ فارسی الاصل ہونے کا، اور سمرقند فارس میں نہیں ہے۔ لطف یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ اقرار بھی غلط ہے۔ وجہ یہ کہ جب مرزا قادیانی نویں صدی سے چودھویں صدی تک ہندوستان میں رہنے سے ہندی الاصل نہ بنے تو ان کے آباؤاجداد سمرقند میں چند روزہ قیام سے سمرقندی الاصل کیونکر ہو سکتے ہیں؟ غرض مرزا قادیانی نہ سلمان النسل ہیں نہ فارسی الاصل بلکہ سمرقندی الاصل بھی نہیں۔ پھر حافظ صاحب ناحق غلط نویسی میں مصروف ہیں۔

ناظرین! مختلف اقسام کی غلطیوں میں پندرہ دیباچہ کی اور پینتیس کتاب کی یہ پچاس غلطیاں آپ کے سامنے ہیں۔ اسے مرزا قادیانی کی صداقت کے پچاس زبردست نشان اور حافظ صاحب کی غیر معمولی کتاب کا پچاس معجزہ سمجھنا چاہئے۔ ابھی ایسی ہی اتنی اور بھی غلطیاں ہیں کہ سب لکھی جائیں تو حافظ صاحب کی کتاب کی تعداد صفحات ۱۸۴ سے زیادہ ہی ہوں گی لیکن اس کا نمونہ ہی اتنا ہو گیا کہ میرا لکھتے لکھتے اور آپ کا دیکھتے دیکھتے جی گھبرا گیا ہے لیکن جب کتاب کی یہی کائنات ہی تھی تو آخر میں کیا کرتا۔ مجبور تھا اچھا لیجئے اب تھوڑی دیر ترتیب مضامین کی بے قاعدگیوں کی بھی سیر کر لیجئے۔

## ترتیب مضامین میں بے قاعدگیاں

---

۱۔ افسوس کہ وہ خطوط حافظ کے سوانہ مولوی صاحب کے پاس ہیں نہ میرے سامنے۔

۲۔ افسوس کہ یہ رسالہ بھی باوجود بڑی تلاش کے مجھے کہیں نہ مل سکا۔

حافظ صاحب کی ۱۸۴ صفحہ کی کتاب سے اگر ان کی گالیوں، غیر متعلق، بیکار اور مکرر باتوں کو نکال دیا جائے تو زیادہ سے زیادہ دو جز[1] (۳۲ صفحہ) کی کتاب رہ جائے گی۔ پھر بھی اس کو مولوی صاحب کی کتاب راہ حق کا جواب کہنا مشکل ہوگا کیونکہ ساری کتاب میں بس مولوی صاحب کے خطوط[1] ہی کا رونا ہے۔ **راہ حق** متعلقہ قادیان کا دو چار مقام کے سوا کہیں ذکر بھی نہیں۔ بایں ہمہ حافظ صاحب نے **نور ہدایت** کے نیچے بجائے (بجواب خطوط مولوی صاحب) نہ معلوم کیوں (بجواب رسالہ رد قادیان) لکھا ہے۔ اس کا کافی اندازہ ان کی مذکورہ غلطیوں اور ذیل کی بے قاعدگیوں سے بھی ہوسکتا ہے۔

واضح رہے کہ مرزائی رسالہ[2] (مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے) کا مولوی صاحب نے راہ حق میں آٹھ نمبروں میں خلاصہ کیا ہے۔ میں اسی کو نمبر وار لکھ کر ہر نمبر کا انہوں نے جو رد کیا ہے اس کا جواب بغرض رد حافظ کی کتاب نور ہدایت میں تلاش کر کے دیکھوں گا کہ حافظ صاحب کہاں کہاں مولوی صاحب کے بالمقابل نظر آتے ہیں اور کہاں کہاں بھاگتے دکھائی دیتے ہیں اور اسی کے ضمن میں ترتیب مضامین میں بے قاعدگیاں بھی خود بخود ظاہر ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

نمبر:۱...... ہر مسلمان پر فرض ہے کہ امام زمان کو پہچانے ورنہ اس کا خاتمہ کفار جاہلیت کا سا ہوگا۔ پھر قیامت میں اس کی بریت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ فقط!

مولوی صاحب نے اول بحوالہ شرح نخبہ ونور الانوار وحسامی وغیرہ تین اصول موضوعہ لکھ کر پھر مرزائی کی

پیش کردہ تین حدیث نقل کر کے جواب دیا ہے کہ:

۱...... یہ خبر آحاد ہے جو مفید ظن ہے اور اس کا منکر غیر کافر ہے۔

۲...... لفظ امام منقول شرعی ہے۔ ہر سہ حدیث میں اس کے معنی صاحب سلطنت کے ہیں۔ حدیث اول ودوم میں بادشاہ کی اطاعت کرنے اور سوم میں اس سے بغاوت نہ کرنے کی ترغیب وترہیب ہے نہ کہ امام سے مراد مجدد اور اس کی معرفت کا حکم بطور فرض۔

---

۱۔ پھر کیوں فضول بحث میں مرزا قادیانی نے اپنی عمر برباد کی۔ مرزائی جماعت نے اپنا نامہ اعمال اور آپ نے ۱۸۴ صفحہ سیاہ کیا؟

۳...... بریت کی کوئی صورت کافر کی نہ ہوگی نہ کہ امام بمعنی مجدد کے منکر کی۔

۴...... فرقہ مرزائیہ بدو وجہ جہنمی ہے۔ **اول** اس لئے کہ اس نے حضور ﷺ پر یہ افتراء کیا کہ مجدد کی معرفت فرض، اس کا منکر نبی کے منکر کی طرح کافر اور ابدی جہنمی ہے **دوم** اس لئے کہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ایسا ہی مجدد مانا۔ انتہی مختصراً!

حافظ صاحب نے کتاب بھر میں نہ صرف اس نمبر کا بلکہ کسی نمبر کا ترتیب کا کیا ذکر ہے۔ بلاترتیب بھی کہیں نام تک نہیں لیا۔ شاید اس لئے کہ پھر ہر نمبر نیز اس کی ہر بات کا جواب لکھنا پڑتا۔ جس سے وہ عاجز تھے۔ اسی کو چھپانے کے لئے ادھر ادھر کی باتیں لکھ کر نام چاہا کہ **راہ حق** کا جواب ہوگیا لیکن خیر...... مجھ سے وہ چھپ کر جائیں گے ایسے کہاں کے ہیں؟؟؟

میں نے نور ہدایت کا ہر صفحہ دیکھا، مولوی صاحب کے جواب نمبر ایک کی ہر بات کے سامنے حافظ صاحب کو غائب ہی پایا اور حافظ صاحب کے نزدیک جواب نہ دینا تسلیم کی علامت ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر مولوی صاحب کو ص ۱۶۵ میں لکھا ہے کہ: ''قول الحق کے چالیس عنوان ہیں۔ جس میں تقریباً مولوی صاحبان کے ہر اعتراض کا جواب ہے آپ نے بمشکل پانچ کا ناواجب جواب دیا ہے۔ باقی کا نہیں۔ جن باتوں کا جواب نہیں دیا غالباً آپ نے انہیں تسلیم کرلیا ہے۔ ورنہ مولوی آن باشد کہ چپ نشود، ملخصاً'' لہٰذا ہمیں بھی یہ کہنے کی اجازت ملنی چاہئے کہ مولوی صاحب نے اس نمبر و دیگر نمبروں کا جو جواب دیا ہے اور ان میں سے بیشتر باتوں کا **حافظ صاحب** نے جواب نہیں دیا ہے۔ ان جوابوں کو غالباً حافظ صاحب نے تسلیم کرلیا ہے۔ ورنہ مرزائی آن باشد کہ چپ نشود۔

اصول موضوعہ اور پہلی بات کے تو قریب سے بھی نہ گزرے۔ ہاں دوسری بات میں سے صرف آخری یعنی فرضیت معرفت مجدد کے متعلق ایک جگہ ص ۸۹ میں جا کر نظر آتے ہیں وہ بھی اس طرح کہ۔

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چنانچہ اس عنوان سے حضرت امام الزمان کے متعلق ایک مختصر مگر نتیجہ خیز جواب فرماتے ہیں۔ اب میں آپ کی اس بحث کا جو رسالہ رد قادیان میں امام الزمان اور مجدد وقت کے متعلق ہے اور اس فضول بحث کے لئے آپ نے پندرہ بیس صفحہ سیاہ کئے ہیں۔ مختصر جواب دے کر اپنے

رسالہ نور ہدایت کو ختم کرتا ہوں۔ پھر کچھ شوخی، تعلّٰی اور ظرافت آمیز حکایت کے بعد لکھتے ہیں کہ آپ نے امام الزمان کی شناخت کرنے سے قاصر رہ کر گنوار کی طرح کہہ دیا کہ امام الزمان کی شناخت ہمارے فرائض میں داخل نہیں اور نہ ہی امام ومجدد کا انکار کفر میں داخل ہے۔ ٹھیک فرمایا خدائے تعالیٰ نے ''اکذبتم بایٰتی ولم تحیطوا بها علما'' جھٹلایا تم نے میرے نشان کو اس لئے تمہاری سمجھ نہ آیا۔

مرزا قادیانی نے (توضیح مرام ص ۱۵، خزائن ج ۳ ص ۵۸) میں جب الفاظ قرآن کو دہقانی کہہ دیا تو ان کے امتی کا مولوی صاحب کو گنوار کہہ دینا کون سی بڑی بات ہے؟۔ حافظ صاحب! بقول آپ کے مولوی صاحب نے تو گنوار پن کیا مگر آپ نے مرزا قادیانی کے صداقت کا **نشان** یا اپنی کتاب کا **معجزہ** دکھانے کے لئے کون سا نور برسایا۔ آپ کے بھائی مرزائی نے فرضیت معرفت مجدد کے لئے حدیث پیش کی۔ مولوی صاحب نے بدلیل کہا وہ اس سے ثابت نہیں۔ آپ نے بھی حامی بن کر ثابت نہ کیا۔

پیش کردہ حدیث سے ثابت کرتے کہ امام بمعنی مجدد کی معرفت فرض ہے۔ اس کا انکار کفر اور منکر قطعی کافر ابدی دوزخی ہے لیکن یہ تو کر نہ سکے۔ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' لگے مولوی صاحب کو گنوار بنانے۔

رہی آیت ''اکذبتم'' تو واضح رہے ایسے ہی آپ نے ایک آیت کا حوالہ ص ۴۴ میں بھی دیا ہے کہ خدا نے رسول ﷺ کے سر پر خاتم النبیین کا تاج رکھ کر اس بات کی گارنٹی دے دی ہے کہ جو نعمت ہم نے اپنے پیارے رسول کو دی ہے وہ عطاء غیر مجذوذ ہے یعنی یہ ایسی نعمت ہے جس پر کبھی انقطاع نہیں کیا جائے گا۔ قیامت تک اگر ہزاروں لاکھوں نبی بھی آئیں تو وہ سب آپ کی نسل روحانی میں سے ہوں گے اور نبی کریم ﷺ کے تاج وتخت کے وارث ہوتے چلے جائیں گے۔

حالانکہ سورۂ ہود رکوع ۸ میں آیت کے اس جز میں قیامت کے دن جنت میں نیک لوگوں کو جو نعمت ملے گی اس نعمت کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل جنت سے غیر منقطع نہ ختم ہونے والی ہوگی۔ اس جملہ کو نہ نبوت سے کوئی تعلق ہے نہ ختم یا عدم ختم نبوت سے واسطہ۔ اس میں نہ حضور ﷺ کا ذکر، نہ آپ کی نسل کا بیان۔ لیکن حافظ صاحب نے ناواقفوں کو دھوکا دینے کے لئے اس کو زبردستی اپنے باطل عقیدہ سے چسپاں کر دیا۔

یہی حال ''اکذبتم'' کا بھی ہے جو آیت نہیں بلکہ سورہ نمل رکوع ۲ کی آیت کا درمیانی جزو ہے۔ یہاں بھی اوپر سے اللہ تعالیٰ قیامت کا ذکر فرمارہے ہیں کہ جس دن ہم جمع کریں گے ہر امت میں سے اس گروہ کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو، پھر وہ مثل بہ مثل کھڑے کئے جائیں گے۔

**حتی اذا جاء وقال اکذبتم بایتی ولم تحیطو ا بھا علما اما اذا کنتم تعملون''** (النمل/۸۴)'' یہاں تک کہ جب وہ حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔کیا تم نے جھٹلایا میری آیتوں کو حالانکہ تم نے ان کے علم کا احاطہ نہ کیا تھا یا تم کیا عمل کرتے تھے''

''بایتی'' میں آیات جمع ہے۔جس کا صحیح ترجمہ آیتوں یا نشانیوں ہے۔حافظ صاحب نے اس کا ترجمہ نشان بلفظ مفرد غلط کیا ہے۔غرض آیت میں قیامت کا ذکر ہے۔اس کو فرضیت معرفت مجدد سے کچھ تعلق نہیں۔پھر دوسطر بعد ص۹۰ پر یہ لکھ کر مولوی صاحب آپ کی علمی لیاقت کو دیکھ کر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کو ایسے طریق پر آپ کے سامنے رکھا جائے۔جس سے بآسانی آپ اس کی حقیقت اور ضرورت کو سمجھ سکیں اور یہ مسئلہ دینی ودنیاوی دونوں طریق سے سمجھایا جاسکتا ہے۔بشرطیکہ سمجھنے والا سلیم الفطرت اور خداترس انسان ہو۔

اصل بات یوں سمجھاتے ہیں۔''دیکھو دنیا کا امام بادشاہ وقت ہوتا ہے۔جس کی اطاعت فرض ہوتی ہے۔خواہ بادشاہ کافر ہو یا مسلمان اور اس کے جو نائب اور نائب کے بعد سلسلہ وار عہدے دار اہلکار حتیٰ کہ ادنیٰ چپڑاسی تک کا بھی حکم ماننا ضروری ہوتا ہے۔بادشاہ کا کوئی تعلق دار خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ، بادشاہ کے نام سے کوئی بات کہے اور لوگوں کو اس کے ماننے کا حکم دے تو جو شخص اس کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔وہ سزا کا مستوجب ہوگا اور یہ سزا

حکم دینے والے کی حیثیت کے مطابق ہوگی۔پس اسی طرح نبی ورسول عالم روحانی کے امام ہیں۔پھر ان کے بعد ان کے خلفاء مجددین وبزرگان دین وعلماء کرام جن کا تعلق اس نبی سے ہوتا ہے ان سب کی اطاعت کرنی اس نبی پر ایمان لانے والوں اور رکھنے والوں پر فرض ہوتی ہے۔اگر ان روحانیت کے علمبرداروں میں سے کوئی نبی کی طرف سے سچی بات کہے تو اس کا انکار خدا کے یہاں قابل مواخذہ ہے اور یہ مواخذہ اسی حد تک ہوگا۔جس حد تک حکم دینے والے کی حیثیت ہوگی۔''

حافظ صاحب اپنی اس **مثال** یا چوٹی کی **دلیل** کے بعد اب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ ''پس چونکہ حضرت مرزا قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود ہونے کے علاوہ نبی بھی ہیں اور رسول بھی۔ امام بھی ہیں اور مجدد بھی۔ غرض ہر پہلو سے ان کو شناخت کرنا اور ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ جو شخص ان کا انکار کرے گا۔ وہ ان کی حیثیت اور درجات کے مطابق سزا پائے گا۔''

ناظرین! یہ ہے مولوی صاحب کے مقابلہ میں حافظ صاحب کا مختصر مگر نتیجہ خیز جواب اب اس پر میری مختصر مگر معنی خیز تنقید بھی ملاحظہ ہو۔ اولاً اور اصل بحث یہ تھی کہ مرزائی کی پیش کردہ حدیث سے فرضیت معرفت امام بمعنی مجدد ثابت ہے یا نہیں۔ مرزائی کا دعویٰ تھا کہ ہاں اور مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ حافظ صاحب مرزا کی حمایت کو آئے لیکن حدیث کا نام تک نہیں لیتے اور بجائے دلیل ایک مثال پیش کر کے نتیجہ نکال دیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر جس کا ماحصل یہ ہے کہ: ''چونکہ نائب بادشاہ و نائب رسول کی اطاعت فرض ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی معرفت اور ان پر ایمان لانا فرض ہے۔'' حافظ صاحب! آپ ہی انصاف سے فرمایئے کجا ثبوت فرضیت معرفت امام بمعنی مجدد من الحدیث، کجا ثبوت فرضیت معرفت مرزا من المثال اور کجا فرضیت اطاعت نائب و بادشاہ نائب رسول، کجا فرضیت معرفت و ایمان مرزا مدعی نبوت اور رسالت۔ اس کو کہتے ہیں۔ ''سوال از آسمان جواب از ریسمان کے لئے آپ کا جواب۔'' مختصر مگر نتیجہ خیز ہے۔ یا میری تنقید مختصر مگر معنی خیز'' ہے۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ یہ مختصر سمجھ میں نہ آئے تو لیجئے کچھ **مفصل** بھی سن لیجئے اور اپنے جواب کے لطائف ذیل سے عبرت حاصل کیجئے۔

۱...... مولوی صاحب کی علمی لیاقت پر تو آپ کو رحم آیا لیکن اپنی روحانی قابلیت پر ترس نہ آیا۔ مدعی روحانیت ہو کر کسی عالم دین کو (مدعی بے پردہ ہو اور مدعا پردہ میں ہو) کی طرح جاہل کہنا یہ کہاں کا روحانی خلق ہے؟ دنیاوی بادشاہ خواہ کافر ہو یا مسلمان، اس کی اطاعت کے فرض ہونے کا صاف یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان بادشاہ کی طرح کافر بادشاہ کی بھی اطاعت فرض ہے۔ معلوم نہیں آپ کے پاس اسکی کیا دلیل ہے؟

۲۔ بادشاہ وقت نصاریٰ ہے اور نصاریٰ بقول مرزا قادیانی دجال ہیں تو کیا مسلمانوں

---

۱۔ باقبال قومیں دجال ہیں۔ (ازالہ ص۱۴۶، رخ ج۳ ص۱۷۴) پادری دجال ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۴۸۸، رخ ج۳ ص۳۶۲)

پر دجال کی بھی اطاعت فرض ہے؟ (معلوم نہیں کہ آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟)

۳......اب تک تو یہ سنتے آئے تھے کہ سزا جرم کی حیثیت کے مطابق ہونی چاہئے مگر قادیانی مذہب کا اس کے برعکس یہ نیا قانون آپ سے معلوم ہوا کہ سزا حاکم کی حیثیت کے مطابق ہونی چاہئے۔

۴...... پہلے دعویٰ تھا فرضیت معرفت امام بمعنی مجدد کا اور اب اس کو بدل دیا کہ امام بمعنی مجدد و نبی کی معرفت فرض ہے چنانچہ اس پر آپ کا نتیجہ شاہد ہے۔

۵...... پہلے فرضیت معرفت مجدد کا دعویٰ مطلق تھا اور اب آپ نے اس کو بنام مرزا مقید کر دیا۔

۶...... پہلے مطلق میں صرف امام و مجدد تھا اور اب مقید میں آپ نے یہ اضافہ کیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔ مہدی مسعود ہیں، نبی ہیں، رسول ہیں اور ہر پہلو لکھ کر آپ نے گویا یہ بھی کہہ دیا کہ وہ محدث ہیں، کرشن ہیں، سلمان ہیں، آدم ہیں، نوح ہیں، ابراہیم ہیں۔ یعقوب ہیں، موسیٰ ہیں، داؤد ہیں، شیث ہیں، یوسف ہیں اسحٰق ہیں یحییٰ ہیں، اسمٰعیل ہیں، مریم ہیں، ابن مریم ہیں، حارث ہیں، منصور ہیں، میکائیل ہیں، آریوں کے بادشاہ ہیں۔ حجر اسود ہیں، بیت اللہ ہیں، ابن اللہ ہیں حتیٰ کہ ان کی تحریر سے شبہ ہوتا ہے کہ بڑے نہیں تو چھوٹے اللہ ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنے متعلق خود یہ دعاوی کئے ہیں اور ان کی تصانیف میں مذکور ہیں (دیکھو دعاوی مرزا مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند)[1]

۷......آپ کی اس نتیجہ خیز تحریر کے تین حصے ہیں۔ اولاً مثال، ثانیاً نتیجہ کی ابتدائی عبارت (پس چونکہ) سے (ہر پہلو سے) تک ثالثاً آخری عبارت (ان کو شناخت کرنا) سے (سزا پائے گا) تک اور ظاہر ہے کہ آخری عبارت میں جدید اور مقید دعویٰ فرضیت معرفت مرزا ہے۔ اب فرمائیے اس کی دلیل کیا ہے؟ مثال اس کو کہہ نہیں سکتے۔ ورنہ مثال اور دلیل کو ایک ماننا پڑے گا جو غلط ہے اور ابتدائی عبارت کو بھی (گو اس میں ''چونکہ'' ہے) دلیل نہیں کہہ سکتے ورنہ مصادرہ علی المطلوب لازم آئے گا جو ناجائز اور غیر مفید مدعا ہے نتیجہ یہ کہ دعویٰ اتنا بڑا لیکن دلیل ندارد۔

تیسری بات کہ غیر معترف یا منکر امام زمان کی قیامت میں بریت کی کوئی صورت ہوگی یا

---

۱۔ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ صراحۃ کیا ہے اور اس پر حافظ صاحب کو فخر ہے

نہیں۔ حدیث پیش کرنے والے مرزائی نے کہا تھا کہ نہیں، مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ ہاں۔ حافظ صاحب آئے تو اپنے بھائی مرزائی کی حمایت کو لیکن بجائے نہیں کے مولوی صاحب کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ چنانچہ ص ۱۷۷ سے ۱۸۱ تک حاشیہ میں کافر و مشرک کی ابدی سزا کا صاف انکار اور انجام کار اس کے نجات کا علانیہ اقرار کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ خود مرزا قادیانی کا بھی یہی مذہب ہے۔ (چشمہ مسیحی ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۶۹) جس میں پھر غیر معترف امام زمان کیا معنی منکر مرزا بھی داخل ہونا بدرجہ اولیٰ ظاہر ہے۔

چوتھی بات میں سے بھی امر اول کا کہیں ''اشارۃ'' بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ ہاں امر دوم کا اقرار کیا ہے اور اس اقرار سے ساری کتاب بھری ہوئی ہے کہ مرزا قادیانی ایسے امام مجدد ہیں کہ نبی ہیں اور نبی بھی ایسے کہ جامع النبیین ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ دعویٰ نبوت کے ساتھ جامع جمیع کمالات نبوت ہونے کا دعویٰ، صاحب افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے۔ اب خود مرزا قادیانی کا فتویٰ سنئے۔ وہ (حمامتہ البشریٰ ۷۹/ حاشیہ رخ: ۲۹۷/۷) میں فرماتے ہیں ''**ما کان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام و الحق بقول کافرین**'' میرے لئے ناجائز ہے کہ مدعی نبوت ہوکر اسلام سے خارج اور کافروں میں داخل ہو جاؤں۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے بعد جب مدعی نبوت اسلام سے خارج اور کافر ہے تو ایسے[1] خارج از اسلام کافر کو نبی اور افضل الانبیاء کہنے والا کیوں نہ اسلام سے خارج اور کافر ہوگا۔ افسوس کہ حافظ صاحب اور جمیع مرزائی اسی جرم کے مجرم ہیں۔ کاش مرزائی سمجھتے اور مولوی صاحب کی طرح حق پر ہوتے۔

نمبر۲...... دین حق صرف اسلام ہے۔ مگر یہ مشکل ہے کہ بہتر (۷۲) فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے۔ اس لئے حق کا امتیاز مشکل ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس دشواری کے رفع کرنے کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے فقط

''مولوی صاحب نے مجدد کی بعثت اور اس بعثت کی غایت والی مرزائی کی سند حدیث کو بحوالہ نقل اور اس کا ترجمہ کر کے جواب میں لکھا ہے کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مجدد امت محمدیہ کے افادہ کے لئے ہوگا۔ (یعنی) وہ صرف مسلمانوں کے اس تعلق کو اسلام سے وابستہ کر دے گا جو انہوں نے قطع یا کمزور کر دیا ہے اور قرآن وحدیث کے ذریعہ سے امت میں مذہبی روح

پھونک دے گا نہ کہ اس کو دیگر مذاہب سے زیادہ تر بالذات سروکار ہوگا یا کوئی نیا مذہب سکھائے گا۔'' انتہیٰ مختصراً

**حافظ صاحب** نے ان میں سے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ ہاں مولوی صاحب نے برتقدیر تسلیم یہ بھی لکھا تھا کہ **پھر مرزائی** کے پیش کردہ سابق مجددین کے دور تجدید میں تفرقہ مٹ کر۔ مسلمانوں میں وحدت فی المذہب ہونا چاہئے تھا مگر نہیں ہوا۔ خود مرزا قادیانی کے عہد تجدید میں بھی تفرقہ کا مٹنا کیا، کم بھی نہ ہوا۔ بلکہ اور زیادہ ہو گیا۔ **حافظ صاحب** اس کو بھی شربت کے گھونٹ کی طرح پی گئے البتہ دیباچہ میں مرزا قادیانی کی **مجددیت** کے بجائے ان کی نبوت کا ایک فرضی کارنامہ لکھا ہے۔ حالانکہ ان کی نبوت ہی انہیں مجدد کیا معنی، ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی نہیں رہنے دیتی بلکہ اسلام سے خارج کر کے ادنیٰ ترین میں بھی نہیں، اعلیٰ ترین کافر کے صف میں جگہ دیتی ہے۔ ایسے شخص کو مسلمان کہہ کر بھی اپنے ایمان کو کھونا ہے نہ یہ کہ اسے امام مجدد، نبی، جامع النبیین کہا جائے۔

نمبر۳..... جس نے اس مجدد کو جسے امیر یا امام زمان بھی کہتے ہیں نہ پہچانا یا اس کی اطاعت نہ کی اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔ ...

فقط مولوی صاحب نے جواب دیا تھا کہ:

۱..... امیر و امام اور مجدد کا ایک ہونا غلط ہے۔ احادیث میں جہاں کہیں امیر و امام آیا ہے اس سے مجدد مراد نہیں اور نہ مجدد سے امیر و امام مراد ہے۔ بلکہ یہ دونوں جداگانہ مربیوں کے نام ہیں۔

۲..... امیر و امام کی اطاعت واجب ہے۔ ان سے منحرف دنیا میں مستوجب قتل اور عقبیٰ میں مستحق عذاب ہے مگر یہ قطعاً غلط ہے کہ مجدد کی اطاعت بھی فرض یا کم از کم واجب ہے۔ یہ امر دیگر ہے کہ مجدد کی حق بات کو حق ہونے کی جہت سے ماننا لازم ہے۔ جس میں مجدد کی کوئی خصوصیت نہیں، وہی حق بات ادنیٰ عامی بھی کہئے تو بھی ماننا لازم ہے۔ بخلاف امیر یا امام کے کیونکہ حدیث میں ہے ''اطیعو اکل بر و فاجر'' کہ ہر امام نیک و بد کی اطاعت کرو۔ یہاں امیر و امامت کی حیثیت اطاعت کو ضروری ٹھہراتی ہے اور مجدد میں مجددیت نہیں بلکہ حقیقت کی حیثیت اطاعت کو واجب قرار دیتی ہے جس میں مجدد اور غیر مجدد سب برابر ہیں

۳......ورنہ ضروری تھا کہ مرزائی کے پیش کردہ مجددین سابق غیر مقلد ہوتے۔ حالانکہ ان میں سے سوائے ایک کے سب مقلد تھے مثلاً امام غزالیؒ، امام شافعیؒ کے، حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے، خواجہ معین الدین اجمیریؒ، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت امامنا الاعظم ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ پھر ان ائمہ علیہم الرحمۃ کی تقلید بھی واجب لغیرہ ہے۔ (نہ کہ واجب لذاتہ) تو مجدد ان کے مقلد ہیں۔ ان کی اطاعت کب واجب ہو سکتی ہے؟ انتہیٰ مختصراً

حافظ صاحب ان میں سے کسی ایک امر کا بھی جواب تو کیا دیتے۔ ادھر نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہمت نہ کی۔

نمبر 4......مرزا غلام احمد قادیانی کوئی نئے مجدد نہیں ہیں بلکہ ان سے پہلے برابر مجدد ہوتے رہے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ محمد بن ابوحامد امام غزالی، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب الاقطاب، شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی، حضرت قطب اعظم خواجہ معین الدین چشتی حنفیؒ، حضرت مخدوم الہند محمد شیخ احمد سرہندی حنفی مجدد الف ثانی، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حنفی دہلویؒ، اور سید محمد جونپوری بانی فرقہ مہدویہ حفظ اللہ المسلمین عن شرہ۔ فقط

مولوی صاحب نے اصل جواب آئندہ نمبروں میں دیا ہے۔ لہٰذا ہم بھی حافظ صاحب کو وہیں دیکھیں گے۔

نمبر 5......مجدد کی علامت یہ ہے کہ دعویٰ مجددیت کے ساتھ دلائل کے طور پر پیشین گوئیاں بھی کرے۔ فقط۔

مولوی صاحب نے جواب میں لکھا تھا کہ مجدد کے لئے دعویٰ مجددیت اور پیشین گوئی ضروری ہوتی تو:

۱......تیرہ صدی کے سب مجددوں کے دعویٰ اور پیش گوئیاں منقول ہوئیں ہیں، حضورﷺ جوامت پر والدین سے زیادہ شفیق اور مہربان تھے مجدد کی یہ علامت بیان فرماتے۔ انتہیٰ مختصراً

حافظ صاحب نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔ ہاں ص ۱۴۸ پر حاشیہ میں ضمناً صرف حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق بلا حوالہ اتنا لکھا ہے کہ (انہوں نے دعویٰ کیا کہ خدا نے تعالیٰ نے مجھے لوگوں کی اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے) حالانکہ اولاً! یہ غلط اور خلاف واقعہ ہے ورنہ حافظ

صاحب کو چاہئے کہ صحیح پتہ دیں۔ ثانیاً! اصلاح کے لئے مامور من اللہ ایک تو مذہباً ہوتا ہے۔ دوسرے الہاماً۔ حضرت مجدد صاحب نے اگر دعویٰ کیا ہے تو وہ مذہباً تھے جس میں ان کی یا کسی مجدد کی کوئی تخصیص نہیں، ہر عالم دین حتیٰ کہ جسے دین کی ایک بات بھی معلوم ہے۔ بحفوائے بلغوا عنی ولو آیة، وہ بھی تبلیغ واصلاح کے لئے مامور من اللہ ہے۔ ورنہ حافظ صاحب کو ثابت کرنا چاہئے کہ ان کے خیال کے مطابق مرزا قادیانی کی طرح حضرت مجدد الف ثانی پر بھی مامور من اللہ ہونے کی وحی من اللہ نازل ہوئی تھی۔ مگر یہ تاقیامت ناممکن ہے

نمبر ۶۔ چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح موعود مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ فقط!

مولوی صاحب نے اس نمبر کے جواب میں ص۳ سے ص۲۶ تک قدرے تفصیل سے کام لیا ہے۔ اول یہ لکھا ہے کہ اس نمبر میں مرزا قادیانی کو مجدد، مہدی مسیح مانا ہے۔ مرتبہ مسیحیت بڑا ہے کہ نبوت ہے۔ اس کے بعد درجہ مہدویہ ہے کہ امامت ہے۔ پھر عہدہ مجددیت ہے اور ہر سہ مراتب کے لئے اسلام لازم ہے۔ گویا بلحاظ مراتب مذکورہ مسلمان ہونا ادنیٰ درجہ ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی درجہ بدرجہ تحقیق کرنی چاہئے۔ اس کے بعد:

۱۔ یہ دعویٰ کیا کہ مرزا قادیانی مسلمان نہیں ہیں اور اس پر دو دلیل پیش کی۔ **ایک** مرزا قادیانی کا عقیدہ کفریہ کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بولتا ہے۔ خدا وعدہ خلافی کرتا ہے۔ خدا اپنے رسول سے نہایت پختہ وعدہ کر کے بعض وقت پورا نہیں کرتا۔ **دوسرے** مرزا قادیانی کا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنا۔ اس سلسلے میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی جو صراحتاً ناپاک اور بدترین توہین کی ہے اسے ان کی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، فتح مسیح ص۶،۷، دافع البلاء، معیار المذہب ص۸) سے نقل کر کے انہیں کی توضیح مرام ص۳۰ سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ **یسوع، عیسیٰ، مسیح بن مریم** ایک ہی ذات کے نام اور وصف عنوانی ہیں۔

۲۔ حضرت امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے متعلق صحیح **بخاری، صحیح مسلم سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور مشکوٰۃ المصابیح** سے احادیث نقل کر کے معہ دیگر فوائد کے یہ واضح کیا ہے کہ مرزا قادیانی نہ مجدد ہیں، نہ مہدی ہیں، نہ مسیح ہیں۔ انتہی مختصراً۔

حافظ صاحب نے مولوی صاحب کی پہلی بات **(دعویٰ)** کی اول دلیل کو شربت کے گھونٹ

کی طرح پی کر ص ۳۲ سے ص ۵۲ تک دلیل دوم پر خامہ فرسائی کی ہے۔ جس میں حسب عادت بہت سی غیر متعلق باتیں بھی درج کر دی ہیں۔ ان سے قطع نظر کر لیا جائے تو قابل جواب بات ایک صفحہ سے زیادہ نہ ہوگی جس کا خلاصہ بس اتنا ہے کہ:

۱...... ''مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دیں پس بلکہ یسوع کو دی ہیں جس کی تصریح انہوں نے خود اس ذکر سے پہلے اسی کتاب انجام آتھم ص ۷ میں کر دی ہے۔''

۲...... انجیلی یسوع اور ہے اور قرآنی عیسیٰ دوسرے ہیں جو واجب الاحترام ہیں۔''

۳...... ''یسوع کو جو گالیاں دی گئیں الزاماً ہیں نہ کہ تحقیقاً۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی۔ ان پر بہتان عظیم ہے۔''

ناظرین! حافظ صاحب کا خیال ہے کہ مرزا قادیانی نے گالی یسوع کو دی، الزاماً دی، مولوی صاحب کا اور میرا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نے گالی دی اور حضرت عیسیٰ کو دی، الزاماً بھی دی، تحقیقاً بھی دی۔ حافظ صاحب کو یہ تو تسلیم ہے کہ ان کے مرزا قادیانی نے گالی دی۔ الزاماً دی، اختلاف صرف اس میں رہ گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی اور تحقیقاً دی۔ اگر یہ ہر دو باتیں بھی ثابت ہو جائیں تو ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی نے جرم توہین انبیاء کیا۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ حافظ صاحب مرزا قادیانی کو مسلمان کہہ کر اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالیں۔ سنئے: **امر اول** کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دی۔

۱...... مولوی صاحب بحوالہ (توضیح مرام ۳، رخ: ۳/۵۶، مصنفہ مرزا قادیانی) یہ لکھ چکے ہیں کہ: ''مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' لیکن حافظ صاحب نے اس کا کچھ خیال نہ فرمایا۔

۲...... بحیات مرزا قادیانی، امریکہ میں ڈاکٹر ڈوئی نے ان کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی نے ایک طویل تحریر میں لکھا تھا۔ کہ ''**ڈوئی یسوع مسیح** کو خدا جانتا ہے مگر میں اس کو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں۔'' (رسالہ ریویو ج ۱ ش ۹ ص ۳۴۴، بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء، مرقع قادیان ۵)

۳...... ''اس (مریم) کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا

---

۱۔ چہ خوش، گالی تو خود اپنی طرف سے دیں اور نام کریں مسلمانوں کی طرف سے۔

یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔'' (چشمہ مسیحی/۲۵، رخ:۲۰/۳۵۶)

۴......''ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا۔''

(چشمہ مسیحی/۶۷، رخ:۲۰/۳۸۱ برحاشیہ)

۵......''اور خدا جس کو **یسوع مسیح** کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس نے مجھے نہیں چھوڑا۔'' (چشمہ مسیحی/۲۳، رخ:۲۰/۳۵۳،۳۵۴)

۶......''ہماری قلم سے حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس پادری صاحبان تہذیب سے کام لیں۔ ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہ دیں تو مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بیس حصے زیادہ ادب پر ناز ہے'' (چشمہ مسیحی/۴ برحاشیہ رخ:۲۰/۳۳۶)

۷......تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے اگر ان کا خدا ہے تو وہ وہی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا ہے اور سری نگر محلہ خانیار کشمیر میں اس کی قبر ہے'' اور نیز مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ''**حضرت عیسیٰ علیہ السلام** نہ صلیب پر فوت ہوئے اور نہ آسمان پر چڑھے بلکہ یہود کے قتل کے ارادہ سے مخلصی پا کر ہندوستان میں آئے اور آخر ایک سوبیس برس کی عمر میں سری نگر کشمیر میں فوت ہوئے۔'' (ملخصاً راز حقیقت/۹ حاشیہ رخ:۱۴/۱۶۱)

۸......''وہ نبی جو ہمارے نبی ﷺ سے چھ سو برس پہلے گزرا ہے وہ **حضرت عیسیٰ علیہ السلام** ہیں اور کوئی نہیں اور **یسوع** کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بنا نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ جب کہ **یسوع** کے لفظ کو انگریزی میں جیزس بنالیا ہے تو یوز آسف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا۔ صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں تشریف لائے۔ اس کا سبب ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپ کی تبلیغ کو قبول نہ کیا اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدائے تعالیٰ نے ......حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب سے نجات دے دی۔'' (راز حقیقت/۱۵ حاشیہ، رخ:۱۴/۱۶۷)

۹......''یہ نبی حضرت **مسیح** علیہ السلام ہیں ......جو آنحضرت ﷺ سے چھ سو برس پہلے

گزرے ہیں......اس مدت میں بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبھی مشہور نہیں ہوا پھر یوز آسف کا نام جو **یسوع** کے لفظ سے بہت ملتا ہے۔ان تمام یقینی باتوں کو اور بھی قوت بخشتا ہے۔'' (راز حقیقت ۱۷، رخ:۱۶۸/۱۴)

۱۰......'' **حضرت عیسیٰ علیہ السلام** جو **یسوع** اور جیز یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ یہ انکا مزار ہے۔'' (یہ عبارت کتاب میں نقشہ مزار پر لکھی ہے) (راز حقیقت ۱۹، رخ:۱۷۱/۱۴)

۱۱......ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آسف حضرت **یسوع** کا نام ہے۔جس میں زبان کے پھیر کی وجہ سے کسی قدر تغیر ہو گیا ہے۔اب بھی بعض کشمیری بجائے **یوز آسف کے عیسیٰ** صاحب ہی کہتے ہیں۔جیسا کہ لکھا گیا۔'' (راز حقیقت ۲۰، رخ:۱۷۲/۱۴) ۱۲......**حافظ** صاحب نے اس ثبوت میں کہ مرزا قادیانی نے **یسوع** کو گالی دی ہے۔نہ کہ حضرت عیسیٰ، کو جو عبارت انجام آتھم کی نقل ہے اس کے بعد یہ فقرے بھی قابل توجہ ہیں کہ:''**یسوع** سے ہماری مراد اس شخص سے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔اپنے سے پہلے نبیوں کو چور و بٹمار کہا۔اپنے سے بعد آنے والے نبیوں کو جن میں حضور ﷺ بھی شامل ہیں جھوٹا اور مکار کہا۔ورنہ **حضرت عیسیٰ علیہ السلام** کو جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ہم ایک مقدس انسان خدائے تعالیٰ کا برگزیدہ **رسول** مانتے ہیں اور ہر طرح ان کو واجب الاحترام سمجھتے ہیں۔اس قرآنی **عیسیٰ** نے نہ خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ ہی کسی نبی کی شان میں کوئی گستاخی کی۔''

یہ ایک درجن حوالہ ہے۔ایسے ابھی صدہا حوالے ہیں جنہیں بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔حافظ صاحب کو مرزا قادیانی کا حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کو **الزامی** گالی دینے کا انکار تھا۔ مگر حوالہ نمبر ۶ میں مرزا قادیانی خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کو **الزامی** گالی دی۔

مذکورہ حوالوں کو پھر دیکھو کس صراحت سے مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ یسوع مسیح، عیسیٰ تینوں اسی ایک مبارک ہستی کا نام ہے جو حضرت مریم کا **بیٹا** ہے۔**مقدس** واجب الاحترام ہے خدا کا مقرب ہے۔**نبی** ہے برگزیدہ **رسول** ہے۔

ورنہ مہربانی فرما کر حافظ صاحب بتائیں کہ حوالہ نمبر ۱ میں مسیح بن مریم، عیسیٰ یسوع اور نمبر ۲ میں یسوع، مسیح، نبی اور نمبر ۳ میں مریم کا بیٹا عیسیٰ، یسوع اور نمبر ۴ میں عیسیٰ، یسوع، خدا کا مقرب

اور نمبر ۵ میں یسوع مسیح اور نمبر ۶ میں عیسیٰ اور نمبر ۸ میں عیسیٰ، یسوع مسیح اور نمبر ۹ میں مسیح، عیسیٰ یسوع اور نمبر ۱۰ میں عیسیٰ یسوع اور نمبر ۱۱ میں یسوع عیسیٰ کس کو کہا گیا ہے، اگر حضرت عیسیٰ ہی کا نام یسوع نہیں تو حوالہ نمبر ۷ میں مرزا قادیانی نے نصاریٰ کو عیسائی کیوں کہا۔ نیز انہیں یسوع کو مسیح نہیں کہتے تو آپ لوگ عیسائیوں کو مسیحی کیوں کہتے ہیں۔ انجیلی یسوع کا نام عیسیٰ نہیں تو حوالہ نمبر ۱۲ میں قرآنی عیسیٰ کہنے کا کیا مطلب ہے۔ اگر انجیلی عیسیٰ کوئی دوسرا تھا اور قرآنی عیسیٰ کوئی اور تو خدا نے قرآن میں، رسول نے حدیث میں بمقابلہ یہود ونصاریٰ انجیلی عیسیٰ کی حمایت و برأت کیوں کی؟

غرض مرزا قادیانی نے پاک ابن مریم صدیقہ کو الزامی گالی بنام **یسوع** بھی دی اور بنام **عیسیٰ** بھی اور چشمہ مسیحی میں بنام **مسیح** یوں گالی دی کہ ''مجھے کہتے ہیں: مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر سچ کہتا ہوں کہ اس نبی (عربیؐ) کی کامل پیروی سے ایک شخص **عیسیٰ** سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔'' (چشمہ مسیح ص ۲۴، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۴)

''آنحضرت ﷺ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے، اس لئے ...... ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے بلکہ آپ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنیٰ کو مسیح بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) کو بنایا۔'' (نور ہدایت/۴۶)

امر دوم کہ مرزا قادیانی نے **حضرت عیسیٰ** علیہ السلام کو تحقیقاً بھی گالی دی۔

۱...... دافع البلاء/۲۰، رخ: ۱۸/۲۴۰ میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کمتری اور اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے یہ شعر لکھا ہے۔ جسے حافظ صاحب نے بھی متعدد جگہ درج فرمایا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

۲...... اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ...... عیسیٰ کجا است تا بہ نہد پا بمنبرم (ازالہ/۱۵۸، رخ: ۳/۱۸۰)

بتایا جائے کہ مرزا قادیانی نے یہ دونوں شعر کس کے مقابلہ میں لکھے اور اس کا مخاطب کون ہے۔ کس سے اپنے کو برتر و افضل اور کس کو اپنے سے کمتر و ادنیٰ کہا ہے۔ کیا یہ بھی الزامی گالی ہے؟

۳...... یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

دیکھئے یہ الزام نہیں ہے۔ ورنہ حوالہ دے کر مرزا قادیانی یوں کہتے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کو

ایسا سمجھتے ہیں۔اسی کے ساتھ مرزا قادیانی کے یہ اقوال بھی ملا لیجئے۔''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔'' تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶،خزائن ج ۲۲ص ۴۵۹)

''تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے''

(ضمیہ انجام آتھم/۵۰،رخ:۱۱/۳۴۳)

''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''(چشمہ معرفت/۲۲۲،رخ:۲۳/۲۳۱)

''جیسا کہ بت پوجنا شرک ہے۔ویسے ہی جھوٹ بولنا بھی شرک ہے۔

(الحکم ۱۱صفر ۱۳۲۳ھ،از افادۃ الافہام:۲/۲۵۰)

اوراب نتیجہ نکالئے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کونعوذ باللہ جھوٹا بنا کر کیا کیا کہہ گئے۔

۴......''عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے لکھے ہیں۔مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ (صادر) نہیں ہوا۔''(ضمیمہ انجام آتھم/۶،رخ:۱۱/۲۹۰)

حالانکہ خدا نے فرمایا ہے۔''واتینا عیسی ابن مریم البینات'' (البقرۃ/۸۷) کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے۔اسی حق بات کے سلسلہ میں مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرماتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ میں سوا مکروہ فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔بتایا جائے کیا مرزا قادیانی کی یہ حق بات بھی الزامی گالی ہے؟

۵......''مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے......جو محض افتراء کے طور پر غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا...کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا؟''(ازالہ/۶،رخ:۳/۱۰۵،۱۰۶)

اس کلام میں مرزا قادیانی کے مخاطب یہودی اور عیسائی نہیں بلکہ اسلامی علماء ہیں۔کیا اس کو بھی الزامی جواب کہا جائے گا؟

۶......مسلم علماء کو خطاب ہے کہ:''ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔''اعجاز احمدی/۱۴،رخ:۱۹/۱۲۱)

اسی کے ساتھ مرزا قادیانی کی یہ عبارت بھی ملا لیجئے۔ ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح/۵، رخ:۱۹/۵)

تو نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے۔

۷...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔''

(دافع البلاء/۱۳، رخ:۱۸/۲۳۳)

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔'' (حقیقت الوحی/۱۴۸، رخ:۲۲/۱۵۲)

''یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔'' (حقیقت الوحی/۱۵۵، رخ:۲۲/۱۵۹)

کیا مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میں افضل ہوں اور مسیح ابن مریم مفضول ہیں۔ الزامی دعویٰ ہے؟

۸...... ''یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح صرف مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔'' (ازالہ ص۳۲۲ خزائن ج۳ ص۲۶۳ برحاشیہ)

''عمل الترب یعنی مسمریزمی میں مسیح بھی کسی درجے تک مشق رکھتے تھے۔'' (ملخصاً)

(ازالہ/۳۱۲، رخ:۳/۲۵۹ برحاشیہ)

یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ (ازالہ/۳۰۵، رخ:۳/۲۵۵ برحاشیہ)

''یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز (مرزا قادیانی) اس عمل کو **مکروہ** اور قابل **نفرت** نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ اوہام/۳۰۹، رخ:۳/۲۵۷، ۲۵۸ حاشیہ)

بتایا جائے یہ کرشمہ مسمریزم بھی کیا کوئی الزامی اعجوبہ نمائی ہے۔؟ نیز خیال رہے کہ مسمریزم کا اتہام مرزا قادیانی نے ازالہ الاوہام میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر بھی لگایا ہے۔

۹...... ’’وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس نے مجھے نہیں چھوڑا اور مسیح کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے۔ مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا، اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قوی ہاتھ دکھلائے اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا۔ یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں۔ بلکہ ان سے زیادہ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص۱۳، ۱۴، رخ: ۲۰/۳۵۴)

عجیب بات ہے امت میں صحابہ کرام سے زیادہ کیا معنی ان کے برابر اولیائے عظام نے بھی حضور ﷺ کی کامل پیروی نہ کی اور نہ کوئی کرسکتا ہے۔ وہ تو اس شرف سے محروم رہے مگر اس تیرھویں صدی میں مرزا قادیانی، صحابہ کا کیا ذکر ہے؟ حضرت ابن مریم سے بھی بڑھ گئے۔ کہاں ہیں حافظ صاحب۔ آئیں اور بتائیں کہ مثیل **مسیح** کا اصیل مسیح سے بڑا ہونا کس کا الزامی جواب ہے ؟

۱۰...... ’’مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا اور مسیح کا یہ نام نہیں رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘ (دافع البلاء صفحہ آخر، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

یہ وہ حوالہ ہے جسے مولوی صاحب نے بھی راہ حق میں پیش کیا تھا اور اس کے نتیجہ والی عبارت کو معیار المذہب کی عبارت سے متعلق سمجھ کر دھوکا کھایا اور دون وتعلّی کی لے کر مولوی صاحب کو دجال لکھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا تھا۔ مولوی صاحب کا مقصود یہ تھا کہ مرزا قادیانی نے اس میں قرآنی عیسیٰ کی توہین کی ہے اور یہ الزام نہیں بلکہ ان کی تحقیق ہے ورنہ مرزا قادیانی بنام قرآن استدلال نہ کرتے۔ لیکن حافظ صاحب نے اس کو ہضم کر کے یہی رٹنا شروع کر دیا کہ مرزا قادیانی نے یسوع کو الزامی گالی دی ہے۔

اس حوالہ میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علانیہ شرابی کہا ہے۔ جو بخیال الزام نہیں بلکہ بطور تحقیق، کیونکہ مرزا قادیانی کے ایک دوست نے ان کو بوجہ مرض ذیابیطس افیون کھانے کی صلاح دی تو مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی (ریویو آف ریلیجز ج ۲ ش ۳/۱۱۶، اپریل ۱۹۰۳ءعشرہ کاملہ ص ۱۱۵) کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الزاماً شرابی کہا ہے؟

۱۱...... مسیح کے حالات پڑھو تو یہ شخص اس لائق نہیں ہو سکتا کہ نبی بھی ہو۔'' (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء)

۱۲...... ''افغان یہودیوں کی نسبت اور نکاح میں کچھ فرق نہیں کرتے۔ لڑکیوں کو اپنے منسوبوں کے ساتھ ملاقات اور اختلافات اور اختلاط کرنے میں مضائقہ نہیں ہوتا مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط کرنا اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی بڑی سچی شہادت ہے۔ بعض پہاڑی خواتین کے قبیلوں میں لڑکیوں کا اپنے منسوب لڑکوں کے ساتھ اس قدر اختلاط پایا جاتا ہے کہ نصف سے زیادہ لڑکیاں نکاح سے پہلے ہی حاملہ ہو جاتی ہے۔'' (ملخصاً و مفہوماً ایام الصلح ص ۶۵، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰)

''اور مریم نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح ہو گیا...... مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔'' (کشتی نوح ص ۲۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

حالانکہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شان میں ''وجیھا فی الدنیا ولآخرۃ''

اور حضرت مریم صدیقہ کے حق میں "لم یمسسنی بشر" وارد ہے۔مگر حافظ صاحب دیکھیں کہ مرزا قادیانی تحقیقانہ کہ الزاماً اعتراض کے جواب میں حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں مریم علیہا السلام کو کیا کہہ گئے۔ بااین ہمہ مرزا قادیانی کی اس جرات کو دیکھئے۔ کہتے ہیں: ''مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح، میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔'' (کشتی نوح/۱۶ حاشیہ، رخ:۱۹/۱۷)

''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں'' یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔'' (کشتی نوح/۱۷ حاشیہ، رخ:۱۹/۱۷)

طرفہ تماشا ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ: ''''پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا......اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو، مگر خود اس قدر زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔

(چشمہ مسیحی ص ۷، خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

مگر خود ہی **گالی** ایک نبی کو دیتے ہوئے اپنے اخلاق کریمہ نہ معلوم کیوں بھول گئے۔ یہ تو **عزت** کی اور اگر **بے عزتی** کرنے پر آتے تو نا معلوم اور کیا لکھتے۔

حافظ صاحب! یہ ایک درجن حوالے دیکھئے۔ کیا اب بھی کہیئے گا کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تحقیقاً گالی نہیں دی؟ جب ہر دو امر ثابت ہو گئے تو اب اس میں کیا شک رہا کہ یسوع مسیح عیسیٰ، تینوں نام قرآنی ابن مریم کے ہیں۔ جسے انہیں ناموں سے عیسائی بھی پکارتے ہیں اور مرزا قادیانی نے اس کو ہر سہ نام سے الزاماً بھی گالی دی ہے اور تحقیقاً بھی جو نبی کی شان میں بدترین توہین ہے اور نبی کی توہین کرنے والا قطعاً کافر ہے۔ پس مولوی صاحب نے بہت صحیح لکھا ہے کہ مرزا قادیانی مسلمان ہی نہیں، پھر ان کا مجدد، مہدی، مسیح ہونا چہ معنی دارد؟

رہی دوسری بات تو اس کے متعلق حافظ صاحب نے بے ترتیب رطب دیا۔ بس جو کچھ لکھا

ہے۔ ان سب کا دار و مدار انہیں کے الفاظ میں اس پر ہے کہ جس قدر پیشین گوئیاں آخری زمانہ کے متعلق ہیں۔ وہ سب استعارات پر مبنی ہیں (نور ہدایت/۱۰۷) اور آخری زمانہ کی پیش گوئی سے آپ کی مراد آخری زمانے کے وہ واقعات ہیں جو حضرت مسیح و مہدی، دجال، یا جوج ماجوج وغیرہ کے متعلق ہیں نور ہدایت/۱۰۸۔ ان پیشین گوئیوں یا واقعات کا استعاری یا مبنی بر استعارہ ہونا مرزا قادیانی کا ذاتی اختراع ہے، وہی راگ ان کے امتی بھی گاتے ہیں۔ یہی حافظ صاحب نے بھی ص ۶۷، ۹۹ پر بھی لکھا کہ **حقیقت** پر مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ استعارات کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں۔

لیکن **استعاری** ہونا مبنی پر حقیقت نہ ہونا۔ حافظ صاحب کا خیال ہے کہ یہ مرزا قادیانی کی ایجاد نہیں، بلکہ خود حضور ﷺ نے قبل از وقت ہی مسلمانوں کو متنبہ فرما دیا تھا کہ دیکھو یہ باتیں حقیقت پر مبنی نہیں ہیں (نور ہدایت/۶۷) اور لطف یہ کہ بنام حدیث لکھا ہے مگر الفاظ حدیث نقل نہیں کئے۔ ورنہ قلعی کھل جاتی۔

مولوی صاحب نے بحوالہ حدیث امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال وغیرہ کے متعلق آخری زمانہ کے انہیں پیشین گوئیوں یا واقعات کو لکھ کر ثابت کیا تھا کہ مرزا قادیانی اس کے مصداق نہیں ہیں۔ حافظ صاحب نے جس پر برہم ہو کر لکھا ہے کہ: آپ نے جو حضرت مسیح مہدی کے **فرضی** اوصاف بیان فرما کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی میں یہ اوصاف نہ تھے۔ اس لئے وہ کیسے مسیح و مہدی ہو سکتے ہیں۔ سو جواباً گزارش ہے کہ ان جملہ اوصاف کو آپ لوگ اگر حقیقت پر مبنی سمجھتے ہیں تو یاد رکھو کہ ان اوصاف کی صاحب عقل لوگوں کے نزدیک **"ہرنی نامہ"** سے زیادہ وقعت نہیں ہے۔'' (نور ہدایت/۹۹)

'' دوسری جگہ اور غصہ میں ہو کر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی استعارہ نہ سمجھے تو پھر وہ ہمیں سمجھائے کہ یہ حدیث کی باتیں جو سراسر خلاف عقل ہیں کیونکر پوری ہو سکتی ہیں۔ اگر کہو خدا کی قدرت سے تو یہ بارے درجہ کا جواب ہے۔ جس سے خدا کے قدرت کی سخت توہین ہے اور سوائے **بیوقوف** اور **جاہل** لوگوں کے کوئی صاحب عقل اس قسم کا لغو جواب نہیں دے سکتا۔ جو اس **بات** پر دلالت کرتا ہے کہ ایسے موقعہ پر قدرت کی آڑ لینے والوں کے پاس کوئی معقول جواب نہیں جو کسی متلاشی حق کی تشفی کا موجب ہو سکے یا اسلام پر اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کر سکے۔'' (نور ہدایت/۶۸)

اس کے جواب میں ہمیں خود مرزا قادیانی کی حسب ذیل عبارت کا نقل کر دینا کافی ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ تو کیونکر ثابت ہو کہ وہ درحقیقت منجانب اللہ ہیں۔ آخر سچے مذہب کے لئے کوئی چیز تو مابہ الامتیاز چاہئے اور صرف معقولیت کا دعویٰ کسی مذہب کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ باتیں انسان بھی بیان کر سکتا ہے اور جو خدا محض انسانی دلائل سے پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہے۔ بلکہ خدا وہ ہے جو اپنے تئیں قوی نشانوں کے ساتھ آپ ظاہر کرتا ہے۔ وہ مذہب جو محض خدا کی طرف سے ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ منجانب اللہ ہونے کے نشان اور خدائی مہر اپنے ساتھ رکھتا ہو تا کہ معلوم ہو کہ وہ خاص خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے ہے۔ سو یہ مذہب اسلام ہے۔'' (چشمہ مسیحی/۱۹، رخ: ۳۵۱/۲۰)

یہ تو **معقولیت** کے متعلق مرزا قادیانی کی **حجیہ** تھی۔ اب خدا کی **قدرت** کی بابت ان کی **ہدایت** سنئے۔ لکھتے ہیں کہ: ''میری رائے میں فلسفیوں سے بڑھ کر اور کسی قوم کی دلی حالت خراب نہ ہوگی۔ خدا میں اور بندہ میں جو چیز بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور متکبری ہے۔ سو وہ اس قوم کے اصول کو ایسی لازم پڑی ہوئی ہے کہ گویا انہی کے حصہ میں آگئی ہے۔ یہ لوگ خدائے تعالیٰ کی قدرتوں پر حاکمانہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور جس کے مونہہ سے اس کے برخلاف کچھ سنتے ہیں۔ اس کو نہایت تحقیر اور تذلیل کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ نو خیزوں کے عام خیالات اسی طرف بڑھتے جاتے ہیں یہ کسی قوی دلیل کا اثر نہیں بلکہ ہمارے ملک کے لوگوں میں **بھیڑیا چال** چلنے کا بہت سا مادہ موجود ہے۔ جس سے تعلیم یافتہ جماعت بھی مستثنیٰ نہیں۔ سو اس فطرت اور عادت کے جو لوگ ہیں وہ ایک بڑی داڑھی والے (غالباً سرسید احمد خان بانی کالج علی گڑھ کی طرف اشارہ ہے) کو گڑھے میں پڑا ہوا دیکھ کر فی الفور اس میں کود پڑتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ان کے ہاتھ میں اور کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ یہ فلاں **خردمند** کا قول ہے، غرض زہرناک ہوا کے چلنے سے کمزور لوگ بہت جلد ہلاک ہوتے ہیں، لیکن ایک روشن دل آدمی جس کی فطرت میں خدائے تعالیٰ نے وسعت علمی کی استعداد رکھی ہوئی ہے وہ ایسے خیالات کو کہ خدائے تعالیٰ کے اسرار پر احاطہ کرنا کسی انسان کا کام ہے۔ بغائت درجہ **حمق وایمان** سے دور سمجھتا ہے..... ایک بڑے فلاسفر کا قول ہے کہ میں نے علم اور تجربہ میں ترقیات کیں۔ یہاں تک کہ آخری علم اور تجربہ یہ تھا کہ مجھ میں کچھ علم و تجربہ نہیں۔ سچ ہے دریائے غیر متناہی علم وقدرت باری

جل شانہ کے آگے ذرہ ناچیز انسان کیا حقیقت ہے کہ دم مارے اور اس کا علم و تجربہ کیا شے ہے کہ اس پر ناز کرے..... سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا کیا عمدہ اور صاف اور پاک اور خدائے تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کے موافق یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اس کے قبول کرنے کے لئے آمادہ رہیں اور بجز امور منافی صفات کمالیہ حضرت باری عزاسمہ سب کاموں پر اس کو قادر سمجھا جائے اور امکانی طور پر سب ممکنات قدرت پر ایمان لایا جائے۔ یہی طریق اہلِ حق ہے۔ جس سے خدائے تعالیٰ کی عظمت و کبریائی قبول کی جاتی ہے اور ایمانی صورت بھی محفوظ رہتی ہے۔ جس پر ثواب پانے کا تمام مدار ہے۔ نہ یہ کہ چند محدود باتیں اس غیر محدود کے گلے کا ہار بنائی جائیں اور یہ خیال کیا جائے کہ گویا اس نے اپنے ازلی ابدی زمانہ میں ہمیشہ اسی قدر قدرتوں میں اپنی جمیع طاقتوں کو محدود کر رکھا ہے یا اسی حد پر کسی قاسر (جبر کرنے والا) سے مجبور ہو رہا ہے اگر خدائے تعالیٰ ایسا ہی محدود القدرت ہوتا تو اس کے بندوں کے لئے بڑے ماتم اور مصیبت کی جگہ تھی۔ وہ عظیم الشان قدرتوں والا اپنی ذات میں "لایدرك والا انتھا" ہے۔ کون جانتا ہے کہ پہلے کیا کیا کام کیا اور آئندہ کیا کیا کرے گا......ایک حکیم کا قول ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بھی گمراہی نہیں کہ انسان اپنی عقل کے پیمانہ سے "باری عزاسمہ" کے ملک کو ناپنا چاہے۔ یہ بیانات بہت صاف ہیں۔ جن کے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔" (سرمہ چشم آریہ ص ۵۵،۵۶، خزائن ج ۲ ص ۱۰۳،۱۰۴)

**حافظ صاحب**! دیکھئے مرزا قادیانی نے آپ کی معقولیت کو خاک میں ملا دیا اور خدا کی قدرت کو کیسا وسیع بیان فرمایا۔ اگر میری نہیں سنتے تو للہ اپنے نبی ہی کی مان لیجئے اور اقرار کیجئے کہ مولوی صاحب کی پیش کردہ احادیث صحیحہ کی باتیں **خلاف عقل** نہیں بلکہ خود اپنی عقل ہی **خلاف عقل وایمان** ہے۔

جواب میں گو مذکورہ عبارت کافی ہے تاہم مزید اطمینان کے لئے کچھ اور عرض کرتا ہوں۔ یاد رکھئے کہ حافظ صاحب کی معقولیت کی حقیقت آخری زمانہ کے پیش گوئی کا بس **استعاری** ہونا ہے۔ اب اس **استعارہ** کا **اصلی معنی** سمجھنے کا نسخہ سنئے۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ سمجھنے کے لئے:

۱...... **روحانی آنکھوں** اور **قلب سلیم** (نور ہدایت ر ۶۷)، **علم روحانی** (نور ہدایت ر ۱۰۸) اور **ایمان** (نور ہدایت ر ۱۶۰) کی ضرورت ہے۔

۲...... جو صرف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لانے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ **عیسائیوں** کے ہاں بلا عیسائی ہوئے **تثلیث** سمجھ میں نہیں آتی، ویسے ہی مرزائیوں کے ہاں بلا **مرزائی** ہوئے استعارہ سمجھ میں نہیں آتا مگر یہ بات ہر استعارہ میں نہیں۔ صرف قرآن وحدیث کے استعارہ میں ہے، جیسا کہ حافظ صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن **وحدیث** کی باتیں بالخصوص پیشین گوئیوں کی حقیقت جو اکثر استعارات پر مبنی ہوتی ہے۔ سمجھنے کے لئے علم روحانی کی ضرورت ہے۔ مگر استعارہ تو استعارہ پھر اس خصوصیت کی کیا وجہ کہ اور استعارے تو سمجھ میں آئیں لیکن قرآن وحدیث کے استعارے بلا مرزائی ہوئے سمجھ میں نہ آئیں؟

دنیا جانتی ہے کہ **استعارہ** از قسم **مجاز** ہے۔ نیز لفظ مجاز اور حقیقت ہر دو متقابل ہیں۔ اہل علم پر روشن ہے کہ حقیقت، حقیقت ہے اور مجاز مجاز، نیز بلا قرینہ صارفہ حقیقت سے مجاز کی طرف عدول ناجائز ہے اور معنی مجازی اسی قرینہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ پھر استعارہ کے بھی اقسام ہیں اور سب میں یہ رعایت ملحوظ ہوتی ہے جو ہر استعارہ کے لئے عام ہے، لیکن حافظ صاحب نے معانی وبیان کے اس علمی کارخانہ کو درہم برہم کر کے قرآن وحدیث کی استعاری باتوں پر بالخصوص پیشین گوئیوں کو جدا کیا اور اس کے سمجھنے کے لئے یہ نئی تھیوری قائم کی کہ ایمان بالمرزا پر موقوف ہے۔ پھر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی حافظ صاحب کی کتاب واپس نہ کرتے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جواب نہ دیتے۔ مولوی عبدالحلیم صاحب کانپوری دوسرے کے حوالہ نہ فرماتے تو اور کیا کرتے۔ خدا کی شان یہ بات میرے ہی قسمت میں لکھی تھی کہ حافظ صاحب کو انکی اس جدت پر مبارک باددوں۔

خیر حافظ صاحب کی اس جدت طرازی سے کم از کم یہ بات تو **واضح** ہوگئی ہے کہ مرزا قادیانی کے دعاوی کو حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ ان کی تثلیث ومہدویت، مسیحیت، نبوت وغیرہ کا سارا کارخانہ بس مجاز پر ہے۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی یا حافظ صاحب نے یہ نہ ظاہر فرمایا کہ مجازی عمارت کس قسم کے استعارہ پر بنائی جارہی ہے۔ اچھا بنائیے لیکن یہ یاد رکھئے کہ ایسی چالیں پہلے بھی کچھ لوگ چل چکے ہیں۔ مگر نہ چل سکیں کیونکہ ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں۔

جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ قرآن وحدیث کا استعارہ مرزا قادیانی اور مرزائی کے سوا کوئی

نہیں سمجھ سکتا۔ جیسا کہ حافظ صاحب لکھتے ہیں۔'' سچی بات یہ ہے کہ ان باتوں کی اصل حقیقت جو ہم پر بذریعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کھولی گئی ہے۔ تو مرزا قادیانی کے وقت سے قیامت تک کے غیر مرزائی مسلمان جو اصل حقیقت سے محروم ہیں۔ اس کی وجہ سے بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ وہ روحانی آنکھ، قلب سلیم، ایمان علم روحانیت سے ظاہر پرست مولوی صاحبان بالکل تہی دست اور بے نصیب ہیں اور یہ باتیں مرزا قادیانی پر بلا ایمان لائے حاصل نہیں ہوتیں۔'' نتیجہ یہ کہ جملہ غیر مرزائی مسلمان بے ایمان، کافر ہیں اور ان کے حقیقت سے محرومی کی وجہ کفر ہے۔

دیکھئے حافظ صاحب! کس صفائی سے آپ کی عبارت از مرزا قادیانی تا قیامت کے جملہ غیر مرزائی مسلمانوں کو کافر بنا رہی ہے۔ پر کس منہ سے علماء اسلام کو غدار یہودی صفت مولوی لکھ کر آپ انہیں فرماتے ہیں کہ کافروں کو مسلمان بنانے کے بجائے جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں ان کو بھی یہ دائرہ اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا آپ کے شغل تکفیر اور اتہام تکفیر کے لئے ہم مسلمان ہی تختہ مشق بننے کے لئے رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی امت پر رحم فرمائے۔

یہ قصہ تو مرزا قادیانی کے بعد تھا۔ اب ان سے پہلے چلئے اور اس وقت کے اہل اسلام کو دیکھئے وہ بھی مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی طرح واقف تھے یا ہم بے نصیب مسلمانوں کی طرح بے خبر تھے۔ ان میں اول نمبر انبیاء خصوصاً خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد ﷺ کا ہے جو حامل وحی اور صاحب شریعت تھے۔ پھر حضور ﷺ کی امت میں صحابہ کرام اولیائے عظام، علمائے ذی الاحترام کا مرتبہ ہے۔ جنہیں بلفظ علماء اسلام بھی تعبیر کر سکتے ہیں، جن کی شان میں حضور نے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' فرمایا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ تقریباً ہر امر کے متعلق مرزا قادیانی کے دو مختلف قول ہیں۔ ایک صحیح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے۔ دوسرا غیر صحیح۔ اپنے دعویٰ اور مذہب ثابت کرنے کے لئے۔ چنانچہ اس معاملہ میں بھی ان کے ہر دو قسم کے قول موجود ہیں۔ نبی اور حضور ﷺ کی بابت مسلمانوں کو دھوکا دینے والے قول یہ ہیں۔

۱...... ''ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۷، رخ: ۲۲/۴۳۸)

---

۱۔ بینات میں غلطی وہ بھی نبی سے۔ دیکھئے حافظ صاحب مرزا قادیانی کی تعلیم کیا کیا کراتی ہے۔

اس سے خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب کو بھی اتفاق ہے۔

۲..... ''جب تک خدائے تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیش گوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اس کی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔''

(ازالہ اوہام/۴۰۶، رخ:۳/۳۱۰)

مگر جب خود مسیح بنا ہوا تو یہ کہی ہوئی بات بھول گئے اور بے تکلف اس کے خلاف فرمادیا کہ: ''پیش گوئیوں کی تاویل اور تعبیر میں انبیاء علیہم السلام کبھی غلطی بھی کھاتے ہیں۔''

(ازالہ/۶۹۰، رخ:۳/۴۷۲)

''اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال وغیرہ کی حقیقت مو بمو منکشف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔'' ملخصاً (ازالہ اوہام/۶۹۱، رخ:۳/۴۷۳)

یہی حال مرزا قادیانی کے امتی حافظ صاحب کا ہے کہ ایک جگہ تو لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس حقیقت سے قبل از وقت ہی متنبہ فرمادیا تھا۔ (نور ہدایت/۶۷) دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

۱..... اصل حقیقت ہم پر مرزا قادیانی کے ذریعہ کھولی گئی۔

۲..... پیشین گوئیوں کے متعلق نبیوں کو بھی صحیح علم نہیں دیا جاتا۔ (نور ہدایت/۶۷)

۳..... پیشین گوئیوں کی چار قسمیں ہیں۔ بینات متشابہات، شرطیہ، استعاری، ہر ایک میں نبی سے اجتہادی غلطی ہوسکتی ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے۔ ملخصاً (نور ہدایت/۱۱۶)

۴..... جس میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس میں نبی سے اجتہادی غلطی کرا دیتا ہے۔ (ملخصاً نور ہدایت/۱۱۷)

۵..... بیشک نبیوں سے اجتہادی غلطیوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ (نور ہدایت/۱۱۴)

۶..... بسا اوقات شیطان کو رخنہ اندازی کا موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ نبی کے اجتہاد میں کچھ اپنی طرف سے بھی آمیزش کردے۔ (نور ہدایت/۱۵۵)

۷..... اللہ تعالیٰ ملہم من اللہ کو بھی قبل از وقت پیشین گوئیوں کی اصل حقیقت اور اس کا راز نہیں بتاتا۔ (محصلاً نور ہدایت/۱۲۲، ۱۱۳)

۸..... آیت ختم نبوت ''ما کان محمد'' میں حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کے وفا

ت کی پیشین گوئی کی گئی تھی۔ چونکہ یہ وحی الٰہی قبل از وقت تھی اس لئے کسی نے بھی اصل مطلب کی طرف توجہ نہ کی۔ (نور ہدایت/۱۲۳ درحاشیہ)

اس پر حافظ صاحب بڑے فخر سے الزاماً بھی لکھتے ہیں کہ اس میں غیر احمدیوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے جو طنزاً کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اچھے نبی تھے جو اپنے وحی والہام کے مطلب کو بھی نہ سمجھتے تھے (نور ہدایت/۱۲۴ درحاشیہ) جب نبیوں کی یہ عزت ہے تو ظاہر ہے کہ علماء اسلام کس شمار میں ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کے صحابی حافظ صاحب، علماء کے متعلق بھی وہی دورنگی چال چلے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں کہ ''سلف، خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اوران کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہے۔'' (ازالہ اوہام/۳۷۴، رخ: ۲۹۳/۳)

مسئلہ عرض الحدیث علی القرآن کی بابت مرزا قادیانی کی عبارت سے مستفاد ہوتا ہے۔ کہ کسی معتبر عالم کا کتاب میں لکھ دینا قابل اعتماد ہے۔ (محصلاً ازالہ اوہام/۸۷۲، رخ ۵۷۵/۳)

''گو اجمالی طور پر قرآن اکمل واتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے۔''

(ازالہ اوہام/۵۵۶، رخ:۴۰۰/۳)

مگر دوسری طرف جوش دعاوی باطلہ میں یہ سب **فراموش** کرکے اس کے خلاف نہایت بیباکی سے لکھتے ہیں کہ ''کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے انہیں (مولویوں) کو بہت خراب کیا ہے اوران کے **دلی** اور دماغی قوی پر بہت برا اثر ان سے پڑا ہے اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی **حالت** کو درست کرسکتی ہیں اور نہ **ایمانی** حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطری سعادت اور نیک **روشنی** کی مزاحم ہورہی ہیں۔ (ازالہ اوہام/۷۲۷، رخ:۴۹۲/۳ برحاشیہ)

''اور کیوں جائز نہیں ہے کہ انہوں (راویوں) نے عمداً یا سہواً بعض احادیث کی تبلیغ میں خطا کی ہو'' (ازالہ اوہام/۵۳۰، رخ:۳۸۵/۳)

اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں ''وان الظن لایغنی من الحق شیئا''.

(ازالہ اوہام/۶۵۴، رخ:۳/۴۵۳)

اگر پدر نتواند پسر تمام کند، مرزا قادیانی کے فرزند میاں محمود خلیفہ ثانی نے لکھا ہے کہ ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے نہیں سنیں۔

(الفضل ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء ہینڈ بل/۳، از رسالہ دین مرزا کفر خالص/۴۷ حوالہ نمبر ۲۳)

''الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا، میری عبادت گاہ میں ان کے چولھے ہیں، میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں''۔ (ازالہ اوہام/۷۶، رخ:۳/۱۴۰ بر حاشیہ)

دیکھئے باپ اور بیٹے نے مل کر **تفسیر** اور **حدیث** کے ساتھ **مفسرین، محدثین، علماء** پر کیسا ہاتھ صاف کیا ہے یہی حال ہے حافظ صاحب کا جو ایک جگہ تو لکھتے ہیں۔ کہ دراصل اس تعریف و مداح کی جو قرآن وحدیث میں علمائے کرام کے متعلق ہے یا وہ عالم ربانی مستحق تھے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے پہلے گزر چکے ہیں یا اب وہ ہیں جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لائے ہیں۔ (نور ہدایت/۱۶۱)

مگر انہیں علمائے کے متعلق دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ **مفسرین** رحمہم اللہ نے جو کچھ آخری زمانہ کی پیشین گوئیوں کے متعلق فرمایا ہے ہم مانتے ہیں کہ اپنے اصل کے لحاظ سے وہ سب **درست** اور قرآن وحدیث کے مطابق **ہیں۔** البتہ انہوں نے جوان باتوں کی تشریح کی ہے اگرچہ وہ زمانہ حاضرہ میں بعید از **عقل** معلوم ہوتی ہے، مگر سچی بات یہ ہے کہ ان کی اصل حقیقت ہم پر بذریعہ **مرزا قادیانی** کھولی گئی ہے یہ حقیقت اگر ان بزرگوں کے سامنے پیش کی جاتی تو وہ ضرور اس کو بعید از عقل سمجھتے جس طرح آج کوئی کم فہم ان بزرگوں کے علم و عقل کا مضحکہ اڑاتا ہے، اسی طرح جوان بزرگوں کے سامنے ان باتوں کا اصل **مطلب** بیان کرتا تو وہ نہ معلوم اس کو کیا **سمجھتے** اور کیا کچھ **سناتے** کیونکہ یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کے سامنے **طلسم** ہو**شربا** کی بھی کچھ حقیقت نہیں ہم جانتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ یہ بیشک اپنے زمانہ کے بہت بڑے پایہ کے عالم تھے **مگر ملہم من اللہ** نہ تھے اگر وہ ملہم من اللہ بھی ہوتے تو **خدا** ان کو ان پیشین گوئیوں کی قبل از وقت اصل حقیقت نہ بتاتا۔ ان بیچارے مفسرین پر کیا منحصر ہے پیشین گوئیوں کے متعلق تو نبیوں کو بھی صحیح علم

نہیں دیا جاتا‘‘(نور ہدایت/۱۱۱ تا ۱۱۳ ملخصاً) آگے ایک جگہ حاشیہ میں اس سے بھی صاف فرماتے ہیں کہ میں بک نہیں رہا بلکہ ایک حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح علماء **متقدمین** نے ......دیگر مسائل ختم نبوت اور حیات مسیح وغیرہ کے مفہوم قائم کرنے میں **غلطی** کھائی ہے اسی طرح اہل بیت کے مفہوم کو بھی **غلط** طور پر سمجھ کر ایسا خطرناک **عقیدہ** قائم کرنے میں غلطی کھائی ہے اہل بیت کے جس سے تمام مسلمانوں کو...... از حد **نقصان** پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔ مطلب یہ کہ حافظ صاحب کے نزدیک سابق علماء ربانی نے غلط تشریح ہی نہیں کی بلکہ ایسا باطل مفہوم بتایا کہ جملہ مسلمانوں کو بیحد نقصان پہنچا اور ہنوز پہنچ رہا ہے۔

لیجئے اب مطلع صاف ہے کہ پیشین گوئیوں کی اصل حقیقت سے ہماری طرح مرزا قادیانی سے پہلے کے **علماء اسلام** حتیٰ کہ خود **نبی حضور ﷺ** بھی بے خبر تھے۔ **سوال** یہ ہے کہ اصل حقیقت سے ہماری محرومی کی وجہ تو کفر (عدم ایمان بر مرزا) تھی۔ مگر ان علماء ربانی خصوصاً نبی حامل وحی کے بے خبری کی کیا وجہ ہے؟

اگر کہا جائے کہ پیشین گوئیوں کا محض استعاری ہونا ہے تو ہم نے کیا قصور کیا ہے جو ہمارے لئے اس کے سوا دوسری علت تجویز کی جاتی ہے دوسرے جب آج بھی قرآن وحدیث کے وہی الفاظ ہیں تو وہ مرزا قادیانی کے لئے بھی استعاری ہیں۔ پھر ان پر اس کی اصل حقیقت کیونکر منکشف ہوگئی۔ رہی ان کی نبوت تو وہ مرزائیوں کے لئے حجت ہوگی۔ ہمارے لئے تو ان کی نبوت ہی نہ صرف ان کی حقیقت بلکہ ان کی بیان کردہ حقیقت کے بھی بطلان کی دلیل ہے اور اگر کہا جائے کہ پیشین گوئیوں کا قبل از وقت ہونا ہے تو حضور ﷺ نے بلا علم حقیقت قبل از وقت اس سے دوسروں کو کیونکر متنبہ کیا۔ کیا نبی کے لئے تعلیم بالمجہول جائز ہے؟ دوسرے یہ کہ جب آپ کے نزدیک وہ حقیقت تیرہ صدی کے بعد اب مرزا قادیانی کی مجددیت، مہدویت، مسیحیت سے ظاہر ہوگئی اور لوگوں نے دیکھ لیا تو باوجود عینی مشاہدہ کے غیر مرزائی مسلمانوں نے مرزا قادیانی کی تکذیب کیوں کی؟ وجہ یہ کہ حافظ صاحب مان چکے ہیں کہ مابہ النزاع پیش گوئیوں کی وہ غلط تشریح جو علمائے ربانی نے کی ہے۔ اگر ظاہر ہو جائیں۔ تو پھر وہ کون ایسا شخص ہوگا کہ باوجود عینی مشاہدات کے پھر بھی کافر ہی رہے گا اور ان تمام سچی باتوں کی تکذیب ہی کرتا رہے گا (نور ہدایت/۱۲۲)۔ جب غلط اور جھوٹی تشریح کے عینی مشاہدہ میں یہ برکت ہوئی تو اب صحیح اور سچی

حقیقت کے عینی مشاہدہ میں وہ کرامت کیوں نہ ظاہر ہوئی؟ پھر جو مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی (محمدی بیگم) اور پادری آتھم والی پیشین گوئی میں بعد از وقت (کیونکہ بخیال مرزائیاں وہ پوری ہوئیں) ایسا خفا کیوں رہا کہ بقول حافظ صاحب ان میں (مرزا قادیانی کو اجتہادی غلطی نہیں لگی بلکہ خود لوگوں کو اجتہادی غلطی لگ گئی (نور ہدایت ۱۵۹) اور اس غلطی کی بناء پر جو مرزا قادیانی کو غیر صادق کہتے ہیں انہیں غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے۔؟ اور اگر عدم علم حقیقت کی وجہ کفر کو قرار دیا جائے تو حافظ صاحب ہی انصاف سے فرمائیں کہ بہت بڑے پایہ کے علمائے ربانی، خصوصاً حضور ﷺ کو نعوذ باللہ کیا کہئے گا؟ آپ ہی کا مقولہ ہے کہ جو حضرت نبی کریم ﷺ کو آخری نہیں مانتا وہ بے ایمان ہے مگر اس صورت میں تو نبوت ہی رخصت ہوئی جاتی ہے کہئے جو نبی کو نہ مانے وہ کیا ہے؟

یہ ساری گفتگو اور تمام خرابیاں آخری زمانہ کے پیش گوئیوں کو استعاری کہنے پر تھیں حالانکہ سرے سے یہ بات ہی غلط ہے کہ یہ باتیں مبنی بر استعارہ ہیں افسوس جب مرزا قادیانی اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے مابین مباہلہ ہوا اور مولوی صاحب نے اس میں کاذب پر فوری عذاب نازل ہونے کی شرط پیش کی تو مرزا قادیانی نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں جواب دیا کہ یہ خلاف سنت ہے۔ حدیث کے لفظ کی رعایت کر کے مباہلہ کی مدت کو ایک سال سے کم نہیں کرنا چاہیے (راز حقیقت الف، رخ: ۱۴/۱۷۳) مگر عروج مسیح، حیات مسیح، نزول مسیح، ظہور مہدی، خروج دجال وغیرہ علامات قیامت کے متعلق الفاظ حدیث کی رعایت کو بالائے طاق رکھ کر زبردستی استعارہ کی پناہ لیتے ہیں۔

یہی روش حافظ صاحب کی بھی ہے۔ چنانچہ دیباچہ ص ۱۱ سے: دیکھئے.....اپنے مخالف علماء اسلام کو یہودی بنانے کی دھن میں مشکوۃ سے دو حدیث نقل کر کے لکھ دیا کہ ان ہر دو حدیثوں کے متعلق تمام علمائے متقدین ومفسرین اور مجددین...... بالاتفاق بھی لکھتے چلے آئے ہیں کہ یہ حدیثیں مسیح موعود کے زمانہ کے جو لوگ ہیں۔ ان کے متعلق ہیں...... اگر مخالفین کہیں کہ ابھی مسیح موعود نہیں آیا لہذا ہم ان حدیثوں کے مصداق نہیں ہو سکتے تو میرے نزدیک اس وقت یہ بحث فضول ہے صرف یہ دیکھنا کافی ہے کہ جو جو باتیں ان حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں وہ اس زمانہ کے عام لوگوں اور مولویوں میں موجود ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو لازما ماننا پڑے گا کہ مسیح موعود بھی آچکا اور وہ مرزا

قادیانی ہی ہیں۔ ہاں اگر یہ اوصاف جو حدیثوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ ان لوگوں میں موجود نہیں تو پھر بیشک ان لوگوں کا یہ کہنا درست ہو سکتا ہے کہ ابھی مسیح موعود نہیں آیا۔

مگر یہی بات جب مولوی صاحب نے کی کہ مسیح موعود کے آنے، نہ آنے سے قطع نظر کر کے **حدیثیں** نقل کیں اور یہ دیکھا کہ ان میں **امام مہدی** اور **حضرت عیسیٰ** علیہما السلام کے جو حالات وصفات بلا استعارہ صراحۃً منجانب رسول اللہ ﷺ مذکور ہیں۔ وہ مدعی مہدویت ومسیحیت جناب مرزا غلام احمد قادیانی میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے نہیں پایا۔ لہٰذا کہہ دیا کہ مرزا قادیانی نہ مہدی ہیں نہ مسیح ہیں۔

تو حافظ صاحب فوراً میان سے باہر ہو کر ص ۹۹ میں فرمانے لگے کہ آپ نے جن فرضی اوصاف کو بیان کر کے مرزا قادیانی میں نہ پا کر ان کے مہدی ومسیح ہونے سے انکار کیا ہے، وہ اوصاف حقیقت پر مبنی نہیں ہیں لیکن حقیقت پر مبنی نہ ہونے کی وجہ سے اس کے سوا کچھ نہیں لکھتے کہ جو باتیں احادیث صحیحہ کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتی ہیں اور جسے مولوی صاحب نے بیان کی ہیں یا دیگر غیر مرزائی علماء اسلام لکھتے ہیں۔ وہ فرضی ہیں۔ ہرنی نامہ سے زیادہ نہیں، طلسم ہوشربا سے کم نہیں۔ بعید از عقل ہیں ناممکن ہیں۔ مگر کیوں ہیں؟ ہنوز اس کا جواب ندارد۔

عجیب طریقہ ہے کہ جب الفاظ سے خود کام لینا ہوتا ہے تو پیروی **سنت** کی ہدایت کی جاتی ہے۔ حدیث کے لفظ کی **رعایت** ہوتی ہے۔ ظاہری معنی **واقعی** ہو جاتے ہیں، مگر جب الفاظ ساتھ نہیں دیتے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے مخالفین مرزا قادیانی اس سے کام لیتے ہیں تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں خصوصاً حافظ صاحب کو نہ اتباع سنت کی توفیق ہوتی ہے نہ حدیث کے لفظ کی رعایت کی جاتی ہے۔ ظاہری معنی **فرضی**، خلاف عقل، ناممکن ہو جاتے ہیں اور وہی الفاظ جنہیں ساری دنیا مبنی بر حقیقت سمجھتی ہے، نہ معلوم کیوں کر مبنی بر استعارہ ہو کر اس سے مرزا قادیانی کے موافق کہاں سے بلا قرینہ باطنی معنی پیدا ہو جاتے ہیں کہ نہ خدا کسی کو بتاتا ہے۔ نہ نبی کو خبر ہوتی ہے نہ علماء ربانی کو سوجھتی ہے۔ تیرہ صدی تک ان الفاظ والی آیات واحادیث مہمل اور بیکار پڑی رہتی ہیں۔ اٹکل سے باطل معنی سمجھ کر دنیائے اسلام گمراہ ہو جاتے ہیں۔ خدا خدا کر کے وہ حقیقت جو کسی

---

ا۔ حافظ صاحب کو خود بھی تسلیم ہے کہ مسیح کا پورا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو قرآن کے رو سے اسم ذات ہے۔ نور ہدایت ص ۵۵ حاشیہ

کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئی تھی۔اب مرزا قادیانی پر منکشف ہوتی ہے مگر ہنوز مرزا قادیانی پر بلا ایمان لائے کسی کے سمجھ میں نہیں آسکتی۔

یہ بحث بالکل فضول ہوگی کہ مولوی صاحب کی پیش کردہ احادیث کو حافظ صاحب نے مبنی بر استعارہ کہہ کر مرزا قادیانی کی بیان کردہ لغو تاویل جولکھی ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ کیونکہ ان کی اصل بنیاد احادیث کا مبنی بر غیر حقیقت ہونا ہی جب غلط ہے تو مجاز ہی غائب ہے۔پھر استعارہ چہ معنی؟

ورنہ اولاً برعایت کتب فن بتایا جائے کہ مسیح کا لفظ انجیل میں عیسیٰ بن مریم نبی اللہ اور مسیح[1] عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وغیرہ الفاظ قرآن واحادیث میں جو وارد ہیں، یہ حقیقت نہیں مجاز ہے تو مجاز کی کون سی قسم ہے۔لغوی یا شرعی، عرفی خاص یا عرفی عام، نیز استعارہ میں سے کونسا استعارہ ہے، جب تک یہ نہ بتایا جائے اس وقت تک خواہ مخواہ یہ دعویٰ کرنا کہ حقیقت پر مبنی نہیں یا مبنی بر استعارہ ہے کہاں کا انصاف ہے؟

ثانیاً فرمایا جائے، شارع کو اظہار حقیقت ہی مقصود ہوتا اور حضور ﷺ کو عروج حیات نزول ابن مریم وظہور مہدی اور خروج دجال وغیرہ کی صریح طور پر خبر دینی ہی منظور ہوتی تو اس کے علاوہ، علم لقب، کنیت، خطاب و دیگر حالات وصفات کے لئے اور کون الفاظ استعمال فرماتے جو حقیقی اور صریحی ہوتے۔؟؟؟

جب تک ہر دو امر کا شافی جواب نہ دیا جائے اس وقت تک مولوی صاحب ہی کی بات کو کہ مرزا قادیانی نہ مسلمان ہیں، نہ مجدد ہیں، نہ مہدی ہیں نہ مسیح ہیں حق ماننا پڑے گا۔اس بحث میں میری یہ آخری گفتگو تھی جو ختم ہوگئی۔کاش حافظ صاحب اس کو بنظر غور وانصاف دیکھتے اور سمجھتے۔ اللھم امین!

نمبر ۷...... ان (مرزا قادیانی) کے ان دعوؤں (مجددیت، مہدویت، مسیحیت) کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی اور مجددیت، مسیحیت اور مہدویت کا مدعی نہیں ہوا۔ان کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے آسمان پر سورج گرہن اور زمین پر طاعون والی پیشین گوئی کا صحیح ہونا کافی ہے۔فقط

اس نمبر میں مرزا قادیانی کے دعویٰ کی دلیل کا بیان ہے کہ ان کے مقابلہ میں دوسرا کوئی

---

۱۔ دیکھئے یہ بھی جملہ اول کو خلاف مقصود اور جملہ ثانی کو مبائن تو نہیں بناتا۔

مجدد، مہدی، مسیح ہونے کا مدعی نہیں ہوا۔ انکی پیشین گوئیاں صحیح ہوتی تھیں۔

مولوی صاحب نے دلیل کے ہر دو جزو پر حسب ضرورت مناسب روشنی ڈالی ہے۔

الف...... پہلے حصے کے رد میں لکھا ہے کہ:

۱......مولوی احمد رضا خان صاحب مرحوم بریلوی نے مجدد (مائۃ حاضرہ و موجودہ صدی کا مجدد) ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

۲......کوئی اور مدعی نہ بھی ہوتا تو حدیث ثلثون دجالون کذابون الحدیث کے مطابق مرزا قادیانی دجال وکذاب تھے۔

۳......اور انکے کذب، پر بالفظ ''اسمه احمد'' ایک آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔

ب...... دوسرے حصہ کا جواب دیا ہے کہ:

۱......پیشین گوئی کی صحت، دلیل صداقت نہیں۔

۲......مرزا قادیانی کی چھ پیشین گوئیوں کا حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ وہ پیش گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور نتیجہ نکالا کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں۔ انتھی مختصراً

حافظ صاحب نے (الف) پہلے حصہ کے کسی بات کا بطور جواب تو کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ ہاں گزشتہ نمبروں کی طرح بلا جواب دوسری باتوں کے ضمن میں اتفاقیہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ میرا احسان ہے کہ ان منتشر اور بلا ترتیب باتوں کو جواب فرض کر کے نمبر وار ذکر کر رہا ہوں۔ چنانچہ یہاں بھی ان کی کتاب سے تلاش کر کے پیش کرتا ہوں سنئے۔ پہلی بات کے جواب کے لائق حافظ صاحب نے کچھ بھی نہیں لکھا۔ ہاں تکرار دعویٰ البتہ کیا کہ حضور ﷺ کے قائم مقام مرزا قادیانی مسیح موعود مہدی مسعود نے بھی [۱] ایک ثبوت کا دعویٰ کیا...... میں ۷۲ فرقے والوں سے پوچھتا ہوں کہ ان کے اندر کوئی ایسا فرقہ ہے جس میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو...... ہرگز نہیں (نور ہدایت ۱۱۵/) حافظ صاحب کو مرزائیوں میں سے قادیان کے محمودی فرقہ سے تعلق ہے۔ نمبر ہذا میں مرزائی نے اور نور ہدایت میں حافظ صاحب نے جو دعویٰ پیش کیا ہے گو بظاہر دونوں میں فرق معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں متحد ہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے تصریح کی ہے کہ: ''امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل ہیں۔'' (ضرورت الامام ۲/، رخ: ۱۳

---

۱۔ پھر تو کوئی مدعی الوہیت :وَنَزْ بھی اپنی صداقت پر یہی دلیل پیش کرسکتا ہے۔

(۴۷۶/

اور وہ وہی دعویٰ ہے جس کے بالفاظ دیگر خود مرزا قادیانی مدعی ہو چکے ہیں کہ: ''علماء...... بتلادیں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے..... اب یہ بتلادیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔'' (ازالہ اوہام ۱۵۴، رخ: ۱۷۹/۳)

''اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا (غلط ہے کماسیاتی) کہ میں مسیح موعود ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۸۳ خزائن ج ۳ ص ۴۶۹)

حیرت ہے دیکھئے دعویٰ تو اس زور شور کا مگر مرزا قادیانی یا ان کا کوئی امتی آج تک یہ نہ بتا سکا کہ کسی اور کے دعویٰ نہ کرنے کو مرزا قادیانی کے مجدد، مہدی، مسیح، نبی ہونے سے آخر کیا تعلق ہے؟ کسی کا دعویٰ نہ کرنا اگر مرزا قادیانی کے صادق ہونے کی دلیل ہے تو اوروں کا مدعی ہونا بلاشبہ مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے، ورنہ دوسرے مدعی کا مطالبہ بے سود ہوگا اور اس مطالبہ پر آپ کو بڑا فخر واصرار ہے۔ اچھا آیئے مدعیوں کو پہچانیے۔

مجددیت مدعی مولوی **احمد رضا خان** صاحب بریلوی کو تو خود مولوی صاحب نے پیش کیا ہے جس پر حافظ صاحب نے سانس تک نہ لی اور نہ معلوم شربت کے گھونٹ کی طرح پی گئے۔ مرزا قادیانی کے حیات میں قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں مولوی عبدالقادر صاحب ایک ذی علم اور سنسکرت کے ماہر آدمی تھے۔ جن کے اعزہ ہنوز موجود ہیں۔ ان کو امام وقت ہونے کا دعویٰ تھا۔ تیرہ سو برس میں تو ہر قسم کے متعدد مدعی گزرے ہیں۔ مثلاً ملل ونحل میں ہے کہ ابو الخطاب نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد فرقہ معمریہ نے معمر کو فرقہ بزیغیہ نے بزیغ کو اپنا امام الزمان تسلیم کیا تھا۔ نیز اسی میں ہے کہ **احمد کیال**، مغیرہ **ابن سعید** عجلی اور خوزستانی کے ساتھی معین ذکر دیے **یحییٰ**، بنام محمد بن عبد اللہ (تاریخ دول اسلامیہ) امام الزماں ہونے کے مدعی تھے **ابوالخطاب، معمر، بزیغ، احمد، مغیرہ، یحییٰ** نے جو دعویٰ کیا تھا، وہی امام الزمان کا دعویٰ تھا جو بقول مرزا قادیانی محدثیت، مجددیت، نبوت، رسالت سب کا جامع ہے۔ یحییٰ مذکور اور **عبید اللہ** مہدی افریقہ، (ابن خلدون ۴، ابن اسیر جلد ۸) سید محمد **جونپوری** اور **علی محمد** بابی (ہدایت الاسلام ۲۲۴) نے مہدی

**محمد بن تومرت سوسی** نے مہدی موعود (فتوحات اسلامیہ) **محمد احمد سودانی**، (مذہب الاسلام ۴/۲۳۴) اور **صالح بن طریف** نے مہدی اکبر (ابن خلدون) ہونے کا دعویٰ کیا۔ **فارس بن یحییٰ** مثیل مسیح (کتاب المختار) اور عیسیٰ موعود (افادہ الافہام ج ا ص ۸۴) ہونے کا مدعی تھا۔ **صالح** اور **فارس** اور مغیرہ مذکور **نبوت** کا بھی اور **ابو منصور** بانی فرقہ منصوریہ کو رسالت (منہاج السنۃ) کا دعویٰ تھا۔ غرض ناظر کتب تاریخ کو ایسی مثالیں بکثرت مل سکتی ہیں۔

دیکھئے مسلمانوں میں سے مرزا قادیانی کی زندگی میں مولوی **احمد رضا خان** نے مجدد مولوی عبدالقادر صاحب نے امام زمان اور زمانہ سابق میں فارس بن یحییٰ نے مثیل مسیح و عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کر کے مرزا قادیانی کے دلیل دعویٰ کو **باطل** اور ان کو **کاذب** کر دیا۔

اصل تو یہ ہے کہ کوئی اور مدعی ہو یا نہ ہو۔ بہرصورت حسب ارشاد حضور ﷺ "**ثلثون دجالون، کذابون الحدیث**" مرزا قادیانی کا بوجہ دعویٰ نبوت، دجال اور کاذب ہونا ثابت و محقق ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ کچھ بمناسبت مقام پیشتر میں نے بھی درج کیا ہے جو کافی ہے اور یہی دوسری بات بھی تھی مگر حافظ صاحب نے اس کا بھی کچھ جواب نہیں دیا۔

تیسری بات کا ذکر ایک جگہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی **آخر** الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد ﷺ کے آمد کی بشارت (پیشین گوئی) دی تھی، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسکی خبر دی ہے کہ: "جب کہ عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو توریت ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا۔" "**و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد ۶**" "اور میرے بعد ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہو گا۔ ان کی بشارت دینے والا ہوں"۔

مرزا قادیانی کے کارنامہ مجددیت میں سے ایک جدت یہ بھی ہے کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ بشارت حضور احمد مدنی ﷺ کی بابت نہیں بلکہ میری (غلام احمد قادیانی) کی نسبت ہے۔ مولوی صاحب نے ان کے اسی دعویٰ کو دلیل کذب مرزا بنایا تھا۔ حافظ صاحب سے اور کچھ تو بن نہ پڑا۔ اسی دعویٰ کو بلا دلیل عجب عاجزانہ انداز سے یوں دہرا دیا کہ: "غیر احمدی مسلمانوں کو یہ نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ ہم احمدی (مرزائی) مسلمان...... بموجب ارشاد حضرت نبی اکرم ﷺ حضرت احمد (مرزا قایادنی) کو آپ سے جدا نہیں سمجھتے بلکہ حضور ﷺ کا حقیقی وارث اور تمام روحانی املاک کا

مالک سمجھتے ہیں۔ اس لئے جو کچھ حضرت محمد ﷺ کا ہے وہ سب حضرت احمد (مرزا قادیانی) کا ہے اور جو حضرت احمد (مرزا قادیانی) کا ہے وہ سب حضرت محمد ﷺ کا ہے۔ پس اس لحاظ سے اگر ایک پیشین گوئی کو جو غلطی سے حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق سمجھی جاتی ہے۔ آپ کے وارث حضرت احمد (مرزا قادیانی) کی طرف منسوب کر دی تو اس سے آپ لوگوں کا کیا نقصان ہوا۔

(نور ہدایت ۱۰۵/ادر حاشیہ)

بھلا اس گپ کی بھی کچھ حد ہے کہ بموجب ارشاد حضور ﷺ آپ سے مرزا قادیانی جدا نہیں۔ حافظ صاحب اگر آپ سچے ہیں تو ذرا ہمت کر کے پتہ دیجئے کہ حضور ﷺ نے ایسا کہاں فرمایا؟ ہاں یہ بھی فرمایئے کہ مرزا قادیانی کے سوا اب حضور ﷺ کا حقیقی وارث اور تمام روحانی املاک کا مالک کوئی اور بھی ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا خصوصاً جس کا اسم ذات احمد ہو تو انہوں نے اس پیشین گوئی کا مصداق اپنے کو یا اوروں نے ان کو کیوں نہ سمجھا اور خود حضور ﷺ نے بذریعہ وحی یا خبر ہونے پر بھی خبر کیوں نہ دی اور اگر نہیں ہوا تو ذرا اپنے **مقولہ** کو یاد کیجئے کہ حضور ﷺ کے بعد ان کا متبع کامل نبی ہوگا (نور ہدایت ۴۱/) پھر نمبر چار میں اپنے بھائی مرزائی کی پیش کردہ مجددین کی **فہرست** دیکھئے۔ اس کے بعد مباحثہ لدھیانہ کے موقع پر سردار **بچن سنگھ** حکم اور میر قاسم علی صاحب مرزائی **مناظر** کا (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے مدمقابل تھے) یہ سوال **وجواب** ملاحظہ فرمایئے۔

سوال...... آیا مرزا قادیانی کا دعویٰ دیگر انبیاء کے ہم رتبہ وہم پلہ ہونے کا تھا یا کم پیش؟

جواب...... اسلام میں انبیاء دو قسم کے ہیں۔ ایک صاحب شریعت صاحب امت، دوم جو اسی نبی اور اسی شریعت کے ماتحت ہوں۔ پہلی قسم کی مثال حضرت محمد ﷺ نبی اسلام کی ہے۔ دوسری مثال حضرت یحییٰ۔ مرزا قادیانی قسم دوم کے نبی تھے۔

سوال...... ان دونوں اقسام کے انبیاء میں روحانیت کے لحاظ سے کچھ فرق ہوتا ہے اور کیا؟

جواب...... ہاں اول قسم کے انبیاء پورے کمال کو پہنچے ہوئے اور قسم دوم کے ان سے کم درجے پر ہوتے ہیں جیسا کہ مالک اور نوکر کی حیثیت۔

سوال...... حضرت محمد صاحب کے بعد آپ کی مقرر کردہ قسم دوم میں کون کون نبی ہوئے ہیں؟

جواب...... ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب (خلفاء یا مجددین) حضرت محمد صاحب کے بعد ہوئے ہیں وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی تھے۔ جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا: "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔

سوال...... قسم دوم کے انبیاء بھی صاحب وحی الہام ہوتے ہیں؟

جواب...... ہاں۔ (منقولہ از رسالہ فاتح قادیان روئیداد مباحثہ لدھیانہ/۴۵، مطبوعہ اال سٹیم پریس لاہور ۱۳۲۸ھ) اگر ان سب کی مختصر لفظوں میں صاف اور صریح تشریح سننی ہو تو وہ بھی سنئے۔ آپ کے دوسرے بھائی مرزائی سناتے ہیں کہ: ''ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی اور ہوں گے۔'' (انوار خلافت/۶۲، بینڈ بل/۲)

اب نہ ہونے کی طرف رجعت قہقری فرمائیے اور مذکورہ الصدر استفسارات کا جواب دیجئے

دنیا جانتی ہے کہ محمد ﷺ کے اسم ذات دو ہیں **محمد اور احمد**۔ مگر مرزا قادیانی کا اسم ذات نہ محمد ہے نہ احمد بلکہ ان کا اسم ذات **غلام احمد** ہے۔ آیت میں بشارت بھی بنام احمد ہے نہ کہ بنام غلام احمد۔ پھر یہ بشارت عیسوی حضرت احمد مدنی ﷺ کو چھوڑ کر مرزا **غلام احمد قادیانی** کی کیوں کر ہوگئی؟

قرآن کی آیت مذکورہ میں جب صاف ''اسمہ احمد'' ہے تو حضور ﷺ کو اس کا مصداق سمجھنے میں دنیائے اسلام حق بجانب ہے نہ کہ غلطی پر۔ ہاں اگر یہ کہہ دیجئے کہ بشارت مرزا قادیانی کی ہے جن کا نام غلام احمد ہے اور خدا تعالیٰ نے اسمہ غلام احمد کے بجائے اسمہ احمد غلط وحی کر دی اور بقول مجذوب جو عند المرزا صحیح وتسلیم ہے کہ: ''عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔'' (ازالہ اوہام/۷۰۸، رخ ۳/۴۸۲)

جناب نے یہ خوب فرمایا کہ پیشین گوئی کو مرزا قادیانی کی طرف نسبت کرنے سے آپ لوگوں کو کیا نقصان ہوا۔ یہی عاجزانہ ادا آپ ایک جگہ اور دکھا چکے ہیں کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت و رسالت میں جھوٹے ہیں تو خدا کے گنہگار ہیں، **گالی** دینے والوں کا کیا **بگاڑا** ہے۔ (نور ہدایت/۱۶) یہ دراصل مرزا قادیانی کی نقل ہے، چنانچہ اپنے دعویٰ کی نسبت وہ بھی لکھ چکے ہیں کہ: ''میرے

۱۔ دنیا میں الاشیاء تعرف باضدادہا مشہور ہے مگر اس تعریف سے معلوم ہوا کہ مرزائیوں کا ''نعیبہا'' پر عمل ہے۔

اس دعویٰ پر ایمان لانا جس کی الہام الٰہی پر بنا ہے کون سی اندیشہ کی جگہ ہے۔ بفرضِ محال اگر میرا یہ کشف اور الہام غلط ہے اور جو کچھ مجھے حکم ہو رہا ہے، اس کے سمجھنے میں میں نے دھوکا کھایا ہے تو ماننے والے کا اس میں ہرج ہی کیا ہے۔" (ازالہ اوہام ۱۸۲، ۱۸۱، رخ: ۳/۱۸۸)

سبحان اللہ! یہاں ماننے والے کا ایمان رخصت ہوگیا۔ وہاں مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں۔ ہرج ہی کیا یہی حال مرزا قادیانی کے صحابی حافظ صاحب کا ہے......!!! کہ یہاں مرزا قادیانی کو نبی و رسول حتیٰ کہ مسلمان کہنے والا خارج از اسلام ہوگیا۔ زیر بحث پیشین گوئی کا انہیں مصداق بنانے خدا کی توہین کی، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور محمد رسول اللہ علیہما السلام کی تکذیب کی۔ دنیائے اسلام کی تضلیل کی اور جس نے مرزا قادیانی کو مصداق بنایا۔ اس کے ایمان و اسلام کی ساری کائنات لٹ گئی مگر حافظ صاحب کے یہاں ابھی کچھ بگڑا ہی نہیں اور کچھ نقصان ہی نہیں ہوا۔ انا للہ! پس مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ مرزا قادیانی کا اپنے کو "اسمہ احمد" کا مصداق بتانا ہی ان کے کاذب ہونے کی دلیل ہے۔ حق اور بجا ہے۔

دوسرے حصہ کی پہلی بات کہ پیشین گوئی کی صحت، دلیل صداقت نہیں ہے۔ حافظ صاحب نے اس کے متعلق کچھ گہرافشانی کی ہے مگر ایسی کہ نہ کہنا ہی بہتر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی بالکل حافظ صاحب ہی ہیں اور علوم دینیہ سے قطعاً نابلد ہیں۔ ورنہ ذی علم سے تو یہ طرز بعید ہے۔ خیر سنئے اصل قصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جب دعویٰ کیا کہ میں مجدد، مہدی، مسیح، نبی، رسول وغیرہ ہوں اور ثبوت میں پیش کیا کہ میری پیشین گوئیاں صحیح ہوتی ہیں تو چونکہ یہ اس قاعدہ کو تسلیم کر لینے پر مبنی تھا کہ پیشین گوئی کا پورا ہونا دلیل نبوت ہے۔ حالانکہ یہ غیر مسلم ہے۔ لہٰذا اصل بناء کے غلط ہونے کی وجہ سے ادھر سے علماء اسلام نے جواب دیا کہ آپ کے دعویٰ کی دلیل غیر صحیح ہے۔ یہی مولوی صاحب نے بھی لکھا تھا مگر حافظ صاحب ہیں کہ مرزا قادیانی کی تقلید میں ہمیں غلط قاعدہ کو صحیح منوانے کے درپے ہیں اور اس کے لئے اول نبوت کی تعریف کرتے ہیں کہ مولانا! نبی تو کہتے ہی اس کو ہیں جو دعویٰ نبوت کرے[1] (نور ہدایت/۸۴)

**علمی** دنیا میں فن **معقول** کا یہ **قانون** مشہور اور مسلم ہے کہ شئی کی تعریف بالمعروف جائز ہے اور بالمجہول ناجائز۔ لیکن مرزائی نہ معلوم کس دنیا میں رہتے ہیں۔ جہاں الٹی ہی گنگا بہتی ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی ہی کو دیکھئے۔ بقول خود وہ **نبی** ہیں۔ ایسے کہ قرآن ان کے منہ کی باتیں ہیں۔

ملخصاً (حقیقت الوحی ۸۴ ، رخ: ۲۲/ ۸۷)

الفاظ قرآنی دہقانی ہیں۔ قرآن پر ان کا کشف حاوی ہے۔ ان کے نزدیک قرآن میں قواعد صرف ونحو کا التزام بدعت ہے۔ (مناظرہ دہلی ۶۱)

اور عیسیٰ ہیں ایسے کہ قرآن میں غلطیاں نکالیں گے۔ یہی حال ان کے **امتی** حافظ صاحب کا ہے کہ ان کی کتاب صرف ونحو کے قاعدوں سے معرا، مولویانہ باتوں سے مبرا تو تھی ہی، اب معلوم ہوا کہ معقولی جھگڑوں سے بھی خالی ہے کہ **نبی** کی **نبوت** سے تعریف بالمجہول کرتے ہیں۔ اسی لئے **بلافصل** آگے اس کی انہیں یوں **تشریح** کی ضرورت پیش آئی کہ: ''یعنی خدا کی طرف سے جو غیب کی باتیں لوگوں کو بتائے۔'' اور اسی کو پیشین گوئی کہتے ہیں۔ تو آپ کی اس تشریح کے مطابق نبی کی تعریف یوں بھی ہوئی کہ ''نبی وہ ہے جو خدا کی طرف سے جو غیب کی باتیں بتائے، اور پیشین گوئی کی بھی تعریف معلوم ہوئی کہ غیب کا نام ہے (پیشینگوئی کی یہ تعریف بالمجہول یاد رہے)۔ مگر غیب آپ کی عبارت میں چونکہ خود غیر معروف ہے۔ لہٰذا یوں بھی نبی کی تعریف بالمجہول ہی رہی۔

علاوہ ازیں ص ۱۶۵ پر آپ نے لکھا ہے کہ نبی کے لفظی معنی تو صرف اس قدر ہیں کہ غیب کی باتیں بتانے والا چونکہ نجومی ورمال وغیرہ بھی غیب کی خبریں بتایا کرتے ہیں۔ اس لئے اصطلاحی **معنوں** کا اطلاق صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو خدائے تعالیٰ سے براہ راست غیب کی خبریں معلوم کر کے بطور پیشگوئی دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ مگر یہ بتایا کہ نبی کا لفظی معنی غیب کی باتیں بتانے والا کہاں لکھا ہے؟ اور نہ یہ ظاہر کیا کہ یہ لفظی معنی لغوی ہے یا عرفی یا شرعی؟ پہلی عبارت میں جب پیشین گوئی غیب کو کہہ چکے ہیں تو اب پچھلی عبارت میں غیب کی خبریں بطور پیشین گوئی بیان کرنے کا کیا مطلب ہے؟؟

غرض اس عبارت سے نبی لفظی معنی غیب کی باتیں بتانے والا اور **اصطلاحی** معنی خدا سے براہ راست غیب کی خبر معلوم کر کے بطور پیشین گوئی بیان کرنے والا ہوا، مگر ہر دو تعریف میں غیب کا وہی غیر معروف لفظ داخل ہے، جس سے تعریف بالمجہول لازم آتی ہے جو ناجائز ہے۔ ہر دو عبارت ملانے سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ نبی کی دو قسم ہے۔ لفظی اور اصطلاحی۔ نجومی رمال قسم اول کے نبی ہیں۔ دوسرے یہ کہ اصطلاح میں **نبی** وہ ہے جو منجانب اللہ غیب کی خبر دے یا پیشین گوئی کرے یا غیب کو بطور پیشین گوئی بیان کرے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم و**تعریف** خود حافظ

صاحب کی طبع زاد ہے ورنہ حوالہ دینا چاہئے تھا۔

تعریف کے سلسلہ میں لطیفہ اور بھی سن لیجئے۔ مولوی صاحب نے حافظ صاحب کو کہیں خط میں رسول کی تعریف لکھی تھی کہ جو مستقل شریعت لاتا ہے اور کسی اگلے رسول کا ماتحت نہیں ہوتا ہے (نور ہدایت ر۱۶۳) حافظ صاحب نے جواب میں اول بہت کچھ غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے پھر ہر نبی رسول ہوتا ہے اور ہر رسول نبی'' کا عنوان قائم کر کے مذکورہ پچھلی عبارت کے بعد لکھا ہے کہ رسول کے لفظی معنی صرف اتنے ہیں ''بھیجا ہوا''۔ چونکہ ہر شخص خدا کی تعریف سے بھیجا ہوا آیا ہے اس لئے اصطلاحی معنوں میں رسول اسے کہتے ہیں جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ پس نبی ورسول دونوں نام تمام نبیوں اور رسولوں پر استعمال ہو تے ہیں۔ (طول نویسی پر یہ فصاحت مستزاد ہے) خواہ وہ صاحب شریعت ہوں یا نہ ہوں۔ خواہ کسی اگلے رسول کے ماتحت ہوں یا آزاد ہوں یعنی کوئی نبی نہیں جو رسول یعنی خدا کا بھیجا ہوا نہ ہو اور کوئی رسول نہیں جو نبی نہ ہو یعنی اس نے غیب کی خبریں نہ بتائی ہوں۔

عبارت خصوصاً تعریف کے بیان میں لطائف میں طوالت ہوگی مگر یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ جیسے نبی کی نبوت سے تعریف کی تھی ویسے ہی اب رسول کی تعریف کر دی۔ ایسی مسلسل غلطی میں کروں تو یقیناً علماء مرزائیہ اس کا سبب سہو کو نہیں بلکہ جہل کو قرار دیں گے مگر حافظ صاحب کو اصلاح، دعا بشارت اور مدد دینے والوں کی طرح وہ کاہے کو کچھ کہیں گے حافظ صاحب کا مقصود یہ ظاہر کرتا ہے کہ **نبی ورسول** میں کچھ فرق نہیں جو جمہور **معتزلہ کا مذہب** ہے۔ مگر وہ اظہار مدعا پر قادر نہیں ہیں کیونکہ لفظاً فرق تو ظاہر ہے معناً فرق خود انہوں نے تعریف میں کر دیا ہے یعنی اصلاح کی قید رسول کی تعریف میں ہے مگر نبی کی تعریف میں نہیں۔ پھر وہی نبی صاحب شریعت آزاد اور نبی بلا شریعت **ماتحت** بھی کہتے ہیں۔ بایں ہمہ کہتے جاتے ہیں کچھ فرق نہیں۔ مولوی صاحب کی طرح آزاد اور **ماتحت** کا فرق جب آپ کو تسلیم ہے تو ان کی طرح شارع کی طرف سے کوئی ایسا لفظ آپ بھی پیش کیجئے جس سے مصداقاً بھی یہ فرق ظاہر ہو۔ ہمارے پاس تو رسول کا لفظ ہے جس کی دلیل یہ ہے۔

''وما ارسلنا من قبلك رسول ولا نبی'' (الحج ر۵۲)''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ نبی الخ

آیت ہذا میں رسول **کے بعد** نبی کا ذکر بغرض تعمیم بعد التخصیص ہے۔

حدیث: حضرت ابوذرحضور ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ:"کان الانبیاء مائة الف و اربعة وعشرین الفاو کان الرسل خمسة عشر وثلثمائة رجل منهم اولهم ادم الیٰ قوله اخر هم محمد" (حاشیہ مسامرہ طبع بیروت ۱۹۱/۱۹۲، رواہ طبرانی اخرجہ احمد فی المسند: ۲۶۶/۵، ۱۷۹، ۱۷۸)

"انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے اور رسول تین سو پندرہ۔ان میں سے اول آدم اور آخر محمد ہیں"

حافظ صاحب! مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ص۱۶۴ پر آخر کس بھروسہ پر اپنی غلط تعریف کو اصل تعریف لکھا اور کس بنیاد پر مولوی صاحب کی صحیح اور مدلل تعریف کو"ہرنی نامہ" کہہ کر مضحکہ اڑایا ہے؟

یہ تو تعریف کا حال تھا،اب اس دلیل کو بھی دیکھنا چاہئے جس کے لئے ایسی غلط تعریف کی گئی ہے۔یعنی پیشین گوئی کا دلیل نبوت ہونا۔حافظ صاحب لکھتے ہیں!ہر نبی کو اپنی صداقت منوانے کے لئے نبوت یعنی پیشین گوئیوں کا کرنا **ضروری** ہی نہیں بلکہ فرض ہے،ناظرین یہ ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے قابل توجہ ہے) کیونکہ نبی اور نبوت دونوں لازم وملزوم ہیں (نور ہدایت ر ۸۴) نبی کے لئے پیشین گوئیوں کا کرنا بھی نہایت ضروری ہے،وہ ضرورت یہ ہے کہ نبی دوقسم کی پیشنگوئیاں کرتا ہے۔کچھ دنیا کے متعلق کچھ آخرت کے متعلق۔چونکہ آخرت کا معاملہ مخفی اور صیغہ راز میں ہے۔اس پر ایمان ویقین لانے کے لئے ایک کامل مشاہدہ کی ضرورت ہے اور مشاہدہ دنیاوی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے پر منحصر ہے جب لوگ دنیا میں اس نبی کی باتوں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو معاً وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ بیشک یہ سچا نبی ہے اور جو کچھ اس نے عالم آخرت کے متعلق خبر دی ہے وہ سب سچ اور برحق ہے۔نور ہدایت ر ۸۵)

**اول** یہ معلوم رہے کہ **حقیقتاً خبر** کا تعلق واقعہ **گزشتہ** سے اور **پیشین گوئی** کا واسطہ واقعہ آئندہ سے ہوتا ہے۔خبر کا اطلاق پیشین گوئی پر مجاز ہے **پیشین گوئی** کی حقیقت واقعہ آئندہ کا **قبل از** وقت بیان کرنا ہے۔**پیشین گوئی** کا کرنا اور چیز ہے پیشین گوئی کا پورا ہونا امر آخر ہے

پیشین گوئی بوحی الٰہی نبی بھی کرتے ہیں اور نجوم، رمل، جفر وغیرہ کے ذریعہ سے غیر نبی بھی

کرتے

ہیں۔ پیشین گوئیاں دونوں کی پوری ہوتی ہیں مگر نبی کی سب اور غیر نبی کی کم۔ نیز نبی کی پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری ہے اور غیر نبی کا غیر ضروری غالباً حافظ صاحب کو اس سے اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہونا چاہئے۔

اب منقولہ عبارت میں تلاش کیجئے پیشین گوئی کرنا یا اس کا پورا ہونا دلیل نبوت ہے۔ اس کی دلیل اس میں یہاں ہے؟ عبارت کا ماحصل تو صرف یہ ہے کہ:

۱...... نبی پر پیشین گوئی کرنا فرض ہے۔

۲......اس کی دنیاوی پیشین گوئی پوری ہونا ضروری ہے۔

۳...... دنیاوی پیشین گوئی پوری ہوتے دیکھ کر لوگ اس کو سچا نبی سمجھتے ہیں۔ بھلا اس میں سے کون سی بات دلیل ہے؟

پہلا امر **خود** ایک جدید دعویٰ ہے جو بلا دلیل ہے۔ **دوسرا امر** گو صحیح ہو مگر دلیل نہیں۔ **تیسرا امر** آپ کی مرزائی جماعت کے لئے دلیل ہو تو ہو ہمیں تو اس کی ضرورت ہے کہ جس طرح مرزا قادیانی نے اپنی پیشین گوئی کو اپنے لئے معیار صداقت قرار دیا اور اپنی نبوت کے لئے دوسروں کے سامنے اس کو بطور دلیل پیش کیا۔ قرآن و حدیث سے اسی طرح حضورﷺ کی پیشین گوئی دکھلایئے، جس کو حضورﷺ نے اپنا معیار صداقت بتا کر اوروں کے سامنے بطور دلیل نبوت پیش کیا ہو۔

"فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار"

حافظ صاحب کی مذکورہ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کی نبوت اور اس کی صداقت اس کی پیشین گوئی خصوصاً دنیاوی پیشین گوئی کے پوری ہونے پر موقوف ہے اور اس پر ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا ہے مگر اب انہیں کی دوسری عبارت سے اس کے **برعکس** تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھنے کے قابل ہے، فرماتے ہیں (نور ہدایت ۳۰) پر مولوی صاحب کو لکھا کہ نبوت کے بعد دوسری ٹھوکر پیشین گوئی میں اس کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے لگی۔

مگر خود بجائے حقیقت لکھنے کے بطور الزام بلانقل عبارت حضورﷺ پر اعتراض کیا کہ آپ کی پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ پھر (نور ہدایت ۱۱۶) پر یہ عنوان قائم کیا۔ "پیشین گوئیوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟" مگر یہاں بھی اظہار حقیقت کی جگہ لگے پیشین گوئی کی تقسیم کرنے کی۔ قسم

ہے جس کو سابقاً نقل کر چکا ہوں اور وہیں ان کی وہ عبارت بھی درج کر چکا ہوں جن میں مذکور ہے کہ:

۱......اکثر پیشین گوئیاں مبنی بر استعارہ ہوتی ہیں۔(نور ہدایت/۱۰۸،۱۶۰)

۲......جن کی اصل حقیقت قبل از وقت ملہم من اللہ پر بھی منکشف نہیں ہوتی۔(نور ہدایت/۱۱۲)

۳......پیشین گوئیوں کا قبل از وقت نبیوں کو بھی صحیح علم نہیں دیا جاتا۔(نور ہدایت/۱۱۳)

۴......پیشین گوئی کی ہر قسم بینات وغیرہ میں نبی سے اجتہادی غلطی ہوتی ہے۔(نور ہدایت/۱۱۶)

۵......ان سے اجتہادی غلطی ضروری ہے۔(نور ہدایت/۱۱۴)

۶......ان سے خود خدا اجتہادی غلطی کراتا ہے۔(نور ہدایت/۱۱۷)

۷......شیطان کو رخنہ اندازی کا موقع دیا جاتا ہے کہ نبی کے اجتہاد میں اپنی طرف سے آمیزش کر دے۔(نور ہدایت/۱۱۵)

ناظرین! ذرا تصویر کا پہلا رخ پھر دیکھ لیں جس میں حافظ صاحب نے کس شد و مد سے پیشین گوئی کو دلیل نبوت، ذریعہ ہدایت اور ایمان کا موقوف علیہ قرار دیا تھا۔ مگر اب دوسرے رخ میں اسی کو اس جدوجہد سے ایسا مشکل الفہم، مشکوک اور ناقابل اعتبار بنا دیا کہ اسی بناء پر انہیں خود لکھنا پڑا کہ:

۱......نبی میں یہ صفت بھی ہونی چاہئے کہ کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ مگر نبی کے لئے پیشین گوئیوں کا کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔(نور ہدایت/۸۵)

۲......خدا نے پیشین گوئیوں کا راستہ ہی صاف (مطلب یہ کہ خدا نے کہہ دیا کہ پیشین گوئی دلیل نبوت نہیں ہے۔ اب دیکھنا ہے آپ خدا کی بھی مانتے ہیں یا نہیں) کر دیا کہ اگر کسی پیشین گوئی کے خلاف بھی دیکھو تو جلدی نہ کرو کہ مدعی نبوت کی تکذیب کرنے لگو بلکہ پیشین گوئی کے تمام

---

۱۔ یعنی مرزا قادیانی بلفظ "الھم انصر من نصر دین محمد الخ" خود دعاء بددعا کرتے اور اپنی جماعت کو اس کی تلقین فرماتے جو مرزائی اپنی پنجگانہ نمازوں میں اس کا بکثرت ورد رکھتے ہیں (نور ہدایت/۱۷۶)۔ مرزا قادیانی کے اسی طرز عمل کو حافظ صاحب ان کی نبوت وصداقت کی دلیل کہہ رہے ہیں۔

پہلوؤں پر غور کرو۔ پھر بھی سمجھ میں نہ آئے تو پیشین گوئی کے پیچھے نہ پڑو۔ نبی کی مقدس اور مجرب تعلیم سے اس نبوت پر ایمان رکھو۔ اس کے جھوٹا ہونے کا خیال بھی نہ کرو۔ (نور ہدایت ص۱۷۴ ملخصاً)

۳...... نبی کی تعلیم میں ضرور کوئی بات ایسی بھی ہوتی ہے جس کے مقابلہ پر اگر ظاہر بین لوگوں کی نظروں میں اس کی ہزاروں پیشین گوئیاں بھی غلط اور جھوٹی ثابت ہوں تب بھی صرف اس ایک بات کی وجہ سے اس مدعی نبوت پر ایمان لے آنا چاہئے۔ (نور ہدایت/۱۷۵)

۴...... مرزا قادیانی کا یہ طرز عمل اور جماعت کے لئے تعلیم کی صداقت پر ایسی زبردست دلیل ہے کہ جس کے بعد کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی اگر ان کی تمام پیشین گوئیاں بھی غلط یا جھوٹی ہوں تو ہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ ہمارے لئے ان کی اتنی ہی تعلیم کافی ہے جس پر چل کر ہم منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ (نور ہدایت/۱۷۶)

حافظ صاحب سے کوئی پوچھے کہ نبی کی دنیاوی پیشین گوئی پوری ہونے کے عینی مشاہدہ پر اظہار صدق نبوت اور ایمان و ہدایت خلق کا وہ انحصار اب کیا ہوا۔ کس کو ٹھوکر لگی اور کون منہ کے بل گرا۔ آپ یا مولوی صاحب؟ یہ امر قابل غور ہے کہ جب حافظ صاحب کے نزدیک بھی پیشین گوئی صادق و کاذب یا نبی اور غیر نبی میں امر مشترک ہے اور اسی لئے بقول حافظ صاحب یہ ہوسکتا ہے کہ سچے نبی کو نجومی اور نجومی کو نبی سمجھ لیا جاوے (نور ہدایت/۸۶) تو کیا وجہ ہے کہ وہ صادق یا نبی کے لئے تو دلیل صداقت و برہان نبوت ہو مگر کاذب یا غیر نبی کے حق میں ثبوت صدق و حجت نبوت نہ ہو۔ یہ میں نے مولوی صاحب کے سوال کی تقریر کی ہے۔ اس سوال پر حافظ صاحب نے بہت برہم ہو کر مولوی صاحب کو لکھا کہ ''اس قدر جرأت سے کام لیا کہ نبیوں اور نجومیوں کو ایک اسٹیج پر جا بٹھایا'' آپ کا یہ ناروا فعل انبیاء کی شان میں سخت گستاخی اور ان کی توہین کا موجب ہے اور آپ کی یہ بات ہمارے لئے بالکل ناقابل تسلیم ہے۔ (نور ہدایت/۸۴) مگر خود جو نبی کو نجومی اور نجومی کو نبی سمجھا جاسکنے کی وہی جرأت کی ایسکی خبر ہی نہیں۔

سوال کا جو جواب مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف میں دیا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ کاذب یا غیر نبی پیشین گوئی کنندہ دو قسم ہوتے ہیں۔ ایک مدعی نبوت دوسرے غیر مدعی نبوت، قسم اول مفتری علی اللہ ہے۔ اگر ایسا کاذب منجانب اللہ پیشین گوئی بیان کرنے کا دعویٰ کرے تو خدا اس کو

بلا مہلت ہلاک کرے گا اور وہ کامیاب نہ ہوگا۔

حافظ صاحب نے بھی اپنے پنجابی نبی کی اتباع کی ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے پیشین گوئی کرے اور کہے کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ایسا ہوگا تو آپ یقین مانیئے، کہ ایسا کہنے والے کو فوراً سزا دی جاتی ہے۔ یہ سنت اللہ قدیم سے چلی آتی ہے (نور ہدایت ۸۶،۸۵) مذکورہ عبارتوں میں نبی اور امتی دونوں نے مل کر یہ تسلیم کرلیا ہے کہ:

۱۔۔۔۔پیشین گوئی نبی اور غیر نبی میں مشترک ہے۔

۲۔۔۔۔یہ دھوکا ہو سکتا ہے کہ نبی کو غیر نبی اور غیر نبی کو نبی سمجھ لیا جائے۔

۳۔۔۔۔کاذب مدعی نبوت (متنبی) بھی پیشین گوئی کر سکتا ہے۔ **اب اختلاف صرف اس امر میں رہ گیا ہے کہ:**

۱۔۔۔۔مفتری علی اللہ صرف جھوٹے نبی کو کہتے ہیں

۲۔۔۔۔مفتری کو فوراً سزا دی جاتی ہے۔

۳۔۔۔۔مفتری کامیاب نہیں ہوتا۔

**امر اول** کہ مفتری علی اللہ محض جھوٹے نبی کو کہتے ہیں تخصیص بلا مخصص اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اصل یہ ہے کہ کوئی بات خلاف واقع کہنا کذب اور اس کو کسی طرف منسوب کرنا افترا، اتہام، بہتان ہے۔ جس کا حاصل جھوٹ بنانا ہے اور جو ایسا کرے وہ مفتری ہے۔ پس افترا اور مفتری عام ہے۔ ہر وہ جھوٹ افترا، اور اس کا مرتکب مفتری ہے جو انسان پر اتہام لگائے یا خدا پر اور خدا پر جھوٹا مدعی نبوت بہتان باندھے یا جھوٹا غیر مدعی نبوت۔ اس لئے خدا پر افترا کرنے والوں میں سے خدا نے قرآن میں فرعون کی جماعت کو بھی، یہود کو بھی، نصاریٰ کو بھی، مشرکین کو بھی، جھوٹے مدعی کو بھی، مفتری علی اللہ فرمایا ہے۔ مثلاً فرعون کی جماعت کو فرمایا "وقد خاب من افتری" لہٰذا مرزا قادیانی اور حافظ صاحب کا صرف قسم اخیر کو مفتری علی اللہ بنانا یہ خود ان کا افترا علی اللہ ہے۔

**امر دوم** کہ مفتری علی اللہ کو فوراً سزا دی جاتی ہے۔ ہاں سزا بیشک ملتی ہے مگر بلا مہلت اور فوراً یہ

---

۱۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر ۹،۸ کی یہ عبرت خیز مونگیر ملاحظہ ہو جس میں بحوالہ تاریخ متعدد کامیاب جھوٹے مدعیان نبوت کا مفصل ذکر ہے۔

ادعائے محض ہے پھر فوراً اور بلا مہلت سے مراد اگر یہ ہے کہ ادھر زبان سے افتراء نکلا۔ ادھر بلا فصل مفتری کے سر پر بجلی گری تو یہ بھی قطعاً بے اصل اور اگر جرم افتراء کے بعد سزا میں تاخیر ہوتی ہے، چاہے وہ طرفۃ العین اور ایک سیکنڈ کی ہو یا فرعون مدعی الوہیت کی طرح سینکڑوں برس کی ہو، تو مرزا قادیانی یا حافظ صاحب کو شریعت سے اس مدت تاخیر کی وہ حد بتانی چاہئے جس پر بلا مہلت اور فوراً کا بھی اطلاق ہو سکے لیکن ان سے یہ بھی ناممکن ہے۔

مرزا قادیانی اور حافظ صاحب کے بلا مہلت وفوراً کے برعکس قرآن وحدیث میں تاخیر منصوص ہے۔ کسی کے لئے تعین مدت کے ساتھ جیسے ابلیس کے لئے ''الیٰ یوم یبعثون'' قیامت تک کی مہلت، بعض کے لئے بلا تعین مدت جس کے نظائر قرآن وحدیث میں بکثرت ہیں۔ پھر بھی یہ کہنا کہ مفتری پر بلا مہلت فوراً عذاب نازل ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم سے چلی آتی ہے۔ بجائے خود افتراء علی اللہ ہے۔

**امر سوم** کہ مفتری علی اللہ کامیاب نہیں ہوتا۔ کہاں کامیاب نہیں ہوتا، عقبیٰ میں یا دنیا میں؟ **پہلی صورت** میں ہر عاصی مستحق عذاب اور کافر ومشرک کا بھی انجام ہوگا، پھر مفتری علی اللہ کی اس میں کیا خصوصیات ہوئی؟ **دوسری صورت** میں کامیابی سے مراد پیشین گوئی کا پورا نہ ہونا یا عزت، وقعت، دولت، وجاہت، حکومت کا نہ ملنا یا عمر کا دراز ہونا ہے تو یہ سب باتیں غلط ہیں، جس کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ اس کے برعکس امثال موجود ہیں مثلاً فرعون ہی موجود ہے۔

علاوہ ازیں مفتری علی اللہ ہی کا کامیاب نہ ہونا یہ خصوصیات خود بلاوجہ ہے۔ مرزا قادیانی کا اربعین میں یہ وجہ بیان کرنا کہ اس کی گمراہی دنیا میں نہ پھیلے، عجیب مضحکہ خیز وجہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ دنیا میں گمراہی صرف جھوٹے نبی ہی نہیں بلکہ دیگر لوگوں سے بھی بسا اوقات زیادہ پھیلتی ہے۔ آج بھی محض ایرانی بابی اور صرف پنجابی نبی جیسے کاذبوں ہی سے نہیں بلکہ دہریہ، آریہ، ہنود، یہود، نصاریٰ بکثرت موجود ہیں جن سے گمراہی اشاعت پذیر ہے۔ پس مرزا قادیانی کا مفتری علی اللہ کو خاص کرنا اگر افتراء علی اللہ نہیں تو اور کیا ہے؟

غرض جب پیشین گوئی کا دلیل نبوت ہونا غلط ہوگیا تو مرزا قادیانی لاکھ پیشین گوئی کیا کریں اور وہ پوری بھی ہوا کریں تو وہ اس سے نبی نہیں ہو سکتے بلکہ حضورﷺ کے بعد بوجہ مدعی

نبوت ہونے کے بجائے صدق کے اپنے کذب پر مہر کرنے والے ہوئے اور حافظ صاحب کا سارا تانا بانا بگڑ گیا اور اب وہ بلا نبی کے ہو گئے۔

**دوسرے حصہ** کی دوسری بات مرزا قادیانی کی چھ پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا ہے جس میں سماوی وارضی پیشین گوئی بھی داخل ہے۔ چھے پیشین گوئیوں میں سے 1۔ پیشین گوئی منکوحہ آسمانی (محمدی بیگم) کے متعلق ہے۔ جس کا مختصر حصہ پہلے لکھ چکا ہوں اور

تعارف کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ مرزا قادیانی اس میں بہت بدنام ہوئے۔

2۔ پیشین گوئی پادری آتھم کے متعلق ہے، مرزا قادیانی نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو الہاماً کہا تھا کہ پادری آتھم پندرہ ماہ کے اندر بسزائے موت داخل ہاویہ ہوگا مگر وہ اس مدت میں نہ مرا تو الہ آباد سے پنجاب تک کے پادریوں نے علانیہ جشن منا کر مرزا قادیانی کا خوب مضحکہ اڑایا۔ مرزا قادیانی کی اس میں بھی بڑی کرکری ہوئی۔

3۔ پیشین گوئی بصورت دعا مولوی ثناء اللہ صاحب غیر مقلد امرتسری کے بالمقابل تھی کہ خدایا ہم دونوں میں سے جو کاذب ہو وہ صادق کے سامنے تیری سزا سے مرجائے۔ پھر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کا یہ قول بھی چھپا کہ میں نے جو ثناء اللہ کے حق میں دعا کی تو الہام ہوا "اجیب دعوة الداع" یعنی یہ تیری دعا قبول ہے، دیکھئے مرزا قادیانی نے اول مشترک، پھر خاص دعا کی اور خاص کا الہام ہوا کہ قبول ہوئی، ان باتوں کا انہوں نے اعلان بھی کیا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ظہور برعکس ہوا، یعنی تعبیر خواب کی طرح قبولیت دعا الٹی ہوگئی، کہ مرزا قادیانی مر گئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب اہل حدیث ہنوز موجود ہیں۔ اس پیشین گوئی کے پوری ہونے نہ ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب سے لدھیانہ مناظرہ بھی ہوا۔ مرزائیوں کو شکست ہوئی۔ حسب قرارداد بحیثیت فاتح مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزائیوں سے تین سو روپیہ بھی وصول کیا۔ ردمرزا کے لئے اللہ تعالیٰ ان کی حیات میں اور ترقی دے۔ آمین!

حافظ صاحب نے جواب میں فرمایا ہے کہ منکوحہ آسمانی، پادری آتھم کی پیشین گوئی میں مرزا قادیانی کو نہیں بلکہ دوسروں کو اجتہادی غلطی لگی۔ جس کا جی چاہے مکمل ریکارڈ کو دیکھئے (نور ہدایت ص ۱۵۰، ۱۶۰)۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے بالمقابل پیشین گوئی کی بابت ہدایت کی ہے کہ **احمدی** رسالہ کا اس دعا وفیصلہ والا نمبر اور کتاب **آئینہ حق** نما دیکھنا چاہئے۔

ادھر سے بھی جواباً عرض ہے کہ خانقاہ رحمانیہ، مخصوص پور، مونگیر سے **فیصلہ آسمانی** ہر سہ حصہ ازمولانا محمد علی قدس سرہ اور تجارتی کتب خانہ قاسمی، دیوبند، ضلع سہارنپور **تحقیق لاثانی** ازمولوی محمد یعقوب صاحب مولف عشرہ کاملہ اور دفتر اہل حدیث امرتسر پنجاب سے **الہامات** مرزا بمع جواب آئینہ حق نما ازمولانا ثناءاللہ صاحب **امرتسری منگا** کر ملاحظہ فرمائے اور

مرزائیت سے تائب ہو کر دین اسلام قبول کیجئے، (احتساب قادیانیت کی مختلف جلدوں میں یہ تمام رسائل اور کتب شائع ہو چکے ہیں۔ فالحمد لللّٰہ علی ذلك)

4۔ آسمانی پیشین گوئی چاند اور سورج گرہن کے متعلق ہے مگر اس کا نہ حافظ صاحب نے کچھ جواب دیا اور نہ مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔

5۔ پیشین گوئی طاعون والی ہے یعنی پنجاب میں طاعون تھا۔ مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے (دافع ر۱۰، ۱۱، رخ: ۱۸/ ۲۳۰) لیکن خدا نے پنجابی رسول کا تخت الٹ دیا یعنی قادیان میں طاعون آیا اور زوروں پر آیا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ہر جگہ مرض طاعون زور پر ہے قادیان میں نسبتاً آرام ہے (البدر ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۲) قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔ (حقیقۃ الوحی ر۸۴، رخ ۲۲ر ۸۷) اور ان کے مریدوں نے لکھا کہ قادیان میں طاعون کی چند وارداتیں ہوئیں (البدر ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء، ایضاً ۶ر مئی) قادیان میں طاعون مرزا قادیانی کے الہام کے ما تحت اپنا کام برابر کر رہی ہے قادیان میں طاعون نے صفائی شروع کر دی۔ (ایضاً ۶ر اپریل ۱۹۰۴)

حافظ صاحب نے اس کی بابت بھی سکوت فرما کر مجھے کچھ لکھنے سے سبکدوش کر دیا ایں ہم غنیمت است۔

6۔ پیشین گوئی کسر صلیب کے متعلق ہے۔ مرزا قادیانی نے فرمایا تھا کہ میں **تثلیث** پرستی کے ستون کو توڑنے کے لیے آیا ہوں اگر میں نہ توڑ دوں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔

راہ حق ر۱۳ مولوی صاحب!

حدیث میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو صلیب کو بھی توڑیں گے۔ مرزا قادیانی نے چونکہ عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ لہٰذا

انہوں نے لوازمات مسیحیت کا بھی دعویٰ کیا۔ جن میں سے کسر صلیب بھی ہے اور اس پیشین گوئی میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے سے تعبیر کیا ہے۔ ہم اہل اسلام تو لفظ حدیث یعنی فیکسر الصلیب کا حقیقی معنے لیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے لیکن مرزا قادیانی اپنا اختراعی مرادی معنی لکھتے ہیں کہ ''صلیب کے توڑنے سے روحانی طور پر صلیب کو توڑنا اور صلیبی مذہب کو پاش پاش کرنا مراد ہے'' اور حافظ صاحب بھی اسی کے قریب قریب فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی وفات کو ثابت کر کے ان دجالوں (پادریوں عیسائیوں) کے خدا کی ہستی کا نام ونشان مٹا دیں گے (نور ہدایت/۶۲ درحاشیہ)

مگر حقیقی معنی کرنے میں چونکہ کوئی خرابی نہیں۔ لہٰذا مرزائی مرادی یا مجازی معنی بلا قرینہ لینا غلط ہے اور اگر تنزلاً مجازی معنی مان لیں تو بھی مرزا قادیانی کو کچھ مفید نہیں کیونکہ اسلام کی **طرف** سے عیسائیوں کے مقابلہ میں وہ کونسی دینی خدمت ہے کہ مرزا قادیانی نے کی؟ اور علمائے اسلام نے نہیں کی؟۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بجائے خدمت کے اسلام کی توہین کی اور بجائے تردید کے یہودیت ونصرانیت کی تائید کی۔ عروج مسیح، حیات مسیح، نزول مسیح، ظہور مہدی خروج دجال ختم نبوت وغیرہ مسائل اسلامیہ کے حقیقی وجود کو غائب کر دیا۔ بجائے کسر صلیب کے خود تثلیث کی تعلیم دی۔ چنانچہ فرماتے ہیں

''اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے، جس کا نام ''روح القدس'' ہے...... وہ ان دونوں کیلئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے۔ (توضیح مرام/۲۱،۲۲، رخ: ۶۱/۳)

غرض کسر صلیب کی پیشین گوئی بھی مرزا قادیانی کے ہاتھوں جھوٹی ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ ''ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔ (آئینہ کمالات/۲۸۸، رخ: ۵/ایضاً) ان کے پیش کردہ معیار صدق وکذب کے مطابق ان پیشین گوئیوں سے دنیا نے ان کا امتحان لیا، پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں لہٰذا دنیا ان کو جھوٹا سمجھنے پر مجبور ہے مگر حافظ صاحب حب مرزا میں ظلمت کذب کو ہنوز صبح صادق ہی سمجھ

رہے ہیں جو فرماتے ہیں کہ ”ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک بھی پیشین گوئی نہیں جو خدا سے علم پا کر کی گئی ہو اور وہ غلط یا جھوٹی ہوئی“ (نور ہدایت/۱۷۴)

پس مولوی صاحب نے جو نتیجہ نکالا تھا وہ صحیح ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں کاذب ہیں
۷...... مسیح ابن مریم علیہما السلام کی حسب آیت ”فلما توفیتنی“ وفات ہو چکی فقط۔

مولوی صاحب نے اس آیت اور دوسری آیت سے بھی حیات مسیح ثابت کر کے مرزائی کا اچھا جواب دیا ہے جواب الجواب میں حافظ صاحب سے کچھ نہ ہو سکا، بس دعویٰ کر دیا کہ خدا نے دو جگہ تو صراحتاً اور اکثر جگہ اشارتاً حضرت مسیح کی وفات کا ذکر کر کے اس قضیہ نامرضیہ کا فیصلہ کر دیا۔ (نور ہدایت/۸۷) مگر صراحۃً اور اشارۃً والی نقل نہ کی۔ ہاں دو ہدایات البتہ کی۔

**اول** یہ کہ (نور ہدایت/۸۰) پر ہدایت کی کہ مرزا قادیانی کی کتاب نزول المسیح اور مسیح ہندوستان میں دیکھئے جواباً ادھر سے بھی گزارش ہے کہ قاضی سلیمان صاحب مرحوم کی کتاب تائید الاسلام اور غایۃ المرام مولوی ابراہیم صاحب کی کتاب شہادۃ القرآن ہر دو حصہ اور الخبر الصحیح عن قبر المسیح مولوی حکیم خدا بخش صاحب کی کتاب البیان الصحیح فی حیاۃ المسیح، مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کی کتاب کلمتہ

اللہ فی حیات المسیح، مولانا محمد عبدالشکور مدیر النجم لکھنوی کی بمقابلہ مرزائیاں بحث حیات حضرت مسیح بن مریم۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی مدظلہ العالی کی الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح وغیرہ ملاحظہ فرمائے۔ (نوٹ: یہ اکثر کتب احتساب قادیانیت کی مختلف جلدوں میں شائع ہو چکی ہیں۔)

دوم یہ کہ (نور ہدایت/۹۷) پر چیلنج دیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے اور فوت شدہ دنیا میں واپس نہیں آ سکتا..... اگر آپ لوگوں میں اس فیصلہ کے توڑنے کی قوت ہے تو حیات مسیح اور ان کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانا قرآن وحدیث سے ثابت کریں اور ہمارے موجودہ امام (مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ المسیح ثانی ولد مرزا غلام احمد قادیانی) سے مبلغ تیس ہزار روپے کا انعام حاصل کریں۔ پھر اس کے بعد ایک سیکنڈ کے لئے سلسلہ احمدیہ (مرزائیہ) میں رہنا ہمارے لئے حرام ہوگا اور ہم خدا کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم بلا کسی دلیل اور ثبوت کے حضرت مسیح ناصری کی آمد

کا انتظار کریں گے خواہ انتظار کرتے کرتے قیامت ہی کیوں نہ آ جائے۔

جواباً عرض ہے کہ ہمیں آپ کا چیلنج بسر و چشم منظور ہے لیکن اولاً یہ فرمائیے کہ جب کتب مذکورہ خصوصاً غایۃ المرام اور تائید الاسلام میں قاضی سلیمان صاحب مرحوم نے اور شہادۃ القرآن ہر دو حصہ میں مولوی ابراہیم صاحب بفضلہ تعالیٰ **عروج مسیح** اور **حیات مسیح** کو بدلیل صحیح قرآن و حدیث سے کما حقہ ثابت کر دیا جس کا جواب نہ خود مرزا قادیانی سے ہو سکا، نہ آپ کے موجودہ امام سے بن پڑا اور الحمدللہ وہ کتابیں ہنوز لاجواب ہیں تو مرزا محمود نے انہیں انعام مذکورہ کیوں نہ دیا اور آپ نے مرزائیت سے توبہ کر کے دین اسلام کیوں نہ قبول کیا؟ ثانیاً اس چیلنج کے شرائط اور دیگر امور ضرور یہ کی بابت معاملہ مجھ سے آپ طے کریں گے یا آپ کے موجودہ امام صاحب؟ کیا میں امید رکھوں کہ آپ مجھے مناسب اور جلد جواب دیں گے؟

ناظرین! مرزائی نے نمبر ۸ میں ثبوت وفات مسیح میں جو آیت پیش کی ہے اس کی حمایت میں بجواب مولوی صاحب جو کچھ حافظ صاحب نے فرمایا ہے وہ وہی ہے جس کا جواب ابھی اوپر گزر چکا ہے لیکن بخاطر ناظرین ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ مرزائی نے یہ آیت ثبوت وفات مسیح میں پیش کی ہے۔ قیامت کے دن نصاریٰ کے متعلق خدا کے سوال کے جواب میں حضرت عیسیٰ ابن مریم فرمائیں گے کہ: ”فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم و انت علیٰ کل شی شھید (مائدہ/۱۱۷)“ پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں“

آیت میں مابہ النزاع لفظ توفیتنی ہے۔ جس کا **مادہ توفی** ہے۔ آیۃ ہذا میں ہم اس کو بمعنی رفع لیتے ہیں اور مرزا قادیانی ”بمعنی موت“۔ مرزا قادیانی نے ازالہ میں بزعم خود ثبوت وفات مسیح کے لئے تیس آیتیں جو پیش کی ہیں ان میں سے ایک تو یہ تھی جو مرزائی نے لکھی ہے اور ایک آیت ”یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی الایہ“ بھی ہے۔ اس میں بھی انہوں نے ”**متوفیک کو بمعنی ممیتک**“ اور اس کے **مادہ توفی** کو بمعنی موت لیا ہے۔ جس کی دلیل یہ لکھی ہے کہ ”**توفی** کے معنی اماتت اور قبض روح کے ہیں لیکن افسوس بعض علماء نے **محض الحاد اور تحریف** کی رو سے اس جگہ توفیتنی سے **مراد رفعنی** لیا ہے اور اس طرف ذرہ خیال نہیں کیا کہ یہ معنے نہ صرف لغت کے مخالف بلکہ سارے قرآن کے مخالف ہیں۔ پس یہی تو الحاد ہے کہ جن خاص معنوں کا قرآن کریم نے اول

سے آخر تک کا التزام کیا گیا ہے، ان کو بغیر کسی قرینہ قویہ کے ترک کر دیا گیا ہے،...... چنانچہ جب میں نے غور سے صحاح ستہ کو دیکھا تو ہر ایک جگہ انہیں معنوں میں محدود پایا گیا۔ (ازالہ اوہام/۶۰۱، رخ:۴۲۴/۳)

یہ تو مرزا قادیانی کے خیال کے مطابق لغت، قرآن، حدیث کے خلاف معنی کر کے علماء اسلام جرم الحاد وتحریف کے مرتکب اور اس لئے محرف وملحد یعنی کافر ہوئے مگر اب مرزا قادیانی کا حال سنئے۔

۱...... (ازالہ/۳۹۴، رخ:۳۰۳/۳) پر اقرار کیا ہے: ''آیت متوفیک میں (بلفظ متوفیک) موت کا وعدہ ہے۔ نہ کہ موت کی دلیل یا خبر ملخصاً۔'' اور (ازالہ/۳۹۲، رخ:۳۰۲/۳) پر مان لیا ہے کہ: ''متوفیک میں موت سے مراد حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے۔'' (ملخصاً) نیز اسی کتاب میں متعدد مقام پر تسلیم کرلیا ہے کہ بقرینہ متوفیك ورافعك الی ہے۔ مراد باعزت موت ہے اور (ازالہ/۳۳۲، رخ:۳۶۹/۳) ''توفی کا معنی بظاہر نیند ہونا قبول کرلیا ہے۔''

دیکھئے مرزا قادیانی نے توفی کا حقیقی معنی موت لیا اور آیت کو دلیل موت میں پیش کیا تھا مگر کس صفائی سے اسی آیت اور اسی لفظ کی بحث میں وعدہ موت مجازی موت، باعزت موت اور نیند کی طرف اتر آئے۔ ابھی کیا ہے اور دیکھئے۔

۲...... مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے (شہادۃ القرآن طبع سوم ج۱ص۱۱۰) میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے (آئینہ کمالات اسلام/۵۶۴، رخ:۵/ایضاً) میں جہاں اپنے آپ کو خدا بنایا ہے۔ ''استوفانی'' لکھا ہے اور اس جگہ فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول خود مرزا قادیانی ذی روح اور اس سے مراد موت نہیں ہے پس مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ لفظ توفی سوائے قبض روح کے کسی اور معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بالکل غلط اور مردود ٹھہرا۔

۳...... قاضی سلیمان مرحوم نے (تائید الاسلام طبع دوم ص۱۶) میں لکھا ہے کہ

---

۱۔ جیسا کہ مرزائی کتاب (کلمۃ الفصل ص۱۱۶، اور عقائد محمودیہ ص۱۶) میں لکھا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔''

نعوذبالله من هذا الهفوات.

''براہین احمدیہ میں جس کو مرزا قادیانی نے خدا کے حکم والہام سے لکھا اور جس کو کشف میں حضرت سید فاطمہ زہرا نے مرزا قادیانی کو یہ کہہ کر دیا کہ یہ تفسیر علی مرتضیٰ ہے۔ مرزا قادیانی نے آیت ''یا عیسیٰ انی متوفیك'' کا اپنے اوپر الہام ہونا لکھا ہے اور پھر اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے پوری نعمت دوں گا۔ ظاہر ہے کہ اگر متوفیک کے معنی حقیقی تجھے ماروں گا ہوتے تو الہامی کتاب اور کشفی تفسیر میں یہ ترجمہ اس نے کیا جاتا۔ مرزا قادیانی اس وقت بھی کچھ جاہل نہ تھے جو توفی کے معنی نہ جانتے ہوں۔ پس اگر یہ ترجمہ ان کے لئے جائز اور صحیح ترجمہ تھا تو حضرت مسیح کے لئے کیوں یہ ترجمہ صحیح نہیں۔''

مرزا قادیانی نے جس جرم کی بنا پر علماء اسلام کو محرف ملحد بنایا تھا۔ اسی جرم کے مجرم وہ خود بھی ہیں۔ علماء اسلام تو خیر عالم ہی ہیں لیکن مرزا قادیانی تو مجدد، مہدی، مسیح نبی، قمر الانبیاء جامع النبیین، خاتم النبیین ابن اللہ وغیرہ بنکر سنگین مجرم ہوئے مگر اب کون کہے کہ لغت قرآن حدیث، التزام کے خلاف تحریف اور الحاد کر کے خود مرزا قادیانی کیا ہوئے؟

معزز ناظرین! سچی بات یہ ہے کہ جو شخص کسی کے مقابلہ میں علاوہ بدزبانی اور فضول طول نویسی کے اپنی کتاب میں اتنی **غلطیاں** کرے۔ ایسی بے ترتیب باتیں لکھے، نہ وہ قابل خطاب ہے نہ اس کی کتاب لائق جواب، مگر صرف اس خیال سے کہ عوام کچھ کا کچھ نہ سمجھ بیٹھیں۔ مولوی صاحب کی طرف سے حافظ صاحب کی **غلطی** اور **بے ترتیبی** ظاہر کر کے دکھلانا پڑا کہ یہ ہے حافظ صاحب کی قابلیت اور ان کے غیر معمولی کتاب کی معجزانہ حالت اور یہ ہیں مدد، اصلاح، دعا، بشارت کردہ اور خدائی مصافحہ والی تحریر میں مرزا قادیانی کی صداقت کے ہزاروں نشان، شاید اسی لئے کتاب حافظ صاحب کے موجودہ امام کی تائیدی وتصدیقی دستخط سے بھی محروم ہے۔

خدا کرے میری یہ تحریر مرزائیوں کے لئے ذریعہ ہدایت اور دیگر بھائیوں کے حق میں باعث مزید بصیرت ہو۔ آمین یارب العالمین! تمت (حکیم محمد عبدالشکور حنفی مرزاپوری، یکم نومبر ۱۹۳۰ء)

## محقق العصر حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی ؒ جید عالم اور ہمہ جہت مناظر تھے۔ برصغیر پاک وہند میں اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کی خدمت کا بہت بڑا کام لیا ہے، آپ کا اصل موضوع تو ردِ رفض اور عظمت صحابہؓ کا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر فتنوں قادیانیت وغیرہ کا بھی خوب تعاقب فرمایا۔ ہمارے عزیز ان مولانا بلال احمد اور مولانا محبوب احمد نے حضرت کے ختم نبوت کے موضوع پر نایاب رسائل ومناظرے اور مضامین یکجا کئے ہیں جو انتہائی عمدہ کاوش ہے، اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ مالک کریم ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

دعاگو

ناچیز محمد نافع عفا اللہ عنہ

دکان نمبر-8، فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر، 40-اردو بازار لاہور
0321-2565051, 0323-4287430